مدینہ سے شام تک

(فِی مَقتَلِ مَن قَالَ اَنَا قَتِیلُ العَبرَۃِ)

[حصہ اول]

مؤلف

محقق وحید حضرت علامہ

محمود بن السید مہدی موسوی دہ سرخی

مترجم

علامہ الطاف حسین کلاچی

پرنسپل مدرسہ باب العلم تونسہ شریف

نظر ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم

— ناشر —

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

فون: 5425372

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب : مدینہ سے شام تک (حصہ اول)

محقق وحید حضرت علامہ

مؤلف : محمود بن السید مہدی موسوی دہ سرخی

مترجم : علامہ الطاف حسین کلاچی

نظر ثانی : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : غلام حبیب ، محمد عمران حیدر

اشاعت : مئی 2010ء

صفحات : 416

ہدیہ : 400 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین ۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

Presented by Ziaraat.Com

ترتیب

دشت نینوا	13
عرض مترجم	24
ماں فاطمہؑ ہو، نانا رسالت مآب ہو	28
مقدمہ	38
در ثواب گریہ بر امام حسین علیہ السلام	44
در گریہ جمیع مخلوقات بر حسین علیہ السلام	59
گریہ ملائکہ بر جناب امام حسین علیہ السلام	63
در گریہ آسمان و زمین برائے کشتہ شدن حسینؑ و یحییٰؑ	66
جنوں کا امام حسینؑ پر نوحہ و گریہ	70
امام حسینؑ کا جواب	76
ہاشمیات کا مرثیہ	77
نوحہ جن	82
پرندہ اُلّو کی امام حسینؑ پر عزاداری	83
انبیاء کرامؑ کا کربلا سے گزرنا	84
جناب نوح علیہ السلام کا کربلا سے گزر	86
جناب ابراہیم خلیل علیہ السلام کا کربلا سے گزر	86
حضرت اسماعیل علیہ السلام کا گزرنا	87
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزرنا	88
جناب سلیمان علیہ السلام کا گزرنا	88
جناب عیسیٰ علیہ السلام کا گزرنا	89
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزرنا	90
راس الجالوت پسر یہودا کا گزر	91

Presented by Ziaraat.Com

- حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا گزر 91
- امام حسینؑ اور زیارت انبیاء علیہم السلام 97
- امام حسین علیہ السلام کی زیارت اور ملائکہ 99
- ملائکہ اور زوار امام علیہ السلام 101
- دعا پیغمبرؐ و فاطمہ زہراؑ و علیؑ و آئمہ طاہرینؑ اور زائرین حسینی 103
- امام صادق علیہ السلام اور زوار امام حسین علیہ السلام 103
- ثواب نماز ملائکہ مال زائرین 106
- امام حسینؑ کی زیارت کا لزوم 106
- ثواب زیارت خود یا نیابت 107
- زائر خائف کا ثواب 112
- امام حسینؑ کی زیارت کے لیے مال خرچ کرنے کا ثواب 113
- زیارت امام حسینؑ کا سوار ہو کر یا پیدل چلنے کا ثواب 115
- بارگاہ خداوندی میں مقام زوار 119
- زوار حسینؑ ہمسایہ محمدؐ و آل محمدؐ 120
- زائرین سب سے پہلے 121
- ثواب زائر عارف 121
- ثواب زائر برائے محبت اہل بیتؑ 124
- ثواب شوق زیارت 125
- اللہ کے لیے زیارت 127
- زیارت امام حسینؑ بہترین عمل 129
- جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے اس کا اجر---- 129
- زیارت امام حسین علیہ السلام زیارت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 130
- زیارت امام حسین علیہ السلام رزق اور عمر کو بڑھاتی ہے 131
- زیارت امام حسینؑ اور گناہوں کی نابودی 132
- زیارت امام حسینؑ معادل عمرہ☆ 133
- زیارت امام حسینؑ اور حج 134
- زیارت امام حسینؑ اور حج وعمرہ 136

Presented by Ziaraat.Com

- زیارت اور دس حج 138
- زیارت اور بیس حج 138
- زیارت اور پچیس حج 139
- زیارت اور تیس حج 139
- امام حسینؑ کی زیارت اور پچاس حج 140
- زیارت اور اسی حج 141
- زیارت اور ایک سو حج 141
- زیارت اور ایک ہزار حج 141
- زیارت اور غلاموں کا آزاد کرنا 142
- زائر شافع روزِ محشر 142
- زیارت امام حسینؑ پریشانیوں کا حل 143
- زیارت در روزِ عرفہ 146
- زیارت روزِ عاشورا 150
- زیارت ماہِ رجب میں 152
- زیارت نیمہ شعبان 153
- زیارت در ماہِ رمضان و شبِ قدر و شبِ فطر 155
- تارکِ زیارت امام حسینؑ 157
- فضیلت کربلا و خاکِ کربلا 159
- فضیلت تربت امام حسینؑ 163
- آدابِ زیارت 171
- زیارت امام باغسل 174
- زیارت امام بدون غسل 177
- اسباب خروج امام حسینؑ از مدینہ 178
- وصیت معاویہ با یزید 178
- امام حسینؑ اور حاکم مدینہ 180
- عتبہ کا یزید کی طرف خط 180
- یزید کا ولید بن عتبہ کے نام خط 181

Presented by Ziaraat.Com

- امام حسینؑ اور دربار ولید 182
- امام حسینؑ کو مروان کی نصیحت 184
- وداع امام حسینؑ با قبر جد امجدؐ 184
- محمد بن حنفیہ کی نصیحت 188
- وصیت نامہ امام حسینؑ با محمد حنفیہ 189
- محمد حنفیہ کا مدینہ رہ جانے کا سبب 190
- وداع خواتین بنو ہاشم 191
- جناب اُم سلمہؑ اور امام حسینؑ 192
- امام حسینؑ اور آپؑ کے دوست 193
- خروج از مدینہ اور جن و ملائکہ کی فوجیں 195
- ورود مکہ معظمہ 197
- اہل کوفہ کی طرف سے امام مظلومؑ کے نام خطوط 198
- امام مظلومؑ کا کوفیوں کے خطوط کا جواب 201
- حضرت مسلمؑ کی کوفہ کی طرف روانگی 203
- خطبہ نعمان بن بشیر 205
- عبداللہ بن مسلم کا نعمان کے خلاف یزید کو خط 206
- یزید کا ابن زیاد کے نام خط 207
- حضرت امام حسینؑ کے خطوط اشراف بصرہ کی طرف 208
- یزید بن مسعود کی بزرگان بصرہ سے گفتگو 208
- یزید بن مسعود کا امام حسینؑ کی طرف خط 210
- ابن زیاد کی بصرہ سے کوفہ روانگی 211
- ابن زیاد کا کوفہ میں داخلہ 212
- ابن زیاد کا ہانیؓ کے گھر شریک بن اعور کی عیادت کے لیے آنا 214
- تدبیر ہانیؓ و مسلمؑ در قتل ابن زیاد 215
- عیادت ابن زیاد از ہانیؓ 216
- جاسوسی معقل غلام ابن زیاد 217
- معقل کا دھوکہ دینا 219

Presented by Ziaraat.Com

* ابن زیاد کا ہانیؓ کو دھوکہ دینا 219
* مسلمؑ بن عمرو باہلی کی ہانیؓ سے گفتگو 222
* ہانیؓ زندان میں 222
* اعتراض حسان بن اسماء یا اسماء بن خارجہ بر ابن زیاد 223
* نصرت قبیلہ ہانیؓ 224
* قاضی شریح کی بددیانتی 224
* ابن زیاد مسجد میں منبر پر 224
* خروج مسلم بن عقیلؑ 225
* ابن زیاد کا ایک اور مکر وفریب 226
* مسلم بن عقیلؑ محمد بن کثیر کے گھر میں 228
* جناب مسلم بن عقیلؑ اور غربت وسرگردانی 229
* گرفتاری محمد بن کثیر 230
* شامی لشکرِ کوفہ میں 230
* محمد بن کثیر اور اُس کے بیٹے کی شہادت 232
* شجاعت وشہامت فرزند محمد بن کثیر 232
* جناب مسلم بن عقیلؑ کا ابن کثیر کے گھر کو چھوڑنا 233
* مہمان نوازی طوعہ 235
* اعلانِ خطر از طرف ابن زیاد 236
* بلال کا ابن زیاد ملعون کو جناب مسلمؑ کی خبر دینا 237
* حضرت مسلم بن عقیلؑ کی جنگ 238
* گرفتاری مسلم بن عقیلؑ 242
* وصیت مسلمؑ با ابن اشعث 242
* جناب مسلمؑ کا پانی طلب کرنا 243
* ورود مسلم بن عقیلؑ بر ابن زیاد 244
* جناب مسلم بن عقیلؑ کی وصیت 246
* شہادت مسلمؑ بن عقیل 247
* جناب ہانیؓ بن عروہ کا قتل 249

Presented by Ziaraat.Com

زبان حال حضرت مسلمؑ از جوہری	252
جناب مسلم بن عقیلؑ اور جناب ہانیؓ کے سر دربار یزید میں	257
یزید کا ابن زیاد کے نام خط	258
شہادت پسران مسلم بن عقیلؑ	259
طفلان جناب مسلمؑ بوڑھی خاتون کے گھر	260
حارث کا گھر میں آنا	261
کیفیت شہادت طفلان جناب مسلمؑ	263
طفلان مسلمؑ کے سر ابن زیاد کے دربار میں	266
مقتل ناسخ اور طفلان مسلمؑ	269
فرزندان مسلمؑ کے بارے ابن زیاد کا حکم	269
زندان بان اور رہائی پسران مسلمؑ	271
شہادت زندان بان	272
طفلان مسلمؑ در خانہ حارث	273
طفلان مسلمؑ اور حارث	274
شہادت طفلان مسلمؑ بدست حارث	275
طفلان حضرت مسلمؑ کے سر دربار ابن زیاد میں	277
ابن زیاد اور حارث کا قتل	278
حضرت امام حسینؑ کی مکہ سے عراق روانگی	279
واقدی اور زرارہ بن صالح کی وصیت	282
محمد بن حنفیہ کی نصیحت	283
جناب عبداللہ بن عباس کی نصیحت	285
عبداللہ بن زبیر اور امام حسینؑ	285
جناب عبداللہ بن عباس کی دوبارہ حاضری	287
ابن عباسؓ اور ابن زبیر	290
عبداللہ بن مطیع عدوی اور امام حسینؑ	291
عمرو بن عبدالرحمن بن حارث ابن ہشام مخزومی اور امام حسینؑ	291
عبداللہ بن عمر بن خطاب اور امام حسینؑ	293

Presented by Ziaraat.Com

ہاشم مخزومی اور امام حسینؑ	295
فرزدق اور امام حسینؑ	295
عمرو بن سعید اور امام حسینؑ	298
عبداللہ بن جعفر طیارؑ اور امام حسینؑ	299
نامہ عمرو بن سعید با امام حسینؑ	300
یزید بن معاویہ کا خط عمرو بن سعید کے نام	302
عبداللہ ابن عباس کے نام یزید کا خط	304
عبداللہ بن عباس کا خط بنام یزید	306
وداع محمد بن حنفیہ با امام حسینؑ	307
منزل ثعلبیہ پر بشر بن غالب سے امامؑ کی ملاقات	307
ملاقات امامؑ با اباھرہ (اباھرم) (ابوہریرہ)	309
ملاقات امامؑ با مرد عراقی	310
ابن زیاد کے نام ولید کا خط	311
طرماح کی ملاقات	312
امام حسینؑ کا کوفہ کی طرف متوجہ ہونا	315
بزرگان کوفہ کے نام امامؑ کا خط	315
خط لکھنے کی وجہ	316
عبداللہ بن یقطر کی گرفتاری	316
ابن زیاد کے محل میں ابن یقطر کی شہادت	317
زہیر بن قین سے ملاقات	318
غیبی آواز اور حضرت زینبؑ	320
امام حسینؑ، حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؑ کی شہادت	321
گریہ دختر مسلمؑ بر پدر	322
فرزدق کی امام حسینؑ سے دوسری ملاقات	323
خبر شہادت عبداللہ بن یقطر	325
ملاقات حضرت با عمرو بن لوذان (لوذان)	326
ملاقات امام حسینؑ با حر بن یزید ریاحی	328

Presented by Ziaraat.Com

پیاسے دشمن کی سیرابی	328
علی بن طعان محاربی کا قصہ	329
حصین بن نمیر کا لشکر امامؑ کے سامنے	329
سیدالشہداءؑ کا منزل ذوحسم (ذوخشب) پر خطاب	330
خطبہ امام حسینؑ بعد از نماز عصر	331
حُر کا سامنے آنا	333
حُر کے لیے حیران کن ملکوتی صدا	333
حُر کی ملاقات	333
عبیداللہ بن حُر جعفی کی ملاقات	335
ندامت و پشیمانی عبیداللہ بن حُر جعفی	339
احوال عبیداللہ بن حُر جعفی	340
حضرت امام حسینؑ کا جناب یحییٰ بن زکریاؑ کو یاد کرنا	342
طرماح بطور راہبر لشکرِ امام حسینؑ	342
امام حسینؑ کا خواب	342
حُر کی طرف ابن زیاد کا خط	343
حُر کا امام حسینؑ کے سامنے رکاوٹ کھڑی کرنا	345
امام حسینؑ کا خطبہ	345
اصحاب حسینی کی گفتگو	346
زُہیر بن قین	346
ہلال بن نافع	346
بُریر بن حضیر	347
ورود کربلا	348
اسماء کربلا	348
اسمائے کربلا	351
اشعاری مناسب مقام از جوہری	352
ورود کربلا امام حسینؑ کی خبر ابن زیاد کے دربار میں	356
ابن زیاد کا عمر بن سعد کو دربار میں طلب کرنا	357

Presented by Ziaraat.Com

* عمر بن سعد اور ذہنی کشمکش 358
* خطبہ ابن زیاد و آمادہ کردن لشکر 362
* ابن زیاد کا شبث بن ربعی کے نام خط 363
* پرچم داران ابن زیاد 364
* ابن زیاد ملعون کے لشکر کی تعداد 364
* مختصر اقوال در عدد لشکر ابن زیاد 365
* جمع بین اقوال در عدد لشکر ابن زیاد 366
* امام حسینؑ کے اصحاب کی تعداد 367
* مختصر اقوال در عدد لشکر امام حسینؑ 368
* عمر بن سعد کا ورود کربلا 369
* کثیر بن عبداللہ شعبی قاصد عمر بن سعد 369
* ابن سعد کا خط ابن زیاد کے نام 371
* جواب ابن زیاد با ابن سعد 372
* حبیب بن مظاہر اور قبیلہ بنی اسد 373
* امام حسینؑ کے ساتھ عمر بن سعد کی ملاقات 374
* خولی کا خط ابن زیاد کے نام 376
* دریائے فرات پر فوج یزید کا پہرہ 377
* عبداللہ بن حصین کی گستاخی 377
* پانی کا بند ہونا اور کنوئیں کی کھدائی 378
* حضرت عباسؑ کے لیے لقب سقاء 379
* یزید بن حصین کی ابن زیاد کو نصیحت 380
* حضرت امام حسینؑ اور عمر بن سعد کے درمیان مذاکرات 381
* ابن سعد کا خط ابن زیاد کے نام 382
* ابن زیاد کا جواب بتوسط شمر علیہ اللعنہ 383
* ورود شمر بن ذی الجوشن بصحرای کربلا 385
* حضرت امام حسینؑ کا ابن سعد کو جواب 386
* امام حسینؑ کے ابن سعد کے ساتھ مذاکرات 387

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام حسینؑ کا اپنے اصحاب سے خطاب	388
قلی بیعت کا جواب	390
اصحاب حسینؑ کی سید الشہداءؑ کے ساتھ گفتگو	391
محمد بن بشر کے بیٹے کی گرفتاری	392
خیام کا آپس میں متصل کرنا	393
حضرت عباسؑ اور ان کے برادران کے لیے امان نامہ	393
شمر کا حضرت عباسؑ اور ان کے برادران کے لیے امان نامہ	395
عصر نہم محرم عمر بن سعد کا اعلان جنگ	395
ایک رات کی مہلت	397
امام حسینؑ کی اولاد کم کیوں تھی؟	399
اصحاب حسینؑ کی شہادت	399
شب عاشورا	400
تحریر و تطبیق آنحضرتؑ با اصحاب	400
شب عاشورا کے واقعات	401
حضرت زینبؑ عالیہ کا بے تاب ہونا	403
بُریر کی شمر اور عبداللہ بن عمیر (تمیم) سے گفتگو	404
اتمام حجت بر اصحاب	406
سید الشہداءؑ کا حضرت قاسمؑ اور عبداللہؑ کی شہادت کی خبر دینا	407
سید الشہداءؑ نے اصحاب سے فرمایا: چلے جاؤ	408
امام حسینؑ کا خطاب	410
سید الشہداءؑ کا محمد بن حنفیہ کو خط لکھنا	410
شب عاشورا کا ایک واقعہ	411

Presented by Ziaraat.Com

دشتِ نینوا

کیا حرج ہے پڑھوں جو یہ مصرع میں برملا
دینِ خدا حسینؑ ہے، دنیا ہے کربلا
(اکبر الٰہ آبادی)

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:
حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ
"حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں"۔

اِس حدیث کو ایک سو سے زائد صحابہ کرامؓ نے بیان فرمایا، جن میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلال حبشیؓ، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہ جیسے خاص راویوں کے نام شامل ہیں۔

اِس حدیث کا پہلا جملہ حُسَیْنٌ مِنِّی تو سمجھ میں آتا ہے کہ رسولؐ خدا فرما رہے ہیں کہ "حسینؑ مجھ سے ہے" اور ساتھ ہی فرمایا وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ "میں حسینؑ سے ہوں"۔

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "میں حسینؑ سے ہوں"۔ یعنی آپؐ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اگر حسینؑ نہ ہوتے تو یہ دین باقی نہ رہتا اور آقائے حسینؑ کا یہ احسان ہے آدمؑ سے خاتمؐ تک تمام اہلِ حق کے اُوپر اور خاتم النبیینؐ سے علی مرتضیٰؑ تک اور علی مرتضیٰؑ سے آخر تک اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ کے معنی یہی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

پس حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ کے معنی واضح ہو گئے کہ حسینؑ کی ہر حرکت، حسینؑ کی تحریک، حسینؑ کا قیام، سب رسولؐ خدا کی تحریک ہے، رسولؐ خدا کی حرکت ہے۔ رسولؐ خدا کا قیام ہے۔ امام مظلوم حسین ابن علیؑ نے اپنے وصیت نامہ میں ارشاد فرمایا: موت انسان کے لیے کوئی زنجیر گردن گیر نہیں ہے۔ اہل دل کہتے ہیں: اے کاش! موت ہمارے قریب آ جائے، تا کہ ہم اسے گلے لگا لیں۔ عشق کی قربان گاہ میں تو بے عیب ہی کو قربان کیا جاتا ہے۔ موت گردن گیر نہیں، موت گردن بند ہے۔ جس میں قوت اور مردانگی ہے، اس لیے موت زینت ہے۔ جو بھی جوان مرد ہے وہ موت کو گردن بند اور وسیلۂ زینت سمجھتا ہے۔

نواسۂ رسولؐ دلبر علیؑ و بتولؑ نے کربلا میں اپنی جان کی قربانی پیش کر کے اپنے نانا کی حدیث کو قیامت تک کے لیے زندۂ جاوید بنا دیا۔ صورت علیحدہ سیرت ایک، کام علیحدہ مقصد ایک، ایمان ایک، ایمان ایک، محمدؐ کا دین حسینؑ، محمدؐ کا اسلام حسینؑ۔

فرمانِ رسولؐ ہے: "میں حسینؑ کی جان ہوں اور حسینؑ میری جان ہے، جو حسینؑ کا وہ میرا اور جو میرا وہ حسینؑ کا۔

ختمی مرتبت حضور سرور کائناتؐ کثرت سے یہ دعا فرماتے تھے: "اے خدا! حسینؑ سے محبت رکھنے والے کو تو بھی محبوب رکھ اور حسینؑ سے دشمنی رکھنے والے کو تو بھی اپنا دشمن رکھ"۔

"یاالٰہی! حسینؑ کو محبوب رکھنے والے میرے محبوب ہیں، تو بھی انھیں اپنا محبوب رکھ اور ان پر اپنا فضل کر"۔

محبتِ مظلوم کربلا کے سلسلہ میں ختمی مرتبت فرماتے ہیں:

"ہر وہ دل جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہے، وہ محبتِ حسینؑ کی نعمت سے خالی نہیں"۔ یعنی وہ دل جو کرب و بلا کی طرف متوجہ ہے، اُس کے خانۂ دل میں محبت

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

عزاداری وظیفۂ محبت ہے۔ ولایت و دوستی، محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کا نام جان اور حقیقتِ ایمان ہے۔ آئمہ اطہار علیہم السلام بالخصوص سید مظلومان سرور شہیداں حضرت ابا عبداللہ الحسینؑ! ان کی عظیم مجاہد روح پر اللہ، انبیاءؑ، ملائکہ اور صلحاء کا ڈھیروں درود و سلام ہو، جنھوں نے ہمیں اتباعِ رسولؐ پر پیروی کرنا سکھایا اور یقیناً یہی ہمارا سیدھا راستہ ہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: "میری اہلِ بیتؑ کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی ہے، جو اس میں داخل ہوگیا وہ نجات پا گیا، اور جو پیچھے رہ گیا وہ غرق اور ہلاک ہوگیا"۔ میرے آقا و مولا حسین علیہ السلام کا مشن بھی بالکل اپنے نانا پیغمبر اسلامؐ کے مطابق تھا، جنھوں نے اوّل بعثت سے لے کر ظاہری حیات کے آخری ایام تک خدا پرستی اور اس کی وحدانیت اور کلمۂ حق کی ترویج و تبلیغ کو بلند مقام پر جاری و ساری رکھا۔ حسینؑ ابن علیؑ نے حقیقت قرآن کو جو خدا پرستی ہے، اس طرح ظاہر فرمایا کہ یزید لعین کی مادہ پرستی کی پروانہ کرتے ہوئے اُس کی دولت و حکومت کو ٹھکراتے ہوئے دینِ الٰہی کا پرچم بلند فرمایا اور اپنے عمل و کردار سے ثابت کر دیا کہ خدا کا راستہ اور خواہشاتِ نفسانی ایک چیز نہیں ہیں۔

حسین ابن علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں حاضر ہوں اور تمام بیابانوں سے گزر کر تمام دنیاوی لذتوں کو پس پشت ڈال کر واضح کروں گا کہ میں فقط اور فقط بندۂ رحمٰن ہوں"۔ یہ میرے آقا و مولا حسین علیہ السلام کا فرمان ہے جس سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ایمان کا قطعی ثبوت خدا پر توکل کرنا ہے۔ جیسا کہ سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (مائدہ، آیہ ۲۳)

"اور اگر تم مومن ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو"۔

Presented by Ziaraat.Com

ایمان کے قطعی لوازمات میں سے ایک صبر بھی ہے جس کا قرآن مجید میں ستر مقامات پر ذکر ہوا ہے۔ سورۂ آلِ عمران پارہ ۴ میں فرمایا گیا ہے:

"اے لوگو جو ایمان لا چکے ہو، صبر کرو۔ اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور مستعد رہو اور خدا سے ڈرتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

ایمان کی قطعی نشانیوں میں سے ایک بنیادی نشانی خداوند عالم کی ذات کو تسلیم کرنا ہے۔ میرے مولا حسین علیہ السلام نے اسی لیے تو فرمایا تھا: "میں فقط اور فقط بندۂ رحمٰن ہوں"۔

انسان بہشت کی اُمید تو رکھتا ہے مگر اس کو حاصل کرنے کے لیے نہ صاحبِ ایمان ہوتا ہے اور نہ ہی عمل صالح کرتا ہے۔ بہشت اور دوزخ تو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ بہشت کا دروازہ کھلتا ہے قربِ الٰہی سے ـــــــ اور خواہشات نفسانی کو اپنے آپ سے دُور کر دینے میں، مگر حضرت انسان جہنم کے راستے پر چل کر جنت کی اُمید رکھے تو کیا وہ بہشت کو پا سکے گا؟

جب انسان کی نظر میں کسی چیز کا مقصد ہوتا ہے تو وہ اس کی تلاش میں حرکت کرتے ہوئے ابتدائی اُمور کو انجام دیتا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص فلاں ارادہ رکھتا ہے، جس کی طلب و تلاش میں مصروف ہے۔ مثال کے طور پر کسی کسان کا مقصد ہے گندم حاصل کرنا تو وہ اپنے کھیت میں ہل چلائے گا، بیج ڈالے گا، پانی لگائے گا۔ یعنی حصول گندم کے ابتدائی کام سرانجام دے گا۔ یا اگر کوئی سوداگر ہے، تجارت کرتا ہے تو اس کا مقصد مالی فائدہ حاصل کرنا ہوگا۔ جس کی خاطر وہ سفر کی تکالیف برداشت کرے گا۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جائے گا جس سے ظاہر ہوگا کہ اس کا مقصد مالی فائدہ حاصل کرنا ہے۔ غور کیجیے انسان دنیوی اُمور میں فائدہ حاصل کرنے کے لیے کیا کیا تگ و دو کرتا ہے۔ اور اگر مقصد صرف خدا کی خوشنودی اور اُس

Presented by Ziaraat.Com

کی رضا پانے کی ہو تو اُسے قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے آخرت کی کھیتی میں عمل صالح کے بیج ڈالنے ہوں گے۔ احساسِ گناہ میں اشکوں کا پانی لگانا ہوگا تاکہ آخرت کی کھیتی خوب ہری بھری ہو اور انسان حصولِ جنت میں خوب نفع حاصل کر سکے۔

حضرت ابا عبداللہ الحسینؑ نے فرمایا: جو ہم میں اپنا خونِ دل بہانا چاہے یعنی جس کا خونِ دل حسینؑ کے لیے بہہ جائے وہ حسینی بن جاتا ہے۔ فرمایا: اسے چاہیے کہ ہمارے ساتھ رحیل کرے، اور اسے چاہیے کہ ملاقاتِ خدا کے لیے اپنے نفس کو پوری طرح تیار رکھے۔ اس کا وطن لقاء اللہ ہے۔ اگر تمہارا وطن یہ خاک اور مٹی ہے تو رہو اس خاک اور مٹی میں، حسینؑ کا وطن یہ مٹی نہیں ہے۔ حسینؑ کا وطن تو لقاء اللہ ہے۔ لہٰذا جس کا بھی وطن لقاء اللہ ہے، وہ ہمارے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو جائے۔

فرمانِ امامؑ ہے کہ خدا کی پسندیدگی ہم اہلِ بیتؑ کی پسندیدگی ہے اور ہم ہر مصیبت اور سختی پر صبر کرتے ہیں۔ ہم اپنی مرضی، اپنی خواہش اور اپنی کوئی پسند نہیں رکھتے ہیں۔ ہم وہی پسند کرتے ہیں جو مالکِ دوجہاں کو پسند ہے۔ جب ہماری حالت ایسی ہے کہ خدا کی رضا ہی ہماری رضا ہے تو اس کی ہر آزمائش پر ثابت قدم رہتے ہیں۔

کہتے ہیں جس کو موحدِ داور، وہی حسینؑ
کہتے ہیں جس کو صبر کا محور، وہی حسینؑ
کہتے ہیں جس کو عزم کا پیکر، وہی حسینؑ
کہتے ہیں جس کو خطِ مقدر، وہی حسینؑ

راتوں کو غم کی جس سے اُجالا نصیب ہے
وہ ماہتابِ شوق امامِ غریب ہے

یعنی رسولؐ کی تحریک حسینؑ کی تحریک ہے اور رسولؐ کی رضا حسینؑ کی رضا ہے اور حسینؑ کی رضا اللہ کی رضا ہے۔ یہ ہیں تحریکِ حسینی کے راز و رموز ـــــ یہ تمام

Presented by Ziaraat.Com

آ قائے حسینؑ کی تحریک کے اسرار و رموز ہیں۔ حسینؑ ابن علیؑ نے مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا کی طرف سفر کیوں اختیار کیا؟ اس سفر کے اسرار و رموز سے آپؑ واقف تھے اور آپؑ جانتے تھے کہ اس سفر میں واپسی نہیں ہے یہ سفر، وہ سفر ہے جو شہادت سے آخرت تک پہنچتا ہے۔ عزیز و اقارب میں سے اکثر نے اس سفر کے اختیار کرنے سے منع کیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آپؑ نے ہر ایک کو اُس کے حال کے مطابق جواب دیا اور فرمایا: "خدا کی مشیت یہ ہے کہ میں راہ خدا میں قتل ہو جاؤں"۔

عبداللہ بن عمر نے آپؑ کو عراق کے سفر کو ترک کرنے کے لیے کہا تو آپؑ نے اُسے جواب میں فرمایا تھا:

اے عبداللہ بن عمر! خدا کے نزدیک دنیا کے بے قیمت ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ یحییٰ ابن زکریاؑ کے سر کو بنی اسرائیل کے سرکشوں میں سے ایک سرکش کو ہدیہ بنا کر پیش کیا گیا۔ اے عبداللہ ابن عمر! جان لو کہ آج کے سرکش بنی اسرائیل کے سرکشوں کی جگہ پر ہیں، اور آج کا یحییٰ میں ہوں۔

جس نے رہِ خدا میں لٹایا ہے اپنا گھر
ٹکرا گیا وہ ظلم کی طاقت سے بے خطر

آنے دیا نہ حرف پیمبرؐ کے نام پر
ہے آج بھی عقیل نگاہوں میں معتبر

شبیرؑ بے اصول نہیں با اُصول ہے
یہ تاج و تخت اُس کے کفِ پاک کی دھول ہے

(سید احسن عمرانی)

واعظم بک المصائب، ہر مصیبت زدہ کے لیے خداوند عالم نے اجر معین کیا

Presented by Ziaraat.Com

ہے، ہر مصیبت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ عام انسان پر جو مصیبتیں آتی ہیں وہ محدود اور وقتی ہوتی ہیں ـــــ مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت ناقابل فراموش ہے۔

پوری کائنات میں مولا حسینؑ کی مصیبت جیسی اور کوئی مصیبت وجود نہیں رکھتی، جس مصیبت نے زمین وآسمان میں انقلاب برپا کیا۔

شیخ شوشتری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہر انسان اپنی ہر مصیبت اور پریشانی سے متاثر ہوتا ہے مگر حسین علیہ السلام کی مصیبت تو کئی اقسام پر مشتمل ہے۔ جس سے جو بھی جس قدر متاثر ہوگا اور غم حسینؑ کو یاد کرے گا وہ اس قدر ہی رحمت الٰہی سے فیضیاب ہوگا کیونکہ اس میں نہ صرف جوان بیٹوں، بھائیوں، عزیزوں اور دوستوں کی مصیبت ہے بلکہ شیر خوار کی مصیبت بھی ہے۔

میرے آقا ومولا حسین علیہ السلام کے غم میں گریہ کرنا، عزاداری کرنا، سینہ زنی کرنا اور ان کی قبر اطہر کی زیارت کرنا، یہ تمام افعال اُمید جنت کو تقویت دیتے ہیں، نفسانی خواہشات کو ختم کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ جو غم حسینؑ میں روتا ہے اُس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ غم حسینؑ تو عزاداروں کے لیے بہت بڑی رحمت ہے۔ غم حسینؑ کی وجہ سے عزادار پر جو رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اس کا ثواب لامحدود ہے۔ مغفرت الٰہی غم حسینؑ میں ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ غم حسینؑ میں گریہ کرنا نجات کے لیے وسیلہ ہے۔ غم حسینؑ میں رونا تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔

حسین ابن علی علیہ السلام ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہیں۔ اگرچہ فرمان رسولؐ کے مطابق تمام اہل بیتؑ سفینۂ نجات ہیں، مگر حسینؑ کا دروازہ سب سے زیادہ وسیع ہے۔ جناب حسین علیہ السلام کا عزادار ہونا اور ان کے غم میں رونا بہت آسان کام ہے، جس کی شرائط صرف اتنی ہیں رقت قلب اور شکستگی دل۔ میں گدائے در بتولؑ

Presented by Ziaraat.Com

ہوں۔ کئی برسوں سے اس در پر اپنا کاسۂ گدائی ہاتھ میں لیے ہوئے رحمتِ الٰہی کی اُمید اور درِ بتولؑ سے خیر پانے کی اُمید میں کھڑا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے دروازہ حسینؑ پر آنے کی توفیق دی، جو میرے ایمان و نجات کی اُمید کا باعث ہے۔

ہم کئی برسوں سے اپنے حسینی مشن تحریر و اشاعت، تالیف و تدوین میں خصوصی توجہ کے ساتھ اسی طرح سے شامل ہیں جس طرح ایک زائر حسینی سفر کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے اپنے آقا و مولاؑ کی زیارت کے لیے کربلا معلی پہنچتا ہے۔

ایک مدت ہوئی، مَیں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جیسے میں دشتِ نینوا میں مقدس لاشوں کے درمیان مقتل میں کھڑا ہوں اور میرے مولا حسینؑ کے استغاثہ کی بازگشت مجھے بار بار سنائی دے رہی ہے اور میں ہر بار لبیک یا حسینؑ کہہ رہا ہوں۔ مولاؑ نے میرے ہاتھ میں سنانِ قلم تھما دی ہے اور زندگی کے آخری سانس تک ـــــ مجھے مولاؑ کے استغاثہ کی یہ بازگشت جب تک سنائی دیتی رہے گی میں ایک سربکفن سپاہی کی طرح لبیک یا حسینؑ ـــــ لبیک یا حسینؑ کہتے ہوئے اپنا فرضِ حسینی نبھاتا رہوں گا۔

عزاداری امام مظلوم علیہ السلام ایک مقدس تحریک ہے۔ جس کا اثبات قرآن و سنت میں موجود ہے۔ عزاداری اللہ، محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ایمان کامل، اپنے سیرت و کردار کی تکمیل اور بوقتِ ضرورت حفاظتِ دین و ایمان کی خاطر جذبۂ شہادت، ایثار و قربانی و جاںنثاری کی تڑپ پیدا کرتی ہے۔ گویا کامل الایمان مومن بننے کے لیے جس نمونے کی ضرورت ہوتی ہے وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے اور علوم محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تشہیر و ترویج کے کام کا نام ہی عزاداری ہے۔ ادارہ منہاج الصالحین عرصۂ دراز سے علوم آلِ محمدؐ کی ترویج و اشاعت اور ترویج و تبلیغ کے لیے ہمہ وقت کوشاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادارہ نے بہت قلیل عرصہ میں بے شمار علمی و قلمی کام انجام دیے ہیں۔ یہ میرے

Presented by Ziaraat.Com

آقا و مولا حسین علیہ السلام کے نذر کی گہرائی کا ثمر ہے اور میرے آقا کی نظر کرم کی عطا ہے کہ اس نے مجھے قرآن و حدیث، مصائب آل محمدؐ اور فضائل پر بے شمار کتب کی اشاعت میں میری ہمت اور یکسوئی کو قائم رکھا اور میری عملی جستجو کو نمو اور طاقت ملتی رہی۔

مجھے اسٹیج حسینی پر اس کتاب کی بازگشت سنائی دی۔ خطباء حضرات نے اس کے حوالہ جات دیئے۔ تو میری رغبت اس طرف بڑھی۔ میں نے برادر بزرگوار حضرت علامہ محمد حسن جعفری مدظلہ العالی سے مشاورت کی تو انھوں نے میری حوصلہ افزائی رکھی۔ میں نے ان سے ترجمہ کی درخواست کی۔

جعفری صاحب قبلہ چونکہ پہلے ہی ایک موضوعات پر کام کر رہے ہیں، خصوصی طور پر تفسیر نور الثقلین کی آخری اور آٹھویں جلد کے ترجمہ کرنے میں مصروف ہیں، اس لیے انھوں نے اس عظیم کام کے لیے علامہ الطاف حسین کلاچی سے مل کر ترجمہ کرنے کے لیے کہا۔ تو انھوں نے رضا و رغبت سے اس عظیم مشن کی حامی بھری۔ پہلی اور تیسری جلد کا ترجمہ علامہ کلاچی نے اور دوسری جلد کا علامہ حسن جعفری صاحب نے کیا ہے۔ عنقریب تینوں جلدیں زیور اشاعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہونے والی ہیں۔

مظلوم کربلا کی بارگاہ عالیہ میں ایک التجا ہے کہ اے بیمار کربلا کے بابا! آپؑ بارگاہ ایزدی میں مقبول و منظور ہیں، اللہ رب العزت آپؑ کا واسطہ قیض تو کبھی رد نہیں کرتا۔ آپ کے علاوہ ہمارا کوئی وسیلہ بھی تو نہیں ہے۔ پھر ہمیں کسی اور در کا سوالی بننے کی ضرورت بھی نہیں۔ آپؑ کا تو علی اصغرؑ باب الحوائج ہے۔ یقیناً آپؑ کا پورا کنبہ حاجتوں کی بر آوری کا دروازہ ہے۔ آپؑ کی پوری حویلی امامت بیماروں کو شفا بخشتی ہے تو پھر میری شفایابی کے لیے محبت پروری کر دیجیے۔

مجھے تو میرے برادر بزرگ ملک منظور حسین ڈوگر نے کہا ہے کہ جعفری آپ آل محمدؐ کے ترجمان ہیں، میں بیمار ہوں، اپنی کتابوں کے سامنے کھڑے ہو کر، اللہ کو ان

Presented by Ziaraat.Com

کتابوں کا واسطہ دو کہ پروردگارا ان کتابوں کا واسطہ ہمارے بھائی منور ڈوگر کو شفائے کاملہ دے۔ منور ڈوگر نے مجھ کو بتایا تھا ان کے علاوہ کوئی اور ہے بھی تو نہیں، پھر ہم کسی اور کے پاس جائیں بھی تو کیوں؟

آقا حسینؑ! میری سیکڑوں کے لیے ہوئے آنسوؤں کا واسطہ منور بھائی کو اور مجھے شفا دلا دیں، اس لیے کہ ہم زندہ ہیں تو آپؑ کی نوکری کے لیے آپؑ کی غلامی کے لیے۔

زیرِ مطالعہ کتاب "رمز المصیبۃ" علامہ دمرقی کی تین جلدوں پر مشتمل ایک تحقیقی کتاب ہے۔ علامہ نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے معتبر شواہد سے قلمبند کی ہے۔ آپ کی روشِ تحریر بہت عمدہ اور لائقِ تحسین ہے۔ آپ نے مقتل کی مشہور کتب سے کامل استفادہ کیا ہے۔ اگر کسی موضوع میں کسی محقق کا اختلاف نظر آیا تو اس کو اختلافی نوٹ کے ساتھ تحریر فرمایا، تاکہ کربلا شناسی کے لیے تاریخی دستاویزات کی حیثیت اختیار کر جائے اور قاری کو مکمل آگاہی ہو جائے۔

محبتِ اہلِ بیتؑ کی ترویج و تبلیغ میں ذکرِ کربلا کا بہت گہرا اثر ہے۔ دنیا میں کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں پر عزاداریِ امامِ مظلومِ کربلا اور پرسہ داری بیادِ کربلا نہ ہو۔ جب تاریخِ اسلام کا یہ اتنا اہم موضوع ہے تو پھر اس پر ایک گہری تحقیق ہونی چاہیے۔ مؤلفِ کتاب ہٰذا نے بھی اس نکتۂ لطیف کو سامنے رکھ کر تحریر و تحقیق کی ہے۔

علم کی پیاس بجھانے کے لیے اور اپنے حسینی مشن کی تکمیل کے لیے میں اپنی منزل کے دشتِ تنہا میں ان الفاظ کی تسبیح کرتے ہوئے آگے بڑھتا رہوں گا۔

کربلا —— سرنامۂ اسلام ہے۔

کربلا —— اللہ کا اکرام ہے۔

کربلا —— شبیرؑ کا پیغام ہے۔

کربلا —— مرگِ امیرِ شام ہے۔

Presented by Ziaraat:Com

کربلا ـــــ صدق و صفا کا راستہ

کربلا ـــــ ہے منزلِ اہلِ صفا!

کربلا ـــــ آئینہ اہلِ وفا!

کربلا ـــــ ہے آیۂ صبر و رضا!

کربلا ـــــ ہے وہ زمینِ عزت نشاں!

کربلا ـــــ جو کہ زمیں ہے آسماں!

کربلا ـــــ آرام گاہِ عاشقاں!

کربلا ـــــ ہے سجدہ گاہِ قدسیاں!

کربلا ـــــ حق و صداقت کی دلیل!

کربلا ـــــ کی مثل نہ کوئی مثیل!

کربلا ـــــ ہے آیۂ صبرِ جمیل!

کربلا ـــــ ہے خواب تعبیرِ خلیل!

کربلا ـــــ مسکن ذبحِ عظیم!

کربلا ـــــ امتحان گاہِ قدیم!

کربلا ـــــ ہے حاصلِ اصلِ اصول!

کربلا ـــــ ہے جادۂ سبطِ رسولؐ!

کربلا ـــــ ہے نعرۂ صد انقلاب!

انقلاب!.....انقلاب!.....انقلاب!

طالبِ دعا!

آغا ریاض حسین جعفری، فاضل قم

سربراہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

Presented by Ziaraat.Com

عرض مترجم

کتاب مستطاب "نہضۃ المصیبۃ" آپ کے سامنے ہے۔اس کتاب کے مؤلف حجۃ الاسلام علامہ سید محمود موسوی دہ سرخی کی ذات لائق صد تحسین ہے۔ انھوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت شاقہ سے یہ گلدستہ کربلا کے عنوان سے دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کیا۔

اس وقت جتنی کتب مقاتل ہیں فاضل مؤلف نے سب کو اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، چاہے وہ مقتل مقرم ہو یا تقمقام، لہوف ہو یا مقتل ابومخنف، روضۃ الشہداء ہو یا کامل زیارات، مجالس شیخ صدوق ہو یا ریاض القدس، تاریخ اعثم کوفی ہو یا تاریخ کامل، ان تمام کو یک جا کر دیا ہے۔

فاضل مؤلف نے ایک خوبصورت انداز میں فرزند رسولؐ جگر گوشہ بتولؑ کے سفر کربلا کو پیش کیا۔ مدینہ منورہ سے لے کر مکہ معظمہ تک پھر مکہ معظمہ سے سفر عراق کربلا تک کے حالات و واقعات کو پوری تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب باقی کتب مقاتل میں ایک اور انفرادیت بھی رکھتی ہے۔ باقی صاحبان مقاتل نے کوفہ کے حالات اختصار کے ساتھ پیش کیے ہیں۔ انھوں نے پوری تفصیل دی ہے۔ واقعۂ کربلا کے جتنے مقدمات ہیں ان تمام مقدمات میں سب سے بڑا مقدمہ کوفہ ہے۔ جب تک کوفہ کے اہل ایمان کی قربانیوں کا تذکرہ نہ ہو کربلا مکمل نہیں ہوتی۔

پھر ورود کربلا سے لے کر عاشورہ محرم تک کے حالات، اس کے علاوہ گیارہ محرم سے لے کر کوفہ، پھر کوفہ سے لے کر شام اور شام سے لے کر مدینہ تک مکمل تاریخ بیان

Presented by Ziaraat.Com

ہوئی ہے۔

قارئین محترم کی بارگاہ میں التماس ہے، آپ کے اس خادم کی حیثیت ایک مترجم کی ہے۔ کہیں کسی مقام پر قارئین محترم کو اختلاف ہو جائے تو اختلاف کی صورت ان کا مرجع فاضل مؤلف ہوں گے نہ کہ مترجم۔

حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری صاحب قبلہ اپنی مجالس کے سلسلہ میں بندہ کے پاس تونسہ شریف مدرسہ باب العلم تشریف لائے۔ یہ کتاب "رموز المصیبة" ان کے پاس تھی۔ انھوں نے بندہ کی ڈیوٹی لگائی اس کتاب پر کام کریں۔ بندہ نے ان کے فرمان پر لبیک کہا۔ مختلف مراحل سے گزر کر کتاب آپ کے سامنے ہے۔

علامہ محمد حسن جعفری صاحب قبلہ ملک کی ایک نام ور شخصیت ہیں۔ وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ ہمہ پہلو شخصیت ہیں۔ جہاں وہ ایک بہت بڑے خطیب ہیں وہاں وہ ایک ماہر ادیب ہیں، فن مناظرہ میں ید طولی رکھتے ہیں۔ عربی، فارسی اور اُردو زبان پر مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ قدرت نے انھیں بے پناہ قوت حافظہ عنایت فرمایا ہے۔ جب قرآنی موضوعات پر بحث ہو رہی ہو تو وہ حافظ قرآن معلوم ہوتے ہیں۔

جب فن حدیث کی بات ہو تو آپ محدث نظر آتے ہیں۔ جب تاریخ کی محفل ہو تو وہ ایک توانا مؤرخ دکھائی دیتے ہیں۔ اس وقت تک ان کی پچاس کتب ملک میں آ چکی ہیں۔ خداوند ان کی زندگی دراز فرمائے، ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

ادارہ منہاج الصالحین ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ اس ادارہ کے بانی حجۃ الاسلام آغا ریاض حسین جعفری قبلہ قابلِ صد تحسین ہیں جو دینِ مُبین کی نشر و اشاعت کے لیے دن رات کام کر رہے ہیں۔ جتنا کام انھوں نے اس تھوڑے عرصے میں کیا کسی اور پبلشر کے حصے میں نہیں آیا۔ موصوف پوری لگن، محنت، جوش اور

Presented by Ziaraat.Com

ولولے کے ساتھ دین مُبین کی سربلندی کے لیے مصروف عمل ہیں۔

حسینی سرکار کائنات کی ایک بہت بڑی سرکار ہے، جس کی وسعتوں کو ماپا نہیں جاسکتا۔

آنکہ مقصد بے یقینان را یقین
آنکہ لرزد از نمود او زمین

یہ زندگی جلد ختم ہو جانے والی ہے، یہ دنیا ناپائیدار ہے۔ آنے والا کل جب ہر طرف نفسانفسی کی دلخراش آوازیں بلند ہو رہی ہوں گی، حسینی سرکار کا دفتر متحرک ہوگا۔ اپنے چاہنے والوں کو ضرور سنبھالے گا۔ اس طرح عرصہ محشر کے امتحانوں سے رخصت ہو جائے گی۔

حُر بن یزید ریاحی نامی کوفی امیر یزیدی اقدامات کا ایک مقدمہ تھا۔ ایسے ہزاروں سرداران عرب اور بھی تھے جو فنا کے گھاٹ ایسے اُترے کہ کچھ بھی باقی نہ رہا۔

لیکن وہی حُر جب یزیدیت سے کٹ کر حسینیت سے جڑا تو جب تک حُر کا ذکر نہ ہو، کربلا تشنہ رہتی ہے۔ آیت کریمہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ایسے ہی لوگوں پر صادق آتی ہے۔ کربلا ایک ایسی تہذیب ہے جس کو ابدیت حاصل ہے۔ حسینی حکومت کے سامنے ہر حکومت ہیچ ہے۔ جوش نے کیا خوب کہا ہے

آئے ہیں دربار قربانی میں سقراط و مسیح
ہاں بشا دو تخت کے نزدیک پائین حسینؑ
ہر بزم آب و رنگ ہیں عاشقان بوتراب
خسروان علم و دانش ہیں مجاہین حسینؑ
اکبرؑ و عونؑ و محمدؑ، قاسمؑ و عباسؑ و حُرؑ
اللہ اللہ آب و تاب عقد پروین حسینؑ

Presented by Ziaraat.Com

بحر کا ہر قطرہ وقف ظن میرانِ فرات
دہر کا ہر ذرہ زیرِ دامِ تحسینِ حسینؑ

پھوٹ نکلا موت کے گرداب سے آبِ حیات
مٹ گئی بے رونقی، دارائے تزئینِ حسینؑ

پیکرِ اقدس پہ تلواروں نے جب ڈالے شگاف
مسکرائی سوچ کر کچھ فکرِ حق بینِ حسینؑ

آبِ خنجر سے اگر تلخی کی بجھتی نہ پیاس
آبِ کوثر سے کبھی ہوتی نہ تسکینِ حسینؑ

الطاف حسین کلاچی
پرنسپل مدرسہ باب العلم تونسہ شریف

Presented by Ziaraat.Com

ماں فاطمہؑ ہو، نانا رسالت مآب ہو

اللہ وحدہٗ لاشریک نے اس کائنات کو محبت سے روشن رکھا ہے۔ اگر اس میں سے محبت کا عنصر نکال دیا جائے تو اس کی تابانی ختم ہو جائے گی۔ اللہ رب العزت قرآن پاک میں فرماتا ہے: "اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اللہ کے حبیب محمد مصطفیٰ کی اتباع کرو"۔

اتباع صرف اور صرف محبت پر موقوف ہوتی ہے۔ محبت کے بغیر اتباع اور اتباع کے بغیر محبت ناممکن ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ محبت مومن کے ایمان کی جان ہے۔ دل کا سرور اور دین کا ثمود ہے۔ جو دل مرضِ عشقِ رسولؐ میں مبتلا نہیں، جس دل میں محبت آلِ رسول نہیں، وہ دل بے نور ہے۔

شمع خلوص و عشق و محبت کی روشنی
ملتی ہے اہلِ دل کو اسی بارگاہ سے

"رمز المصیبۃ" جناب محمود بن السید مہدی موسوی کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ جناب الطاف حسین کلاچی، پرنسپل مدرسہ باب العلم تونسہ شریف نے کیا ہے۔

جناب محمود بن السید مہدی موسوی نے اپنی تصنیف کے آغاز میں ایک بہت خوبصورت بات کی ہے جو میرے ہی نہیں بلکہ ہر مومن کے دل میں گھر کر جائے گی۔

آپ لکھتے ہیں: "سفرۂ حسینیؑ کائنات میں مسلم ہو یا غیر مسلم، سب کے لیے ہر وقت اور ہر آن بچھا رہتا ہے۔ بے شک، کوئی مومن اس بات کا انکار نہیں کر سکتا، کیونکہ میرے آقائے حسینؑ اس کائنات کے شہنشاہ ہیں۔ جہاں جہاں تک خدا کی

Presented by Ziaraat.Com

خدائی ہے، وہاں وہاں تک مولا حسینؑ کی بادشاہی ہے۔ خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے یونہی تو یہ نہیں کہا تھا۔

شاہ ہست حسینؑ ، بادشاہ ہست حسینؑ
دین ہست حسینؑ، دین پناہ ہست حسینؑ

یعنی اِس شہنشاہ کی حکومت کا دائرہ زمین سے آسمانوں تک ہے۔ اِس کائنات میں وہ کون سی جاہ ہے جہاں میرے آقا حسینؑ کی بادشاہی نہیں ہے۔ ساری دنیا میں سُفرۂ حسینیؑ بچھا ہوا ہے اور ہر کوئی اِسی دسترخوان سے خدا کی نعمتوں کو پا رہا ہے۔ ساری دُنیا میں کسی کا اتنا وسیع لنگر نہیں، وسیع دسترخوان نہیں۔ اِس کائنات کا بے تاج بادشاہ ہے تو میرا مولا حسینؑ ہے۔ اور اِس کائنات کا شہنشاہ ہے تو فقط آقا حسینؑ!

السید مہدی موسوی کہتے ہیں: میں اِس سفرۂ حسینیؑ کے اِرد گرد میاؤں میاؤں کی صدا لگانے والی گربہ مسکین ہوں، جو بار بار اِس اُمید پہ دسترخوان پر آتی ہے کہ ایک لقمہ اِس سُفرۂ حسینیؑ سے مجھے بھی ضرور ملے گا۔

جناب مہدی موسوی کا یہ جملہ میرے دل میں اُتر گیا ہے۔ کیا ہم سب گربہ مسکین نہیں ہیں؟ سُفرۂ حسینیؑ کیا ہمارے لیے ہر دم نہیں بچھا ہوا ہے۔ کیا جو کچھ نعمتیں ہم پا رہے ہیں وہ اِسی سفرۂ حسینیؑ کی عطا نہیں ہے۔ ہم سب تو اِسی دَر کے غلام ہیں اور ہم غلاموں کو جو کچھ ملتا ہے وہ صدقہ حسینیؑ ہے۔

ہم کتنے خوش نصیب ہیں۔ ہماری یہ زندگی بھی تو صدقہ حسینیؑ ہے۔ ہمیں جو اسلام کی دولت ملی ہے ——— دَرِ مصطفیؐ ملا ہے، دَرِ بتولؑ ملا ہے، دَرِ شاہِ نجف ملا ہے، سایۂ ردائے فاطمہؑ عطا ہوا ہے، یہ سب صدقۂ حسین علیہ السلام ہے، جنت ملے گی تو صدقہ حسینؑ سے ——— جامِ کوثر ملے گا تو صدقۂ حسینؑ سے۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں ——— ہاں حسینیؑ بڑے خوش نصیب ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

شبیر بھی حسینؑ کا ہے اسم محترم
انسانیت کا رکھ لیا جس ذات نے بھرم

اللہ کی رضا میں اٹھا جس کا ہر قدم
جس کے عمل سے دین ہے ذیشان و ذی حشم

وہ کیوں نہ ہر شرف میں فضیلت مآب ہو
ماں فاطمہؑ ہو نانا رسالت مآبؐ ہو

"زہر المصیبۃ" کے مقدمہ میں دو سوال درج ہیں:

① امام حسین علیہ السلام مدینہ سے اہل و عیال کے ساتھ مکہ کی طرف کیوں روانہ ہوئے؟ پھر مکہ سے کیوں روانہ ہوئے؟

② خداوند تعالیٰ نے اپنے ولی اپنے دوست کو ظالموں اور اپنے دشمنوں سے نجات کیوں نہ دی کہ وہ ان ظالموں کے ہاتھوں بے دردی سے شہید ہو گئے۔

یہ دونوں سوال اکثر ابھرتے ہیں ذہنوں میں ـــــ لیکن اُصول کافی جلد اوّل، حدیث اوّل سے معاذ بن کثیر سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت سے ہمیں اس کا جواب بھی مل جاتا ہے جو اسی کتاب "زہر المصیبۃ" کے مقدمہ کی حاشیہ شدہ تحریر میں درج ہے۔ میں اس تحریر کو یہاں مکرر دوہرانا نہیں چاہتی ہوں۔

میری علمی بساط اتنی کہاں کہ میں محمد مصطفیٰؐ پر نازل ہونے والے اُس آسمانی وصیت نامہ کو جو مہر شدہ تھا، اس کی تفصیل میں جاؤں۔ نہیں، میں ایسا کرنے کی اپنے اندر صلاحیت ہی نہیں رکھتی، کیونکہ جناب مہدی موسوی کی طرح میں بھی یہ کہوں گی کہ میری کم مائیگی کا اندازہ آپ اس طرح سے لگا سکتے ہیں کہ میرا شمار علمائے کرام میں سے نہیں ہے۔ میں تو مولا حسینؑ کے در کی ادنیٰ سی کنیز ہوں۔ ہاں ایک فخر ضرور ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

میں حسینؑ ہوں۔

روشن ہے جس کی ضو سے مرے دل کی کائنات
وہ آسمانِ حق کا ستارا حسینؑ ہے
تاریخ کی جبیں پہ لکھا ہے کہ ایک دن
ہر قوم یہ کہے گی ، ہمارا حسینؑ ہے

اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آقا حسینؑ نے سفرِ کربلا کیوں اختیار کیا؟ مدینہ اور مکہ سے ہجرت کی کیا مصلحت تھی؟

بات کی تفصیل میں جائے بغیر صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گی کہ میرے آقا و مولا امام حسینؑ خالق کائنات سے کی ہوئی محبت کے آخری مقام تک پہنچنا چاہتے تھے۔ جس مقام تک کوئی نبیؑ بھی نہ پہنچ سکا، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی، جنھیں آخری نبیؐ کے بعد تمام نبیوں پر فضیلت حاصل ہے، وہ بھی اس مقام تک نہ پہنچ سکے۔ خالق کائنات کی بھی یہ رضا تھی کہ حسینؑ ابن علیؑ کو وہ بلند درجات عطا کیے جائیں جو کسی کا بھی مقدر نہ ہوئے ہوں۔ اسی لیے تو سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

''اے حسینؑ! تحقیق میرے لیے اللہ کے پاس بلند درجہ ہے، جس کو تو بغیر شہادت کے حاصل نہیں کر سکتا۔ واقعۂ کربلا میں جو خالق کائنات کی خفی مصلحت تھی۔ وہ یہ تھی کہ اس واقعہ میں ایسی برکات ہیں جس سے اللہ کے مومن بندوں کے لیے اُخروی اور دنیوی زندگی میں بے شمار ثمرات ہیں۔ واقعۂ کربلا میں خالق کائنات کی طرف سے یہ برکات اور نیکیاں جو مومنین کے لیے مقدر ہوں گی، اُن میں ایک حصول قربِ الٰہی اور رقتِ قلب بھی ہے۔

ایک روایت کے مطابق روزِ محشر غمِ حسینؑ میں رونے والوں کو آواز آئے گی:

Presented by Ziaraat.Com

"اے حسینؑ کے غم میں رونے والو اور غمگین ہونے والو تم نے اِس غم کو دوام بخشا، اس لیے اب تم جنت کے حق دار ہو"۔

زندہ ہیں اس سے اہلِ یقیں کائنات میں
ہے شہ رگِ حیات عزاداریِ حسینؑ
لوگو! غمِ حسینؑ میں ہو جاؤ اشک ریز
ہے باعثِ نجات، عزاداریِ حسینؑ

"رموز المصیبۃ" اُن روایات کا مجموعہ ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زائر کا مقام فضیلت خدا، رسولؐ اور آقا حسینؑ کے نزدیک کیا ہے۔

ارشاد رب العزت ہوتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۂ احزاب)

یقیناً تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ میں ایک اچھا نمونہ ہے۔ یعنی تم کو چاہیے کہ پیغمبرؐ اسلام کی کردار و گفتار میں پیروی کرو جو طریقہ تمھارے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے سنت کی حیثیت رکھتا ہے۔ سنتِ رسولؐ میں سے ایک سنت عزاداریِ حسینؑ بھی ہے۔ نبی اکرمؐ نے غمِ حسینؑ میں کئی مقامات پر گریہ فرمایا۔ بی بی عائشہ کے گھر پر، بی بی اُم سلمہؓ کے گھر پر، مسجد میں، سفر میں بے شمار روایات ہیں جہاں جہاں رسولؐ نے حسین علیہ السلام کی شہادت اور واقعۂ کربلا کا تذکرہ فرمایا اور گریہ کیا۔

فرمانِ رسولؐ ہے کہ اس وقت تک کسی کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ شخص مجھے اپنی جان سے اور میری اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز نہ سمجھے، یعنی اولادِ رسولؐ اُس کے نزدیک اپنی اولاد سے زیادہ عزیز ہو، تو ایسی صورت میں اگر کوئی گریہ نہیں کرتا تو محبتِ حسینؑ اور رسولؐ پر ایمان لانے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ اولادِ حسینؑ کا اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہونا تو بہت بڑا درجہ ہے۔ اگر کوئی اس سے کم بھی حسین علیہ

Presented by Ziaraat.Com

السلام سے عقیدت رکھتا ہوگا تو واقعۂ کربلا سے اُس کا دل غمگین ضرور ہوگا۔

"رمز المصیبۃ" کی روایات نے واضح کر دیا ہے کہ مومنین بھی نیکیوں کا خزانہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کا دل مطمئن نہیں ہوتا کہ آیا ان کے نیک اعمال اپنے مقام پر پہنچے ہیں یا شاید ان کے گناہوں کے سبب ان کے نیک اعمال واپس لوٹا دیئے گئے ہوں۔ مگر قرآن خود سورۂ مائدہ میں یہ فیصلہ سنا رہا ہے کہ

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

اللہ تعالیٰ فقط متقیوں سے قبول کرتا ہے تاکہ دوسروں کی ناامیدی ان کو دروازۂ حسینؑ کی یاد دلائے، کیونکہ زیارت قبر حسینؑ کرنا، عزاداری حسینؑ کرنا، غم حسینؑ میں رونا، نام حسینؑ میں خرچ کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا اور پیاسوں کو ٹھنڈا پانی پلانا یہ سب ذرائع ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ کو حاصل کرنے کے۔ لہٰذا اے دلِ مومن! اگر تو اپنے گناہوں سے خوفزدہ ہے تو جان لے کہ خدا اُن کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کی بخشش عطا کرتا ہے جو غمِ حسینؑ میں روتے ہیں۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے حالتِ سجدہ میں عزادارانِ حسینؑ اور زائر قبر حسینؑ کے حق میں دعا فرمائی۔ (روایت معاویہ بن وہب)

اے خدا تو رحم فرما، اُن چہروں پر جن کا رنگ سورج کی گرمی نے بدل دیا ہے، یہاں تک کہ وہ میرے جد حسین علیہ السلام کی زیارتِ قبر کو پہنچ گئے۔

اے خدا! رحم فرما ان آنکھوں پر جنھوں نے غمِ حسینؑ میں آنسو بہائے۔

اے خدا! رحم فرما ان رونے والوں پر جن کی چیخیں مصیبتِ حسینؑ میں بلند ہوئیں، جنھوں نے میرے جد حسینؑ کی ماتم داری اور عزاداری کی۔

اے خدا! میں ان عزادارانِ حسینؑ کو تیرے سپرد کرتا ہوں، تو اُس امانت کو حوضِ کوثر کے نزدیک ہمارے پاس پہنچا۔

Presented by Ziaraat.Com

کس کے رُوکے سے رُک سکا ماتم
اور وہ بھی حسینؑ کا ماتم

دل کے ہر غم کی انتہا آنسو
اور آنسو کی انتہا ماتم

سبطِ جدِ مصطفیٰ گریہ
سبطِ جدِ مرتضیٰ ماتم

جتنے اہلِ ستم بنے دیوار
اتنا بڑھتا چلا گیا ماتم

آج تک بہہ رہا ہے آنکھوں سے
کوئی دیکھے فرات کا ماتم

یہ دعا کیوں نہ ہو قبول شکیل
جب زہراؑ کی ہے دُعا ماتم
(شکیل عباس جعفری)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں دربتولؑ کی غلامی و کنیزی میں قبول کرلے۔ عزاداری امام مظلوم علیہ السلام ایک مقدس تحریک ہے۔ جس کا اثبات قرآن و سنت میں موجود ہے۔ یہ تحریک اللہ و محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ایمان کامل، سیرت و کردار کی تکمیل، حفاظتِ دین و ایمان کی خاطر جذبۂ شہادت اور ایثار و قربانی و جانثاری کی تڑپ پیدا کرتی ہے۔ گویا کامل الایمان مومن بننے کے لیے جس عمل کی ضرورت ہے وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

علوم محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تشہیر و تبلیغ کے کام کا نام ہی عزاداری ہے۔ دُعا ہے حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم بانی ادارہ منہاج الصالحین کو اللہ رب العزت اپنے کرم خاص میں رکھے (آمین) اور ان کے ادارے کے جملہ اراکین اور علامہ صاحب کی زندگی دراز کرے اور ان کو ان کی ناقابلِ فراموش خدمات کا اعلیٰ اور بہت اعلیٰ اجر عطا فرمائے، آمین!

علامہ ریاض حسین جعفری جو خادم مذہب حقہ ہیں کی خدمات قابلِ فخر ہیں۔ اللہ رب کریم ذریتِ بتولؑ کے صدقے میں ان کو تمام بلیات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے اور رب کریم ان کو اور ان کے ادارہ منہاج الصالحین کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ اور دعا ہے کہ پروردگار عالم بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ، ان کی ہر زحمت کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور انہیں مزید علومِ آلِ محمدؐ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام۔ طالبِ دُعا

کنیزِ ذریتِ بتولؑ

راشدہ عطا شاہ، لاہور

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاللَّعْنَۃُ الدَّائِمَۃُ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

یہ حقیر فقیر بندہ بے سروسامان محمود بن السید مہدی موسوی دہ سرخی اصفہانی اپنے بارے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ ہجرت پیغمبر خدا کو ۱۴۲۲ سال ہو چکے ہیں۔ یہ بندہ اس زمانے میں اپنی زندگی کی ۶۷ بہاریں دیکھ چکا ہے۔ عمر گزر چکی ہے اب سفر آخرت کے لیے زادِ راہ کی ضرورت ہے۔ میری کم مائیگی کا آپ کو کیا اندازہ ہو سکتا ہے نہ تو دروس پڑھائے ہیں جو میرا شمار علمائے کرام میں ہو اور نہ کبھی منبر پر گیا ہوں جو میرا نام واعظین کی فہرست میں داخل ہو۔ نہ اتنا گریہ کیا ہے جو میرا نام رونے والوں میں لکھا گیا ہو۔ جب بھی سوچا ہے اپنی سوچ و فکر تک نہیں پہنچ سکا۔

ذکر آلِ نبیؐ عبادت ہے
یہ میرے دین کی شناخت ہے
ہم تو مدت کے مر گئے ہوتے
زندگی میں یہ غم حرارت ہے

چالیس سال قبل کی بات ہے، مجھے یاد آتا ہے کہ اُس زمانے میں واعظ معروف مرحوم محقق خراسانی نے نجف اشرف میں مسجد امیرالمومنینؑ میں نماز مغرب کے بعد درس دیا اور عشاء کی نماز کے بعد مرحوم آیت اللہ السید جمال الدین گلپایگانی منبر پر گئے اور سورۂ یوسف کا قصہ بیان فرمایا۔ اس ضمن میں اس بڑھیا کا ذکر کیا جو یوسفؑ کو سوت کی اَٹی کے عوض خریدنے آئی تھی۔ جب اس سے کہا گیا تھا: اے بے چاری

Presented by Ziaraat.Com

یوسفؑ کی خریداری میں بادشاہ اپنے خزانے اُٹھائے ہوئے پھر رہے ہیں اِدھر تو ہے کہ بے قیمت شے کے عوض یوسفؑ کو خریدنا چاہتی ہے۔ یہ کیا ہے؟ تو اُس نے ایک تاریخی اور حسین ترین جواب دیا تھا۔ مجھے معلوم ہے لیکن میں اپنا نام خریدارانِ یوسفؑ میں لکھوانا چاہتی ہوں۔ تو میں نے سوچا کہ اگر انسان جنت کے لیے اپنی کمر کس لے تو کیا اُس بڑھیا سے بھی کمتر نکلے گا۔

ایک دوسری مثال جب گھر والے دسترخوان بچھاتے ہیں تو گربہ مسکین اس دسترخوان پر حاضر ہو جاتی ہے۔ چند مرتبہ میاؤں میاؤں کی آواز دیتی ہے۔ گھر والے اُسے بھگانے کی کوشش کرتے ہیں جب وہ بار بار دسترخوان پر آتی ہے تو ایک دو لقمہ اس کے قریب ڈالتے ہیں۔

اس حقیر نے دیکھا سُفرۂ حسینیؑ بچھا ہوا ہے۔ میری روح ان کے غلام ترکی پر قربان ہو جائے تمام کائنات مسلمان و غیر مسلمان سب استفادہ کر رہے ہیں۔ سُفرۂ حسینیؑ ہر وقت اور ہر ایک کے لیے بچھا ہوا ہے۔ میں وہی گربہ مسکین ہوں جس کے دانت بھی گر چکے ہیں۔ سُفرۂ حسینیؑ کے اردگرد میاؤں میاؤں کی صدا لگا رہا ہوں۔ مجھے امید ہے ایک لقمہ اسی سُفرہ سے میرے آگے ڈال دیا جائے گا۔

قریۂ جاں میں اُبھرنے لگا پھر گریۂ شب
پھر ملا اذنِ تکلم، پئے یک جنبشِ لب
پھر بڑھی تشنہ لبی، حدتِ خواہش کے سبب
پھر دل و دیدہ کو ہے چشمۂ کوثر کی طلب

میں نے اس کتاب کا نام رکھا ہے: رمز المصیبۃ فی مَقتَلِ مَن قَالَ اَنَا قَتِیلُ العَبرَۃِ۔ مجھے ان کے فضل و کرم سے اُمید ہے وہ میری محنت کو رد نہیں فرمائیں گے۔

❁......❁......❁

Presented by Ziaraat.Com

مقدمہ

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں: پہلا سوال امام حسین علیہ السلام مدینہ سے اہل و عیال کے ساتھ مکہ کی طرف کیوں روانہ ہوئے؟ پھر مکہ سے کیوں روانہ ہوئے؟

دوسرا سوال خداوند تعالیٰ نے اپنے ولی اپنے دوست کو ظالموں اور اپنے دشمنوں سے نجات کیوں نہ دی؟ وہ ان کے ہاتھوں بے دردی کے ساتھ شہید ہو گئے۔

مرحوم دربندیؒ نے اسرار الشہادہ ص ۲۶ پر اور مرحوم مجلسیؒ نے پہلے سوال کا جواب یہ دیا ہے: اس امر پر بہت سی احادیث دال ہیں۔[1] ہر ایک امام ایک خاص امر پر

---

① اُصولِ کافی، ج ۱، ص ۲۷۹، حدیث اول، معاذ بن کثیر نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آسمان سے وصیت نامہ نازل ہوا جو تحریر آپؐ پر نازل ہوئی وہ مہر شدہ تھی اور یہ تحریر بھی مہر شدہ تھی۔ جناب جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے محمدؐ! یہ وصیت نامہ جو تمھاری اُمت کے لیے تمھاری اہلِ بیتؑ کے بارے میں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! میری اہلِ بیتؑ کون ہیں؟ عرض کیا: نجیبِ خدا انھیں میں سے ایک حضرت امیر المومنینؑ ہیں اور اس کی اولاد ہے۔ وہ نبوت کے علم کو وراثت میں پائیں گے۔ وہی ارث جو ابراہیمؑ کی تھی، اس کے وارث ہوں گے۔ وہ میراث اور آپ کی ذریت اس کی صلب سے ہوگی۔ فرمایا: اس وصیت نامہ پر مہریں ثبت تھیں۔ حضرت علیؑ نے پہلی مہر کو کھولا جو کچھ اس کے اندر تحریر تھا، اس پر عمل کیا، ان کے بعد امام حسنؑ نے دوسری مہر کو کھولا جو کچھ اس کے اندر تھا، اس پر عمل کیا۔ جب ان کی شہادت ہوئی تو امام حسینؑ نے تیسری مہر کو کھولا اور اس میں لکھا تھا: "جنگ کرو اور ان کو قتل کرو، ان کے ہاتھوں شہید ہو جاؤ، اپنے ساتھ ایک جماعت کو رکھو وہ بھی تیرے ساتھ شہید ہو جائیں۔ حضرت نے اس وصیت کے مطابق عمل فرمایا۔ جب آپؑ کی شہادت کا وقت آیا تو آپؑ نے وہ وصیت نامہ امام زین العابدینؑ کے حوالے فرمایا......الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

مامور تھا۔ جو کتب و صحف آسمانی میں موجود ہیں۔ وہ رسولؐ اللہ پر نازل ہوئیں، اس لیے آئمہؑ نے ان پر عمل کیا۔ یہ ہم پر لازم نہیں ہے کہ وہ احکام جو ان کے مختصات ہیں ان کو ہم اپنے احکام پر قیاس کریں۔

جب ہم پیغمبرانِ گرامیؑ کے حالات پڑھتے ہیں تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انھیں کفار و مشرکین کے ہزاروں افراد کے لیے مبعوث فرمایا۔ وہ کافر

کافی، ج ۱، ص ۲۸۰، حدیث نمبر ۱، محمد بن احمد بن عبید اللہ (عبداللہ) العمری راوی ہیں انھوں نے اپنے والد سے سنا، اس نے اپنے دادا سے سنا، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک کتاب ان کی رحلت سے قبل نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! یہ وصیت نامہ ہے جو تیرے اہل بیتؑ کے نجباء کے بارے میں ہے۔ آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: میرے اہل بیتؑ کے نجباء کون لوگ ہیں۔ جبرئیلؑ نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا تھا: علی ابن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد کا وصیت نامہ سونے کی مہر سے بند تھا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی وصیت نامہ حضرت امام علیؑ کے حوالے فرمایا کہ وہ اس کی پہلی مہر کو توڑیں اور جو کچھ تحریر ہے اس پر عمل کریں۔ امام علیؑ نے حضرت امام حسنؑ کے حوالے کیا انھوں نے دوسری مہر کو توڑا، جو کچھ تحریر تھا اس پر عمل کیا۔ امام حسنؑ نے امام حسینؑ کے حوالے کیا انھوں نے جب مہر کو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا: تم اپنی جماعت کے ساتھ شہادت کے لیے باہر نکلو وہ جماعت بھی تمھارے ساتھ شہید ہو جائے گی۔ تم اپنی جان کو اپنے اللہ کے لیے بیچ ڈالو......الخ۔

کافی من جملہ ص ۲۸۱، ضریس کناسی راوی ہیں۔ اس نے امام باقر علیہ السلام سے سنا، حمران نے آنحضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا: لیکن ان کا قیام اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ ظالموں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھے اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرماتا اور وہ کامیاب ہوتے، ان کے دشمن قتل ہوتے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے حمران! اللہ نے ان کے مقدر میں شہادت اور یہ آزمائش لکھ دی تھی، اس لیے یہ سب کچھ ہو کر رہا۔ امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ وہ علم جو ان کے پاس تھا وہ رسولؐ خدا کی طرف سے تھا تو اس علم کی بنا پر انھوں نے قیام کیا۔ باقی آئمہؑ نے سکوت اختیار کیا، ان کو قیام کا حکم نہیں تھا۔ پھر امام حسینؑ نے خروج فرمایا: وہ خدا کے حکم سے تھا اور جنھوں نے سکوت فرمایا وہ بھی خدا کی طرف سے تھا، ان کی اپنی مرضی نہیں تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

لوگ ان کو سبّ کرتے اور تکالیف دیتے لیکن وہ ان لوگوں کو برابر دعوتِ حق دیتے رہے۔ ان لوگوں کو اپنے قتل ہونے کا کوئی خوف نہیں ہوتا تھا اور نہ وہ آزار و اذیت کی پرواہ کرتے تھے۔

جب ائمہ طاہرینؑ کی عصمت براہین و نصوص متواترہ کے ذریعے ثابت ہو چکی ہے تو اب محل اعتراض باقی نہیں رہتا بلکہ ان کے ہر کام اور ہر فرمان کو تسلیم کریں۔

اگر ہم دقتِ نظر سے دیکھیں تو یہ معاملہ اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ اموی حکومت کے ارکان مضبوط ہو چکے تھے۔ جب امام حسینؑ کی شہادت ہوئی تو وہ متزلزل ہو گئے۔ لوگ ان کی گمراہی اور کفر کی طرف اس وقت متوجہ ہوئے جب کربلا قائم ہوئی۔ اگر امام حسینؑ یہ عظیم الشان قربانی نہ دیتے تو اموی سلطنت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی۔ تعلیماتِ اسلامی کا نظام لوگوں پر مشتبہ ہو جاتا، دین کے آثار کلی طور پر معدوم ہو جاتے۔

امام حسینؑ مدینہ سے اس لیے خارج ہوئے کہ اگر وہ مدینہ رہ گئے تو قتل کر دیے جائیں گے۔ جب آپؑ مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں بھی وہ قتل والا معاملہ سامنے آ گیا تو حج کو عمرہ سے تبدیل فرمایا اور مکہ معظمہ کو چھوڑ دیا۔ میں نے بعض کتب معتبرہ میں دیکھا ہے کہ یزید نے عمرو بن سعید کو اُمورِ حج کا امیر بنا دیا تھا اور ایک بہت بڑا لشکر اس کی طرف بھیجا تھا اور لکھا تھا حسینؑ کو مخفیانہ گرفتار کریں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہر صورت قتل کر دیں۔

بنو اُمیہ کے تیس نفر از شیاطین کو مامور کیا گیا کہ امام حسینؑ کو شہید کر دالیں۔

جب مکہ معظمہ کی فضا آپؑ کے لیے خونی بن گئی تو آپؑ نے حج کو عمرہ میں تبدیل کیا۔

معتبر روایات کے مطابق جب محمد حنفیہ نے آپؑ کو کوفہ کے سفر سے منع کیا تھا تو آپؑ نے ان کے جواب میں فرمایا تھا: اے برادر! قسم خدا! اگر میں حیوانات کے

Presented by Ziaraat.Com

سوراخ میں جا گھسوں، یہ لوگ وہاں سے نکال کر مجھے قتل کر دیں گے......الخ۔

اب رہا دوسرا سوال کہ خداوند عالم نے اپنے ان ولیوں سے قتل اور ظلم و بربریت کو دُور کیوں نہیں رکھا؟

بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۳ مرحوم علامہ مجلسی نے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے روایت کی ہے: ایک دن میں شیخ ابوالقاسم حسین بن روح قدس اللہ کی مجلس میں ایک جماعت کے ہمراہ تھا، اس مجلس میں علی بن عیسیٰ قصری بھی تھے۔ مجلس سے ایک آدمی اُٹھا اور اُس نے کہا: میرا ایک سوال ہے، انھوں نے کہا: بتاؤ کیا سوال ہے؟

اس نے کہا: یہ بتاؤ کیا حسینؑ بن علیؑ اللہ کے ولی و دوست تھے؟

آپؒ نے فرمایا: وہ ولی و دوست تھے۔

اس نے کہا: اس کے قاتل دشمن خدا تھے یا نہیں؟

آپؒ نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے کہا: کیا خداوند تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ خداوند اپنے ولیوں پر اپنے دشمنوں کو مسلط فرمائے۔

جناب حسین بن روح نے فرمایا: جو کچھ میں کہوں اس کو سنو اور سمجھو۔

خداوند تعالیٰ نے اعلانیہ طور پر لوگوں سے گفتگو نہیں کی بلکہ اپنے پیغمبرانؑ سے گفتگو کی، پیغمبرانؑ انسان تھے اور انھی کی جنس سے تھے۔ خود بشر کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اگر اس بشر کی طرف فرشتوں یا جنوں کو بھیجتا تو یہ بشر ان کی بات نہ مانتے اور ان سے نفرت کرتے لیکن جب خود بشر کی جنس اور صنف سے پیغمبر آئے اور انھی کے لیے آئے جو اُن کی طرح خوراک کھاتے اور بازاروں میں اپنی ضروریات کے لیے آتے جاتے اور وہ لوگ بھی اُنھیں کہتے تھے: تم ہماری مثل ہو اگر تم سچے ہو کہ خدا کی طرف سے نبی بن کر آئے ہو تو کوئی نشانی دکھاؤ تاکہ ہم تمھیں قبول کریں ورنہ قبول نہیں کریں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

کوئی معجزہ لاؤ جس کے لانے سے ہم عاجز ہیں۔ پھر ہم سمجھ لیں گے تم خاصانِ خدا ہو اور ہم نہیں ہیں۔ پس خداوند تعالیٰ نے انھیں معجزات عطا کیے ہیں جس کے سامنے دوسری مخلوق عاجز ہے۔

بعض اُمتوں کی طرف طوفان بھیجا حالانکہ پیغمبرؑ نے انھیں خدا سے ڈرنے کی تعلیم کی دعوت دی تاکہ اتمامِ حجت ہو جائے۔ پھر جس نے سرکشی کی وہ غرق ہوا۔ جیسے حضرت نوحؑ کا قصہ ہے۔

کسی اُمت نے اپنے نبیؑ کو آگ میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کو سرد کر دیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ کسی اور اُمت کے لیے چٹان سے ناقہ نکالی گئی جس کے پستانوں سے دودھ جاری ہوتا تھا جیسے حضرت صالحؑ کی ناقہ۔

کسی نبیؑ کی اُمت کے لیے چٹان پر عصا مارا گیا۔ اُس سے پانی کے چشمے جاری ہوئے تھے۔ پھر ان کے نبیؑ کو عصا عطا کیا گیا جو چیز جادوگروں نے بنائی تھی اُس نے اس کو نگل لیا تھا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ۔

کوئی نبیؑ مادر زاد اندھوں کو بینائی باذنِ خدا دے دیتا تھا۔ مبروص کو اللہ کے حکم سے شفا دے دیتا تھا۔ یہ خبر دیتا تھا تم نے کیا کھایا ہے اور کیا ذخیرہ کیا ہے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

کسی نبیؑ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے اور حیوانات سے گفتگو کی جیسے اُونٹ، بھیڑیا وغیرہ وغیرہ جیسے خاتم الانبیاء سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جب پیغمبرانؑ گرامی کو اس طرح کے معجزات عطا کیے گئے اور لوگ ایسے معجزات لانے سے عاجز آ گئے۔ پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لطف فرمایا جو اس کی حکمت کے تقاضے تھے۔ ان کے مطابق ان کے لیے مقدر فرمایا۔ بعض پیغمبرانؑ گرامی کو معجزات کے ذریعے غالب فرمایا اور بعض کو مغلوب فرمایا، بعض کو قاہر فرمایا اور بعض کو مقہور۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر وہ چاہتا تو تمام انبیاءؑ کو غالب اور قاہر بنا تا لیکن لوگ یہ عقیدہ بنا لیتے کہ یہی خدا ہیں۔ انھیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ وہ آزمائش و امتحان میں صابر ہیں یا نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبران گرامیؑ کے احوال کو اپنی مخلوق کے احوال کے مطابق رکھا۔ مصائب کے وقت صابر رہیں اور عافیت و غلبہ کے وقت شاکر رہیں۔ باقی تمام حالات میں متواضع رہیں۔ تکبر اور خودنمائی نہ کریں۔

جب لوگ یہ عقیدہ رکھیں گے کہ یہ انبیاءؑ اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ نے انھیں بھیجا ہے تو وہ خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے پیغمبروںؑ کی اطاعت فرمائیں گے۔ اس لیے ان کے لیے خدا کی حجت ثابت رہے گی۔ اگر وہ معصیت کریں گے یا ان بندگان خدا کو خدا مانیں گے یا پھر ان کی مخالفت کریں گے تو یہ سب لوگ جواب دہ ہوں گے۔ اب کوئی ہلاکت کے قریب پہنچے یا ہلاکت سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔

دلائل و براہین الٰہیہ روزِ روشن کی طرح واضح ہیں۔ محمد بن ابراہیم بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے دوسرے دن حسین بن روحؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: کل جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اپنی طرف سے فرمایا تھا؟

جناب حسین بن روحؒ نے فرمایا: اے محمد بن ابراہیم! مجھ پر آسمان گر پڑے، پرندے میرا گوشت نوچیں، ہوا اُٹھا کر دُور پھینک دے یہ تمام قبول ہیں اس بات سے اللہ کے دین میں اپنی طرف سے کوئی بات کروں۔ میں نے وہی بات کہی ہے جو حضرت حجت علیہ السلام سے سنی ہے۔

❁......❁......❁

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ثواب گریہ بر امام حسین علیہ السلام

(۱)......علی بن حسن بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ شخص جو ہمارے مصائب کو یاد کر کے گریہ کرے وہ روز قیامت ہمارے ساتھ ہوگا۔ علاوہ ازیں آپؑ نے یہ بھی فرمایا: جو شخص ہمارے مصائب کو یاد کر کے روئے جس دن ہر آنکھ اشکبار ہوگی وہ اس روز خوش و خرم ہوگا۔ جو شخص ایسی مجلس میں شرکت کرے جس میں ہمارے احکام کو زندہ کیا جائے تو ایسا شخص اس دن زندگی کے حقیقی لطف سے استفادہ کرے گا جس دن ہر طرف موت ہی موت ہوگی۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۸)

(۲)......بکر بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: آپؑ نے فرمایا: جو شخص ہمیں یاد کرے اور اسی یادآوری میں اس کی آنکھ سے معمولی سا آنسو خارج ہو، خداوند تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا چاہے وہ کثرت میں دریا کی جھاگ کی مقدار میں ہوں۔

(۳)......ابان بن تغلب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص ہمارے مصائب پر آہ کھینچے تو اس کی یہ آہ تسبیح (سبحان اللہ) کا ثواب رکھتی ہے۔ اگر وہ ہمارے لیے پریشان ہو تو اس کی یہ پریشانی اللہ کی عبادت میں شمار ہوتی ہے۔ ہمارے راز کو چھپانا جہاد راہ خدا ہے۔ بعد ازیں فرمایا: بندوں پر واجب ہے اس حدیث کو سونے کے پانی سے تحریر کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

④...... ابن خارجہ کہتے ہیں: میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں موجود تھا۔ حضرت امام حسینؑ کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اُن کے قاتل پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپؑ رو پڑے، ہم بھی رو پڑے۔ اس دوران آپؑ نے اپنا سرِ مبارک بلند کیا اور فرمایا: امام حسینؑ کا فرمان ہے: میں کشتہ اشک ہوں جب مومن مجھے یاد کرے گا تو ضرور اشکبار ہوگا۔ (بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۹)

⑤...... محمد بن عمارہ کوفی روایت کرتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو شخص ہمارے بہائے گئے خون پر رُوئے یا ہمارے حقوق کے غصب کیے جانے پر روئے یا ہماری ہتک عزت پر روئے یا ہمارے کسی شیعہ کی مظلومیت پر روئے ایسے شخص کے لیے خداوند تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔

⑥...... ابن ربیع بن منذر نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص ہمارے غم میں ایک قطرہ اشک بہاتا ہے یا گریہ کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کا مقام جنت کو قرار دیتا ہے۔

⑦...... معاویہ ابن وھب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اپنے امور پر رونا دھونا ناپسندیدہ فعل ہے لیکن امام حسینؑ پر رونا عبادت ہے۔ (بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۰)

⑧...... ابو یحیٰ حذا بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے کسی صحابی سے سنا اس نے کہا: امیرالمومنینؑ نے امام حسینؑ کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا: اے گریہ مومن! امام حسینؑ نے عرض کیا: اے بابا جان! میں ہوں گریہ مومن۔ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ میرے بیٹے تم ہو۔

⑨...... شاعر ابو عمارہ سے روایت ہے، جب امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں امام حسینؑ کا ذکر ہوتا تو اُس دن رات ہونے تک آپؑ کے چہرۂ اقدس پر

Presented by Ziaraat.Com

مسکراہٹ دیکھنے میں نہ آتی۔ آپؑ ہمیشہ فرماتے: حسینؑ! ہر مومن کے گریہ کا سبب ہیں۔

ہے یاد تشنہ لباں اور آنکھ تر بھی نہیں
بجا کہ ہے یہ عبادت مگر ادھوری ہے
بغیر اشک بہائے نہ لیجیے نام حسینؑ
نماز پڑھنے سے پہلے وضو ضروری ہے
(محسن نقوی)

(۱۰)...... اسماعیل بن جابر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی امام حسینؑ کا فرمان ہے: "میں کشتہ اشک ہوں"۔

(۱۱)...... محمد بن مسلم راوی ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے امام حسینؑ کو اپنے قرب میں جو مقام عطا فرمایا ہے وہاں آپ تین مقامات کو اپنی نگاہ میں رکھتے ہیں۔ کربلا میں اپنی لشکرگاہ کو، اپنے باوفا ساتھیوں کو اور اپنے زائرین کو نظر عاطفت سے دیکھتے ہیں۔

آپ ان کو اور ان کے اسماء کو، ان کے والدین کے اسماء کو خوب جانتے ہیں۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں: خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان کا مقام کیا ہے۔ آپؑ اس کو بھی دیکھتے ہیں جو آپؑ پر گریہ کرتا ہے، آپؑ اس کے لیے طلب مغفرت فرماتے ہیں۔ آپؑ اپنے بزرگواروں کی خدمت میں درخواست فرماتے ہیں، ان کے لیے اور ان کے والدین کے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اگر زائر حسینؑ کو اپنے فضائل اور مقامات کا علم ہو جائے تو اپنی تمام مسرتوں کو گریہ امام حسینؑ میں تبدیل کر دے۔ جب زائر زیارت امام حسینؑ کرتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۱۸۱)

Presented by Ziaraat.Com

(۱۲)...... محمد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ امام علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا: جب ایک مومن امام حسینؑ کی مظلومیت پر روتا ہے اور آنسو اس کے رخساروں پر جاری ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے ایک کمرہ تیار کراتا ہے، وہ ہمیشہ وہاں رہے گا۔

جب ایک مومن ہمارے مصائب پر اشک بار ہوتا ہے اور آنسو اس کے چہرے پر جاری ہوتے ہیں تو خداوند تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔

جب ایک مومن ہمارے مصائب پر دکھی ہوتا ہے اور اس کے آنسو اس کے چہرے پر جاری ہوتے ہیں تو خداوند تعالیٰ ہر قسم کی پریشانی اس سے دور کر دیتا ہے اور قیامت کے روز اُسے آتش جہنم سے آزادی کا پروانہ دے دے گا۔

(۱۳)...... مرو اَنذی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فضیل سے فرمایا: اِدھر آیئے اکٹھے بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ فضیل نے عرض کیا: قربان جاؤں بندہ حاضر ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اے فضیل! مجھے ایسی مجالس بہت زیادہ محبوب ہیں جن مجالس میں ہمارا امر زندہ کیا جائے۔ خداوند اس بندے پر اپنی رحمت فرمائے جو بندہ ہمارا امر زندہ کرے۔

اے فضیل! جو شخص ہمیں یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور وہ آنسو قطرہ ہی کیوں نہ ہو اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ کفِ دریا کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۲)

(۱۴)...... شاعر ابو عمارہ روایت کرتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں امام حسینؑ کی یاد میں کچھ اشعار سناؤں۔ میں نے جواب دیا: آقا! حکم کی تعمیل ہوتی ہے میں نے اشعار پڑھے تو آپ رونے لگے۔ پھر میں نے دو شعر مرثیہ میں پڑھے۔ آپ نے مزید رونا شروع کیا، حتیٰ کہ اندرون خانہ سے میں نے

Presented by Ziaraat.Com

گریہ کی آواز سنی۔

بعد ازیں آپؑ نے فرمایا: اے ابوعمارہ! اگر کوئی آدمی امام حسینؑ کی یاد میں اشعار کہے اور پچاس آدمیوں کو رُلا دے، بہشت اس پر واجب ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے اشعار سے تیس آدمیوں کو رُلا دے تو اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے اشعار سے بیس آدمیوں کو رُلا دے تو اس کے لیے جنت کا انعام ہے۔

اگر کوئی شخص صرف دس آدمیوں کو امام حسینؑ کے غم میں رُلا دے تو اس کا مقام جنت میں ہوگا۔ اگر کوئی شخص اپنے اشعار کے ذریعے امام حسینؑ کے غم میں ایک آدمی کو رُلا دے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی آدمی خود شعر کہے اور امام حسینؑ پر روئے تو اس پر بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص امام حسینؑ کے مصائب اشعار میں بیان کر کے خود رونے کی کوشش کرے تو اس پر بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔

⑩...... زید شحام روایت کرتے ہیں، ایک دفعہ میں کچھ لوگوں سمیت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں موجود تھا۔ اسی اثناء میں جعفر بن عفان وارد ہوئے۔ آپؑ نے اس کا اکرام فرمایا، اُسے اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا: جعفر! اس نے کہا: اے میرے مولا! میں قربان جاؤں بندہ حاضر ہے فرمائیے۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے تم امام حسینؑ کے لیے مرثیہ کہتے ہو اور بہترین انداز میں بیان کرتے ہو۔ اس نے عرض کیا: قربان جاؤں کچھ ایسا ہی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہمیں بھی سناؤ۔ جب جعفر نے امام حسینؑ کے مصائب کو اشعار میں بیان کیا تو آپؑ خوب روئے اور باقی لوگ بھی روئے۔ آپؑ اتنا روئے کہ آپؑ کے آنسو آپؑ کے نورانی چہرے پر بہنے لگے۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے فرمایا: بعض ملائکہ اس مجلس میں حاضر ہیں۔ انھوں نے تمہارا مرثیہ سنا ہے۔ ہمارے ساتھ انھوں نے بھی گریہ کیا۔ خداوند تعالیٰ نے اسی وقت تم پر اپنی جنت کو واجب کیا اور تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ اس کے بعد اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اے جعفر! کچھ مزید کہوں تو جعفر نے کہا: جی ہاں! آپؑ نے فرمایا: ہر وہ شخص جو امام حسینؑ کے مصائب کو اشعار میں پیش کرتا ہے، خود روتا ہے اور اوروں کو رُلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب کر دیتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے۔

⑪...... ابراہیم بن ابی محمود بیان کرتے ہیں، حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: محرم وہ مہینہ ہے جس میں زمانہ جاہلیت کے لوگ جنگ کو حرام سمجھتے تھے لیکن اسی ماہ میں ہمارا خون بہایا گیا۔ ہماری حرمت کی ہتک کی گئی، ہمارے بچوں اور عورتوں کو اسیر کیا گیا۔ ہمارے خیام جلائے گئے۔ جو کچھ خیام کے اندر تھا لوٹ لیا گیا۔ حرمت رسولؐ اللہ کی کوئی رعایت نہ کی گئی۔ امام حسینؑ کی مظلومیت نے ہماری آنکھوں کو زخمی کر دیا ہے۔ آنسوؤں کا سلسلہ جاری کر دیا۔ ہمارے عزیز ذلیل کر دیئے گئے۔ کربلا کے مصائب قیامت تک ہماری وراثت میں دے دیئے گئے ہیں۔ جو لوگ امام حسینؑ کے حق کی معرفت میں ان پر روتے ہیں تو ان کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جب محرم کا مہینہ آتا تو میرے والد بزرگوار کے چہرۂ اقدس سے مسکراہٹ غائب ہو جاتی۔ غم و اندوہ کا غلبہ ہو جاتا۔ اس طرح محرم کا ماہ چلتا رہتا۔ جب دسویں محرم ہوتی تو آپ بہت زیادہ روتے اور فرماتے یہ وہ دن ہے جس دن امام حسینؑ کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ ان پر درود و سلام۔

⑫...... ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، امام حسینؑ نے فرمایا: میں کشتۂ اشک ہوں۔ جب کوئی مومن مجھے یاد کرے گا تو ضرور روئے گا۔ (بحار الانوار ج ۴۴ ص ۲۸۴)

Presented by Ziaraat.Com

(۱۸)...... فضیل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: جب کوئی شخص ہمیں یاد کرے اور ہمارے غم میں آنسو بہائے، پر مکھی کی مقدار میں ہو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کف دریا کی مقدار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۱۹)...... محمد نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا: جب کوئی مومن امام حسینؑ کی مظلومانہ شہادت پر اتنا روئے کہ اس کی آنکھ تر ہو تو اللہ تعالیٰ بہشت میں اس کے لیے مکان تعمیر فرماتا ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔

(۲۰)...... فضیل بن فضالہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا: جب کوئی آدمی ہماری مظلومیت پر آنسو بہائے، خداوند تعالیٰ اس پر جہنم حرام کر دیتا ہے۔

(۲۱)...... ریان بن شبیب بیان کرتے ہیں: محرم کی پہلی تاریخ تھی، میں اپنے آقا حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا، آپؑ نے فرمایا: اے ابن شبیب! کیا تم روزہ سے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: آج وہ روز ہے جس روز حضرت زکریاؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی تھی:

"رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ" "پروردگارا مجھے نیک و صالح اولاد عطا فرما کیونکہ تو ہی دعا سننے والا ہے" (آل عمران، آیہ ۳۸)

خداوند تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔ پس ملائکہ نے انھیں اس وقت جناب یحییٰ کی خوشخبری دی جس وقت وہ محراب میں عبادت میں مصروف تھے۔ پس جو شخص اس دن روزہ رکھے اور دعا مانگے قبول ہوگی کیونکہ جناب زکریاؑ کی دعا قبول ہوئی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابن شبیب! محرم وہ ماہ ہے جس میں زمانہ جاہلیت

Presented by Ziaraat.Com

میں لوگ جنگ و جدل بند کر دیتے تھے۔ اس ماہ کی حرمت کا خیال رکھتے تھے لیکن اس اُمت نے اس ماہ کی حرمت کا کوئی خیال نہ رکھا اور نہ پیغمبرؐ کی حرمت کا خیال رکھا۔ اس ماہ میں پیغمبرؐ کی آل سے جنگ کی اور ان کی خواتین اور بچوں کو قیدی بنایا اور ان کے خیام کو لوٹ لیا۔ پس خداوند تعالیٰ ایسے لوگوں کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔

اے ابن شبیب! اگر تم کسی امر کے لیے رونا چاہو تو حسینؑ ابن علیؑ کی مظلومیت پر رونا کیونکہ انہیں بے یار و مددگار اور گوسفند کی طرح بے دردی سے ذبح کیا گیا۔ اس کے اٹھارہ جوانوں کو شہید کیا گیا۔ جن کا مثل زمانے میں نہ تھا۔

وہ تو وہ ہیں جس پر تمام زمینیں اور آسمان روئے۔ چار ہزار ملائکہ آسمان سے ان کی نصرت کے لیے کربلا میں آئے تو وہ اس وقت شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ فرشتے اپنے بالوں کو کھول کر ان میں مٹی ملا کر آپؑ کی قبر مطہر پر امام زمانؑ کے ظہور تک گریہ کناں رہیں گے۔ پھر وہ فرشتے امام زمانؑ کی نصرت کریں گے اور میدانِ جنگ میں ان کا نعرہ یَا لَثَارَاتِ الْحُسَیْنِ ہوگا۔

اے ابن شبیب! مجھے اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے یہ خبر دی گئی ہے جس وقت میرے دادا امام حسینؑ کو شہید کیا گیا تو آسمان سے خاک و خون کی بارش ہوئی۔

شہیدوں کو تو اکثر ناز ہوتا ہے شہادت پر
حسینؑ ابن علیؑ تجھ پہ شہادت ناز کرتی ہے

اے ابن شبیب! اگر تو امامؑ کو روئے اور آنسو تیرے رخسار پر جاری ہو جائیں تو خداوند تعالیٰ تیرے تمام گناہ صغیرہ و کبیرہ معاف کر دے گا چاہے وہ جتنے بھی ہوں۔

اے ابن شبیب! اگر تو چاہتا ہے خداوند تعالیٰ سے ملاقات ہو اور تیرے تمام گناہ معاف ہو جائیں تو امام حسینؑ کی زیارت کر۔ اگر تو چاہتا ہے رسولؐ اللہ اور آئمہ طاہرینؑ کے ساتھ جنت کے سب سے اونچے محلات میں بقیہ زندگی بسر کرے تو قاتلانِ امام

حسینؑ پر لعنت کر۔

اگر تو چاہتا ہے شہدائے کربلا کا ثواب ملے تو جب ان کی کوئی مصیبت تیرے سامنے آئے تو اپنی زبان پر یہ کلمات جاری کر: یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَکُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا "اے کاش! میں تمہارے ساتھ ہوتا اور عظیم کامیابی حاصل کرتا"۔

اگر تو چاہتا ہے بہشت کے بلند و بالا درجات میں ہمارے ساتھ رہے، ہمارے غم میں مغموم رہ اور ہماری خوشی میں خوش رہ، تو بہشت ہماری ولایت پر رہنا اور ہماری محبت میں زندگی بسر کرنا۔ یاد رکھ اگر کوئی کسی پتھر کے ساتھ محبت رکھتا ہے تو وہ آدمی اس پتھر کے ساتھ محشور ہوگا۔

⑪..... عبداللہ بن غالب روایت کرتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور اشعار پڑھے جن میں امام مظلومؑ کا ذکر تھا۔ جب میں اس شعر پر پہنچا

لَبَلِیَّةٍ تَسْقُوْ حُسَیْنًا
بِمِسْقَاةِ الثَّرٰی غَیْرَ التُّرَابِ

پس پردہ کے اندر سے کسی رونے والے کی چیخ بلند ہوئی: "ہائے بابا جان!"
(بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۶، کامل الزیارات، ص ۱۰۵)

⑫..... ابو ہارون (نابینا) روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور حاضر ہوا۔ آپؑ نے فرمایا: مصائب کے اشعار بیان کرو، ایسے طریقے سے پڑھو جس طرح تم عام مجالس میں پڑھتے ہو یا ایسے پڑھو جس طرح قبر مبارک کے نزدیک پڑھتے ہو۔ میں نے مرثیہ پڑھنا شروع کیے۔ جب میں نے یہ شعر ادا کیا اُمْرُرْ عَلٰی جَدَثِ الْحُسَیْنِ فَقُلْ لِاَعْظُمِهِ الزَّکِیَّۃ۔
"جب قبر حسینؑ سے تمہارا گزر ہو تو ان پاکیزہ اور مقدس ہڈیوں سے کہو" اے تو

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا۔ میں خاموش ہوگیا تو آپؑ نے فرمایا: دوبارہ پڑھو۔ میں نے دوبارہ پڑھا۔ آپؑ نے فرمایا: پھر پڑھو۔ میں نے پھر پڑھا۔ بعد ازیں جب میں اس شعر پر پہنچا:

یَا مَرْیَمُ قُوْمِی وَانْدُبِیْ مَوْلَاکِ
وَعَلَی الْحُسَیْنِ فَاسْعُدِیْ بِبُکَاکِ

"اے مریم! اٹھو اور اپنے مولا کے لیے آہ و زاری کرو اور اس گریہ سے ان کی نصرت کرو"۔

آپؑ نے گریہ فرمایا اور مستورات نے بھی نالہ و شیون بلند کیا۔ جب عورتیں خاموش ہوگئیں تو آپؑ نے فرمایا: اے ابا ہارون! ہر شخص جو امام حسینؑ کے مصائب کے اشعار پڑھ کر دس آدمیوں کو رلائے اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔ آپؑ پھر آدمیوں کی تعداد کم کرنے لگے کہ اتنے ہوں، اتنے ہوں۔ آخر کار ایک نفر تک جا پہنچے۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا: اگر کوئی امام حسینؑ کے مراثی کہہ کر خود روئے تو اس پر بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔

⑰...... صالح بن عقبہ نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی مصیبت کا ایک شعر کہے اور روئے یا دس نفر کو رلائے تو اُس پر اور رونے والوں پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جو شخص امام حسینؑ کے مصائب اشعار کی صورت میں بیان کرے اور نو آدمیوں کو رلائے پس اُس کے لیے اور رونے والوں کے لیے جنت ہے۔ اس طرح آپؑ نے سلسلۂ کلام جاری رکھا اور تعداد کم کرتے رہے۔ آخر میں فرمایا: ایک شعر کہہ کر صرف خود روئے، اس پر بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۹)

⑱...... مِسمَع سے روایت ہے اُس نے کہا: مجھ سے امام صادق علیہ السلام نے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا: تو عراقی ہے کیا امام حسینؑ کی زیارت کو جاتا رہتا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں میرے آقا! میں بصرہ کا ایک نامور آدمی ہوں جو میرے قریب رہتے ہیں وہ خلیفہ کے ہوا خواہ ہیں۔ میرے قبیلے کے بہت سے لوگ دشمن ہیں، ناصبی ہیں وہ مجھ پر نگاہ رکھتے ہیں اس لیے میں محفوظ نہیں ہوں۔ میری ایسی خبر سلیمان کے کسی مرد تک پہنچا دیں تو وہ میرے نقصان کا سبب بن جائے گی۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے انھوں نے امام حسینؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ میں نے عرض کیا: آقائے من! معلوم ہے۔ آپؑ نے فرمایا: کیا ان کی یاد میں تو رہتا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں گریہ کرتا ہوں میری اس کیفیت کو میرے گھر والے مشاہدہ کرتے ہیں۔ میری بھوک اُڑ جاتی ہے۔ بھوک کے اثرات میرے چہرہ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ تمہارے اس گریہ پر رحمت فرمائے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے تو ان لوگوں میں سے ہے جو ہمارے مصائب پر گریہ کرتے ہیں۔ تیرا شمار اُن لوگوں میں سے ہے جو ہماری خوشی میں خوش اور ہماری غمی میں مغموم ہوتے ہیں۔ تیرا شمار ان لوگوں میں سے ہے جو ہمارے خوف میں خوفزدہ اور ہمارے امن میں خوشحال رہتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے تم اپنی موت کے وقت میرے آباء کو اپنے پاس دیکھو گے اور وہ موت کے فرشتے سے تمہاری سفارش کر رہے ہوں گے۔ اور تمہیں موت سے پہلے (جنت) کی بشارت دے رہے ہوں گے۔ جس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ موت کا فرشتہ تم پر مہربان ہو جائے گا۔ پھر آپؑ نے گریہ کیا اور مجھے بھی رُلایا۔

بعدازیں فرمایا: خداوند تعالیٰ کے لیے حمد وثنا ہے جس نے اپنی رحمت سے ہمیں تمام کائنات پر فضیلت بخشی اور ہم پر اپنی رحمت خاص کا سایہ فرمایا۔

اے مسمع! جس دن امیر المومنین علی علیہ السلام شہید ہوئے اُس دن سے زمین

Presented by Ziaraat.Com

وہ آسمان ہم پر گریہ کر رہے ہیں۔ ملائکہ جس دن سے ہم پر گریہ کر رہے ہیں آج تک ان کی آنکھیں خشک نہیں ہوئیں۔ کوئی گریہ نہیں کرتا ہم پر مگر جو رحمت اللہ نے ہمارے لیے خاص کی ہے وہ رحمت اس تک فوراً جا پہنچتی ہے۔ آنکھ سے آنسو نکلتے ہی وہ آدمی اللہ کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے۔ پس جس وقت اس کے رخساروں پر آنسوؤں کے قطرات بہتے ہیں اگر ایک آنسو جہنم میں ڈال دیا جائے تو آتش جہنم خاموش ہو جائے۔

جو دل ہمارے لیے پریشان ہو، جب اس پر موت آئے گی تو اُسے ہماری زیارت نصیب ہوگی تو اس کے لیے مسرت وشادمانی کا سماں بندھ جائے گا۔ ایسی خوشی جو ابدی ہوگی، ایسا انسان ہمارے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوگا تو وہ خوش حال ہو جائے گا۔ ہمارے دوست اس کے نزدیک جائیں گے اور اُسے وہ لذت سے لبریز کھانے پیش کریں گے۔ تو اسی وقت اس کی خواہش ہوگی کہ ایسی نعمات اس سے کبھی دُور نہ ہوں۔

اے مسمع! اس دن جس آدمی نے آبِ کوثر کا ایک گھونٹ پی لیا اُسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ اس کے بعد وہ کبھی مشقت نہیں دیکھے گا۔ حوضِ کوثر کی ٹھنڈک کافور کی مانند ہے۔ اس کی خوشبو مشک کی طرح ہے۔ اس کا مزہ زنجبیل کی طرح ہے، شہد سے زیادہ شیریں مکھنی سے زیادہ نرم، اشک چشم سے زیادہ صاف وشفاف، عنبر سے زیادہ پاکیزہ، وہ تسنیم سے خارج ہو رہا ہوگا۔ وہ بہشت کی نہروں میں جاری ہوگا۔ وہ نہریں جو موتیوں اور یاقوت سے بنی ہوں گی۔ وہاں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر برتن رکھے ہوں گے۔ اس کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس ہو رہی ہوگی۔ اس کے برتن چاندی اور سونے کے ہوں گے۔ اس مقام بہشت کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔ وہ آرزو کرے گا۔ اے کاش! وہ ہمیشہ یہاں رہ جائے۔

اے مسمع! آگاہ رہو، تم اس پانی کو پیو گے۔

کوئی ایسی آنکھ نہیں ہے جو ہمارے لیے گریہ کرے اور اُسے نعمات خداوندی

Presented by Ziaraat.Com

سے استفادہ نہ ہو۔ ایسی ہر آنکھ اللہ کی نعمات سے استفادہ کرے گی۔ جو ہمیں دوست رکھتا ہے وہ حوض کوثر کو بھی دیکھے گا اور اس کا پانی بھی پیے گا۔

(۶۱)...... علامہ مجلسی مرحوم فرماتے ہیں: میں نے اپنے ہم عصر ثقہ احباب کی کتابوں میں یہ روایت دیکھی ہے۔ جب پیغمبر اکرمؐ نے اپنی بیٹی کو امام حسینؑ کے مصائب کی خبر دی کہ وہ بے دردی کے ساتھ ذبح کیے جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت زہراؑ نے سخت گریہ فرمایا۔ بعد ازیں اپنے باباؐ سے سوال کیا: یہ واقعہ کب ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ واقعہ اس زمانے میں ہوگا جس زمانے میں مَیں ہوں گا اور نہ تم اور نہ علیؑ۔ یہ سن کر آپؑ نے بے تحاشا گریہ کیا۔ پھر آپؑ نے اپنے باباؐ سے عرض کیا: کیا میرے مظلوم بیٹے پر کوئی رونے والا بھی ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت کی خواتین میری اہلِ بیتؑ کی خواتین کے غم میں گریہ کریں گی اور مرد میری اہلِ بیتؑ کے مردوں پر رُوئیں گے۔ اس طرح پشت در پشت یہ سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔ جب قیامت برپا ہوگی، تم ان عورتوں کی شفاعت کرو گی اور میں ان کے مردوں کی شفاعت کروں گا جو میرے حسینؑ پر گریہ کرے گا۔ مَیں اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا۔

اے فاطمہؑ! قیامت کے دن ہر آنکھ رو رہی ہوگی لیکن میرے حسینؑ کے رونے والے خندان و فرحان ہوں گے۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۹۲)

(۶۲)...... مرحوم مجلسی فرماتے ہیں: میں نے اپنے اصحاب کی کتب میں دیکھا ہے، ایک حکایت سید علی حسینی سے روایت کی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں اُن دنوں مشہد میں امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کے روضہ میں مومنین کی ایک جماعت کے ساتھ تھا محرم کی دس تاریخ تھی۔ ہم میں سے ایک آدمی نے امام حسینؑ کی شہادت بیان کی۔ اُسی نے ایک فرمان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا پیش کیا جو شخص امام حسینؑ کے مصائب

Presented by Ziaraat.Com

میں اتنا روئے کہ مچھر کا پَر تر ہو جائے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں چاہے وہ گناہ کفِ دریا کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۹۳)

ہماری اس مجلس میں ایک جاہل آدمی تھا جس کو ہم نے جہلِ مرکب سے تعبیر کیا۔ اس نے کہا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس کو عقل قبول نہیں کرتی۔ اس طرح بحث نے شدت اختیار کی۔ لوگ اِدھر اُدھر چلے گئے۔ لیکن وہ شخص اپنی بات پر بضد رہا۔ جب سویا تو اُس نے خواب میں دیکھا۔ قیامت برپا ہو چکی ہے، پوری دھرتی کی زمین برابر ہو چکی ہے۔ تمام لوگ میدانِ محشر میں ہیں۔ اعمال تولے جا رہے ہیں، پُل صراط قائم ہو چکی ہے۔ حساب کتاب شروع ہو چکا ہے۔ آتشِ جہنم سامنے شعلے نکال رہی ہے۔ سامنے بہشت کے مناظر ہیں، سخت گرمی کا عالم ہے۔ ہر انسان پسینے میں شرابور ہے۔ اس دوران مجھے پیاس نے مجبور کیا۔ میں نے دائیں طرف بہت بڑا پانی کا حوض دیکھا۔ میں نے خیال کیا: یہی حوضِ کوثر ہے۔ میں نے دیکھا اس کا پانی یخ تھا۔ اس کی مٹھاس شیرینی سے بڑھ کر تھی۔ لیکن وہاں دو مرد اور ایک خاتون موجود تھے جن کا نور ہر طرف روشنی دے رہا تھا۔ ان کا لباس سیاہ تھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ ہستیاں کون ہیں؟ کہا گیا: یہ محمد مصطفیٰ ہیں، وہ امام علیؑ ہیں اور وہ خاتون حضرت فاطمہ زہراؑ ہیں۔ میں نے ان کے لباس کے بارے پوچھا تو کہا: آج محرم کی دس تاریخ ہے۔ اسی روز نواسہ رسولؐ شہید ہوئے تھے۔ اس وجہ سے یہ ہستیاں مغموم ہیں۔

میں حضرت فاطمہ زہراؑ کے قریب گیا اور عرض کیا: اے دخترِ پیغمبرؐ! میں پیاسا ہوں۔ حضرت فاطمہؑ نے میری طرف غیظ و غضب سے دیکھا اور فرمایا: تم تو وہ ہو جو میرے شہید بیٹے پر گریہ کرنے کے فضائل کے منکر ہو۔ میرا بیٹا بے دردی کے ساتھ اُمت نے شہید کر ڈالا۔ وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا میوہ تھا۔ قاتلوں پر خدا

Presented by Ziaraat.Com

لعنت فرمائے۔ جنہوں نے میرے بیٹے کو پیاسا شہید کیا۔ میری نیند ختم ہوئی۔ اس وقت میری حالت غیر ہو چکی تھی۔ سخت خوف میں تھا۔ خداوند تعالیٰ سے معافی مانگی اور اس بات پر پشیمان ہوا، توبہ کی اور اپنے ساتھیوں کو اپنے خواب کی خبر دی۔

(۲۸)...... علقمہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، اس نے کہا: میں نے امامؑ سے پوچھا: امام حسینؑ کی زیارت عاشورہ کا ثواب کتنا ہے؟ آپؑ نے سن کر گریہ کیا، پھر فرمایا: امام حسینؑ پر گریہ کرو اپنے اہل بیتؑ کو بھی حکم دو وہ بھی امامؑ پر گریہ کریں۔ ایک دوسرے کو تعزیت کرو۔ میں اس بات کا ضامن ہوں جب تم ایسا کرو گے تو تمہارے نامۂ اعمال میں دو ہزار حج وعمرہ اور دو ہزار جنگ راہ خدا میں کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

راوی نے عرض کیا: مولا! اس ثواب کے آپ ضامن ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، میں ضامن ہوں۔ پھر اس نے عرض کیا: ہم کس طرح ایک دوسرے کو تعزیت کریں؟

آپؑ نے فرمایا: اَعْظَمَ اللّٰهُ اُجُوْرَنَا وَاُجُوْرَكُمْ بِمُصَابِنَا بِالْحُسَيْنِ وَجَعَلَنَا وَ اِيَّاكُمْ مِنَ الطَّالِبِيْنَ بِثَارِهٖ مَعَ وَلِيِّهٖ وَالْاِمَامِ الْمَهْدِيِّ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ (اسرار مرحوم دربندی، ص ۴۰)

(۲۹)...... مرحوم دربندی کی اسرار کے صفحہ ۴۲ پر یہ روایت درج ہے جس کے راوی عبدالحمید راشی ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی آدمی ہمارے مصائب میں روتا ہے تو اس وقت ملائکہ اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہیں، اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوائے اس گناہ کے جو ایمان سے خارج کر دے۔

(۳۰)...... اسرار الشہادت کے صفحہ نمبر ۴۳ میں یہ روایت ہے جس کے راوی دعبل خزاعی ہیں۔ اس نے کہا: میں اپنے آقا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی بارگاہ

Presented by Ziaraat.Com

میں حاضر ہوا۔ میں نے آپؑ کی پوری مجلس کو غمناک پایا۔ جب آپؑ کی مجھ پر نگاہ پڑی تو آپؑ نے فرمایا: دعبل مرحبا! آیئے آپؑ نے میرے لیے جگہ بنائی، اپنے نزدیک بٹھایا اور فرمایا: اے دعبل! وہ اشعار بیان کرو جن کا تعلق ہمارے مصائب سے ہے۔ یہ ایام سوگواری کے ہیں۔ ان دنوں ہمارے دشمن خوشحالی میں ہیں بالخصوص بنوامیہ خدا ان پر لعنت کرے۔

اے دعبل! اگر کسی محفل میں جہاں ہمارے مصائب بیان ہوں، صرف ایک آدمی ہی رو پڑے تو اس کا اجر خدا پر ہے۔

اے دعبل! جب کوئی آدمی ہمارے مصائب میں روئے خداوند تعالیٰ اُسے ہمارے ساتھ محشور فرمائیں گے اور وہ ہمارے درجہ میں ہوں گے۔

اے دعبل! جو شخص میرے دادا امام حسینؑ کے مصائب میں گریہ کرے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ پھر آپ اُٹھے اور اپنی اہل بیتؑ کے درمیان پردہ حائل کیا تا کہ ان کے گھر والے پردے میں آ کر امامؑ کی مجلس سنیں اور گریہ کریں۔ آپؑ نے مجھے فرمایا:

اے دعبل! مرثیہ پڑھو تو ہمارا ناصر بھی ہے اور حامی بھی ہے۔ جب تک زندہ رہو اس کام میں کوتاہی نہ کرنا۔ دعبل کہتے ہیں: میں نے یہ سنا تو میں رو دیا۔

در گریہ جمیع مخلوقات بر حسین علیہ السلام

① ...... کامل الزیارات ص ۷۹ ابو بصیرؒ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: تمام انس و جن طیور و وحوش نے امام حسینؑ پر گریہ کیا۔

② ...... حارث اعور نے حضرت امیر المومنینؑ سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: میرے ماں باپ امام حسینؑ پر قربان ہوں جنہیں کوفہ کی پشت پر شہید کیا جائے گا۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں جنگلوں کے جانور اس کی قبر مبارک پر اپنی گردنیں جھکائے ہوئے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

اور گریہ کر رہے ہیں۔ رات کی ابتداء سے تا دمِ صبح ان کا یہ عمل جاری ہے (اے لوگو) خیال کرنا اس عظیم کام میں تمہارا حصہ باقی حیوانات سے کم نہ ہو۔

③...... ابن خالد، یونس بن ظبیان، ابو سلمیٰ اور مفضل بن عمر روایت کرتے ہیں، ہم سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا جس وقت امام حسینؑ شہید ہوئے تو ان کی مظلومیت پر ساتوں آسمان ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان کے اندر ہے اور جو جو مخلوق ان میں تصرف کرتی ہیں، بہشت اور اس کی مخلوق، آتش جہنم اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے ایجاد کی ہے ان سب نے گریہ کیا۔

④...... مفضل بن عمر روایت کرتے ہیں، جس وقت امام حسینؑ شہید ہوئے تو سوائے بصرہ، دمشق اور آلِ عثمان کے تمام مخلوق نے گریہ کیا۔

⑤...... حسین بن ثویر کہتے ہیں: ایک دن میں، یونس بن ظبیان، مفضل بن عمر اور ابو سلمہ سراج امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب یونس عمر میں ہم سے بڑے تھے۔ وہ امامؑ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے۔ اس نے لمبی حدیث ذکر کی۔ امامؑ نے فرمایا: جس وقت امام حسینؑ شہید ہوئے تو ان کی مظلومیت پر ساتوں آسمان ساتوں زمینیں اور ان کے اندر کی تمام مخلوق جنت وجہنم اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق شدہ ہر مخلوق نے آپؑ پر گریہ کیا، سوائے تین کے۔ میں نے عرض کیا: وہ تین کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: بصرہ، دمشق اور آلِ عثمان۔

⑥...... زرارہؓ سے روایت ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اے زرارہؓ! آسمان اور زمین امام حسینؑ کی یاد میں چالیس دن تک خون روئے۔ آفتاب گرہن کی شکل میں اپنی شعاؤں کی محدودیت کے ساتھ، دریا پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور جدا جدا ہوئے۔ دریاؤں میں طغیانی آئی۔ ملائکہ نے چالیس روز تک گریہ کیا۔ ہماری مستورات میں کسی مستور نے خضاب نہ کیا اور نہ روغن سے

Presented by Ziaraat.Com

مالش کی اور نہ آنکھوں میں سرمہ لگایا اور نہ کنگھی کی۔ یہ کیفیات اس وقت ختم ہوئیں جس وقت ابن زیاد کا سر ہمارے پاس لایا گیا۔ میں ہمیشہ گریہ میں رہتا ہوں۔ میرے دادا ہر زمانے میں آپؑ پر گریہ فرماتے رہتے۔ آپ کی ریش مبارک آنسو سے تر ہو جاتی تھی۔ جو شخص بھی انہیں دیکھتا رو دیتا۔ جو ملائکہ آپؑ کے روضے پر رو رہے ہیں وہ بھی گریہ کناں ہیں اور وہ ملائکہ جو ہواؤں اور آسمانوں میں ہیں ان کا گریہ سن کر گریہ کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جو آنکھ اپنے آنسو امام حسینؑ پر بہاتی ہے وہ محبوب ترین آنکھ ہے اور اس کے آنسو بھی محبوب ترین ہیں۔

جب کوئی امام شہید پر روتا ہے تو اس کا اجر حضرت زہراؑ کے ذمہ ہے۔ وہ ایسے لوگوں کی مدد فرماتی ہیں۔ ہمارا حق وہ ادا کرتی ہیں۔ قیامت کے روز ہر آنکھ روتی ہوگی سوائے اس آنکھ کے جس نے امامؑ پر آنسو بہائے وہ اس دن خنکی اور روشنی حاصل کرے گی۔ تمام لوگ حیران و پریشان ہوں گے لیکن امام کو رونے والے شادمان ہوں گے۔ لوگ حساب و کتاب میں مصروف ہوں گے اور وہ امامؑ کی محبت میں سایۂ عرش میں ہوں گے۔ جب انہیں بلا حساب جنت کے داخلے کا حکم ہوگا تو وہ کہیں گے: ہمیں امامؑ کی محبت جنت سے زیادہ پسند ہے۔ حورالعین کی طرف سے انہیں پیغام ملے گا کہ ہم تمہارے انتظار میں ہیں لیکن وہ ان کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے کیونکہ وہ امامؑ کی محفل میں سرور حاصل کر رہے ہوں گے۔

④ ـــــ ابوبصیر سے روایت ہے، میں مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اچانک آپؑ کے فرزند داخل ہوئے۔ آپؑ نے انہیں مرحبا کہا اور اپنی بغل میں لے لیا اور ان کے بوسے لیے اور فرمایا: خدا ان لوگوں کو ذلیل و خوار کرے جو تمہیں حقیر خیال کریں۔ خدا ان سے انتقام لے جو تمہیں اکیلا کریں۔ خدا انہیں ذلت

Presented by Ziaraat.Com

دے جو تمہیں ذلیل کریں۔ خدا لعنت کرے ان پر جو تمہیں قتل کریں۔ خداوند تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ تم وہ لوگ ہو جن کی وجہ سے ہماری مستورات، انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور ملائکہ کا گریہ طولانی ہو گیا ہے۔ پھر آپ رونے لگے اور فرمایا: اے ابوبصیر! جب میں امام حسینؑ کی اولاد پر نگاہ کرتا ہوں میری حالت غیر ہو جاتی ہے۔ میں اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتا۔

اے ابوبصیر! جس وقت حضرت فاطمہ زہراؑ گریہ فرماتی ہیں اور ان کی رونے کی آواز بلند ہوتی ہے تو جہنم فریاد کرتی ہے اگر اس پر خازنانِ جہنم مقرر نہ ہوتے تو اس کا دھواں یا شعلہ خارج ہوتا اور اہلِ زمین کو جلا دیتا۔ لیکن مقرر فرشتے اس کے دروازوں کو مضبوط کر دیتے ہیں کہ کہیں اہلِ زمین کا نقصان نہ ہو۔ جب جنابِ زہراؑ کا گریہ ختم ہوتا ہے تو آتشِ جہنم بھی خاموش ہو جاتی ہے۔ آتشِ جہنم کے قریب جو دریا ہیں وہ پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔ بعض دریا ایک دوسرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کے ہر قطرہ پر فرشتہ موکل ہے۔ جب فرشتہ اس کی آواز کو سنتا ہے تو اپنے پروں سے اس کے شعلوں کو خاموش کرتا ہے اور بند کر دیتا ہے۔ کہیں اہلِ دنیا کا نقصان نہ ہو جائے۔

اس لیے ہمیشہ ملائکہ از روئے شفقت گریہ کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کے حضور تضرع و زاری کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی مقدس میں ملائکہ کی آواز رہتی ہے۔ اس آواز میں اتنا گھن گرج ہوتا ہے۔ اگر اہلِ زمین سنیں تو سب مر جائیں، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں، زمین اپنے ساکنین سمیت زلزلوں کی وجہ سے نابود ہو جائے۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، پھر یہ تو امرِ عظیم ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جو کچھ تم نہیں سنا وہ اس سے عظیم تر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! سوائے ان لوگوں کے جو حضرت فاطمہ زہراؑ کے ناصر ہیں ان سے محبت کرنا۔ جب میں نے سنا تو خوب رویا۔ حزیہ گفتگو کا یارا نہ

Presented by Ziaraat.Com

رہا۔ پس آپؑ نماز کے لیے اُٹھے، میرے لیے دعا فرمائی۔ میں باہر چلا آیا، تاکہ سامانِ خوراک حاصل کروں، تو میری نیند اُڑ گئی۔ دوسرے روز روزہ رکھا اور اسی خوف کی حالت میں آپ کے حضور پہنچا۔ میں نے آپ کو آرام کے ساتھ پایا۔ اللہ کی حمد کہی کہ مجھ پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی۔

گریہ ملائکہ بر جناب امام حسین علیہ السلام

①...... کامل الزیارات ص ۸۳ فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم حضرت امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لیے نہیں جاتے، تمہیں معلوم ہونا چاہیے آپؑ کے روضۂ اقدس پر چار ہزار ملائکہ گریہ میں مصروف ہیں قیامت تک اس طرح رہیں گے۔

②...... ابان بن تغلب سے روایت ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: چار ہزار ملائکہ زمین پر آئے تاکہ امام حسینؑ کی نصرت میں جنگ کریں۔ لیکن آپؑ نے انھیں اذنِ جہاد نہ دیا۔ وہ واپس چلے گئے تاکہ خداوند تعالیٰ سے اذن حاصل کریں۔ جب اذن لے کر واپس آئے تو امامؑ شہید ہو چکے تھے۔ پس اس وجہ سے وہ پریشان حال غبار آلودہ گریہ میں مصروف ہیں۔ قیامت تک اس طرح رہیں گے۔ ان کے امیر کا نام منصور ہوگا۔

③...... ابوبصیرؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: چار ہزار ملائکہ پریشان حال غبار آلودہ امامؑ کی قبر مبارک پر قیامت تک گریہ کرتے رہیں گے۔

④...... ابوبصیرؒ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ امام حسینؑ پر مقرر فرمائے ہیں، تاکہ وہ روزانہ آپؑ پر درود و سلام بھیجیں۔ وہ پریشان حال، غبار آلودہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ جب تک چاہے گا وہ اس طرح رہیں گے (یعنی تا قیامِ قائمؑ)۔

Presented by Ziaraat.Com

⑤...... ہارون نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی، اللہ تعالیٰ نے چار ہزار ملائکہ آپؑ پر مقرر فرمائے تاکہ قیامت تک آپؑ پر روتے رہیں۔

⑥...... ربعی نے روایت کی ہے، میں نے مدینہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: قبور شہداء کہاں ہیں (یعنی شہداء احد)۔ آپؑ نے فرمایا: کیا سب سے بہتر و برتر شہداء تمہارے نزدیک نہیں ہیں؟ بخدا جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ وہ ہیں جن کی قبور پر چار ہزار ملائکہ پریشان حال غبار آلودہ گریہ کرتے ہیں، یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

⑦...... امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: چار ہزار ملائکہ پریشان حال، غبار آلود صورت میں امام حسینؑ کے روضہ پر قیامت تک گریہ کرتے رہیں گے۔ جب کوئی زائر زیارت کے لیے آتا ہے تو وہ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ جب ان میں کوئی مریض ہوتا ہے تو اس کی عیادت کرتے ہیں۔ اگر فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت کرتے ہیں۔

⑧...... ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسینؑ کی قبر مبارک پر چار ہزار ملائکہ پریشان حال اور پراگندہ بال طلوع فجر سے لے کر زوال ظہر تک گریہ کرتے ہیں۔ جب زوال ہوتا ہے وہ چلے جاتے ہیں۔ چار ہزار ملائکہ اور آجاتے ہیں، وہ زوال سے تا طلوع فجر تک گریہ کرتے ہیں (یہ چار ہزار ان کے علاوہ ہیں جو ہمیشہ ساکن ہیں)۔

⑨...... محمد بن مروان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کی سال میں ایک مرتبہ زیارت کرو۔ جو شخص آپؑ کی زیارت کرے اور آپؑ کے حقوق کی معرفت بھی رکھتا ہو تو ایسے انسان کی جزا جنت ہے، روزی فراخ ہو جاتی ہے، خداوند تعالیٰ اُسے خوش حال کر دیتا ہے۔ چار ہزار ملائکہ جو

Presented by Ziaraat.Com

امامؑ کی قبر مبارک پر مقرر ہیں وہ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ جب زیارت سے فارغ ہوتا ہے اور اپنے گھر کا رُخ کرتا ہے تو وہ ملائکہ اس کے گھر تک ساتھ چلتے ہیں۔ اگر مریض ہو جائے تو عیادت کرتے ہیں، اگر فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرتے ہیں، اس کے لیے طلب مغفرت کرتے ہیں۔

⑩...... بکر بن محمد نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کے روضہ پر ستر ہزار ملائکہ مقرر فرمائے ہیں جو پریشان حال و غبار آلودہ قیامت تک آپؑ پر گریہ کرتے رہیں گے۔ وہ نماز بھی پڑھتے ہیں، ان کی ایک نماز انسان کی ایک ہزار نماز کے برابر ہے یہ ثواب ان لوگوں کو ملتا ہے جو آپ کی زیارت کریں۔

⑪...... عبدالملک بن مقرن نے کہا: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا جس وقت تم امام حسینؑ کی زیارت کے لیے آؤ تو سکوت اختیار کرو۔ وہ ملائکہ جو محافظت کے لیے آسمان سے روضہ پر آتے ہیں تو وہ یہاں مقیم ملائکہ سے ملاقات و مصافحہ کرتے ہیں اور گریہ کرتے ہیں اس وجہ سے وہ جواب نہیں دیتے۔ زوال روز اور طلوع فجر وہ ایک دوسرے کا انتظار کرتے ہیں اور آپس میں صحبت کرتے ہیں اور آسمانی کاموں کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں۔ ان دونوں وقتوں میں وہ ہمیشہ گریہ کرتے ہیں اور دعا میں مصروف رہتے ہیں۔

⑫...... میں نے عرض کیا: قربان جاؤں کس چیز کا سوال کرتے ہیں اور کب ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں۔ کیا محافظین ملائکہ مقیم ملائکہ سے سوال کرتے ہیں۔ یا مقیم ملائکہ محافظین سے سوال کرتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: مقیم ملائکہ محافظین سے سوال کرتے ہیں، کیونکہ یہ مقیم ہیں لیکن محافظین ان کا ایک دستہ واپس جاتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نے عرض کیا: کیا سوال کرتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: جب وہ فرشتے آسمان سے آتے ہیں تو ان کی ملاقات رسول اکرمؐ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس وقت حضرت فاطمہ زہراؑ اور امام حسنؑ و حسینؑ تمام آئمہ ان کے قریب ہوتے ہیں۔ ان فرشتوں پر سوال ہوتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں: تم زائرین کو بشارت دینا اور انھیں دعا کرنا۔ پس محافظین کہتے ہیں: ہم انھیں کس طرح بشارت دیں حالانکہ وہ ہماری باتیں نہیں سن سکتے۔ پس آپؐ فرماتے ہیں: تم انھیں مبارک دو اور ہماری طرف سے دعا کرو۔ پس یہی ہماری طرف سے بشارت ہے۔

اگر تم جانتے ہوتے زیارت کے کیا فائدے ہیں تو تم ایک دوسرے سے تلوار سے جنگ کرتے اور اپنے اموال کو برائے زیارت بیچ دیتے۔

جب حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے بیٹے کے زائرین پر نظر فرماتی ہیں تو آپ گریہ فرماتی ہیں اور آپ کے ساتھ اس گریہ میں ایک ہزار پیغمبر، ایک ہزار صدیق، ایک ہزار شہداء، ملائکہ کروبیان سے ہزار ہزار ملائکہ مصروف ہوتے ہیں۔ جب ان کا نالہ بلند ہوتا ہے، تمام ملائکہ آسمان آپؑ کے گریہ سے پریشان ہوتے ہیں اور گریہ کرتے ہیں۔ آخر پیغمبرؐ اپنی بیٹی کے پاس آتے ہیں۔ اے زہراؑ! تمہارے گریہ سے تمام اہل آسمان گریہ کناں ہیں ان سے تسبیح و تقدیس چھوٹ گئی ہے۔ اپنا گریہ بند کریں تا کہ وہ تسبیح و تقدیس پروردگار شروع کریں۔ اس وقت حضرت زہراؑ امام حسینؑ کے روضہ پر نگاہ کرتی ہیں۔ جو لوگ وہاں زیارت کے لیے آئے ہوتے ہیں ان کے لیے دعا فرماتی ہیں۔ تمہیں اس امر میں کبھی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ آپ کی زیارت کے جو فوائد ہیں وہ ناقابل شمار ہیں۔

در گریہ آسمان و زمین برائے کشتہ شدن حسینؑ و یحییٰؑ

①...... کامل الزیارات، ص ۸۸ میں حسن بن حکم نخعی سے روایت ہے، اس

Presented by Ziaraat.Com

نے ایک آدمی سے سنا، اس نے کہا: میں نے شہر رحبہ میں جو کوفہ کے نزدیک ہے، جناب امیر المومنینؑ سے سنا، آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ "ان پر زمین و آسمان نے گریہ نہ کیا اور نہ انھیں مہلت دی گئی"۔ اچانک امام حسینؑ مسجد کے دروازہ سے باہر آئے، انھیں دیکھتے ہوئے فرمایا: یہ بہت جلد شہید ہو جائیں گے، زمین و آسمان ان پر روئیں گے۔

②...... ابراہیم نخعی کہتے ہیں جناب امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں آئے اور ایک طرف بیٹھ گئے۔ آپؑ کے صحابہ آپؑ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ امام حسینؑ تشریف لائے اور آپؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ آپؑ نے امام حسینؑ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: پسر جانم! خداوند تعالیٰ نے اپنے قرآن میں ایک جماعت کے بارے میں فرمایا ہے: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ خدا کی قسم! میرے بعد تمھیں شہید کر دیا جائے گا، زمین اور آسمان آپؑ پر گریہ کریں گے۔

③...... ابو بصیرؒ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: زمین و آسمان نے امام حسینؑ کی شہادت پر گریہ کیا اور سرخ ہو گئے۔ زمین و آسمان نے سوائے دو ہستیوں کے کسی اور پر گریہ نہیں کیا۔ وہ ہستیاں حضرت یحییٰ بن زکریا اور امام حسینؑ ہیں۔

④...... عبداللہ بن ہلال نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: آسمان و زمین نے حضرت یحییٰ اور حضرت امام حسین علیہم السلام کے علاوہ کسی اور پر گریہ نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا: آسمان کیسے رویا؟ آپؑ نے فرمایا: آسمان چالیس روز اس صورت میں رویا کہ آفتاب نے طلوع و غروب میں سرخ رنگت کو اختیار کیا۔ میں نے پوچھا: اچھا یہ تھا اس کے گریے کا حال۔ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

⑤...... علی بن مسہر قرشی نے روایت کی ہے، میری دادی نے مجھے ایک

Presented by Ziaraat.Com

حدیث بیان کی جس وقت امام حسینؑ شہید ہوئے تو میں آسمان پر ایک سال نو ماہ تک قطرۂ خون ورک کرتی رہی۔ سورج دکھائی دیتا تھا وہی خون کا ٹکڑا دکھائی دیتا رہا۔

(۶)...... حلبی سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں فرمایا: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ زمین و آسمان نے کسی پر گریہ نہیں کیا سوائے یحییٰ بن زکریا اور امام حسینؑ کے۔

(۷)...... داؤد بن فرقد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جس وقت امام حسینؑ شہید ہوئے اس وقت آسمان سرخ ہوا اور اس کی یہ سرخی ایک سال تک رہی۔ دوسرا اس وقت سرخ ہوا تھا جب حضرت یحییٰ کو شہید کیا گیا۔ اس کی سرخی اس کا گریہ ہے۔

(۸)...... عبدالخالق بن عبد ربہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے: لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا اللہ تعالیٰ نے اس کا ہم نام اس سے قبل نہیں بنایا۔ اس طرح امام حسینؑ سے قبل کسی کا نام حسینؑ نہیں۔ اس طرح جناب یحییٰ بن زکریا کا ہم نام ان سے پہلے موجود نہ تھا۔ آسمان نے سوائے ان دونوں کے کسی اور پر گریہ نہیں کیا۔ میں نے پوچھا: اس کا گریہ کیسا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: آفتاب وقتِ طلوع سرخ ہو جاتا اور وقتِ غروب بھی سرخ ہو جاتا۔

(۹)...... جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آسمان نے جناب یحییٰ ابنِ زکریا اور امام حسینؑ کے علاوہ کسی پر گریہ نہیں کیا۔ ان نے چالیس روز گریہ کیا۔

(۱۰)...... کلیب بن معاویہ اسدی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آسمان نے آج تک کسی پر گریہ نہیں کیا سوائے ان دو ہستیوں کے، وہ دونوں حسین

Presented by Ziaraat.Com

بن علیؑ اور یحییٰ بن زکریا ہیں۔

⑪...... محمد بن سلمہ یا مسلمہ سے روایت ہے: جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے سرخ رنگ کی خاک کی بارش ہوئی۔

⑫...... عمر بن وہب یا عمرو بن وہب کہتے ہیں، میں نے اپنے باپ سے سنا انھوں نے علی بن حسینؑ سے سنا، انھوں نے فرمایا: آسمان نے اس دن گریہ کیا جس دن یحییٰ بن زکریا شہید ہوئے یا اس دن گریہ کیا جس دن حسینؑ بن علیؑ شہید ہوئے۔ میں نے پوچھا: آسمان کا گریہ کیا تھا؟ فرمایا: جب لباس کو دیکھا جاتا تو اس پر خون کے رنگ کے قطرات نظر آتے۔

⑬...... حسن بن زیاد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: یحییٰ بن زکریاؑ کا قاتل ولد الزنا تھا اور اس طرح امام حسینؑ کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ آج تک آسمان کسی پر نہیں رویا سوائے ان دو کے۔ میں نے پوچھا: آسمان کا رونا کیسا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: جب طلوع ہوتا تو سرخ ہوتا، غروب ہوتا تو سرخ ہو جاتا۔

⑭...... عبداللہ بن ہلال نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: آسمان آج تک کسی پر نہیں رویا سوائے ان دو ہستیوں کے یحییٰ بن زکریا اور امام حسین علیہم السلام کے۔ میں نے پوچھا: اس کا رونا کس انداز کا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: چالیس دن تک سورج طلوع و غروب کے وقت سرخ ہو جاتا تھا۔ میں نے عرض کیا: اس کا گریہ کس طرح کا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

⑮...... صفوان جمال روایت کرتے ہیں: ہم مدینہ سے چل کر مکہ جا رہے تھے اسی سفر کے دوران میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: فرزندِ رسولؐ! آپ مجھے پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جو کچھ میں سن رہا ہوں، اگر تم سنتے تو یہ

Presented by Ziaraat.Com

سوال نہ کرتے۔ میں نے عرض کیا: آپ نے کیا سنا ہے جس سے آپ پریشان ہو گئے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: حضرت امیرالمومنینؑ اور حسین بن علیؑ کی شہادتوں پر ملائکہ کی آہ وزاری اور نالہ وفریاد ان کے اس گریہ سے اطراف کی تمام اشیاء کا گریہ۔ اب ان حالات میں انسان کی طبیعت کا میلان کھانے پینے اور سونے کی طرف کیسے ہو سکتا ہے۔

⑪...... زہری نے کہا: جب امام حسینؑ شہید ہوئے، آسمان خون رویا، بیت المقدس میں جب کسی پتھر کو زمین سے اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے تازہ خون نمودار ہوتا۔

جنوں کا امام حسینؑ پر نوحہ وگریہ

①...... کامل الزیارات ص ۹۳ میں ہے: حضرت ام سلمہؓ زوجہ رسولؐ اللہ سے روایت ہے، میں نے رسولؐ اللہ کی زندگی میں کسی جن کا نوحہ نہ سنا۔ ہاں جس دن میرے فرزند امام حسینؑ کو شہید کیا گیا گیارہ محرم کی شب کو، میں نے جنوں کی ایک عورت کا نوحہ سنا:

أَيَا عَيْنَايَ فَانْهَمِلَا بِجُهْدٍ
فَمَنْ يَبْكِيْ عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعْدِيْ
عَلٰى رَهْطٍ تَقُوْدُهُمُ الْمَنَايَا
اِلٰى مُتَجَبِّرٍ مِنْ نَسْلِ عَبْدٍ

"اے میری آنکھ، خوب آنسو بہاؤ، میرے بعد ان شہیدوں پر کون رُوئے گا۔ ان پر خوب گریہ کرو جن شہیدوں کے سروں کو ازراہ ظلم و جور، غلام زادوں کی طرف لے جایا جا رہا ہے"۔

(معالی السبطین، ص ۱۰۹)

②...... ہیثمی روایت کرتے ہیں، کوفہ سے پانچ آدمی امام حسینؑ کی نصرت کے لیے تیار ہوئے۔ جب ان کا گزر قادسیہ کے قریب شاہی نامی گاؤں سے ہوا تو دو آدمی

Presented by Ziaraat.Com

ان کے قریب ہوئے۔ ایک جوان تھا اور دوسرا بوڑھا تھا۔ انھوں نے سلام کیا۔ بوڑھے نے کہا: میں جن ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں مظلوم کی مدد کریں لیکن میری ایک رائے ہے ان آدمیوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں کربلا جاتا ہوں اور وہاں کی حقیقت دیکھ کر تمہیں بتاتا ہوں۔ انہوں نے کہا: بہت خوب جاؤ۔ یہ کہتے ہیں وہ ایک دن اور ایک رات غائب رہے۔ پھر دوسرے دن ان کی آواز سنی گئی۔ لیکن وہ نظروں کے سامنے نہ آئے۔ جو نوحہ اس جن نے کہا وہ یہ ہے:

وَاللّٰهِ مَا جِئْتُكُمْ حَتّٰى بَصُرْتُ بِهِ
بِالطَّفِّ مُنْعَفِرَ الْخَدَّيْنِ مَنْحُوْرَا
وَحَوْلَهُ فِتْيَةٌ تَدْمِىْ نُحُوْرُهُمْ
مِثْلَ الْمَصَابِيْحِ يَمْلُوْنَ الدُّجٰى نُوْرًا
وَقَدْ حَثَثْتُ قَلُوْصِىْ كَىْ اُصَادِفَهُمْ
مِنْ قَبْلَ مَا اِنْ يُلَاقُوا الْخُرَّدَ الْحُوْرَا
فَعَاقَنِىْ قَدَرٌ وَاللّٰهُ بَالِغُهُ
وكان امر قضاه الله مقدورا
كَانَ الْحُسَيْنُ سِرَاجٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ
اَللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّىْ لَمْ اَقُلْ زُوْرَا
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى جِسْمٍ تَضَمَّنَهُ
قَبْرُ الْحُسَيْنِ حَلِيْفُ الْخَيْرِ مَقْبُوْرَا
مُجَاوِرًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فِىْ غُرَفٍ
وَ لِلْبَتُوْلِ وَلِلطَّيَّارِ مَسْرُوْرَا

"بخدا قسم تمہارے پاس آیا ہوں، یہ خبر لے کر دریا فرات کے

Presented by Ziaraat.Com

کنارے، اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں۔ وہ (حسینؑ)
جس کے دونوں رخسار خاک آلودہ ہو چکے تھے۔ ان کا سر تن
سے جدا تھا۔ ان کے اطراف میں جوان پڑے تھے۔ جن کے
گلوں سے تازہ خون بہہ رہا تھا۔ وہ سب مشعل کی طرح تھے،
تاریک شب کو منور کیے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے اونٹ کو
بڑی تیزی کے ساتھ دوڑایا تاکہ اُن کے حضور پہنچ جاؤں اس
سے پہلے کہ وہ حور العین سے ملاقات کر چکے ہوں لیکن مقدرات
الٰہی نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ سب کچھ تقدیر الٰہی کے تابع
ہے۔ حسینؑ وہ چراغ تھے جن کے دم سے نور و روشنی کی نمود تھی۔
خدا جانتا ہے میں جھوٹ نہیں بولتا۔ خداوند تعالیٰ اپنی رحمت
نازل فرمائے اس نورانی جسم پر جس کو قبر نے اپنی گود میں لے
رکھا ہے، خیر و خوبی کے مرکز تھے۔ اب حسینؑ جنت میں رسولؐ
خدا، حضرت زہراؑ اور جعفر طیارؑ کے ساتھ شاداں و فرحاں
ہیں"۔ (تاریخ، ج ۳، ص ۲۲۱، یطغون اللاجی نوبہا)

جن کے مرثیہ کے بعد ان پانچ آدمیوں میں سے کسی ایک نے جواب میں کہا:

اِذْهَبْ فَلَازَالَ قَبْرٌ اَنْتَ سَاكِنُهُ
اِلَى الْقِيَامَةِ يَسْقِي الْغَيْثُ مَعْطُوْنًا
وَقَدْ سَلَكْتُ سَبِيْلًا اَنْتَ سَالِكُهُ
وَقَدْ شَرِبْتُ بِكَاسٍ كَانَ مَغْرُوْنًا
وَفِتْيَةٌ فَرَغُوْا لِلّٰهِ اَنْفُسَهُمْ
وَفَارَقُوا الْمَالَ وَالْاَحْبَابَ وَاللُّوْنَا

Presented by Ziaraat.Com

"چلے جاؤ ہمیشہ تک اس قبر کے قیامت تک ساتھی رہو جس قبر پر اللہ کی رحمت کی موسلا دھار بارش برستی ہے۔ تو جس راہ کا راہی ہے میں بھی اسی راہ کا راہی ہوں۔ میں نے جی بھر کر اس کی محبت کا پانی پی لیا ہے۔ وہ کتنے خوش قسمت جوان تھے جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے لیے خالص کیا۔ ہر چیز چھوڑ چھاڑ کر اس کی راہ میں قربان ہو گئے"۔

③...... اسی کتاب کے ص ۹۴ میں ابوزیاد فقیمی سے روایت ہے۔ کچھ گھاس فروش جنگل میں اپنے کام کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہیں پر جنوں کی آواز سنی جو امام حسینؑ پر نوحہ سرائی کر رہے تھے:

مَسَحَ الرَّسُوْلُ جَبِیْنَهٗ
فَلَهٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ
اَبَوَاهُ مِنْ عُلْیَا قُرَیْشٍ
جَدُّهٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

"اے وہ جس کی پیشانی پر پیغمبر اکرمؐ اپنی نبوت والا ہاتھ پھیرتے تھے، جس سے آپ کی جبین منور تھی۔ ان کے والدین قریش کے سردار تھے ان کا دادا سب سے بہترین دادا تھا"۔

④...... ولید بن حسان راوی ہیں، جنوں نے نوحہ سرائی کی جس کو میں نے خود سنا:

لِمَنِ الْاَبْیَاتُ بِالطَّفِّ عَلٰی کُرْهٍ بَنَیْهٖ
تِلْکَ اَبْیَاتُ الْحُسَیْنِ یَتَجَاوَبْنَ الرَّنِیْنَةُ

"دریائے فرات کے کنارے یہ گھر کس کے ہیں جو بہ جبر و اکراہ بنائے گئے ہیں۔ (جواب دیا گیا) یہ تمام گھر امام حسینؑ کے ہیں۔ ہم اس کی طرف سے آہ و فریاد ہیں"۔

Presented by Ziaraat.Com

۵......علی بن محمد بن عمرو نے کہا: ایک رات میں نے جنوں کا نوحہ سنا جو امامؑ کے غم میں کہہ رہے تھے:

يَاعَيْنُ جُوْدِي بِالدُّمُوْعِ فَإِنَّمَا
يَبْكِي الْحَزِيْنُ بِحُرْقَةٍ وَتَفَجُّعٍ
يَاعَيْنُ أَلْهَاكَ الرُّقَادُ بِطَيْبَةٍ
مِنْ ذِكْرِ آلِ مُحَمَّدٍ وَتَوَجُّعٍ
بَاتَتْ ثَلَاثًا بِالصَّعِيْدِ جُسُوْمُهُمْ
بَيْنَ الْوُحُوْشِ وَكُلُّهُمْ فِيْ مَصْرَعٍ

"اے آنکھ! ساون کے بادل کی طرح برس اور اس طرح آنسو کے سیلاب بہا جس طرح ایک غموں کا مارا دل جلا آنسو بہاتا ہے۔
اے میری آنکھ! کہیں ایسا نہ ہو تو خواب خرگوش کے مزے لے اور آل محمدؐ کی مظلومیت پر گریہ کرنے سے غافل ہو جائے، مادیت کو اپناتے ہوئے معنویت سے دور چلی جائے۔
تجھے معلوم ہونا چاہیے کربلا والوں کے نورانی اجسام تین راتیں خاک پر پڑے رہے۔ جنگل کے حیوانات ان کے اردگرد اکٹھے ہو کر آہ و فغاں بلند کرتے تھے"۔

۶......اسی کتاب کے ص ۹۵ پر عبداللہ بن حسان کنانی کی روایت ہے، جنھوں نے امام حسینؑ پر ان الفاظ میں گریہ کیا:

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ إِذْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ
بِأَهْلِ بَيْتِيْ وَ إِخْوَانِيْ وَمُكْرَمَتِيْ
مِنْ بَيْنِ أَسْرٰى وَقَتْلٰى ضُرِّجُوْا بِدَمِ

Presented by Ziaraat.Com

"میدانِ محشر برپا ہوگا تم سب حاضر ہوں گے۔ پیغمبر اکرمؐ تمہارے پاس تشریف لائیں گے اور فرمائیں گے تم نے میری اہلِ بیتؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا حالانکہ تم آخری اُمت تھے میرے کچھ عزیزوں کو تم نے قیدی بنایا تھا اور ظلم و جبر سے کچھ کا خون بہادیا تھا"۔

⑦ ـــــ معمر بن خلاد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی، سلمیٰ نامی کسی آدمی نے امام حسینؑ پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے:

يَانَاقَتِي لَا تَذْعَرِي مِنْ زَجْرِي
وَشَمِّرِي قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ
بِخَيْرِ رُكْبَانٍ وَخَيْرِ سَفَرِ
حَتّٰى تَحِلِّي بِكَرِيمِ الْقَدْرِ
بِمَاجِدِ الْجِدِّ رَحِيبِ الصَّدْرِ
أَبَانَهُ اللّٰهُ لِخَيْرِ أَمْرِ
ثُمَّتَ أَبْقَاهُ بَقَاءَ الدَّهْرِ

"اے میرے اُونٹ، میری ڈانٹ ڈپٹ سے پریشان نہ ہو، اپنی رفتار کو تیز سے تیز کر دے، رات ڈھلنے سے قبل ان ہستیوں تک پہنچنا ہے جو کائنات کے سب سے بہترین سوار ہیں۔ یہ سفر سفرِ خیر ہے۔ جب تو ان کی بارگاہ میں پہنچے گا ان صاحبانِ کرم کی کرامت سے تو صاحبِ کرامت اور صاحبِ زیب و زینت ہو جائے گا۔ بزرگواری میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ ان کے سینے کائنات کی محویت کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ اللہ نے انھیں اپنے

Presented by Ziaraat.Com

بہترین امر کے لیے علیحدہ رکھا ہے۔ جب تک زمانہ باقی ہے ان پر نگاہ رکھ"۔

امام حسینؑ کا جواب

سَاَمْضِیْ وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَی الْفَتٰی
اِذَا مَانَوٰی حَقًّا وَجَاھَدَ مُسْلِمًا
وَوَاسَی الرِّجَالَ الصَّالِحِیْنَ بِنَفْسِہٖ
وَفَارَقَ مَثْبُوْرًا وَخَالَفَ مُجْرِمًا
فَاِنْ عِشْتُ لَمْ اَنْدَمْ وَاِنْ مِتُّ لَمْ اُلَمْ
کَفٰی بِکَ مَوْتًا اَنْ تُذَلَّ وَتُرْغَمَا

"میں بہت جلد اس دنیا سے گزر جاؤں گا، مرد جواں کے لیے موت ننگ و عار نہیں جب انسان حق و حقیقت سے وفاداری رکھتا ہو۔ جب وہ جنگ کر رہا ہو تو صالحین کی جماعت اس کی نصرت کر رہی ہو۔ مجرمین اور فاسدین سے علیحدگی اختیار کر کے اللہ کی طرف نگاہ کیے ہوئے ہو۔ اگر زندہ رہا تو کوئی پشیمانی نہیں ہوگی۔ اگر قتل ہو گیا تو کوئی ملامت باقی نہ رہے گی۔ تمہیں وہ موت کافی ہے جو تمہیں ذلیل کر دے اور تمہاری ناک کو خاک پر رگڑ دے"۔

ناسخ، ج ۲، ص ۱۴۲ پر شعر اس طرح ہے:

اُقَدِّمُ نَفْسِیْ لَا اُرِیْدُ بَقَائَھَا
لِتَلْقٰی خَمِیْسًا فِی الْوَغٰی وَعَرَمْرَمَا

"میں زندگی نہیں چاہتا، میں اپنی جان کو میدانِ جنگ میں رکھنا چاہتا ہوں تاکہ آپ بہت بڑے لشکر کا سامنا کروں"۔

Presented by Ziaraat.Com

۸...... جابر نے محمد بن علیؑ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا: جب امام حسینؑ نے مدینہ سے خروج کا ارادہ فرمایا تو خاندانِ عبدالمطلب کی تمام مستورات آپؑ کے پاس جمع ہو گئیں اور نوحہ سرائی کرنے لگیں، اور آپ نے ان کو قسم دی آپ ایسا کام نہ کریں جس سے دشمن کو میرے قصد کی خبر ہو جائے۔ اور خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی ہو جائے۔ ان خواتین نے کہا: پھر ہم کب گریہ وزاری کریں گی۔ ہمارے لیے تو آج کا دن اس دن کی طرح ہے جس دن رسولِ اکرمؐ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ اس دنیا سے رخصت ہوئے، پس تمھیں قسم ہے تم مدینہ سے باہر نہ جاؤ، ہم تم پر قربان ہو جائیں۔
اے رسول اللہؐ کے حبیب آپ کی ایک پھوپھی آپ کے پاس آئی اور رونے لگیں اور کہا: اے حسینؑ جان! میں نے جنوں کی عورتوں سے سنا ہے وہ یہ کہہ رہی تھیں:

فَإِنَّ قَتِيْلَ الطَّفِّ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
أَذَلَّ رِقَابًا مِنْ قُرَيْشٍ فَذَلَّتِ
حَبِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَمْ يَكُ فَاحِشًا
أَبَانَتْ مُصِيْبَتُكَ الْأُنُوْفَ وَجَلَّتِ

"شہید روز عاشورا بنی ہاشم کا چشم و چراغ تھے جس نے قریش کے مغرور اکابرین کو ذلیل و رسوا کر دیا۔
اے حبیب خدا! میں باطنا آمادہ گریہ نہیں کرتی لیکن آپ کی یہ مصیبت عوام میں عام نہ ہو جائے اور یہ امر مجھ پر گراں ہے"۔
(ناسخ، ج ۲، ص ۱۱)

ہاشمیات کا مرثیہ

أَبْكِيْ حُسَيْنًا سَيِّدًا
وَلِقَتْلِهٖ شَابَ الشَّعَرُ

Presented by Ziaraat.Com

وَلِقَتلِهٖ زُلزِلتُمُ

وَلِقَتلِهِ انكَسَفَ القَمَرُ

وَاحمَرَّت آفاقُ السَّما

مِنَ العَشِيَّةِ وَالسَّحَر

وَتَغَيَّرَت شَمسُ البِلادِ

بِهِم وَاَظلَمَتِ الكُوَرُ

ذاكَ ابنُ فاطِمَةَ المُصابُ

بِهِ الخَلائِقُ وَالبَشَرُ

اَورَثتَنا ذُلًّا بِهٖ

بِجَدعِ الاُنُوفِ مَعَ الغُرَرِ

"میں اپنے حسینؑ پر گریہ کر رہی ہوں کیونکہ وہ ایک بزرگوار و سردار تھے۔ ان کی شہادت سے میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ ان کی شہادت سے زمین تھرا گئی، سورج گرہن زدہ ہوا۔ ایسی صبح اور شام میں افق ما فاق سرخ ہو گئے۔ ہر طرف غبار چھا گیا۔ دیہات تھے یا شہر، ظلمت و تاریکی نے انہیں گھیر لیا۔ وہ فاطمہ زہراؑ کے چشم و چراغ تھے جس کے مصائب سے پورا دہر مغموم ہوا۔ ان کے بعد ہماری کائنات لٹ گئی، زندگی تیرہ و تاریک ہو گئی"۔

⑥ ---- کامل الزیارات میں عمرو بن عکرمہ راوی ہے۔ بحار الانوار ج ۴۵، ص ۲۲۵ و تاریخ، ج ۲، ص ۱۸۴ ابن نما راوی ہے۔ مثیر الاحزان، ص ۱۰۸ عمرو بن عکرمہ راوی ہے، جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے، روز عاشور سے اگلی صبح جب طلوع ہوئی تو میرا

Presented by Ziaraat.Com

ایک غلام میرے پاس آیا۔ اس نے کہا: گزشتہ رات میں نے عباسیؓ کو کوئی دعا کر رہا تھا۔ (یہ واقعہ مدینہ کا ہے ان دنوں عمرو مدینہ میں تھا)

أَيُّهَا الْقَاتِلُونَ جَهْلًا حُسَيْنًا
أَبْشِرُوا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْكِيلِ
كُلُّ أَهْلِ السَّمَاءِ يَدْعُوا عَلَيْكُمْ
مِنْ نَبِيٍّ وَمُرْسَلٍ وَقَبِيلٍ
لَقَدْ لُعِنْتُمْ عَلَى لِسَانِ ابْنِ دَاوُدَ
وَذِي الرُّوحِ حَامِلِ الْإِنْجِيلِ

"اے وہ لوگو جنہوں نے اپنی جہالت سے حسینؑ کو شہید کر ڈالا۔ تمہیں اللہ کے عذاب اور سرکوبی کی بشارت ہو۔ اہل آسمان تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہر پیغمبر چاہے وہ مرسل ہے یا غیر مرسل اور تمام انبیاءؑ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ سلیمان بن داؤد اور جناب عیسیٰؑ بن مریمؑ تم پر لعنت کرتے ہیں"۔

⑩...... بحار الانوار ج ۴۵، ص ۲۳۵ اور مثیر الاحزان میں ابن نما، ص ۱۰۸ نے کہا ہے۔ بصرہ میں کسی نے آواز سنی مگر صدا دینے والا دکھائی نہ دیا:

إِنَّ الرِّمَاحَ الْوَارِدَاتِ صُدُورَهَا
نَحْوَ الْحُسَيْنِ تُقَاتِلُ التَّنْزِيلَا
وَيُهَلِّلُونَ بِأَنْ قُتِلْتَ وَ إِنَّمَا
قَتَلُوا بِكَ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَا
فَكَأَنَّمَا قَتَلُوا أَبَاكَ مُحَمَّدًا
صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ أَوْ جِبْرِيلَا

Presented by Ziaraat.Com

"بظاہر تو وہ حسینؑ کے سینۂ مبارک پر نیزے مار رہے تھے، درحقیقت قرآن سے جنگ کر رہے تھے۔ ان قاتلوں کی زبانوں پر کلمہ تھا لیکن اے حسینؑ! تیرے قتل کے ساتھ انھوں نے تکبیر و تہلیل کو قتل کر ڈالا۔ انھوں نے تجھے قتل نہیں کیا بلکہ تیرے نانا رسولؐ اللہ کو قتل کیا جس پر اللہ اور جبرئیلؑ درود بھیجتے ہیں۔

(۱۶)...... کامل، ص ۷۹ اور تاریخ، ج ۳، ص ۳۳۹ واقدی سے روایت ہے، اس نے اپنی دادی سے سنا جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو جنوں نے آپؑ پر مرثیہ کہا۔

یَا عَیْنُ جُوْدِی بِالْعِبَرِ
وَابْکِی فَقَدْ حَقَّ الْخَبَرِ
اَبْکِی ابْنَ فَاطِمَةَ الَّذِیْ
وَرَدَ الْفُرَاتَ کَمَا صَدَرِ
اَلْجِنُّ تَبْکِیْ فَجُوْعَهَا
لِمَا اَتٰی مِنْهُ الْخَبَرِ
قُتِلَ الْحُسَیْنُ وَرَهْطُهُ
تَعْسًا لِذٰلِكَ مِنْ خَبَرِ
فَلَاَبْکِیَنَّكَ حُرْقَةً
عِنْدَ الْعِشَاءِ وَ بِالسَّحَرِ
وَلَاَبْکِیَنَّكَ مَا جَرٰی
عِرْقٌ وَمَا حَمَلَ الشَّجَرِ

"اے میری آنکھ رو اور خوب رو آنسوؤں کے سیلاب بہا (شہادت حسینؑ) کی خبر سچی ہے۔ حضرت زہراؑ کے بیٹے کے لیے خوب رو، وہ دریائے فرات کے کنارے پیاسا شہید کر دیا گیا۔ جن ان کے

Presented by Ziaraat.Com

مصائب پر گریاں کناں ہے کیونکہ خبر آئی ہے حسینؑ مارے گئے ہیں، حسینؑ اپنے وفادار نوجوانوں سمیت شہید ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے اس خبر کو سن کر میں رو رہا ہوں۔

اے حسینؑ! دل جلا تجھ پر آنسو بہا رہا ہے، چاہے صبح ہو یا شام، اب دلسوزی کے سوا کام ہی نہیں رہا۔ جب تک خون کی گردش رگ و جان میں ہے جب تک اشجار پھل دیتے رہیں، روتا رہوں گا"۔

(۱۲)...... بحارالانوار، ج ۴۵، ص ۲۳۹، مناقب سے روایت ہے جس کے راوی دعبل خزاعی ہیں، وہ کہتے ہیں: میرے باپ نے میرے دادا سے سنا، میرے دادا نے اپنی ماں سعدی یا سعیدہ بنت مالک خزاعیہ سے سنا، اُس نے کہا: میں نے آواز سنی جو حسینؑ پر نوحہ کر رہا تھا لیکن دکھائی نہ دیتا تھا۔

یَا ابْنَ شَهِیْدٍ وَیَا شَهِیْدًا عَمُّهٗ
خَیْرَ الْعُمُوْمَةِ جَعْفَرَ الطَّیَّارِ
عَجَبًا لِمَصْقُوْلٍ اَصَابَكَ حَدُّهٗ
فِی الْوَجْهِ مِنْكَ وَقَدْ عَلَاكَ غُبَارُ

"اے شہید ابن شہید، اے وہ جس کے چچا بھی شہید ہیں۔ جناب جعفر طیارؑ آپ کے وہ چچا ہیں جو تمام چچاؤں میں سب سے بہتر و برتر ہیں۔ انسان بحرِ حیرت میں غوطے کھاتا ہے، جب اس کے سامنے یہ بات آتی ہے کہ تجھے صیقل شدہ تیز دھار تلوار سے ذبح کیا گیا حالانکہ گرد و غبار نے آپؑ کے چہرہ مبارک پر ڈیرہ ڈالا ہوا تھا"۔

Presented by Ziaraat.Com

نوحہ جن

أَيَا عَيْنُ جُوْدِیْ وَلَا تَجْمُدِیْ

وَجُوْدِیْ عَلَى السَّيِّدِ الْهَالِكِ

وَبِالطَّفِّ أمسیٰ صَرِيْعًا فَقَدْ

رُزِئْنَا الْغَدَاةَ بِاَمْرٍ بَدِیْ

"اے میری آنکھ آنسو برسائے جا کبھی خشک نہ ہو تو اس سردار پر آنسو بہا جس کو ظلم و جبر سے شہید کر دیا گیا۔ کل فرات کے کنارے گرم زمین پر خاک و خون میں غلطاں آرام پذیر تھا۔ اسی روز نے اس امر ظاہر و باطن سے ہمیں ہمیشہ کی مصیبت میں ڈال دیا"۔

نوحہ جن

نِسَاءَ الْجِنِّ يَبْكِيْنَ مِنَ الْحُزْنِ شَجِيَّاتٍ

وَاَسْعَدْنَ بِنَوْحٍ لِلنِّسَاءِ الْهَاشِمِيَّاتِ

وَيَنْدُبْنَ حُسَيْنًا عَظُمَتْ تِلْكَ الرَّزِيَّاتِ

وَيَلْطِمْنَ خُدُوْدًا كَالدُّنَا فِيْرِ نَقِيَّاتٍ

وَيَلْبَسْنَ ثِيَابَ السُّوْدِ بَعْدَ الْقَصَبَاتِ

"جنوں کی مستورات غم و اندوہ کی وجہ سے گریہ کناں ہیں (اپنے سروں کو چھوڑ دیا ہے) اپنے گریہ سے ہاشمیات کی مدد کر رہی ہیں۔ وہ حسینؑ کے احسانات کو یاد کرتی ہیں۔ اب ان کے مصائب حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اپنے سونے جیسے چہروں پر

Presented by Ziaraat.Com

طمانچے مار رہی ہیں۔ اب انھوں نے سیاہ لباس پہن لیے ہیں کیونکہ انھیں معلوم ہو چکا ہے شہداء کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں"۔ (رسائل الحسین، ص ۱۱۵ میں اس طرح ہے: مفید اور لطیف کاٹن پہننے کے زمانے چلے گئے، اب سیاہ لباس پہن لیا ہے)۔

نوحہ جن

اَحْمَرَتِ الْاَرْضُ مِنْ قَتْلِ الْحُسَیْنِ كَمَا
اَحْمَرَ عِنْدَ سُقُوْطِ الْجَوْنَةِ الْعَلَقِ
يَاوَيْلُ قَاتِلَهُ يَاوَيْلُ قَاتِلَهُ
فَاِنَّهُ فِيْ سَعِيْرِ النَّارِ يَحْتَرِقُ

"امام حسینؑ کی شہادت سے زمین کچھ اس طرح سرخ ہو گئی جس کی سرخی ہر سرخی پر غالب تھی۔ اے حسینؑ کے قاتل تجھ پر افسوس ہے، پھر تجھ پر صد بار افسوس ہے، بہت جلد تو جہنم کے شعلوں میں جلنے والا ہے"۔ (تاریخ، ج ۳، ص ۲۳۵ میں ہے: احمر عندہ سقوط الجونۃ العلق)۔

(تاریخ میں ہے حسینؑ کے قتل سے زمین قرمزی رنگ کی ہو گئی تھی۔ آسمان وقتِ غروب سورج سرخ رنگ کا ہو گیا تھا۔ اے قاتل! افسوس تو جلد آتشِ سوزاں کے منہ میں جانے والا ہے)

پرندہ اُلو کی امام حسینؑ پر عزاداری

①...... کامل الزیارات، ص ۹۹، حسین بن ابی غندر سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ذرا اُلو کی طرف دیکھئے کبھی تم نے اس کو دن میں اُڑتے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے دیکھا ہے۔ رات کو اس کو اڑتا ہوا ضرور دیکھو گے۔ ایک وہ زمانہ تھا جب یہ آبادیوں میں رہتا تھا، جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے اس نے قسم اٹھائی اب کوئی بھی اُلو کو سوائے ویرانوں کے کہیں اور نہیں دیکھے گا۔ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو امام حسینؑ پر صبح تک نوحہ سرائی کرتا ہے۔

(۲)...... حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اُلو کو دیکھو یہ لوگوں سے کیا کہتا پوچھتا ہے؟ راوی کہتا ہے: قربان جاؤں وہ کیا کہتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایک وہ زمانہ تھا جس زمانے اُلو گھروں اور شاہی محلوں میں رہتا تھا۔ وہ انسانی خوراک کھاتا تھا، وہ لوگوں کے نزدیک آتا، لوگ اُسے غذا دیتے اور وہ کھاتا تھا اور اپنی جگہ کی طرف پرواز کر جاتا تھا۔ جب واقعہ کربلا ہوا، امام حسینؑ شہید ہوئے تو اُس دن سے اس نے آبادیوں کو خدا حافظ کہا۔ ویرانوں، پہاڑوں اور صحراؤں کی طرف چلا گیا۔ اپنی زبان پر یہ الفاظ جاری کیے۔ تم کتنی بدترین اُمت ہو اپنے نبیؐ کے فرزند کو قتل کر دیا ہے، اب میں کون ہوتا ہوں جو تم مجھ کو زندہ چھوڑ دو گے"۔

(۳)...... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اُلو دن کو روزہ رکھتا ہے۔ جب رات ہوتی ہے تو افطار کرتا ہے۔ پھر ساری رات تا دمِ صبح روتا رہتا ہے۔

(۴)...... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت یعقوب بن شعیب نے فرمایا: اے یعقوب! ذرا اُلو کو دیکھو جو دن کو اپنے معمولات کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ عرض کیا: میں نہیں جانتا، آپؑ نے فرمایا: وہ دن کو روزہ رکھتا ہے، رات کو افطار کرتا ہے اور رات کو وہ جو آواز نکالتا ہے وہ امام حسینؑ پر زمزمہ کرتا ہے۔ صبح تک اس کی یہ کیفیت جاری رہتی ہے۔

انبیاء کرامؑ کا کربلا سے گزرنا

(۱)...... اسرار الشہادۃ، ص ۸۰ و منتخب طریحی ص ۴۹ اور ناسخ، ج ا، ص ۲۷۰ میں

Presented by Ziaraat.Com

روایت ہے: جب حضرت آدمؑ کے ساتھ وہ واقعہ پیش آیا کہ جناب حواؑ انھیں نظر نہ آئی تو ان کی تلاش میں اطراف زمین میں چلنے لگے۔ اسی دوران کربلا میں وارد ہوئے۔ آتے ہی مریض ہو گئے۔ آپ کا سینہ تنگ ہونے لگا، دم گھٹنے لگا، پریشانی بڑھنے لگی۔ آخر آپ اس مقام پر آ کھڑے ہوئے جہاں امام حسینؑ شہید ہوئے تھے۔ آپؑ کے پاؤں سے خون جاری ہو گیا۔

پس یہ ماجرا دیکھ کر جناب آدمؑ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا: اے میرے پروردگار! کیا مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے جس کی سزا مل رہی ہے، میں ہر طرف سے مسلسل سفر کرتا چلا آ رہا ہوں۔ کہیں ایسی مصیبت مجھ پر نہیں پڑی جیسی یہاں پڑی ہے۔

آپ کی طرف وحی آئی اے آدمؑ تجھ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں تیرا ایک بیٹا جس کا نام حسینؑ ہے، بے جرم و گناہ بے دردی کے ساتھ مارا جائے گا۔ اس لیے یہاں تیرا خون جاری ہوا ہے کیونکہ وہ تیرا بیٹا ہے۔ اسی نسبت سے خون جاری ہوا ہے۔

حضرت آدمؑ نے عرض کیا: کیا حسینؑ نبی ہیں؟ فرمایا گیا: نہیں، بلکہ وہ پیغمبر محمدؐ کی بیٹی کے بیٹے ہیں۔

آپؑ نے عرض کیا: اس کا قاتل کون ہوگا؟

ندا آئی: یزید۔

جناب آدمؑ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! اب میں کیا کروں؟

جبرئیلؑ نے فرمایا: اے آدمؑ! اس کے قاتل پر لعنت کرو۔

جناب آدمؑ نے چار مرتبہ لعنت کی۔ وہاں سے چند قدم چلے میدان عرفات میں پہنچے تو وہاں جناب حواؑ کو پا لیا۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب نوح علیہ السلام کا کربلا سے گزر

(۲)...... ناسخ، ج ۱، ص ۱۷۱ اور منتخب طریحی، ص ۴۹ میں روایت ہے حضرت نوحؑ طوفانِ نوحؑ کے وقت کشتی پر سوار ہوئے تو پوری دنیا کا چکر لگایا۔ جب کربلا میں پہنچے تو کشتی کو زمین نے پکڑ لیا۔ جناب نوحؑ پریشان ہوئے کہ کہیں کشتی غرق ہونے والی ہے، پس بارگاہِ ربوبیت میں عرض کیا: خدایا! میں نے تمام دنیا کا چکر لگایا ہے، کہیں کوئی پریشانی نہیں آئی، یہاں کیوں پریشانی آئی ہے؟ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا: اے نوحؑ! یہ وہ سرزمین ہے جہاں امام حسینؑ شہید ہوں گے جو محمد مصطفیٰ نبی آخرالزماںؐ کا نواسہ ہے۔

حضرت نوحؑ نے پوچھا: اس کا قاتل کون ہے؟

جناب جبرئیلؑ نے عرض کیا: وہ جس پر سات آسمانوں اور سات زمینوں کے ساکنین نے لعنت کی۔

پس جناب نوحؑ نے چار مرتبہ لعنت کی۔ تو ان کی کشتی گرداب سے نکلی اور کوہِ جودی پر آ ٹھہری۔ (کوہِ جودی وہ مقام ہے جہاں آج حضرت امیرالمومنینؑ کی قبر مبارک ہے)

جناب ابراہیم خلیل علیہ السلام کا کربلا سے گزر

(۳)...... منتخب طریحی میں ہے، ایک مرتبہ جناب خلیلؑ سفر کر رہے تھے اور گھوڑے پر سوار تھے۔ جب کربلا پہنچے تو ان کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ آپؑ زمین پر گر پڑے۔ آپ کا سر شکستہ ہوا، خون جاری ہو گیا۔ استغفار کیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: خدایا! مجھ سے کیا ہوا؟ پس جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا: اے ابراہیمؑ! تم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اصل بات یہ ہے اس مقام پر نواسہ خاتم الانبیاء صلی اللہ

Presented by Ziaraat.Com

علیہ وآلہ وسلم، پسر خاتم اوصیاءؑ شہید ہوگا۔ اس لیے اس کے خون کی موافقت میں تمہارا خون جاری ہوا ہے۔

آپؑ نے پوچھا: جبرئیلؑ! اس کا قاتل کون ہوگا؟

جبرئیلؑ نے کہا: اس کا قاتل وہ ہے جس پر اہلِ آسمان و زمین نے لعنت کی ہے۔ قلم نے لوح پر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس پر لعنت لکھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو وحی کی، تیرا یہ کام لائقِ ستائش ہے کہ تو نے حسینؑ کے قاتل پر لعنت لکھ دی ہے۔ یہ سن کر حضرت خلیلؑ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور یزید پر لعنت کی۔ آپؑ کے گھوڑے نے آمین کہا۔

آپ نے اپنے گھوڑے سے کہا: تو نے کیا سمجھا جو آمین کہہ دیا۔

اس نے عرض کیا: اے ابراہیم خلیلؑ! یہ میرے لیے اعزاز ہے کہ تم میرے سوار ہو۔ جب میرے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور آپ میری پشت سے گر گئے تو مجھے بہت زیادہ تکلیف ہوئی۔ اس تکلیف کا سبب یزید تھا۔ اس لیے میں نے آمین کہہ دیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا گزرنا

④...... منتخب طریحی، ص ۴۹ اور ناسخ، ج ۱، ص ۲۷۳ میں روایت ہے، ایک دفعہ حضرت اسماعیلؑ اپنے گوسفندوں کو دریائے فرات کے کنارے چرا رہے تھے۔ آپؑ کے چرواہوں نے خبر دی، اس پانی سے آپؑ کے گوسفند چند روز سے پانی نہیں پی رہے ہیں۔ آپؑ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا۔ جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا: اپنے ان گوسفندوں سے پوچھ لیں۔

آپؑ نے جب ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا: ہم یہاں سے اس لیے پانی نہیں پیتے ہمیں خبر ملی ہے یہاں آپ کا بیٹا حسینؑ آخری پیغمبر کا نواسہ شہید کیا جائے گا اور پیاسا شہید کیا جائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے قاتل کے بارے میں پوچھا تو جبرئیلؑ نے عرض کیا: اس کا قاتل وہ ہے جس پر زمین و آسمان کی تمام مخلوق لعنت کرتی ہے۔ پس حضرتؑ نے فرمایا: اے اللہ! حسینؑ کے قاتل پر لعنت فرما۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزرنا

⑤...... منتخب طریحی اور ناسخ، ج ۱، ص ۲۸۴ میں روایت ہے، ایک دفعہ جب جناب موسیٰؑ جناب یوشع بن نون کے ساتھ سفر کرتے کرتے کربلا پہنچے تو آپؑ کی جوتی ٹوٹ گئی۔ تین کونوں والا کانٹا آپؑ کے پاؤں میں چبھ گیا اور خون جاری ہو گیا۔ عرض کیا: اے میرے خدا! مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ وحی آئی: یہاں حسینؑ شہید ہوں گے اس لیے ان کے خون کی موافقت میں تمہارا خون یہاں گرا ہے۔ آپؑ نے عرض کیا: اے خداوند! حسینؑ کون ہے؟ جواب آیا: وہ میرے آخری نبی محمدؐ کا نواسہ ہے اور اس کی بیٹی کا بیٹا ہے۔

عرض کیا: اس کا قاتل کون ہے؟ جواب آیا: وہ ہے جس پر دریاؤں کی مچھلیوں نے جنگل کے حیوانوں اور فضاؤں کے پرندوں نے لعنت کی ہے۔ پس جناب موسیٰؑ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر یزید پر لعنت کی اور یوشع بن نون نے آمین کہا۔ پھر آپؑ وہاں سے چل دیئے۔

جناب سلیمان علیہ السلام کا گزرنا

⑥...... منتخب طریحی، ص ۵۰ اور ناسخ، ج ۱، ص ۴۷۲ میں روایت ہے، ایک دفعہ جناب سلیمانؑ اپنے تخت پر بیٹھ کر دنیا کی سیر کر رہے تھے۔ ہوا تخت کو اُٹھائے ہوئے تھی۔ پس ایک دن ان کا گزر کربلا سے ہوا۔ پس ہوا انھیں تین مرتبہ دُور لے گئی۔ آپ کو خوف ہُوا کہیں ہم گر نہ جائیں۔ آخرکار ہوا ساکن ہوئی تخت زمین کربلا پر آیا۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے ہوا سے پوچھا: یہاں تو نے مجھے کیوں اُتار دیا۔
ہوا نے عرض کیا: یہاں حسینؑ شہید ہوں گے۔
آپؑ نے پوچھا: وہ کون ہیں؟
ہوا نے کہا: آخری نبیؐ کے نواسے اور ان کی بیٹی کے بیٹے ہیں۔
آپؑ نے پوچھا: ان سے کون جنگ کرے گا؟
ہوا نے کہا: وہ جس پر اہلِ آسمان وزمین نے لعنت کی ہے۔ وہ یزید ہے۔
پس حضرت سلیمانؑ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور یزید پر لعنت کی۔ تمام انسانوں اور جنوں نے آمین کہا۔ پس ہوا چلی اور تختِ سلیمانؑ حرکت میں آ گیا۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام کا گزرنا

(۷)...... منتخب طریحی، ص ۵۰ اور ناسخ، ج ۱، ص ۲۷۵ میں روایت ہے، ایک دفعہ جناب عیسیٰؑ اپنے حواریوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ان کا گزر کربلا سے ہوا۔ ایک شیر کو دیکھا جو راستے پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ شیر کے قریب گئے اور اس سے پوچھا: تو راستے پر کیوں بیٹھا ہے، ہمیں گزرنے نہیں دے گا۔
شیر نے اپنی زبان میں عرض کیا: میں اس راستے سے تمہیں نہیں گزرنے دوں گا سوا اس صورت میں کہ تم قاتلِ حسینؑ یزید پر لعنت کرو۔
حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا: حسینؑ کون ہے؟
اس نے عرض کیا: آخری نبیؐ کا نواسہ ہے اور علیؑ ولی کا بیٹا ہے۔ آپؑ نے پوچھا: قاتل کون ہے؟
اس نے کہا: وہ ہے جس پر تمام جانور اور درندے لعنت کرتے ہیں اور یوم عاشورا بہت زیادہ لعنت کرتے ہیں۔ پس حضرت عیسیٰؑ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور یزید پر لعنت کی۔ آپؑ کے حواریوں نے آمین کہا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبر اکرم ﷺ کا گزرنا

⑧......اسرار الشہادہ، ص ۸۱ میں ارشاد مفید، ص ۲۵۰ سے حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے، آپؐ ایک رات میرے پاس تھے۔ آپؐ میرے حجرہ سے باہر گئے اور کافی دیر تک مجھ سے غائب رہے۔ جب واپس آئے تو آپ کا چہرہ غبار آلود تھا۔ آپؐ ہاتھوں کو باندھے ہوئے تھے۔ پس میں نے عرض کیا: میں آپ کی یہ حالت کیسی دیکھ رہی ہوں؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے اس وقت عراق میں ایک مقام کی طرف لے جایا گیا جس مقام کو کربلا کہتے ہیں۔ پس یہ وہ مقام ہے جہاں میرا حسینؑ اور اس کے اہلِ بیتؑ اور اس کے ساتھی شہید ہوں گے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو کھولا اور فرمایا:

اس مٹی کی حفاظت کرنا، پس جب میں نے وہ خاک لی دیکھا تو وہ سرخ رنگ کی خاک تھی۔ میں نے اس کو ایک شیشی میں بند کر دیا اور اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ آخر وہ وقت آیا جب حسینؑ عراق کی طرف روانہ ہوئے تو میں روزانہ اس شیشی کی زیارت کرتی اور روتی۔

جب محرم کی دسویں کا دن آیا اس روز حسینؑ شہید ہوئے۔ دن کے ابتدائی ساعات میں میں نے دیکھا، وہ خاک خاک تھی۔ جب دن کا آخری حصہ آیا تو دیکھا وہ اب خاک خاک نہ تھی بلکہ اُبلتا ہوا خون تھا۔ پس میری چیخیں نکل گئیں اور میں نے رونا شروع کر دیا۔

پھر میں نے اپنے آپ کو قابو میں کیا کہیں ان کے دشمنوں کو اس بات کا پتہ نہ چل جائے اور میرے لیے پشیمانی کا مزید سبب بنے۔ پھر میں انتظار کرتی رہی آخر خبر کیا آتی ہے اور کب آتی ہے۔ آخر وہ دن آ گیا۔ آپ کی شہادت کی منادی ہوئی اور مجھ پر ثابت ہوا جو کچھ اس دن دیکھا وہ سچ تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

رأس الجالوت پسر یہودا کا گزر

(۹)..... مثیر الاحزان، ابن نما، ص ۸۲ اور سراج الایمان میں روایت ہے: یہودا کے بیٹے رأس الجالوت نے کہا: جس زمانے میں اپنے بابا یہودا کے ساتھ دورانِ سفر کربلا وارد ہوا، میرے بابا نے اپنی سواری کو بہت تیز دوڑایا تاکہ اس زمین سے نکل جائیں۔ جب میں نے وجہ پوچھی آپ اتنا جلدی میں کیوں ہیں تو انھوں نے کہا: میرے بزرگوں نے مجھے حدیث بتائی ہے، اسی سرزمین پر ایک پیغمبر کے بیٹے کا قتل ہوگا۔ مجھے خوف ہے کہیں وہ میں نہ ہوں کیونکہ میں پیغمبر کا بیٹا ہوں اس لیے اپنی سواری کو تیز کر رہا ہوں۔ رأس الجالوت کہتا ہے: جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو مجھے معلوم ہوا وہ پیغمبر زادہ حسینؑ ہے جن کے بارے میں بتایا گیا تھا۔

اسی حدیث کو محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ اس نے یہ روایت علاء بن عائشہ سے لی ہے۔ اس نے رأس الجالوت سے سنا اور اُس نے اپنے باپ یہودا سے سنا تھا۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا گزر

(۱)..... امالی شیخ صدوقؒ، ص ۵۲۳ بسند خود ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں: جب جناب امیرالمومنینؑ صفین کی طرف جا رہے تھے تو میں ان کے ہمراہ تھا۔ جب ہم نینویٰ پہنچے جس کو شطِ فرات کہا جاتا ہے تو آپؑ نے بلند آواز کے ساتھ فرمایا: اے ابن عباسؓ! جانتا ہے یہ جگہ کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا۔ آپؑ نے فرمایا: اگر تم میری طرح اس جگہ کو جانتے ہوتے تو یہاں سے نہ گزرتے مگر میری طرح ضرور گریہ کرتے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: آپؑ بہت روئے اتنا روئے۔ ریش اقدس تر ہوگئی اور

Presented by Ziaraat.Com

آنسو سینہ مبارک پر جاری ہوئے۔ میں نے بھی رونا شروع کیا۔ آپؑ کے دہن مبارک سے کلمہ تعجب صادر ہوا (ہوا ہ لوا ہ) میں نے آل ابوسفیان کا کیا بگاڑا ہے، مجھے آل حرب سے کیا واسطہ؟ یہ حزب شیطان اور کفار کے دوست ہیں۔ میں بھی صبر کر رہا ہوں اے ابا عبداللہؑ! صبر کرو، صبر کرو۔

جس طرح تیرے بابا نے ان جیسوں کے ساتھ ملاقات کی تم بھی ان کے ساتھ ویسا کرنا۔ بعدازیں آپؑ نے پانی طلب فرمایا اور نماز پڑھی جتنی خدا چاہتا تھا۔

نماز کے بعد اپنی پہلی گفتگو کو یاد کیا، توقف فرمایا۔ اس دوران بیٹھے بیٹھے آپ کو اونگھ آئی، تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے اور فرمایا:

اے ابن عباسؓ! میں نے عرض کیا: میں یہاں حاضر ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: ابھی میں نے خواب میں جو کچھ دیکھا ہے تجھے بیان کروں۔ میں نے عرض کیا: آپ کی آنکھیں محو آرام تھیں، خواب خیر ہو۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے دیکھا کچھ لوگ آسمان سے اترے ان کے ہاتھوں میں سفید پرچم تھے۔ ان کی گردنوں میں تلواریں لٹکی ہوئی تھیں، وہ ماحول کو روشن کیے ہوئے تھے۔ اس زمین کے اردگرد خط کھینچا، سامنے ان کھجوروں کے درختوں نے اپنی شاخوں کو زمین پر گرایا تو تازہ خون برآمد ہوا۔ پھر میں نے دیکھا، میرا فرزند حسینؑ میرے جگر کا ٹکڑا، میری جان، میری روح اس خون کے سیلاب میں ڈوب گیا۔ وہ فریاد کرتا ہے کوئی اس کی مدد نہیں کرتا۔ پھر مردان سفید رو آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور وہ آواز دیتے ہیں:

اے آل رسولؐ! صبر کرو۔ تم بدترین لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہو۔

اے ابوعبداللہؑ! یہ وہ جنت ہے جس کے تم مشتاق تھے۔ پھر انہوں نے مجھے تسلی تشفی دی اور کہا:

اے ابوالحسنؑ! تمہیں بشارت ہو روز قیامت اس فرزند کے ذریعے آپ کی

Presented by Ziaraat.Com

آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی جس روز تمام لوگ اللہ کے حضور حساب میں پیش ہوں گے۔ خواب ختم ہوا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میں علیؑ کی جان ہے مجھے صادق مصدق ابوالقاسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی خبر اس وقت دی تھی جس وقت میں ظالموں کی طرف خروج کر رہا تھا۔

یہ وہ زمین زمین کربلا ہے جس میں حسینؑ اور اس کے سترہ جوان جو میری اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہوں گے دفن ہوں گے۔ یہ زمین آسمان میں مشہور ہے۔ ایک دن آئے گا اس زمین کربلا کی شہرت اس طرح ہوگی جس طرح سرزمین مکہ و مدینہ اور بیت المقدس کی شہرت ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ! اس علاقہ میں چکر لگاؤ اس زمین میں ایک خاص قسم کی ہرنوں کی مینگنیاں ہیں جن کا رنگ زردی مائل زعفرانی ہے، اس کو تلاش کرو۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: میں نے ان کی تلاش شروع کی جو مجھے تھوڑی دیر بعد مل گئیں۔ میں نے آواز دی: یا امیرالمومنینؑ! وہ مینگنیاں جن کی نشانیاں آپؑ نے بتائی تھیں، مل گئی ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے اللہ کے رسولؐ نے سچ فرمایا تھا۔ آپؑ اپنی جگہ سے اُٹھے اور دوڑ کر تشریف لائے۔ ان مینگنیوں کو دیکھا اور خوشبو سونگھی اور فرمایا: واقعا یہی ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ! جانتے ہو یہ مینگنیاں کیا ہیں اور کیسی ہیں؟ یہ وہی ہیں جن کی خوشبو جناب عیسٰیؑ نے سونگھی تھی۔ جب وہ اپنے حواریوں کے ساتھ یہاں سے گزرے۔ آپؑ نے دیکھا وہاں ہرن کی ایک ٹولی جمع ہے اور وہ سب اپنی آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے۔ آپؑ اپنے حواریوں سمیت یہاں بیٹھ گئے اور گریہ کیا۔ حواری اس امر سے لاعلم تھے۔ انھوں نے جناب عیسٰیؑ سے پوچھا: اے روح اللہ و کلیم

Presented by Ziaraat.Com

اللہ! آپؑ کیوں رو رہے ہیں؟

حضرتؑ نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے اس سرزمین کی فضیلت کیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ ارضِ پاک ہے جہاں پیغمبر احمد مصطفیٰؐ کا فرزند جو اس کی بیٹی بتولؑ کا فرزند ہے، شہید کیا جائے گا اور یہاں دفن کیا جائے گا۔ ان ہرنوں کی مینگنیوں کی خوشبو مشک سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس زمین کا تعلق رسولؐ کے فرزند سے ہے۔ یہ اس سرزمین کی نشانی ہے۔ پیغمبروںؑ اور ان کی اولاد کی طینت ایسی ہوتی ہے۔ اس زمین کا گھاس کھاتے ہیں اس لیے اس زمین کی کرامت سے ان کی مینگنیوں میں خوشبو ہے۔ ان ہرنوں نے مجھ سے کلام کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم یہاں اس لیے رہ رہے ہیں کہ ہمیں فرزندِ رسولؐ سے محبت ہے اور وہ جانتے ہیں یہ جگہ اور زمین اس کی سرزمین ہے۔ جناب عیسیٰؑ نے ایک مینگنی اٹھائی اور اسے سونگھا اور فرمایا: یہاں رہنے والے ہرنوں کی مینگنیاں ہیں۔ یہ خوشبو اس مٹی کی وجہ سے ہے۔

اے خداوندا! اس سرزمین کی ہمیشہ حفاظت فرما تا کہ اس کا والد اس خوشبو سے محظوظ ہو اور اس کے لیے سامانِ تشفی و تسلی ہو۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: حضرت عیسیٰؑ کی دُعا کی وجہ سے تاامروز یہ مینگنیاں باقی ہیں۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو بھی باقی ہے۔ یہ زمین کرب و بلا ہے۔ بعد ازیں آپ نے بلند آواز سے فرمایا: اے عیسیٰ بن مریم کے خدا! اس سرزمین کے شہیدوں پر اپنی برکات نازل فرما اور ان کے ساتھیوں اور مدد کرنے والوں پر بھی برکت نازل فرما، پھر آپؑ رونے لگے، میں بھی رونے لگا۔ آپؑ نے اس انداز میں گریہ فرمایا کہ غش کھا کر زمین پر آ رہے۔ جب غش سے افاقہ ہوا تو آپؑ نے ان مینگنیوں کو اُٹھایا، اپنی عبا کے دامن میں جمع فرمایا۔ مجھے حکم دیا، انھیں تھیلی میں محفوظ کرلو اور فرمایا: اے ابن عباسؓ! جب یہ خون بن جائیں تو سمجھنا حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن عباسؓ کہتے ہیں: قسم بخدا، میں نے ان مینگنیوں کی اس طرح حفاظت کی جیسے ان کی حفاظت واجبات الٰہی میں سے ہو۔ میں اس تھیلی کو اپنی آستین کے پاس رکھتا، اپنے سے کبھی جدا نہ کیا، آخر وہ دن آیا میں جب سو کر اٹھا تو دیکھا تازہ خون جاری ہے، میری آستین خون سے پُر ہے۔ پس بستر سے اُٹھ بیٹھا اور گریہ کیا اور میں نے اپنے آپ سے کہا: قسم بخدا! حسینؑ شہید ہوگئے ہیں۔ میرے امام علیؑ نے سچ فرمایا تھا۔ جو کچھ فرمایا تھا وہی ہو کر رہا کیونکہ پیغمبرؐ نے بہت سے اسرار جو انہیں عطا فرمائے کسی اور کو نہ دیئے۔

میں حیرانی و سراسیمگی کی حالت میں باہر نکلا، یہ صبح کا وقت تھا۔ مدینہ کی عجیب حالت تھی، چاند کو گہن لگا تھا۔ کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔ جب سورج طلوع ہوا تو اُسے بھی گرہن لگا ہوا تھا۔ جب مدینہ کی دیواروں پر نگاہ کی تو وہاں تازہ خون کے چھینٹے نظر آئے۔ پھر بیٹھ کر رونے لگا اور سمجھ لیا۔ واقعی حسینؑ شہید ہوگئے ہیں۔ میں نے اپنے گھر کے اردگرد ایک آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا:

اِصْبِرُوْا آلَ الرَّسُوْلِ
قُتِلَ الْفَرْخُ الْبُتُوْلُ
نَزَلَ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ
بِبُکَاءٍ وَعَوِیْلٍ

"اے آلِ رسولؐ! صبر کرو فرزندِ بتولؑ شہید ہوگئے ہیں۔ جبرئیلؑ آہ و زاری کے ساتھ نازل ہوئے۔ یہ الفاظ کہنے کے بعد اس نے بلند آواز کے ساتھ گریہ کیا"۔

پھر میں بھی خوب رویا۔ میں نے یہ تاریخ نوٹ کرلی۔ یہ واقعہ جو میرے ساتھ پیش آیا محرم کی دس تاریخ تھی۔ جب امام حسینؑ کی شہادت کی خبر مدینہ میں پہنچی تو واقعی

Presented by Ziaraat.Com

وہی تاریخ آپ کی شہادت کی تاریخ تھی جس کے بارے میں مَیں نے آواز سنی تھی یا وہ سنگریزیاں خون میں بدل گئی تھیں۔ میں نے جب یہ بات کچھ دوسرے آدمیوں کو بیان کی تو اُنھوں نے کہا: قسم بخدا! ہم جب جمہ (مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام) میں تھے، ہم نے وہی بات سنی جو تم نے سنی۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ بولنے والا کون ہے لیکن ہمارا گمان ہے وہ حضرت خضرؑ تھے۔

جلاء العیون، ص ۱۵۸ میں مرحوم مجلسی نے ہرثمہ سے روایت کیا۔ ہرثمہ نے کہا: جب ہم جنگ صفین سے واپس آرہے تھے تو ہمارا گزر کربلا سے ہوا۔ صبح کی نماز وہاں ادا کی گئی۔ جناب امیر المومنینؑ نے ایک مٹھی بھر خاک زمین سے لی، اس کو سونگھا اور فرمایا: اے خاک تو کتنی خوش قسمت ہے تجھ سے ایک گروہ محشور ہوگا جو بلا حساب داخل بہشت ہوگا۔

ہرثمہ جب اپنی زوجہ کے پاس آیا وہ عورت شیعہ تھی۔ اُسے تازہ واقعہ کی خبر دی تو اُس نے کہا: جناب امیر المومنینؑ! جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ جو کچھ فرمایا وہ واقع ہو کر رہے گا۔

ہرثمہ کہتا ہے: جب امام حسینؑ کربلا تشریف لائے، مَیں ابن زیاد کے لشکر میں تھا۔ جب میں نے اس سرزمین کے درختوں کو دیکھا تو فوراً وہ ماضی والا واقعہ میرے ذہن میں گھوم گیا۔ اپنے اُونٹ پر سوار ہوا اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچا اور انھیں سلام کیا اور جو کچھ ان کے والد سے سنا تھا، بیان کیا۔ آنحضرتؑ نے مجھ سے پوچھا: تم دوست ہو یا دشمن؟ میں نے کہا: نہ دوست نہ دشمن، نہ آپؑ کے ساتھ اور نہ اُن کے ساتھ۔ چند بچے پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ ابن زیاد کے خوف سے یہاں آ گیا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: فوراً واپس چلے جاؤ۔ جب میں استغاثہ بلند کروں گا اور جس نے استغاثہ سنا اور ہماری مدد نہ کی قسم بخدا وہ واصل جہنم ہوگا۔

علامہ مجلسی نے جلاء العیون، ص ۱۵۸ پر بسند معتبر ایک روایت نقل کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت امیرالمومنینؑ اپنے دو صحابہ کے ساتھ صحرائے کربلا میں پہنچے۔ جب اس صحرا میں داخل ہوئے تو آپؑ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ جگہ ہے جہاں اُن کے اُونٹ بیٹھیں گے۔ یہاں وہ اُتریں گے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اُن کا خون پاک گرے گا۔ اے خاک خوشا حال ہے تو تیرے اُوپر اللہ کے دوستوں کا خون گرے گا۔

اسرار الشہادہ، ص ۸۲ میں ہے۔ اصبغ بن نباتہ راوی ہیں: ہم امام علیؑ کے ساتھ اس مقام پر آئے جہاں امام حسینؑ کی قبر بنی تھی، آپؑ نے فرمایا تھا: یہ ان کے اُونٹوں کی بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہاں ان کا سامان رکھا جائے گا۔ یہاں وہ شہید ہوں گے، زمین و آسمان ان پر گریہ کریں گے۔

منتخب طریحی، ص ۸۷، امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے، جب جناب امیرالمومنینؑ کربلا سے گزرے، آپؑ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ جگہ ہے جہاں ان کے اُونٹ بیٹھیں گے۔ یہاں ان کے خیمے لگیں گے۔ یہاں اُن کا خون گرے گا۔ اے خاک خوشا حال ہے تو! تجھ پر اللہ کے دوستوں کا خون گرے گا۔ وہ لوگ اس جگہ نہ وقت سے پہلے پہنچیں گے اور نہ وقت مقررہ کے بعد۔

سرزمینِ عشق بزمِ غم سجا بنتی رہی
خون کے چھینٹوں سے تصویرِ وفا بنتی رہی
کربلا کی ریت پر گرتا رہا خونِ حسینؑ
اللہ اللہ ریت بھی خاکِ شفا بنتی رہی

امام حسینؑ اور زیارت انبیاء علیہم السلام

①...... کامل الزیارات، ص ۱۱۱، اسحاق بن عمار سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی ایسا پیغمبر زمین و آسمان میں نہیں گزرا کہ جس نے اللہ

Presented by Ziaraat.Com

تعالٰی سے امام حسینؑ کی زیارت کی اجازت نہ لی ہو۔ انبیاءؑ کا ایک گروہ زمین پر زیارت کے لیے آتا ہے تو دوسرا اُوپر کی طرف چلا جاتا ہے۔

(۲)...... حسین دختر زادہ ابوحمزہ ثمالیؒ سے روایت ہے، میں بنو مروان کی حکومت کے آخری ایام میں زیارت امام حسینؑ کے لیے کربلا گیا۔ میں چھپتا چھپاتا کوفہ سے کربلا کے قریب ایک گاؤں میں پہنچا۔ وہاں چھپا رہا۔ جب نصف شب ہوئی تو قبر مطہر امامؑ کی طرف چلا۔ جب نزدیک ہوا تو ایک آدمی نے کہا: واپس چلے جاؤ۔ زیارت کی بہت بڑی قیمت ہے جس کا ادا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ میں خوفناک ہو کر واپس آیا۔ پھر دوبارہ طلوع فجر کے قریب واپس آیا۔ جونہی قبر شریف کے قریب آیا تو وہی آدمی دوبارہ کہنے لگا: تیری توانائی سے باہر ہے کہ تو قبر کی زیارت کرے۔ میں نے اُسے کہا: خداوند تعالٰی تمہیں سلامتی عطا کرے، میں کوفہ سے برائے زیارت آیا ہوں۔ میرے اور ان کے درمیان حائل نہ ہو۔ مجھے خوف لاحق تھا کہ دن نکل آئے گا۔ شامی مجھے گرفتار کر لیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ اُس نے کہا: تھوڑا سا صبر کر لو۔ حضرت موسٰی نے اللہ تعالٰی سے زیارت حسینؑ کی اجازت لی ہے۔ اب وہ ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور امامؑ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ وہ اوّل شب سے طلوع فجر تک رہیں گے، پھر واپس چلے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں فرشتہ ہوں۔ میں قبر حسینؑ کا مجاور ہوں اور زائرین کے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ پس میں واپس چلا، قریب تھا کہ میری عقل کام چھوڑ دے کیونکہ ابھی میں نے ایک امر عظیم پر اطلاع پائی تھی۔ بعد از طلوع فجر حاضر ہوا تو اس آدمی کو نہ پایا پس قبر کے قریب گیا، سلام کیا اور آپ کے قاتل پر لعنت کی۔ نماز صبح پڑھی پھر شامیوں کے خوف سے بہت جلد واپس چلا آیا۔

(۳)...... ابن سنان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا: حضرت امام حسینؑ کی قبر مبارک کا علاقہ بیس ذراع لمبا اور بیس ذراع چوڑا ہے اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ ملائکہ کو معراج جب ہوتی ہے تو آسمان سے یہاں آتے ہیں۔ تو ملکِ مقرب اور تو پیغمبر مرسلؐ اللہ تعالیٰ سے زیارت امام حسینؑ کی اجازت مانگتے ہیں۔ پس ایک گروہ آسمان سے نیچے آتا ہے تو دوسرا زیارت کرنے کے بعد واپس اوپر چلا جاتا ہے۔

زمینِ کرب وبلا سے عیاں ہے شانِ حسینؑ
شہید جس پہ ہوا سارا کاروانِ حسینؑ
فضا کا دامن رنگیں بتا رہا ہے ہمیں
ہے دردناک و الم کیش داستانِ حسینؑ

(۲)...... صفوان جمال راوی ہیں، کہتے ہیں، امام جعفر صادق علیہ السلام جس وقت حیرہ میں تشریف فرماتے آپؑ نے مجھ سے پوچھا: تو امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتا رہتا ہے؟ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں آپ بھی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: میں کیسے نہیں جاتا خداوند تعالیٰ ان کی زیارت فرماتا ہے۔ پھر شب جمعہ ملائکہ اور انبیاءؑ کربلا تشریف لاتے ہیں۔ حضرت محمدؐ تمام انبیاءؑ میں سے افضل ہیں اور ہم تمام اوصیاءؑ میں سے افضل ہیں۔ صفوان نے کہا: قربان جاؤں پھر تو ہر شب جمعہ زیارت کرنی چاہیے۔ آپؑ نے فرمایا: اس عمل کو لازم کر و تاکہ تمہارے لیے لکھا جائے کہ تو زائر امامؑ ہے اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے اور بہت بڑی فضیلت ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی زیارت اور ملائکہ

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۱۴ بسند خود اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: زمین و آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیارتِ امامؑ کا سوال نہ کرتا ہو، پس ملائکہ کا ایک گروہ زیارت کے لیے آرہا ہے تو

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا جارہا ہے۔

②...... داؤد رقی سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے ملائکہ سے زیادہ کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی۔ ہر زمانے میں ستر ستر ہزار ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ پہلے کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ پھر طلوع فجر کے وقت مدینہ آتے ہیں اور حضرت رسولؐ خدا کو سلام کرتے ہیں۔ پھر نجف اشرف جناب امیر علیہ السلام کو سلام کرتے ہیں۔ بعد ازیں کربلا تشریف لاتے ہیں اور امامؑ کو سلامی دیتے ہیں۔ پھر طلوع آفتاب سے قبل واپس آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ پھر طلوع آفتاب کے وقت ستر ہزار اور ملائکہ آسمان سے زمین پر آتے ہیں۔ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ پھر مدینہ پیغمبرؐ کو سلام کرتے ہیں پھر نجف اشرف جناب امیر علیہ السلام کو سلام کرتے ہیں پھر وہاں سے کربلا آتے ہیں اور امام حسینؑ کو سلامی دیتے ہیں۔ غروب آفتاب سے قبل واپس آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔

③...... اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: آسمان اور قبر حسینؑ کے درمیان ملائکہ کا ہر وقت آنا اور جانا ایک سلسلہ ہے جو کبھی رُکتا نہیں۔

④...... عبداللہ بن سنان سے روایت ہے، یہ روایت زیارت انبیاءؑ کے باب میں گزر چکی ہے۔

⑤...... اسحاق بن عمار نے کہا: میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں اے فرزندِ رسولؐ! میں حیرہ میں تھا، شبِ عرفہ تھی۔ میں نے خوبصورت لوگوں کو دیکھا، ان کے جسموں سے خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ ان کا لباس بہت زیادہ سفید تھا۔ یہ لوگ ساری رات نماز پڑھتے رہے، ان کی تعداد تین ہزار یا چار ہزار کے قریب تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ قبر امام حسینؑ کے قریب جاؤں اور دعا مانگوں لیکن

Presented by Ziaraat.Com

اس جمع کثیر کی وجہ سے میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکا۔ جونہی صبح ہوئی، میں نے سجدہ کیا، جونہی سر اُٹھایا تو ان لوگوں میں سے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: تو جانتا ہے یہ کون لوگ تھے؟ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں میں نہیں جانتا۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے میرے والد نے خبر دی ہے ان کو، ان کے والد نے خبر دی، انھوں نے فرمایا: جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے تو اس دن چار ہزار ملائکہ کربلا آئے تو اس وقت آپؑ شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ واپس آسمان کی طرف چلے گئے۔ جب وہاں آسمان پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں وحی ہوئی: تم میرے حبیب کے فرزند کی نصرت کے لیے گئے تھے، جب تم گئے تو وہ شہید ہو چکے تھے، انھیں ظلم و جبر، قہر و غلبہ سے شہید کر دیا گیا۔ پس زمین پر واپس چلے جاؤ اور اپنے سر میں خاک ڈال کر اس کی قبر پر قیامت تک روتے رہو۔ پس وہ ملائکہ قیامت تک وہاں رہیں گے اور گریہ کرتے رہیں گے۔

⑥...... اسحاق بن عمار سے روایت ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں ایک دفعہ شب عرفہ میں کربلا میں تھا۔ وہاں میں نے نماز پڑھی۔ وہاں میں نے پنجاہ ہزار آدمیوں کو دیکھا جو بہت زیادہ خوبصورت تھے۔ نیک معلوم ہوتے تھے، خوشبو ان کے اجسام سے پھوٹ رہی تھی۔ وہ نماز شب میں مصروف تھے۔ جونہی سر اُٹھایا ان میں سے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ آپؑ نے فرمایا: پنجاہ ہزار ملائکہ امامؑ کی نصرت کے لیے کربلا آئے تھے، جب وہ پہنچے تو امام شہید ہو چکے تھے تو واپس آسمان کی طرف چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں وحی کی میرے حبیب کا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ تم اس کی مدد نہیں کر سکے، واپس زمین پر جاؤ اور غبار آلود صورت بنا کر ان کی قبر پر ہمیشہ کے لیے رہ جاؤ۔ اب تمھیں قیامت تک وہیں رہنا ہے۔

ملائکہ اور زوار امام علیہ السلام

①...... کامل الزیارات، ص ۱۱۹، ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ امام

Presented by Ziaraat.Com

جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

چار ہزار ملائکہ کھلے بال اور بالوں میں گرد وغبار ڈال کر روضہ امام حسینؑ پر گریہ کرتے ہیں اور یہ اس طرح قیامت تک کرتے رہیں گے۔ ان کا ایک امیر ہے جس کا نام منصور ہے۔ جب کوئی زائر امامؑ کی زیارت کے لیے آتا ہے تو وہ اس کا استقبال کرتا ہے۔ جب واپس جاتا ہے تو الوداع کرتا ہے۔ اگر زائر مریض ہوجائے تو اس کی عیادت کرتا ہے۔ اگر فوت ہوجائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

②..... ابوبصیرؓ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ روضۂ حسینی پر موکل فرمائے ہیں: وہ ہر وقت ہر ساعت آپ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ ہر زائر کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنی دعا میں کہتے ہیں: اے پروردگار! یہ سب امام حسینؑ کے زائرین ہیں۔ ان کی حاجات اس طرح پوری فرما جس طرح انھوں نے تیرے ولی کے حضور حاضری دی ہے۔

③..... معاویہ بن وہب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے امام حسینؑ کی زیارت کو ترک نہ کیا کرو۔ کیا تمھیں یہ امر پسند نہیں ہے کہ ملائکہ تیرے لیے دعا کریں۔

④..... ابوبصیرؓ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ روضۂ حسینی پر مقرر فرمائے ہیں جو اس دن آپؑ کی قبر پر آئے تھے جس دن آپؑ شہید کیے گئے تھے۔ وہ پریشان بال اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو زیارت کی غرض سے روضۂ حسینی پر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے ہیں۔ یہ لوگ تیرے ولی حسینؑ کے زائرین ہیں ان کی حاجات پوری فرما۔ وہ تا قیام قائمؑ روضۂ حسینی پر رہیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

دعا پیغمبرؐ و فاطمہ زہراءؑ و علیؑ و آئمہ طاہرینؑ اور زائرین حسینیؑ

①...... کامل الزیارات، ص ۱۱۶ پر معاویہ بن وھب سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے معاویہ! زیارت امام حسینؑ کو ترک نہ کیا کرو، جس نے آپؑ کی زیارت کو ترک کیا تو اُسے حسرت واندوہ کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ پھر تم تمنا کرو۔ اے کاش امامؑ کی قبر اس کے قریب ہوتی۔ کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ رسولؐ خدا، امام علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور تمام آئمہؑ اس وقت تمہارے لیے دعا کرتے ہیں جب تم امامؑ کی زیارت کے لیے آتے ہو۔

②...... اسی مذکورہ کتاب کے ص ۱۷۱ پر معاویہ بن وھب سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے معاویہ! امامؑ کی زیارت کو شامیوں کے خوف سے ترک نہ کر، جس قدر کوئی امامؑ کی زیارت کو ترک کرے گا اس قدر حسرت و یاس کو پائے گا اور کہے گا: اے کاش! روضۂ حسینیؑ قریب ہوتا اور وہ زیارت کرتا۔ کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ تمھیں ان لوگوں میں دیکھے جن کے حق میں رسولؐ اللہ و امام علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور آئمہ طاہرینؑ دعا کرتے ہیں کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں ہے تو زیارت کرکے واپس لوٹے اور تیرے تمام سابقہ گناہ مٹ جائیں اور ستر سال کے گناہ معاف ہو جائیں؟

کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تو اس دنیا سے اُٹھے اور تیرا کوئی گناہ تیرے دامن پر باقی نہ ہو؟ کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں ہے جب قیامت کا دن ہو تو رسولؐ اللہ تم سے مصافحہ فرمائیں۔

امام صادق علیہ السلام اور زوار امام حسین علیہ السلام

①...... کافی، ج ۴، ص ۵۸۶، حدیث ۱۱ و کامل الزیارات، ص ۱۱۶ و مثل

Presented by Ziaraat.Com

الحسین مقرم، ص ۱۱۲، معاویہ بن وھب سے روایت ہے۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی، آپؑ نے فرمایا: آجاؤ۔ جب میں آپ کی بارگاہ میں داخل ہوا تو آپ نماز میں مصروف تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے آپ کی مناجات سنی، آپ فرما رہے تھے: اے وہ ذات! جس نے ہمیں اپنی کرامت عطا کی اور ہمیں اپنی وصایت سے خاص کیا اور ہم سے شفاعت کا وعدہ فرمایا اور اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ تو نے لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف مائل کیا، ہمیں بھی معاف فرما۔ ہمارے برادران کو بھی معاف فرما۔

اے پروردگار! وہ زائرین روضۂ حسینیؑ جو اپنے اموال زیارت کے لیے خرچ کرتے ہیں اور ہمارے لیے سفر کرتے ہیں اور ہم سے نیکی کرنے کو محبوب رکھتے ہیں اور وہ اس صلہ و ستائش کی اُمید کرتے ہیں جو تیرے نزدیک ہمارے لیے مقرر ہے۔ وہ سرور و خوش حالی جو تو نے اپنے نبیؐ پر نازل فرمائی تو نے اس پر اور اُس کی آل پر درود بھیجا ہے۔ اس پیغمبر اکرمؐ کی وجہ سے ہمارے امر کو مقام قبولیت عطا فرمایا اور ہمارے دشمنوں پر تو نے اپنا غضب نازل فرمایا۔ یہ زائرین تیری رضا کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

اے پروردگار! ہماری طرف سے انھیں اس زیارت کے عوض جنت عطا فرما، شب و روز ان کی محافظت فرما، ان کی اولاد کو ان کا بہترین جانشین بنا اور ان کے دلوں میں بھی ہماری محبت ڈال اور انھیں ان کا ناصر و مددگار بنا، ہر ظالم کے شر سے انھیں محفوظ فرما، ہر شیطان چاہے وہ کمزور ہو یا طاقت ور جن ہو یا انس اس سے ان کی محافظت فرما۔ انھیں وہ عطا فرما جو وہ آرزو رکھتے ہیں بلکہ اس سے بھی بہتر عطا فرما۔ جب مسافرت سے وطن لوٹیں تو ان کی تمام آرزوؤں کو بر لا۔ یہ لوگ اپنے اہل و عیال پر ہمیں ترجیح دیتے ہیں۔

اے خداوندا! ان کے دشمن ان کے ہمارے پاس آنے کو عیب خیال کرتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

لیکن یہ زائرین ان کے اس عمل کی پروا نہیں کرتے، اور ہمارے مخالفین کی مخالفت کرتے ہیں اور ہماری طرف چلے آتے ہیں۔

اے خداوندا! زمانہ ان کا مخالف ہے، ان پر رحم فرما۔ اس وقت ان پر رحم فرما، جب وہ امام حسینؑ کی زیارت کی طرف متوجہ ہوں۔ ان آنکھوں پر رحم فرما جو ہمارے لیے دلسوزی سے آنسو بہاتی ہیں اور ان قلوب پر رحم فرما جو ہمارے غموں میں آہ و زاری کرتے ہیں۔ ان فریادیوں پر رحم کر جو حسین حسینؑ کرتے ہیں۔

اے خداوندا! میری طرف سے تیرے پاس اس دن کے لیے امانت ہیں جس دن پیاس کا غلبہ ہوگا تاکہ میں حوضِ کوثر پر ان کا حق انھیں ادا کرسکوں۔ دعا ختم ہوئی آپ نے اپنا سر مبارک سجدہ سے اُٹھایا۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں ایسی دعا ہم جیسے لوگوں کے لیے اور جن لوگوں کے حق میں ایسی دعا ہو جائے انھیں جہنم کی آگ کیسے جلا سکتی ہے۔

قسم بخدا! کاش یہ (استحبابی) حج نہ کیا ہوتا اور زیارت امام حسینؑ کے لیے کربلا چلا گیا ہوتا۔ آپؑ نے فرمایا: تمہارا یہ خیال ٹھیک ہے وہ کون سی چیز مانع ہے جس کی وجہ سے زیارت امامؑ سے محروم ہو۔

آپؑ نے فرمایا: اے معاویہ! زیارت کو ترک نہ کیا کرو۔ میں نے عرض کیا: مولا! میں ان انعامات سے ناواقف تھا۔ آپؑ نے فرمایا: معاویہ! تم کیا سمجھتے ہو زائرین امامؑ کے حق میں صرف اہلِ زمین دعا کرتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ اہلِ آسمان دعا کرتے ہیں۔

(۲)...... کامل الزیارات، ص ۱۱۷ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:
اے معاویہ! خوف کی وجہ سے زیارت امام حسینؑ ترک نہ کیا کر، جو اس کارِ خیر کو ترک کرے گا وہ حسرت کرے گا۔ اے کاش! قبرِ حسینیؑ اس کے قریب ہوتی۔ کیا تو اس بات

Presented by Ziaraat.Com

کو پسند نہیں کرتا کہ تیرے حق میں رسولؐ اللہ، امام علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور آئمہ اہلبیتؑ دعا کریں؟

کیا تو اس بات کو دوست نہیں رکھتا جب تو زیارت سے فارغ ہو کر واپسی کا قصد کرے تیرے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں؟ کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا تو زیارت کرے جب اس دنیا سے جائے تو کوئی گناہ تمہارے ذمہ باقی نہ ہو۔ کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا روزِ قیامت رسولؐ اللہ تمہارے ساتھ مصافحہ کریں۔

ثوابِ نمازِ ملائکہ مال زائرین

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۲۱، عنہ سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے حضرت امام حسینؑ کی قبر مبارک پر ستر ہزار ملائکہ مقرر فرمائے ہیں۔ وہ وہاں خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر فرشتے کی ایک نماز آدمیوں کی ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ ان تمام نمازوں کا ثواب امام حسینؑ کے زائرین کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ امامؑ کے قاتلوں پر اللہ تعالیٰ اس کے ملائکہ اور تمام مخلوق کی لعنت ہے۔ جب تک دہر باقی ہے ان پر لعنت ہمیشہ باقی رہے گی۔

(۲)...... بکر بن محمد ازدی سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے، اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کی قبر مبارک پر ستر ہزار ملائکہ کو مقرر فرمایا ہے۔ وہ وہاں پریشان حال، غبار آلودہ صورت میں آپؑ پر گریہ کرتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ ان کا یہ سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا۔ ان کی ایک نماز انسانوں کی ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ ان ملائکہ کی ان تمام نمازوں کا ثواب زائرین امامؑ کو ملتا ہے۔

امام حسینؑ کی زیارت کا لزوم

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۲۱ میں محمد بن مسلمؒ نے امام محمد باقر علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں کو حکم دو۔ وہ حضرت امام حسینؑ کے روضہ کی زیارت کو جائیں۔ جس نے امام حسینؑ کی امامت کا اقرار کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیارت واجب ہے۔

② ..... وشاء سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا، ہر زمانے کے امامؑ کی طرف سے ان کے دوستوں پر واجب ہے، ان کے ساتھ کیا ہوا عہد پورا کریں، وہ ان کی قبور کی زیارت کریں، جو لوگ رضا و رغبت کے ساتھ ان کی تصدیق کریں گے اور ان کی قبور کی زیارت کریں گے، ان کے آئمہ روز قیامت ان کے لیے شفاعت کریں گے۔

③ ..... اُم سعید احمسیہ سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے اُم سعید! امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرتی رہتی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ ان کی زیارت ہر مرد و زن پر واجب ہے۔

④ ..... جناب ابو جعفر علیہ السلام کے غلام عبدالرحمن بن کثیر سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی زندگی کے ہر سال حج کرے اور امام حسینؑ کی زیارت کے لیے نہ جائے تو اُس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کا حق ادا نہیں کیا، کیونکہ امام حسینؑ کا حق خدا کی طرف سے ہر مسلمان پر واجب ہے۔

ثواب زیارت خود یا نیابت

① ..... کامل الزیارات، ص۱۲۷، محمد بصری نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، انھوں نے اپنے ایک دوست سے فرمایا: جس نے آپؑ سے زیارت کے بارے میں سوال کیا تھا، آپؑ نے اُس سے پوچھا تو کس کی زیارت کرنا چاہتا ہے اور اس زیارت سے کیا ارادہ رکھتا ہے؟ اس نے کہا: خداوند تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی کے لیے اس کے اس دنیا سے جانے کے بعد ایک نماز واجب پڑھتا ہے اور اس سے رضائے خدا چاہتا ہے۔ وہ قیامت کے روز اپنے خدا سے ملاقات کرے گا۔ اس وقت اس کے اردگرد ایسے نور کا ہالہ نمو ہوگا جو ہر چیز کو ڈھانپ دے گا۔ خداوند تعالیٰ زوار کا اکرام کرتا ہے اور اُسے آتشِ جہنم سے بچائے گا۔ زائر کی عاقبت اُسے حوضِ کوثر پر لے آئے گی۔ جناب امیر المومنینؑ حوضِ کوثر پر تشریف فرما ہوں گے۔ اس سے مصافحہ فرمائیں گے اور پانی سے سیراب فرمائیں گے۔ ابھی صالحین آرہے ہوں گے۔ یہ زائر حسینؑ سیراب ہو چکا ہوگا۔ سب سے پہلے جنت میں اپنے مقام کی طرف روانہ ہوگا۔ جناب امیر المومنینؑ کی طرف سے ایک فرشتہ اس کے ساتھ چلے گا۔ جب پل صراط پر آئے گا تو فرشتہ پل سے کہے گا: زائر کے احترام میں رام ہو جا۔ آتشِ جہنم سے کہے گا: تیری حرارت اس زائر تک نہ آئے۔

(۲)...... ص ۲۲۳ ہشام بن سالم سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک لمبی حدیث بیان فرمائی۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کیا آپؑ کے والد ماجد کی زیارت کرنی چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، ان کی قبر کے قریب نماز پڑھے قبر کو سامنے رکھ کر قبر کے آگے کھڑے ہو کر نماز نفل پڑھنی چاہیے۔ اس نے عرض کیا: اس زیارت کی مزدوری کیا ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: جنت اگر وہ ہمیں تمیں جانے۔ اس نے کہا: اگر کوئی بے پروائی اختیار کرتے ہوئے زیارت نہ کرے تو پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: قیامت کے دن کفِ افسوس ملے گا۔ اس نے عرض کیا: اگر خود نہ جا سکے اپنا نائب مقرر کرے۔ آپؑ نے فرمایا: ایک روز کا عوض ہزار ماہ کی عبادت ہوگی۔

اس نے کہا: اگر کوئی سفرِ زیارت پر جائے جب وہ قبر مبارک کے پاس جائے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو پھر اجر کیا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: ایک درہم کے عوض ہزار درہم

Presented by Ziaraat.Com

کا ثواب عطا ہوگا۔ اس نے کہا: اگر زائر دورانِ سفر مر جائے تو اس کی مزدوری کیا ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: ملائکہ اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں۔ اس کا کفن اور حنوط جنت سے آتا ہے، اس پر نماز جنازہ بھی پڑھتے ہیں۔ اس دنیاوی کفن کے اُوپر وہ کفن پہناتے ہیں اور اس کے نیچے ریحان کی تہ بچھاتے ہیں۔ اس کی قبر کو ہر طرف تین تین میل کی وسعت دیتے ہیں۔ اس کی قبر کا دروازہ جنت کی طرف کھول دیتے ہیں تو روح و ریحان جنت اس کی قبر میں داخل ہو جاتی ہے۔ روزِ قیامت تک وہ محفوظ رہتا رہے گا۔

اس نے کہا: اگر کوئی ان کی قبر کے بالکل قریب نماز پڑھے تو اس کی مزدوری کیا ہے؟

امامؑ: جب وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال بھی کرے گا وہ پورا ہوگا۔

سائل: اگر کوئی شخص آبِ فرات سے غسل کرے، پھر آپ کی زیارت کو جائے تو اس کی کیا مزدوری ہوگی؟

امامؑ: جب وہ ایسا کرے گا تو ایسے ہے جیسے ابھی ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہے، اس کے گناہ دُھل جائیں گے۔

سائل: اگر بیماری کی وجہ سے خود نہ جاسکے کسی اور کو بھیجے؟

امامؑ: خداوند تعالیٰ اُسے ہر درہم کے عوض اُحد پہاڑ کے برابر حسنات عطا فرمائے گا۔ اس کے علاوہ جو کچھ اس نے خرچ کیا ہے، اس کے عوض وہ مصائب جو اس کی تقدیر میں تھے، ختم کر دیے جاتے ہیں اور اس کا باقی مال محفوظ ہو جاتا ہے۔

سائل: اگر زائر راستے میں بادشاہ کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے، اس پر ظلم و ستم کیا جائے، پھر قتل کر دیا جائے تو اس کی مزدوری کیا ہوگی؟

امامؑ: جونہی اس کا پہلا قطرۂ خون زمین پر گرے گا۔ اس کے تمام گناہ معاف

Presented by Ziaraat.Com

ہو جائیں گے۔ ملائکہ اس کی اس طینت کو غسل دیتے ہیں جس سے اس کی تخلیق ہوئی تھی۔ اُسے ہر قسم کے نقص سے خالص کر دیتے ہیں۔ جیسے انبیاءؑ کی طینت خالص ہے۔ اس کے دل کو دھوتے ہیں، اس کے سینے کو کھولتے ہیں اور ایمان سے بھر دیتے ہیں۔ وہ ہر قسم کی کثافت سے جب پاک ہو جاتا ہے تو خدا سے ملاقات کرتا ہے اور یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے، روز قیامت اپنے اہلِ بیتؑ کے ساتھ ساتھ اپنے برادرانِ ایمانی میں سے ایک ہزار نفر کی شفاعت کرے تا کہ اُس کی شفاعت سے وہ سب جنت میں داخل ہوں۔ ملائکہ اور جبرئیل امینؑ اور ملک الموت اس پر نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں، اس کا کفن اور حنوط جنت سے آتا ہے۔ اس کی قبر کو ہر طرف سے وسیع کر دیا جاتا ہے۔ اس کی قبر میں چراغاں کیا جاتا ہے اور بہشت کا دروازہ اس پر کھول دیا جاتا ہے۔ ملائکہ بہشت سے چل کر اس کے پاس آتے ہیں۔ چودہ دن کے بعد اُسے حظیرہ قدس کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ وہاں خداوند تعالیٰ کے مقرب بندوں کے ساتھ رہے گا۔ جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو یہ اپنی قبر سے میدانِ محشر میں آئے گا۔ یہ وہ پہلا شخص ہوگا جس کے ساتھ رسولؐ خدا، حضرت امیر المومنینؑ اور اوصیاءؑ اُس سے مصافحہ کریں گے اور اُسے بشارت دیں گے اور کہیں گے آؤ ہمارے ساتھ، ہم تجھے حوضِ کوثر پر لے چلیں۔ یہ زائر وہاں آبِ کوثر پیے گا اور اپنے دوستوں کو اپنے ہاتھ سے پلائے گا۔

سائل: اگر زائر دورانِ سفر قید کر دیا جائے تو اس کی مزدوری کیا ہوگی؟

امامؑ: اس کے قید ہونے کے ہر روز کے عوض روزِ قیامت انعامات ہیں۔ اگر دورانِ قید ہونے اس پر مظالم ڈھائے جائیں تو ہر ضرب کے عوض اُسے حور ملے گی۔ جو درد و تکالیف اس کے جسم میں پیدا ہوں گی اس کے عوض ہزار ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی اور ہزار ہزار گناہ معاف ہوں گے۔ ہزار ہزار درجات بلند

Presented by Ziaraat.Com

ہوں گے۔ وہ رسولؐ اللہ کی صحبت میں رہے گا، حتیٰ کہ لوگ حساب کتاب سے فارغ ہوں گے۔ ملائکہ عرش اس سے مصافحہ کریں گے اور کہیں گے، جو کچھ مانگنا ہے مانگو۔ پھر اس پر ظلم کرنے والے کو حاضر کیا جائے گا۔ اُس سے کوئی سوال ہوگا اور نہ اس کا حساب کتاب ہوگا۔ اُسے ایک فرشتے کے حوالے کیا جائے گا۔ وہ اس کے ہاتھ پاؤں کو باندھے گا۔ اُسے کھولتا ہوا پانی جو خون اور پیپ کی آمیزش ہوگا، پلایا جائے گا اور جہنم کے قید خانہ میں بند کر دیا جائے گا۔ اُسے کہا جائے گا اپنے کیے کا مزہ چکھو تو نے خدا اور اُس کے رسولؐ کے زائر پر مظالم ڈھائے تھے۔ پھر اس زائر کو اس کے عذاب کے مناظر دکھائے جائیں گے اور اُسے کہا جائے گا اپنے ظالم کو دیکھو، اب اس کا کیا حال ہے۔ اب تمہارے سینے میں سکون اور اطمینان پیدا ہوگا کہ اب تیرا انتقام لیا جا رہا ہے۔ پس زائر اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور اُس کے فرزند اور میرے دشمن سے انتقام لے لیا ہے۔

۳......ص ۱۲۵، عبداللہ بن بکیر سے روایت ہے یہ حدیث طولانی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن بکیر! خداوند تعالیٰ نے زمین کے چھ ٹکڑوں کو چن لیا ہے:

۱ بیت اللہ ۲ حرم ۳ مقابر پیغمبران علیہم السلام ۴ مقابر اوصیاء علیہم السلام ۵ مقابر و مقامات جہاں شہداء شہید ہوئے ۶ مساجد جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔

اے ابن بکیر! تو جانتا ہے حضرت امام حسینؑ کی زیارت کا کیا اجر ہے؟ جس اجر سے لوگ ناواقف ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو آپ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ ندا بلند کرتا ہے۔ کوئی ہے طالب خیر جو یہاں آئے تا کہ اللہ تعالیٰ اُسے خیر کثیر عطا فرمائے اور ہر قسم کی پشیمانی دُور کر دے۔ اس آواز کو اہل شرق و غرب سب سنتے ہیں سوائے

Presented by Ziaraat.Com

انس و جن کے، زمین میں جتنے ملائکہ ہیں سب اس آواز کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ جب کوئی بندہ اس امر کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اس کے قریب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور خداوند تعالٰی سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ اس پر راضی ہو جائے۔ فضاؤں میں جتنے ملائکہ ہیں وہ بھی اس آواز کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اللہ کی تقدیس بیان کرتے ہیں۔ جب ان کی آوازوں میں شدت پیدا ہوتی ہے تو قریب کے آسمان سے فرشتے ان کی تقدیس کے جواب میں اللہ کی تقدیس کرتے ہیں۔ پھر ان سب کی آواز ساتویں آسمان پر پہنچتی ہے جس کو تمام پیغمبر سنتے ہیں۔ تمام انبیاء حضرت امام حسینؑ پر اور ان کے زائرین پر درود بھیجتے ہیں۔

زائر خائف کا ثواب

①...... کامل الزیارات، ص ۱۲۵، بسند خود زرارہؓ سے روایت ہے، جب امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا: آپؑ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرمائیں گے جو آپ کے جد کی زیارت حالتِ خوف میں کرے۔ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن ہر خوف سے محفوظ ہوگا۔ ملائکہ اس سے ملاقات کریں گے اور بشارت دیں گے آج کے دن تیرے پاس کوئی خوف نہیں آئے گا۔ آج تو آزاد ہے۔

②...... ابن بکیر نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی، میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: میں ارجان نامی شہر میں تھا۔ میں نے چاہا آپ کے جد کی زیارت کروں۔ جونہی میں شہر سے نکلا تو خوف دامن گیر ہو گیا۔ کہیں حکومتی عتاب میں نہ آ جاؤں۔ میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالٰی کو ہمارے معاملے میں آپ کا یہ معاملہ پسند نہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے جب کوئی آدمی ہمارے لیے خوف زدہ ہوتا ہے تو اللہ اس پر اپنے عرش کا سایہ کرتا ہے۔ ایسا آدمی عرش کے سایہ کے نیچے امام حسینؑ کی صحبت میں ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

خداوند تعالیٰ بروزِ قیامت اسے ہر قسم کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔ لوگ خوف زدہ ہوں گے۔ یہ شخص امن میں ہوگا۔ اگر پریشان ہوگا تو ملائکہ اُسے بشارت دیں گے تو اس کا دل مضبوط ہو جائے گا۔

③...... معاویہ بن وھب سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے معاویہ امام حسینؑ کی زیارت خوف کی وجہ سے ترک نہ کر۔ (جو تفصیلاً پچھلے صفحات میں موجود ہے۔)

④...... یونس بن ظبیان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی وہ کہتے ہیں میں امامؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: قربان جاؤں آپ امام حسینؑ کی اس زیارت کے بارے میں کیا فرمائیں جو تقیہ کی صورت میں کی جائے۔ آپؑ نے فرمایا: دریائے فرات میں غسل کرو، لباس پاک زیب تن کرو پھر قبر کے پہلو میں جاؤ اور کہو: صلی اللّٰہ علیک یا ابا عبداللّٰہ، صلی اللّٰہ علیک یاابا عبداللّٰہ صلی اللّٰہ علیک یاابا عبداللّٰہ۔ اب اس صورت میں تمہاری زیارت مکمل ہے اس میں کوئی نقص نہیں۔

⑤...... محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: کیا تم امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں لیکن خوف کی حالت میں۔ آپؑ نے فرمایا: جتنا خوف زیادہ ہوگا اتنا ثواب زیادہ ہوگا۔ جو شخص خوف میں زیارت کرتا ہے وہ شخص قیامت کے روز امن میں ہوگا۔ جس روز تمام لوگ خوف زدہ ہوں گے، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، ملائکہ اس پر سلام کرتے ہیں۔ پیغمبرؐ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعا فرماتے ہیں...... الخ۔

امام حسینؑ کی زیارت کے لیے مال خرچ کرنے کا ثواب

①...... کامل الزیارات، ص ۱۲۷، ابان سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ

Presented by Ziaraat.Com

السلام نے فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کرے تو اس کا رسول اللہ اور ہمارے سے تعلق ہو جاتا ہے۔ اس کی غیبت کرنا حرام ہے، اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ خداوند تعالیٰ ایسے انسان کو قیامت کے روز ہر درہم کے عوض دس ہزار شہر عطا فرمائے گا اور اس کی تمام حوائج کو پورا فرمائے گا۔ جن کا تعلق دنیا سے ہے۔ اپنے پیچھے جو اولاد اور اموال چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وطن واپسی تک محافظت فرماتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ کبھی تو بہت جلدی عطا فرماتا ہے اور کبھی مصالح کی بنا پر موخر فرما دیتا ہے۔

(۲)...... حلبی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی روایت نقل کی ہے جو طولانی ہے۔ وہ کہتا ہے: میں امامؑ کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کیا: آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرمائیں گے: قدرت بھی رکھتا ہے، پھر بھی امام حسینؑ کی زیارت کے لیے نہیں جاتا؟ آپؑ نے فرمایا: ایسا انسان، خدا کے رسولؐ کا بھی نافرمان ہے اور ہمارا بھی، جو کچھ اس کے پاس ہے اس کے مقابلے میں زیارت امامؑ کو کم تر خیال کرتا ہے۔ جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی پیٹھ پیچھے اس کی گھریلو حوائج پوری فرماتا ہے۔ اس کے دنیاوی معاملات کی کفالت فرماتا ہے۔ تمام اطراف سے اس کے پاس رزق پہنچتا ہے۔ جو کچھ خرچ کرتا ہے اُسے عبادت میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ جب وہ واپس وطن جاتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

اگر وہ دوران سفر مر جائے تو ملائکہ اس کو غسل دیتے ہیں، ملائکہ اس پر بہشت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اس پر بہشت کی راحتیں داخل ہوتی ہیں۔ وہ قیامت تک ان سے استفادہ کرتا رہے گا۔ اس کے ہر درہم کے عوض دس ہزار درہم ذخیرہ کر دیے جاتے ہیں۔ جب وہ محشور ہوگا تو اُسے کہا جائے گا تمہارے ہر درہم کے عوض دس ہزار

Presented by Ziaraat.Com

درہم ذخیرہ ہیں۔ خداوند تیرا ناصر ہے اُس نے اپنے پاس تیرے لیے یہ اموال ذخیرہ کیے ہیں۔

④...... ابنِ سنان سے روایت ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں آپ کے والد ماجد نے فرمایا: ہر وہ شخص جو حج کے لیے ایک درہم خرچ کرے اُسے اس دنیا میں ایک کے عوض ہزار درہم ملے گا (آخرت کا ثواب اور ہے)۔ اگر کوئی آپ کے جدِ امجد کی زیارت کے لیے خرچ کرے اس کا کتنا ثواب ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اے ابنِ سنان! ایک درہم کے بدلے ایک لاکھ درہم۔ مزید برآں لاکھ درجات بلند ہوں گے۔ اس کے لیے سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اس نے خدا کو اور اُس کے رسول کو خوش کیا ہے، اس کے علاوہ حضرت محمدؐ اور حضرت امام علیؑ اس کے لیے جو دُعا فرماتے ہیں وہ سب سے بڑا انعام ہے۔

زیارت امام حسینؑ کا سوار ہو کر یا پیدل چلنے کا ثواب

①...... کامل الزیارات، ص ۱۳۲ بسند خود حسین بن ثویر ابو فاختہ روایت کرتے ہیں، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے حسین! جب کوئی آدمی امام حسینؑ کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے اپنے گھر سے پاپیادہ روانہ ہوتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کے ہر قدم کے عوض ایک حسنہ عطا کرتا ہے، ایک گناہ معاف کرتا ہے۔ جب وہ حرم مطہر میں داخل ہوتا ہے تو اس کا نام برگزیدہ مصلحین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ جب وہ غسلِ زیارت کرتا ہے اور زیارتِ قبر مبارک کرتا ہے اور نمازِ زیارت پڑھتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کا نام رُستگاروں کی فہرست میں لکھ دیتا ہے۔ جب وہ اپنے وطن کا رُخ کرتا ہے تو ایک فرشتہ اُس کے پاس آتا ہے اور اُسے کہتا ہے: رسولؐ اللہ نے تمھاری طرف اپنے سلام بھیجے ہیں اور فرمارہے ہیں تمھارے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں اب ایک نئی زندگی کا آغاز کرو۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲)......بشیر دھان نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جب کوئی آدمی امام حسینؑ کی قبر مبارک کا رُخ کرتا ہے اور اپنے اہل وعیال سے دُور ہوتا ہے۔ جونہی پہلا قدم اٹھاتا ہے اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ پھر زندگی بھر جو وہ قدم اُٹھاتا رہتا ہے اور دوسرا رکھتا ہے تو پاکیزگی میں شمار ہوتا ہے۔ جب وہ قبر میں آتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اُسے خطاب فرماتا ہے۔ اے میرے بندے! مجھ سے سوال کرتا کہ میں عطا کروں، اپنی حاجت بیان کرتا کہ میں پوری کروں۔ آپؑ نے فرمایا: زائر کے تمام اخراجات کی ادائگی خدا پر واجب ہے۔

(۳)......حرث بن مغیرہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام حسینؑ کی قبر مبارک پر ملائکہ مقرر ہیں۔ جب کوئی آدمی زیارت امامؑ کا قصد کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ انھیں ملائکہ کے حوالے کر دیے جاتے ہیں۔ جب وہ ایک قدم اٹھاتا ہے تو اس کا ایک گناہ نابود کر دیتے ہیں۔ جب دوسرا قدم اٹھاتا ہے تو اس کی نیکیوں کو دگنا کر دیتے ہیں۔ اس طرح اس کی نیکیاں تیزی کے ساتھ بڑھتی رہتی ہیں۔ آخر میں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ پھر ملائکہ اس کے اردگرد آجاتے ہیں اور اس کی تقدیس بیان کرتے ہیں اور آسمان کے ملائکہ کو ندا کرتے ہیں کہ وہ بھی زوار کی تقدیس کریں۔ پس جب وہ غسل کرتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ندا دیتے ہیں۔ اے عبد خدا تمھیں جنت کی بشارت ہو تم میرے دوستوں کے ساتھ رہو گے۔ پھر جناب امیرالمومنینؑ آواز بلند کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: میں تمہاری حوائج برادری کی ضمانت دیتا ہوں۔ دنیا و آخرت میں ہر مصیبت سے حفاظت کی ضمانت لیتا ہوں۔ پھر پیغمبر گرامی اور ان کی آل اطہار اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے۔

(۴)......ابوصامت سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

جب کوئی آدمی زیارتِ قبرِ امام حسینؑ کے لیے پیدل روانہ ہوتا ہے تو اُس کے ہر ایک قدم کے عوض ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں، ہزار درجات بلند ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے آبِ فرات سے غسلِ زیارت کرو اور اپنا جوتا اپنے ہاتھوں میں لے لو۔ ننگے پاؤں ایک عبدِ ذلیل کی صورت میں چل کر حرم کی طرف آؤ۔ حرم میں داخل ہوتے وقت چار مرتبہ اللہ اکبر زبان پر جاری کرو۔ پھر چند قدم چل کر پھر چار مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ پھر آپؑ کے سرِ مبارک کے نزدیک جاؤ اور چونتیس بار تکبیر کہو اور چار رکعت نماز پڑھو۔ پھر خداوند تعالیٰ سے جو چاہو مانگو۔

حاملِ صبر و رضا پیکرِ خلوص و وفا
یہ وہ صفات ہیں عنوان حسینؑ جن کا ہُوا
ہیں لاکھ گرچہ زمانے میں مردِ حق مومن
کسی کا نام نہیں ہے بنائے لا اللہ!

⑤...... عبداللہ بن ہلال کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: مولا قربان جاؤں، امام حسینؑ کی قبرِ مبارک کی زیارت کا کم سے کم اجر کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کم از کم زائر کا اجر یہ ہے جب وہ اپنے گھر سے زیارت کی غرض سے نکلتا ہے، خداوند تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے اہل و عیال کو اپنی نگرانی میں لے لیتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا، خداوند تعالیٰ اس کی محافظت فرمائیں گے۔

⑥...... علی بن میمون صائغ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا: اے علی! امام حسینؑ کی قبرِ مبارک کی زیارت کر اور اس کو ترک مت کر۔ میں نے عرض کیا: اس امر کی مزدوری کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جب وہ پیدل چلے گا تو اُس کے ہر قدم کے عوض ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک گناہ معاف ہوگا اور ایک درجہ بلند ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

جب وہ امام حسینؑ کی قبر مبارک کے نزدیک آئے گا تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جن کو کہہ دیا جاتا ہے۔ اس کے منہ سے جو خوبی خارج ہو، لکھ لو لیکن جو برائی خارج ہو، اس کو نہ لکھو۔ جب وہ سفر سے واپس گھر کی طرف لوٹتا ہے، امام حسینؑ کو وداع کرتا ہے تو اس سے کہہ دیا جاتا ہے اے اللہ کے دوست! تیری مغفرت کے سامان ہو گئے ہیں۔ اب تو حزب اللہ میں داخل ہو گیا ہے، تو رسولؐ اللہ اور ان کی آل کے حلقہ احباب میں آ گیا ہے۔ خدا کی قسم تیری آنکھ کبھی بھی جہنم کو نہیں دیکھے گی اور نہ جہنم تمہیں دیکھے گی۔ تو اس کی غذا نہیں بنے گا۔

(۷)...... عبداللہ بن مسکان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی ہمارا شیعہ امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتا ہے ابھی واپس نہیں ہوتا کہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے ہر قدم کے عوض نیکی لکھی جاتی ہے۔ اگر وہ سوار ہوتا ہے تو اپنے حیوان کو چلانے کے لیے جو ہاتھ بلند کرتا ہے اس کے عوض نیکی لکھی جاتی ہے۔ ایک بُرائی نابود کی جاتی ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

(۸)...... ابوسعید قاضی کی روایت ہے، ایک دفعہ میں شام میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں داخل ہوا، آپ اپنے بالا خانہ میں تھے۔ میں نے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو شخص پیدل امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جائے تو اس کے نامۂ اعمال میں اس کے ہر قدم کے عوض فرزندانِ جناب اسماعیلؑ میں سے ایک فرزند کو آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کشتی کے ذریعے زیارت کے لیے روانہ ہو تو آسمان سے ندا آتی ہے۔ تم گناہوں کی کثافت سے پاک و پاکیزہ ہو گئے ہو۔ اس لیے بہشت تم پر واجب ہو گئی ہے۔

(۹)...... عبداللہ بن نجار سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتے رہتے ہو اور کشتی پر سوار ہوتے ہو۔ میں

Presented by Ziaraat.Com

نے عرض کیا: جی ہاں مولا! کیا تمہیں معلوم ہے جب تمہاری کشتی پہنچی ہے تو ندا آتی ہے: اے بندگان خدا! تم پاک ہو گئے ہو اور بہشت تم پر واجب ہو گئی ہے۔

بارگاہ خداوندی میں مقام زوار

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۳۵، عبداللہ الطحان راوی ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اس دن امام حسینؑ کے زائرین کو انعامات دیئے جائیں گے۔ اہل محشر زائرین کا اکرام اور احترام دیکھیں گے تو اس وقت حسرت کریں گے۔ کاش وہ بھی امامؑ کے زوار ہوتے۔

(۲)...... صالح بن میثم کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، اگر کوئی شخص چاہتا ہے قیامت کے روز اس پر نور کی بارش ہو تو اُسے چاہیے حسین بن علی علیہ السلام کی زیارت کرے۔

(۳)...... مفضل بن عمر سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قسم بخدا! میں یہ دیکھتا ہوں۔ امام حسینؑ کی مبارک قبر پر ملائکہ مومنین کے ساتھ مزاحم ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا وہ دکھائی دیتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں، وہ مومنین کے خادم ہیں۔

قسم بخدا ملائکہ مومنین زائرین کے چہروں پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہیں تاکہ ان کے ہاتھوں میں برکت آجائے۔ خداوند تعالیٰ صبح و شام زائرین حسینیؑ کے لیے بہشت سے کھانے بھیجتا ہے، ملائکہ ان کے خدمت گار ہوتے ہیں۔ جب کوئی زائر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاجت پیش کرتا ہے۔ ان حاجات کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے ہو، فوراً پوری ہوتی ہیں۔ راوی کہتا ہے:

اے مولا! اب میں سمجھا کہ زائر کا مقام کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کچھ اور بیان کروں۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میرے سردار! آپؑ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں

Presented by Ziaraat.Com

ایک نورانی تخت ہے اور اس کے اُوپر زر و جواہر سے مرصّع قبہ ہے جس میں سرخ یاقوت بھی جڑے ہوئے ہیں۔ اسی قبہ کے اندر امام حسینؑ تشریف فرما ہیں۔ اسی قبہ کے اطراف میں نوے ہزار سبز رنگ کے قبے ہیں۔ مومنین ان کے پاس جاتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ ان مومنین سے خطاب کرتے ہیں۔ جو چاہو مانگو۔ مجھے معلوم ہے تم اس دنیا میں ہمیشہ اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں اذیتیں اُٹھاتے رہے ہو۔ آج کا دن آپ کا ہے، اب میری جنت کی تمام نعمات تمہارے لیے ہیں۔ اب بہشت کے مزے لو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب کچھ ان کے اکرام کا ایک حصّہ بھی نہیں ہے۔ ان کے اکرام و احترام کو محدود نہیں کیا جاسکتا۔

(۲)...... ص ۱۴۶، ص ۱۵۱، قاسم بن عبد ربانی سے روایت ہے، امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے بابا سے سنا، انھوں نے اپنے بابا سے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی آدمی امام حسینؑ کی زیارت کے لیے نکلتا ہے تو جتنے دن اس مبارک زیارت کے لیے خرچ ہوتے ہیں وہ اس کی زندگی میں شمار نہیں کیے جاتے (یعنی اس کی زندگی بڑھ جاتی ہے)۔

زوارِ حسینؑ ہمسایہ محمدؐ وآلِ محمدؐ

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۳۷، ابواُسامہ راوی ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو شخص محمدؐ وآلِ محمدؐ کا ہمسایہ بننا چاہتا ہے تو وہ زیارت امام حسینؑ کے لیے سفر کرے۔

(۲)...... ابوبصیر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام یا امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو آدمی چاہتا ہے کہ جنت میں اس کا گھر ہو تو مظلوم کی زیارت کرے۔ میں نے عرض کیا: مظلوم کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: صاحب کربلا

Presented by Ziaraat.Com

حسین بن علی علیہ السلام!

اگر کوئی شخص پیغمبر گرامی، حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ سے محبت کرنا چاہتا ہے تو امام حسینؑ کی زیارت کرے۔ قیامت کے دن اُسے جنت کے دسترخوان کی صدارت عطا کی جائے گی۔ ابھی لوگ حساب و کتاب میں ہوں گے۔

(۲)...... حرث بن مغیرہ نصری سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے امام حسینؑ کی قبر مبارک پر فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ جب کوئی قصد زیارت کرتا ہے اور غسل زیارت کرتا ہے تو اُس وقت حضرت محمد ﷺ اُسے آواز دیتے ہیں: اے زوار خدا! تو جنت میں میرا ساتھی ہوگا...... الخ۔

ہوں گے وہی قریب نبیؐ کے بھی روز حشر
جن پر رہے گی نظر عنایت حسینؑ کی

زائرین سب سے پہلے

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۳۷، عبداللہ بن زرارہ سے روایت ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: بروز قیامت زائرین امامؑ تمام انسانوں پر سبقت رکھتے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: ان کی فضیلت کیا ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: ابھی لوگ حساب کتاب میں مصروف ہوں گے۔ زائرین امامؑ چالیس دن قبل تمام لوگوں سے بہشت میں داخل ہوں گے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۶، حدیث ۳۰)

ثواب زائر عارف

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۳۸، قائد حناط سے روایت ہے، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرے اور وہ آپ کے حقوق کا بھی عارف ہو، خداوند تعالیٰ اُس کے گذشتہ و آئندہ گناہوں کو معاف

Presented by Ziaraat.Com

کر دے گا۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۱، حدیث ۱۱)

(۲)...... ہارون بن خارجہ سے روایت ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا تھا: کچھ لوگ یہ کہہ رہے تھے جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرے تو اُسے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! اگر وہ امام حسینؑ کے حقوق کا عارف ہو تو اُس کے گذشتہ و آئندہ کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۳، حدیث ۱۶)

(۳)...... حسین بن محمد قمی سے روایت ہے، حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا: زائرِ حسینؑ کا کم از کم ثواب یہ ہے کہ اُس کے گذشتہ و آئندہ کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ امامؑ کے حقوق کا عارف ہو۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۲، حدیث ۱۹)

(۴)...... ابن مسکان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: ایسا شخص جو امام حسینؑ کے روضہ کی زیارت کرتا ہے اور آپ کے حق کا بھی عارف ہے، اس کے تمام گناہ گذشتہ اور آئندہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۲، حدیث ۱۱)

(۵)...... ہند حناط نے کہا: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ایسا شخص جو امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور انھیں اپنا امام مانتا ہے اور آپ کے حق کا بھی عارف ہے تو اُس کے تمام گناہ گذشتہ و آئندہ کے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۶)...... قائد حناط سے روایت ہے میں نے بارگاہ امام جعفر صادق علیہ السلام میں عرض کیا: لوگ امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لیے جاتے ہیں یا نوحہ گری کرتے ہیں یا نذر و نیاز کرتے ہیں اس بارے آپ کیا فرمائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا: جو آدمی

Presented by Ziaraat.Com

حق امامؑ مظلوم کا عارف ہو کر زیارت کرے اُس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۲۵، حدیث ۲۱۸)

⑦......قائد نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا، وہ کہتا ہے: میں امامؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، عرض کیا: قربان جاؤں میں دیکھتا ہوں بہت سے لوگ امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو آپ کے حقوق کے عارف ہوتے ہیں اور اکثر لوگ عارف نہیں ہوتے، خواتین بے حجابانہ قبر مبارک پر جمع ہوتی ہیں۔ یہ لوگ اپنی تشہیر کے لیے یہاں آتے ہیں مجھے یہ تشہیر والا کام بالکل پسند نہیں۔ راوی کہتا ہے: میرے آقا نے اپنا سر مبارک جھکایا اور میرے سوال کا جواب نہ دیا۔ کافی دیر بعد آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے عراقی! اگر وہ لوگ اپنی شہرت چاہتے ہیں تو چاہیں تو اپنے آپ کو مشہور نہ کر۔ جب کوئی آدمی امام حسینؑ کے حق کا عارف ہو کر زیارت کرتا ہے تو اُس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۹، حدیث ۲۹)

⑧......صالح نیلی سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسینؑ کے حق کی معرفت کے ساتھ ان کے روضہ کی زیارت کرو تیرے نامۂ اعمال میں تین ایسے حج کا ثواب لکھا جائے گا جو حج رسولؐ اللہ کے ساتھ ادا کیے گئے ہوں۔

⑨......بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۴، ثواب الاعمال نے صالح نیلی سے روایت کی ہے اور اُس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کو جائے اور آپؑ کے حق کا عارف بھی ہو تو وہ ایسے ہے جیسے اُس نے رسولؐ اللہ کے ساتھ ایک سو حج کیے ہوں۔ (حدیث ۲۸ میں حج کی بات ہے، حدیث ۹ میں مقام حج کی بات ہے، یہ فرق زائر کی معرفت کے مطابق ہے)

⑩......کامل الزیارات، ص ۱۴۱، محمد بن جریر قمی سے روایت ہے، امام رضا علیہ

Presented by Ziaraat.Com

السلام نے فرمایا: جو شخص امام کی زیارت کرے اور آپؑ کے حق کا عارف بھی ہو تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں خدا نے اپنے عرش پر لکھ دیا ہے۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ (سورۂ قمر، آیہ ۵۴-۵۵) "پرہیزگار لوگ جنت میں فرحت و انبساط کے ساتھ ہوں گے اس پسندیدہ مجلس میں ہوں گے جو طاقتور و توانا بادشاہ کے پاس ہے"۔

⑪ ـــــ کامل الزیارات، ص ۱۴۳، ہارون بن خارجہ سے روایت ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں جو امام حسینؑ کی زیارت کرے اس کی جزا کیا ہے؟ جبکہ وہ عارف حق حسینؑ بھی ہو۔ اس کی غرض خدا اور آخرت ہو؟ آپؑ نے فرمایا: اے ہارونؒ! جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرے گا اور ان کے حق کا عارف بھی ہو۔ اس کی غرض رضائے خدا اور رسولؐ ہو اور آخرت ہو۔ خداوند تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپؑ نے تین دفعہ فرمایا: کیا تیرے لیے میں قسم نہ کھاؤں۔ اس نے کہا شاید سوال میں حذف ہو یا تو راوی سے ساقط ہوئی ہے یا نساخ سے یا آخر کلام میں کوئی اور بات ہو۔ (بحار الانوار ج ۱۰۱، ص ۱۹، حدیث ۴)۔

⑫ ـــــ کامل الزیارات، ص ۱۴۷، عینیہ سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرے اور آپؑ کے حق کا عارف بھی ہو۔ خداوند تعالیٰ اس کا نام اہل علیین میں لکھتا ہے۔ اسی طرح مضمون کو عبداللہ بن مسکان اور ہارون بن خارجہ اور دیگر حضرات نے بھی بیان کیا ہے۔

ثواب زائر برائے محبت اہل بیتؑ

① ـــــ کامل الزیارات، ص ۱۴۱، جریر بن طلاء سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام کے کسی صحابی نے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی

Presented by Ziaraat.Com

تو منادی ندا کرے گا۔ امام حسینؑ کے زائرین کہاں ہیں؟ تو اچانک لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد جو انسانی شمار سے باہر ہوگی، نمودار ہوگی۔ خداوند ان سے پوچھے گا: تمہارا زیارت امام حسینؑ سے مقصود کیا تھا؟ وہ سب جواب دیں گے: اے پروردگار! اس زیارت سے ہمارا مقصد صرف اور صرف تیرے رسولؐ اور اس کی آلؑ سے محبت تھی۔ حسینؑ ان کا جگر گوشہ تھا۔ اُمت نے جو سلوک ان کے ساتھ کیا اس بنا پر ان کی مظلومیت کو دیکھتے ہوئے زیارت کی تھی۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا: اے زائرین! جو درجات محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ہیں، وہی درجات تمہارے ہیں۔ اب تم رسولؐ اللہ کے پرچم کے پیچھے چلے جاؤ۔ بس یہ تمام زائرین رسولؐ اللہ کے پرچم کے زیرِ سایہ جمع ہوں گے۔ یہ پرچم حضرت علیؑ کے ہاتھ میں ہوگا۔ آخرکار یہ سب داخلِ جنت ہوں گے۔ آگے آگے امام علیؑ پرچم لیے چل رہے ہوں گے۔ ان زائرین کا ایک دستہ آگے ہوگا، ایک دائیں طرف، دوسرا بائیں طرف اور ایک دستہ پیچھے چل رہا ہوگا۔

(۲)...... یہ حدیث فصل نمبر ۱۱ میں موجود ہے۔

ثوابِ شوقِ زیارت

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۴۲، ابواسامہ زید شحام روایت کرتے ہیں، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت ازراہِ شوق و علاقہ کرے، خداوند تعالیٰ اس کا نام ان لوگوں میں لکھ دیتا ہے جو قیامت کے دن ہر سختی سے محفوظ ہوں گے۔ اس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ امام حسینؑ کے پرچم کے پیچھے ہوں گے۔ آخرکار بہشت میں داخل ہوگا۔

(۲)...... محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: اگر لوگوں کو امام حسینؑ کی زیارت کی فضیلت و اجر کا علم ہوتا تو اس آرزو میں مر جاتے۔ اس حسرت و افسوس کی وجہ سے ان کی جانیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتیں۔

Presented by Ziaraat.Com

راوی نے عرض کیا: وہ کیا اُجرت و فضیلت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی آدمی از راہِ شوق و محبت امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو اُس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار حج مقبول، ایک ہزار عمرہ مقبول، ایک ہزار شہداء کی اُجرت اور یہ وہ شہداء ہیں جن کا تعلق شہداء بدر سے ہے۔ ہزار روزہ کا اجر، ہزار صدقہ مقبولہ کا ثواب، ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ اس سال ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ ایک فرشتہ بطور نگران اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کی ہر طرف سے اور ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے۔

اگر وہ اس سال فوت ہو جائے تو ملائکہ رحمت اس کے غسل و کفن کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ وہ اس کے لیے طلب رحمت کرتے ہیں اور اس کے قریب والے مرحومین کی مغفرت کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس کی قبر کو ایک انسانی آنکھ کی دیکھنے کی مسافت کے برابر چوڑا کر دیا جاتا ہے۔ فشارِ قبر سے نجات مل جاتی ہے۔ منکر و نکیر کے خوف سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس پر جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اُسے ایک نور عطا کیا جائے گا۔ جو مشرق و مغرب کو منور کر دے گا۔ پھر منادی ندا دے گا۔ اِدھر دیکھو یہ وہ انسان ہے جس نے از راہِ شوق امامؑ کی زیارت کی تھی۔ اس دن کائنات کا ہر انسان کہے گا: اے کاش! میں امامؑ کا زائر ہوتا۔

(۲)...... محمد بن مسلم سے روایت ہے، ایک دفعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور حاضر ہوا اور عرض کیا: مولا! امام حسینؑ کی زیارت کی مزدوری کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اگر وہ از راہِ شوق زیارت کرے تو اس کا شمار بندگانِ خدا میں کر دیا جاتا ہے۔ وہ حضرت علیؑ کے پرچم کے زیرِ سایہ ہوگا۔ خداوند تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔

(۳)...... ذریح محاربی راوی ہیں وہ کہتا ہے: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور عرض کیا۔ ہر وقت ذلت و رسوائی سے سامنا کرنا پڑتا ہے تو امامؑ کی زیارت کا کیا فائدہ ہوا؟ لوگ ہمیں جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں تو اپنے امام جعفرؑ پر جھوٹ

Presented by Ziaraat.Com

بولتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اے ذریح! خیال کرنا زیارت امام حسینؑ کو کبھی ترک نہ کرنا، لوگوں کو چھوڑو، لوگ تو ایسا کہتے رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں خداوند تعالیٰ ایسے لوگوں پر فخر فرماتا ہے۔ ملائکہ مقربین اور حاملان عرش زائرین کا استقبال کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ان لوگوں کی طرف دیکھیے جنھیں دختر پیغمبرؐ کی محبت اپنے گھروں سے کھینچ لائی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم! ان لوگوں کے اکرام و احترام کو میں نے واجب کر دیا ہے، جب میرے پاس روزِ قیامت آئیں گے جو جنت انبیاءؑ اور رسلؑ کے لیے سجائی گئی ہے ان کی جگہ بھی وہاں ہوگی۔ اے میرے ملائکہ یہ لوگ میرے محمدؐ کے حبیب حسینؑ کے زائر ہیں، اور محمدؐ میرا حبیب ہے، جو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ میرے حبیب کو بھی دوست رکھتا ہے اور جو میرے حبیب کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے، اور مجھ پر لازم ہے۔ ایسے شخص کو بدترین عذاب میں رکھوں اور گرم ترین آگ میں جلاؤں، جہنم ان کا ٹھکانہ بناؤں۔

اللہ کے لیے زیارت

①...... کامل الزیارات، ص ۱۴۴، قدامہ بن ملک (مالک) سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے زیارت قبر امام حسینؑ کرتا ہے اس کی کوئی اور غرض نہیں ہوتی۔ تو اس کے گناہ اس طرح دھل جاتے ہیں جیسے کثیف لباس کو دھویا جائے اور وہ میل سے صاف ہو جائے اور اس کے نامۂ اعمال میں اس کے ہر قدم کے عوض ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

②...... فصل ۲۳ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

③...... ص ۱۴۵ عبداللہ بن میمون قداح سے روایت ہے، میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچا تو عرض کیا: اگر کوئی آدمی امام حسینؑ کے حق کا عارف ہو اور آپ کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مزدوری کیا ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

اس کی مزدوری ایک ہزار حج مقبول، ایک ہزار عمرہ مقبول ہے۔ اگر شقی ہوگا تو سعید لکھ دیا جائے گا۔

④......صفوان بن مہران جمال سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی فرد خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے زیارت امام حسینؑ کرے جب وہ واپس وطن کو رخ کرتا ہے تو جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اس کے اکرام میں اُسے اُس کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔

⑤......عبداللہ بن مسکان سے روایت ہے، میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں موجود تھا اور اس وقت اہل خراسان کے لوگ بھی اس مجلس میں موجود تھے، انھوں نے زیارت امام حسینؑ کے فضائل کے بارے سوالات کیے۔ آپؑ نے فرمایا: میرے بابا نے میرے دادا سے سنا، انھوں نے مجھے فرمایا: جب کوئی شخص امام حسینؑ کی زیارت رضائے خدا کے لیے کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح دُھل جاتے ہیں جیسے ابھی وہ شکم مادر سے باہر آیا ہو۔ ملائکہ اُس کی مسافرت کے دوران اس کے ساتھی رہتے ہیں۔ ملائکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور آسمان سے اس پر اللہ کی رحمت لے آتے ہیں اور اُسے مبارک دیتے ہیں جس کی تو نے زیارت کی ہے وہ بھی پاک ہے اور اب بعد از زیارت تو بھی پاک ہو گیا ہے۔ تیرے اہل و عیال ہر طرح سے محفوظ ہیں۔

⑥......ص ۱۳۵، معمر سے روایت ہے، زید بن علی نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرے صرف اللہ کی رضا کے لیے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں چاہے وہ کف دریا کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ زیادہ سے زیادہ زیارت کرو تا کہ تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۰، حدیث ۸)

⑦......ص ۱۳۶، حذیفہ بن منصور سے روایت ہے، جو شخص امام حسینؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

زیارت اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے محفوظ کرے گا، اور وہ ہر خوف سے محفوظ ہوگا، اس کی تمام حاجات دنیوی و اُخروی پوری کر دی جاتی ہیں۔
(بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۰، حدیث ۹)

زیارتِ امام حسینؑ بہترین عمل

①...... کامل الزیارات، ص ۱۴۶، ابوخدیجہ (سالم بن مکرم) سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسینؑ کی زیارت سب سے بہترین عمل ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۹، حدیث ۱)

②...... ابان ازرق نے کسی آدمی سے سنا، اس نے امام صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: سب سے پسندیدہ ترین عمل امام حسینؑ کی قبر کی زیارت ہے۔ خداوند تعالیٰ کے نزدیک افضل عمل ہے۔ اس عمل سے مومن خوش حال ہو جاتا ہے۔ سجدہ وہ مقام ہے جہاں خدا بندے کے بالکل نزدیک ہوتا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۹، حدیث ۳)

③...... ابوخدیجہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سوال کیا، زیارت امام حسینؑ کا کیا مقام ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ سب سے افضل عمل ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۹، حدیث ۵)

④...... ابوخدیجہ راوی ہیں، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: زیارتِ امام حسینؑ تمام اعمال میں سے سب سے افضل عمل ہے۔

جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے اس کا اجر وہی ہے جو آپ کا ہے، اس کا نام اہلِ علیین میں لکھ دیا جاتا ہے

①...... کامل الزیارات، ص ۱۴۸، زید شحام روایت کرتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: امام حسینؑ کی زیارت کا اجر کیا ہے؟ آپؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا: ایسے ہے جیسے اس نے عرش الٰہی کی زیارت کی ہو۔ میں نے عرض کیا: پھر آپؑ کی زیارت کی کیا حد دوری ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہماری زیارت رسولؐ اللہ کی زیارت ہے۔ (بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۷۶، حدیث ۲۹)

(۲)...... کامل الزیارات، ص۱۴۷ اور ص۱۴۸، حسین بن محمد قمی سے روایت ہے، امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص دریائے فرات کے کنارے امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو ایسے ہے جیسے اس نے اللہ کے عرش کی زیارت کی ہو۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص۷۶، ذیل حدیث ۳۰)

ص ۱۴۸ اور ص ۱۴۹، آٹھ احادیث کے اندر کی عبارت ہے: جو شخص بھی امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کا نام اعلیٰ علیین میں لکھتا ہے۔

علیین کیا ہے؟ بعض نے کہا ہے: مراتب عالیہ۔ بعض نے کہا ہے: آسمان ہفتم جہاں مومنین کی ارواح ہیں۔ بعض نے کہا ہے: سدرۃ المنتہیٰ۔ بعض نے کہا ہے: بہشت۔ بعض نے کہا ہے: ایک لوح ہے جو سبز زبرجد کی بنی ہوئی ہے، جو زیر عرش معلق ہے، اس میں بندوں کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔

زیارت امام حسین علیہ السلام زیارت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱)...... کامل الزیارات، ص۱۴۹، جویریہ بن العلاء سے روایت ہے، اس نے بعض اصحاب سے نقل کیا وہ کہتے ہیں: جو شخص چاہتا ہے بروز قیامت خداوند تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے۔ سکرات موت اور مصائب قبر اس پر آسان ہوں تو اُسے چاہیے کہ وہ امام حسینؑ کی زیارت کرے، آپ کی زیارت رسولؐ خدا کی زیارت ہے۔ (بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۷۷، حدیث ۳۳)

(۲)...... ص ۱۵۰، ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: جس نے امام حسینؑ کی زیارت کی، ایسے ہے جیسے اس نے پیغمبر اسلامؐ

Presented by Ziaraat.Com

کی زیارت کی ہو۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۷۷، حدیث ۳۵)

۴۔۔۔۔ زید شحام کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اگر کوئی شخص آپ میں سے کسی کی زیارت کرے تو اس کا اجر کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ایسے ہے جیسے اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہو۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۷۶، حدیث ۲۹)

زیارت امام حسین علیہ السلام رزق اور عمر کو بڑھاتی ہے

۱۔۔۔۔ کامل الزیارات، ص ۱۵۱، محمد بن مسلم سے روایت ہے، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعوں کو حکم دو کہ وہ امام حسینؑ کی زیارت کیا کریں، ان کی زیارت سے عمر اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ جو انھیں اپنا امام جانتا ہے اس پر خدا کی طرف سے ان کی زیارت واجب ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۸، حدیث ۱۷)

۲۔۔۔۔ منصور بن حازم سے روایت ہے، میں نے آپؑ سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی آدمی دوران سال امام حسینؑ کی قبر مبارک کی زیارت نہ کرے تو اس کی عمر ایک سال کم ہو جاتی ہے۔ اگر میں یہ بھی کہوں کہ تم میں سے ایسا انسان جو تارک زیارت ہے اپنی مدت زندگی سے تیس سال قبل مر جائے تو میں نے سچ کہا ہے۔ تمھیں امامؑ کی زیارت کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ زیارت سے رزق اور عمر دونوں بڑھتے ہیں کیونکہ حضرت امام حسینؑ اپنے نانا رسولؐ خدا اور حضرت فاطمہ زہراؑ اور حضرت علیؑ کی بارگاہ میں شاہد ہیں۔ تمہارے لیے اس عمل کے بھی شاہد ہیں۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۷، حدیث ۱۱)

۳۔۔۔۔ داؤد حمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: جو شخص زیارت نہیں کرے گا تو وہ خیر کثیر سے محروم ہو جائے گا۔ اس کی عمر میں ایک سال کا نقصان ہو جائے گا۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۸، حدیث ۱۵)

Presented by Ziaraat.Com

④...... محمد بن مروان سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسینؑ کی زیارت ہر سال کرو، چاہے ایک بار ہی کیوں نہ ہو۔ جو شخص ان کی زیارت کو جائے گا اور ان کے حق کو پہچانے گا، تو اس کی جزا جنت ہے، اس کا رزق بڑھ جاتا ہے۔ ہر طرف سے خوش حالی اس کا استقبال کرتی ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۷، حدیث ۱۳)

⑤...... عبدالملک الخثعمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: اے عبدالملک! امام حسینؑ کی زیارت کو ترک نہ کر، اپنے دوستوں کو بھی اس عمل کی ترغیب دو، خداوند تعالیٰ تمہاری عمر کو دراز کرے گا، تمہارے رزق میں اضافہ فرمائے گا، شہادت تیرا مقدر بنے گی، تمہارا نام شہدا میں لکھا جائے گا۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۷، حدیث ۱۲)

زیارت امام حسینؑ اور گناہوں کی نابودی

مؤلف کہتے ہیں چند ایک احادیث، فصل ۱۹، ۲۶ میں گزر چکی ہیں، نہ یہاں بیان کی ضرورت نہیں ہے۔

①...... کامل الزیارات، ص ۱۵۳ عبداللہ بن یحییٰ کاہلی سے روایت ہے اس نے امام صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مکرم ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو تو اسے چاہیے کہ وہ امام حسینؑ کی زیارت کرے تو ایسا آدمی صاحب کرامت ہو جاتا ہے۔ اس کے متعدد سفر جاتے ہیں۔ اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں چاہے ان کی تعداد پہاڑوں کی ریگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ امام حسینؑ کی شہادت مظلومانہ شہادت ہے۔ ان کے اہل بیت اور اصحاب پیاسے شہید کیے گئے۔

②...... حسن بن راشد نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ

Presented by Ziaraat.Com

نے فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے گھر سے امام حسینؑ کی زیارت کے لیے نکلتا ہے تو ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جو اُس کے ساتھ ہم سفر ہو جاتا ہے جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ وہ لکھ لیتا ہے حتیٰ کہ وہ حرم میں داخل ہو جاتا ہے، جب زیارت سے فارغ ہو کر واپس پلٹتا ہے وہی فرشتہ اس کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ رکھتا ہے اور کہتا ہے تیرے گذشتہ گناہ معاف ہو گئے ہیں، اب دوبارہ نئی زندگی کا آغاز کر۔

زیارت امام حسینؑ معادل عمرہ☆

①...... کامل الزیارات، ص ۱۵۴ محمد بن ابی نصر سے روایت ہے، اُس نے بعض اصحاب سے سنی، اُس نے کہا: امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۸، حدیث ۱)

②...... ابوسعید مدائنی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کی زیارت کرو اس کا ثواب بائیس عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۸، ح ۳)

③...... ص ۱۵۵، محمد بن سنان راوی ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب عمرہ مقبول کے برابر ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۹، حدیث ۵)

④...... حسن بن جہم سے روایت ہے، میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: امام حسینؑ کی زیارت کا کیا ثواب ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تیرا مقصد کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بعض لوگ حج کا ثواب کہتے ہیں اور بعض عمرہ کا ثواب کہتے ہیں، آپؑ نے فرمایا: عمرہ مقبول کا ثواب ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۲۹، حدیث ۸)

☆ عمرہ پانچ کاموں کا نام ہے جو مکہ میں ادا کیے جاتے ہیں: ① احرام ② لا الہ الا اللہ کی تلبیہ ③ تلبیہ ④ طواف کعبہ ④ سعی بین صفا و مروہ ⑤ تقصیر

Presented by Ziaraat.Com

⑤......ابوالبلاد نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے، میں نے اپنے امامؑ کی خدمت میں سوال کیا۔ امام حسینؑ کی زیارت کے کیا فوائد ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہے۔ امامؑ نے فرمایا: عمرہ مقبول کا ثواب ہے۔

⑥......صفوان بن یحییٰ سے روایت ہے، میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ زیارت امام حسنؑ کے فوائد کیا ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: ایک عمرہ کے برابر ثواب ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۰، حدیث ۱۱)

⑦......ص ۱۵۶ ابو رباب (ابورئاب) نے روایت کی، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: زیارت امام حسینؑ کے فوائد کیا ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: عمرہ کے برابر ثواب ہے، کم از کم چار سال کے اندر زیارت ضرور کرو۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۰، حدیث ۱۴)

⑧......ص ۱۵۶ عبداللہ بن عبید انباری سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: اگر تو عمرہ کا ارادہ رکھتا ہے اور اخراجات نہیں ہیں تو پھر امام حسینؑ کی زیارت کے لیے نکلو، ان کی زیارت عمرہ کا ثواب رکھتی ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۱، حدیث ۱۹)

خدا، رسولؐ، فرشتے، کتاب، علم و عمل
سبھی ہیں تیرے، تُو اگر حسینؑ کا ہے

زیارت امام حسینؑ اور حج

①......کامل الزیارات، ص ۱۵۶، فضیل بن یسار سے روایت ہے، اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ رسولؐ اللہ اور شہداء کی قبور کی زیارت ایک حج مقبول کا ثواب رکھتی ہے۔ ایسا حج جو رسولؐ اللہ کے ساتھ ادا کیا گیا ہو۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۰، حدیث ۱۵، تھوڑے سے فرق کے ساتھ)

Presented by Ziaraat.Com

(۲)......محمد بن سنان سے روایت ہے، میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کی زیارت کرو تاکہ تمہارے نامہ اعمال میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھا جائے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۰، حدیث ۱۸)

(۳)......عبداللہ بن عبید انباری سے روایت ہے، میں امام صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں تھا، میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ میرے بارے کیا فرمائیں گے میں ہر سال حج نہیں کرسکتا، میں کیا کروں؟ آپؑ نے فرمایا: جب تو حج کے اخراجات ولوازمات برداشت نہیں کرسکتا تو امام حسینؑ کی زیارت کے لیے سفر کر، تجھے حج مقبول کا ثواب مل جائے گا۔ جس وقت تو عمرہ کا ارادہ کرے اور مہیا نہ ہوسکے تو امام حسینؑ کی زیارت کر۔ (بحار الانوار ج ۱۰۱، ص ۳۶، حدیث ۱۹)

(۴)......عبدالکریم بن حسان نے روایت کی ہے، میں نے عرض کیا: زیارت امام حسینؑ حج اور عمرہ کا بدل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ اگر کوئی آدمی حج کا ارادہ رکھتا ہو لیکن حالات اجازت نہ دیتے ہوں، پس اُسے چاہیے کہ وہ امام حسینؑ کی زیارت کرے تو اس کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی آدمی عمرہ کرنا چاہتا ہو، حالات نے مجبور کر رکھا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ امام حسینؑ کی زیارت کرے تو عمرہ کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۱، حدیث ۲۱)

(۵)......ص ۱۵۷، فضیل بن یسار سے روایت ہے، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہؐ کی قبر مبارک، قبور شہداء اور قبر امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے اور وہ حج رسول اللہؐ کے ساتھ بجالایا گیا ہو۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۰، حدیث ۱۵)

(۶)......فضیل بن یسار نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا: زیارت امام حسینؑ ایک حج کا ثواب رکھتی ہے، حج بھی وہ جو رسولؐ اسلام کے ساتھ بجالایا گیا ہو۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۱، حدیث ۴۳)

⑦...... ابن ابی یعفور سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے سنا، آپؑ نے فرمایا: کوئی آدمی حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن حالات اجازت نہ دیتے ہوں تو اُسے چاہیے کہ وہ امام حسینؑ کی زیارت کرے اور عرفہ بھی نزدیک ہو تو یہ زیارت حج کا ثواب رکھتی ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۲، حدیث ۴۵)

⑧...... ابراہیم بن عقبہ کہتا ہے: میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا۔ آپ اس امر کے بارے فرمائیں کیا زیارتِ امام حسین علیہ السلام حج کا ثواب رکھتی ہے اور وہ حج جو اُس کے صاحب سے فوت ہو گیا ہو۔ آپؑ نے جواب میں لکھا: جی ہاں، زیارتِ امام حسینؑ فوت شدہ حج کا بدل ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۲، حدیث ۴۶)

زیارتِ امام حسینؑ اور حج و عمرہ

①...... کامل الزیارات، ص ۱۵۸، اُم سعید احمسیہ روایت کرتی ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قبر امام حسینؑ کا ثواب ایک حج یا ایک عمرہ کے برابر ہے۔ آپؑ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا: (ہاں اتنا ہے، ہاں اتنا ہے)۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۲، حدیث ۴۷)

②...... ہارون بن خارجہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، جب عرض کیا گیا: زیارتِ امام حسینؑ ایک حج یا ایک عمرہ کے برابر ہے تو آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، ایک حج اور ایک عمرہ کے برابر ہے۔ اس طرح آپ نے دس بار ارشاد فرمایا۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۲، حدیث ۴۹)

Presented by Ziaraat.Com

③...... ابوخدیجہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: تو آپؑ نے فرمایا: زیارت امام حسینؑ کا ثواب ایک حج یا ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۳، ص ۳۶)

④...... کامل الزیارات، ص ۱۵۹، یونس سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرے تو وہ ایسے ہے جیسے اُس نے حج اور عمرہ ادا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: حجۃ الاسلام اُس سے ساقط ہو جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں یہ حج زیارت کمزوروں کا حج ہے تا کہ زیارات کے ذریعے انھیں طاقت حاصل ہو، پھر وہ خانہ خدا کا حج کریں۔ کیا تمھیں معلوم نہیں ہے ستر ہزار فرشتے گھر کا طواف کرتے ہیں، یہ دن والے فرشتے ہوتے ہیں۔ دن کے خاتمے والے واپس آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں، لیکن امام حسینؑ کا مقام خداوند تعالیٰ کے نزدیک خانہ کعبہ سے زیادہ ہے اس لیے کربلا میں امامؑ کے مزار پر ہر نماز کے وقت ستر ہزار ملائکہ نازل ہوتے ہیں، وہ سب پریشان حال، پراگندہ وغبار آلود بال ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۰، حدیث ۶۰)

⑤...... فضیل بن یسار سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے چار ہزار ملائکہ قبر امام حسینؑ پر مقرر فرمائے ہیں۔ وہ سب پریشان حال، غبار آلودہ ہیں۔ وہ قیامت تک آپ کی قبر پر گریہ کرتے رہیں گے۔ آپ کی زیارت کا ثواب ایک حج اور ایک عمرہ ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۰، حدیث ۶۱)

⑥...... ابوتراب سامری کا بیان ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرے، خداوند تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں ایک حج و ایک عمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔

⑦...... ابوخلان (ابوفلان) سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کرتے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک حج اور ایک اور عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (بحار الانوار، ج۱۰۱، ص ۲۹، حدیث ۵۶)

⑧......کامل الزیارات، ص ۱۶۰، عیسٰی بن راشد سے روایت ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: زیارت امام حسینؑ کی اُجرت کیا ہے؟ جب کہ زائر آپ کے نزدیک دو رکعت نماز بھی پڑھے تو آپؑ نے فرمایا: ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہے۔ پھر میں نے سوال کیا کہ یہ ثواب ہر امامؑ کی زیارت پر ملتا ہے، آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، ہر امامؑ جس کی اطاعت واجب ہے، اس کی قبر کا ثواب حج اور عمرہ ہے۔

زیارت اور دس حج

①......کامل الزیارات، ص ۱۵۸، ہارون بن خارجہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: میرے بابا نے فرمایا: زیارتِ امام حسینؑ کا ثواب ایک حج اور ایک عمرہ کے برابر ہے۔ سائل نے دوبارہ پوچھا تو آپؑ نے تعداد بڑھا دی۔ وہ پوچھتا گیا، آپؑ تعداد بڑھاتے گئے، یہاں تک کہ آپؑ نے فرمایا: دس حج اور دس عمرہ۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۲، حدیث ۲۹)

زیارت اور بیس حج

①......کامل الزیارات، ص ۱۶۱، زید شحام نے کہا: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: زیارتِ امام حسینؑ کا ثواب بیس حج کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی برتر ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۱، حدیث ۶۶)

②......کامل الزیارات، ص ۱۶۲، شہاب سے روایت ہے۔ اس نے کہا: میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں تھا، آپؑ نے فرمایا: تم نے کتنے حج کیے ہیں۔ میں نے عرض کیا: انیس مرتبہ۔ آپؑ نے فرمایا: ایک اور حج بھی کر لے تا کہ پورے بیس

Presented by Ziaraat.Com

ہو جائیں۔ امام حسینؑ کی زیارت کر، زیارت کا ثواب حج کے برابر ہے۔ (بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۳۲، حدیث ۴۳)

۲۔۔۔ حذیفہ بن منصور سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم نے کتنی مرتبہ حج کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: انیس مرتبہ۔ آپؑ نے فرمایا: اگر ایک دفعہ اور کرے تو پورے بیس ہو جائیں گے۔ امام حسینؑ کی قبر مبارک کی زیارت کر لے پورے بیس ہو جائیں گے۔ (بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۳۲، حدیث ۴۵)

۳۔۔۔ کامل الزیارات، ص۱۶۳، یزید بن عبدالملک سے روایت ہے، ایک آدمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نے انیس حج کیے ہیں، دعا فرمائیں کہ بیس ہو جائیں۔ آپؑ نے فرمایا: کیا تو نے امام حسینؑ کی زیارت کی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کی زیارت بیس حج سے افضل ہے۔ (بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۳۰، حدیث ۲۲)

زیارت اور پچیس حج

۱۔۔۔ کامل الزیارات، ص۱۶۱، ابوسعید مدائنی راوی ہیں، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تو امام حسینؑ کی زیارت کرے گا تو تجھے پچیس حج کا ثواب ملے گا۔ (بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۳۱، حدیث ۲۰)

زیارت اور تیس حج

۱۔۔۔ کامل الزیارات، ص۱۶۳، موسیٰ بن قاسم حضرمی راوی ہیں، امام صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا: امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب اس حج کے برابر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کیا گیا ہو۔ اس نے تعجب کیا۔ آپؑ نے فرمایا: واللہ، دو حج مقبول کا ثواب۔ پھر اس نے تعجب کیا۔ آپؑ نے فرمایا: تین حج کا ثواب، اس کا

Presented by Ziaraat.Com

تعجب بڑھتا گیا اور آپؑ تعداد بڑھاتے گئے۔ آخر میں آپؑ نے فرمایا: زیارت کا ثواب تیس حج کا ثواب ہے اور وہ حج جو رسولؐ اللہ کے ساتھ ادا کیے گئے ہوں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۷، حدیث ۵۲)

امام حسینؑ کی زیارت اور پچاس حج

①...... کامل الزیارت، ص ۱۶۴، مسعدہ بن صدقہ سے روایت ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: زائر حسینؑ کی مزدوری کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایک حج کا ثواب جو رسولؐ اللہ کے ساتھ ادا کیا گیا ہو، میں نے عرض کیا: صرف ایک حج کا ثواب؟

آپؑ نے فرمایا: بلکہ دو حج کا ثواب۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں صرف دو حج کا ثواب؟

آپؑ نے فرمایا: تین حج کا ثواب۔ اس طرح آپؑ نے دس حج شمار کیے۔ میں نے عرض کیا: دس حج؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں، بیس حج۔ میں نے عرض کیا: بیس حج! آپؑ نے فرمایا: تیس حج اس طرح میں نے سوالات کا سلسلہ جاری رکھا اور آپ تعداد بڑھاتے گئے، جب آپ نے پچاس حج کی بات کی تو میں ساکت ہو گیا۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۳، حدیث ۲۹)

شبیرؑ مغفرت کی بشارت کا نام ہے
شبیرؑ خونِ دل میں حرارت کا نام ہے
شبیرؑ زندگی کی نضارت کا نام ہے
شبیرؑ بے بصر کی بصارت کا نام ہے
اس نام ہی سے بزمِ جہاں کو ثبات ہے
تابع اسی کے بزمِ ممات و حیات ہے

Presented by Ziaraat.Com

زیارت اور اسّی حج

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۴۲، مالک بن عطیہ سے روایت ہے، امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو اُسے اسّی (۸۰) حج کا ثواب دیا جاتا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۲، حدیث ۷۸)

زیارت اور ایک سو حج

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۴۲، صالح نیلی سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور آپؑ کے حق کا عارف بھی ہوتا ہے تو اُسے ایک سو حج کا ثواب دیا جاتا ہے اور وہ بھی جو رسولؐ اللہ کے ساتھ ادا کیے گئے ہوں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۲، حدیث ۷۷)

زیارت اور ایک ہزار حج

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۴۴، عبداللہ بن میمون قداح کی روایت ہے، میں نے امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اگر کوئی شخص امام حسینؑ کی زیارت کرے اور آپ کا عارف بھی ہو، ریاکار بھی نہ ہو۔ آپؑ نے فرمایا: ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ کا ثواب ہے۔ اگر تقدیر میں بدبخت تھا تو سعید لکھا جاتا ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ تلے زندگی بسر کرے گا۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۳، حدیث ۸۰)

(۲)...... جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جبرئیلؑ سے سوال کیا: امام حسینؑ کی زیارت کون لوگ کریں گے؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا: غریب لوگ۔

آپؐ نے پوچھا: ان کا اجر کیا ہوگا؟ جبرئیلؑ نے جواب دیا: ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ کا ثواب دیا جائے گا، جو آپ کی اقتداء میں ادا کیے گئے ہوں۔

(بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۳)

Presented by Ziaraat.Com

زیارت اور غلاموں کا آزاد کرنا

①.....کامل الزیارات، ص ۱۶۲، صالح نیلی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو امام حسینؑ کی زیارت کرے اور آپ کے حق کا عارف بھی ہو تو ایسے شخص کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے یا اس کی مثال اس آدمی کی ہے جس نے اللہ کی راہ میں ایک ہزار گھوڑے زین و لگام سمیت خرچ کر ڈالے ہوں۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۳، حدیث ۸۱ و کافی، ج ۴، ص ۵۸۱، حدیث ۵ و تہذیب، ج ۱، ص ۴۳، حدیث ۹)

②.....ابوسعید مدائنی سے روایت ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور عرض کیا: میں زیارت امام حسینؑ کی طرف جاؤں؟ آپؑ نے فرمایا: ضرور جاؤ کیونکہ یہ اُسی کی زیارت ہے جو فرزندِ رسولؐ ہے، تمام صاحبانِ تقدس میں سب سے زیادہ مقدس ہے، تمام پرہیزگاروں سے افضل ترین پرہیزگار ہے۔ جب تو اُن کی زیارت کرے گا تو پچیس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب تیرے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۳، حدیث ۳۶)

کہتے ہیں جس کو نبضِ فراست وہی حسینؑ
چھوتی ہے جس کے پاؤں کو حکمت وہی حسینؑ
رکھتا ہے جو ثبات کی طاقت وہی حسینؑ
نازاں ہے جس پہ حلم و حمیت وہی حسینؑ
مولائے کائنات کا وہ نورِ عین ہے
بعد از حسنؑ حسینؑ شہِ مشرقین ہے

زائر شافع روزِ محشر

①.....کامل الزیارات، ص ۱۶۵، سیف تمار سے روایت ہے امام جعفر صادق

Presented by Ziaraat.Com

علیہ السلام نے فرمایا: زائر امام حسینؑ قیامت کے روز ایک سو ایسے آدمیوں کی شفاعت کرے گا جو اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۷۷، حدیث ۳۶)

(۲)...... کامل الزیارات، ص ۱۶۶، صفوان نے ایک طولانی حدیث روایت کی ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: زائر قیامت کے دن ایک ہزار نفر کی شفاعت کرے گا، فصل ۱۶ میں بیان ہو چکا ہے، رجوع فرمائیں۔

(۳)...... سلیمان بن خالد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ زائر کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور قیامت کے روز جن جن لوگوں کی شفاعت کرے گا تو انھیں جہنم کی آگ سے آزادی کا پروانہ مل جائے گا، حالانکہ جہنم ان پر واجب ہو چکی ہو گی۔ لیکن ایک شرط ہے، وہ ناصبی نہ ہو۔

(۴)...... عبداللہ بن شعیب تمیمی راوی ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن آواز بلند ہو گی، زائرین امام حسینؑ کہاں ہیں؟ لوگوں کی ایک کثیر تعداد سامنے آئے گی۔ ان سے کہا جائے گا: اپنے اپنے احباب کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

زیارت امام حسینؑ پریشانیوں کا حل

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۶۷، فضیل بن یسار سے روایت ہے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمھارے نزدیک ایک قبر ہے جب تمھاری کوئی حاجت ہو، یا پریشانی ہو، اس کی زیارت کرو، تاکہ تمھاری پریشانیاں حل ہو جائیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۴۵، حدیث ۱، ۲، ۳)

(۲)...... ابوالصباح کنانی سے روایت ہے، میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: تمھارے قریب ایک قبر ہے، جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو

Presented by Ziaraat.Com

اُس کی زیارت کرو، تمہاری ہر مصیبت دُور ہو جائے گی۔

③......اسماعیل بن جابر سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو وہ مظلوم تھے جب کوئی زائر غمناک ان کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو خود اللہ تعالیٰ اُسے خوش حال کر دیتا ہے۔

④......محمد بن علی حلبی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے ہماری محبت شہروں پر پیش کی، کوفہ شہر کے سوا کسی نے قبول نہ کی۔ ان کے جوار میں ایک قبر ہے، جب کوئی پریشان حال اس کی زیارت کرتا ہے اور چار رکعت نماز پڑھتا ہے، خداوند تعالیٰ اس کی پریشانیوں کو ختم کر دیتا ہے اور اس کے حوائج کو پورا کر دیتا ہے۔

راضی ہے جس سے خالقِ اکبر وہ کون ہے
جس نے بچایا دینِ پیمبرؐ وہ کون ہے
جس نے لٹایا اپنا بھرا گھر وہ کون ہے
جس نے رہِ خدا میں دیا سر وہ کون ہے
زہراؑ کا لال سبطِ رسولؐ انام ہے
لاریب وہ حسین علیہ السلام ہے

⑤......ص ۱۶۸، محمد بن مسلم سے روایت ہے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ حقیقت ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ان کی شہادت جبر و بربریت سے واقع ہوئی۔ ان پر مظالم ڈھائے گئے جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان تھے اس لیے ان کی شہادت کے بعد جب کوئی غمگین و پریشان ان کی قبر پر جاتا ہے تو خداوند تعالیٰ اُسے خوش حال کر دیتا ہے، اس کی حوائج کو پورا فرماتا ہے، اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، اس کی عمر لمبی کر دیتا ہے، اس کا رزق بڑھا دیتا ہے۔ اے صاحبانِ بصیرت

Presented by Ziaraat.Com

اس سے عبرت حاصل کرو۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۵، حدیث ۵)

⑥...... کامل الزیارات، ص ۱۶۸، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوفہ کی پشت پر ایک قبر ہے جب کوئی مصیبت زدہ جاتا ہے تو خداوند تعالیٰ اُس کے مصائب کو ختم کر دیتا ہے وہ قبر، قبر امام حسینؑ ہے۔

⑦...... ابوبصیر سے روایت ہے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہماری محبت تمام شہروں کو پیش کی گئی سوائے اہلِ کوفہ کے کسی اور نے قبول نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ امام علیؑ کا روضہ بھی وہاں ہے۔ اُس کے پہلو میں ایک اور قبر ہے وہ امام حسینؑ کی قبر ہے۔ جب کوئی آدمی ان کی زیارت کو جائے اور ان کی قبر کے نزدیک دو یا چار رکعت نماز پڑھے، خداوند تعالیٰ پر لازم ہے کہ اُس کے حوائج پورے فرمائے۔ ایک ہزار ملائکہ دورانِ سفر اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۶، حدیث ۶)

⑧...... ابن ابی یعفور کہتے ہیں، میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی محفل میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے آپ کی زیارت کا شوق آپؑ کے پاس لے آیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی پریشانیاں ہیں۔ وہ بھی عرض کرتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اپنے اللہ پر شک نہ کر، اُدھر تو کیوں نہیں گیا جس کا حق تم پر مجھ سے زیادہ ہے۔ پس آپؑ کی یہ گفتگو "تو اُدھر کیوں نہیں گیا جس کا حق تم پر مجھ سے زیادہ ہے" آپ کے اس فرمان پر بھاری تھی جو آپؑ نے آغازِ کلام میں فرمایا تھا: "اپنے اللہ پر شک نہ کر"۔

میں نے عرض کیا: وہ شخصیت کون ہے جس کے حقوق آپ سے بڑھ کر ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: حسین ابن علیؑ اُدھر کیوں نہیں گئے؟ اُدھر چلے جاتے تو دعا مانگتے تو تمہاری حوائج پوری کر دی جاتیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۶، حدیث ۷)

⑨...... کامل، ص ۱۶۹، اسحاق بن زیاد سے روایت ہے یا اسحاق بن یزداد سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور

Presented by Ziaraat.Com

اُس نے عرض کیا: مولا! میرے پاس کچھ سونا چاندی تھا، کچھ باقات وہ سب میں نے بیچ ڈالے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ میں گھر خریدوں اور وہاں سکونت اختیار کروں۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں ایسا مت کر تمہیں معلوم نہیں ہے مکہ والوں نے ظاہر باہر سے اپنے کفر کا اعلان کیا تھا۔ میں نے عرض کیا: پھر حرم رسولؐ اللہ میں سکونت اختیار کرلوں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ اہلِ مکہ سے بھی بدتر ہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر کہاں جاؤں؟ آپؑ نے فرمایا: کوفہ چلا جا، بارہ میل کے فاصلے پر بابرکت مقام ہے۔ جب کوئی حیران و پریشان وہاں کا رُخ کرتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی مصیبت کو ختم کر دیتا ہے۔ (تھذیب، ج ۶، ص ۴۳، حدیث ۷)

زیارت در روزِ عرفہ

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۶۹ بشیر دھان نے روایت کیا ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھ سے حج فوت ہو گیا ہے۔ اب میں امام حسینؑ کی قبر کے نزدیک یومِ عرفہ گزارنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اے بشیر! یہ سب سے بہتر کام ہے۔ جب کوئی آدمی امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے اور آپؑ کے حق کا عارف بھی ہوتا ہے۔ روزِ عید کے علاوہ اُس کے نامۂ اعمال میں بیس حج مقبول اور بیس عمرہ مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بیس جہاد جو اللہ کی راہ میں پیغمبرؐ مرسل یا امامِ عادل کی اقتداء میں لڑے گئے ہوں، کی شرکت کا ثواب ملتا ہے۔

اگر کسی نے عید کے روز امام حسینؑ کی زیارت کی تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک سو حج مقبول اور ایک سو عمرہ مقبول اور ایک سو جنگ کا ثواب ملتا ہے۔ جو جنگ پیغمبرؐ مرسل یا امامِ عادل کی اقتداء میں لڑی گئی ہو۔

ہر وہ شخص جو عرفہ کے دن امام حسینؑ کی زیارت کرے اور آپ کے حق کا عارف ہو تو اُس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار حج، ایک ہزار عمرہ اور ایک ہزار جہاد جو

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبر مرسل یا امام عادل کی اقتداء میں لڑا گیا ہو، کا ثواب ملتا ہے۔

میں نے کہا: ایسا ثواب کہاں مل سکتا ہے؟ راوی کہتا ہے: امامؑ نے غصہ کی نگاہ سے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے بشیر! مومن جب روزِ عرفہ فرات سے غسلِ زیارت کرتا ہے اور پھر زیارت کے قصد سے قبر امامؑ پر حاضر ہوتا ہے تو اُس کے ہر قدم کے عوض ایک حج یا تمام مناسکِ حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

راوی کہتا ہے بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ آپؑ نے ایک "جہاد" کا لفظ زبان پر جاری فرمایا، یا کچھ اور لیکن میرا خیال ہے آپؑ نے فرمایا: ایک جہاد کا ثواب۔ فقیہ اور تہذیب میں ایک عمرہ کے لفظ ہیں۔ (کافی، ج ۴، ص ۵۸۰، حدیث ۱۔ فقیہ، ج ۲، ص ۳۳۶، حدیث ۱۱۔ تہذیب، ج ۶، ص ۴۶، حدیث ۱۶۔ بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۸۵، حدیث ۱)

(۲)...... کامل الزیارات، ص ۱۷۰، عبداللہ بن مسکان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ امام حسینؑ کے زوار پر سب سے پہلے اپنے نور کی تجلی فرماتا ہے۔ اس کے بعد اہلِ عرفات پر تجلی فرماتا ہے اور نظرِ رحمت فرماتا ہے۔ زوارِ امامؑ کی حوائج پوری فرماتا ہے، گناہ معاف فرماتا ہے اور اُسے حقِ شفاعت بھی عطا فرماتا ہے: بعد ازیں اہلِ عرفات کے گناہ معاف فرماتا ہے اور ان کی حوائج پوری فرماتا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۸۶، حدیث ۱۰، ۱۱، ۱۲)

(۳)...... فقیہ، ج ۲، ص ۳۳۷، حدیث ۱۳ و تہذیب، ج ۶، ص ۵۰، حدیث ۳۶، کامل الزیارات، ص ۱۷۰، حدیث ۳، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: جب شبِ عرفہ کا آغاز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنی نظرِ رحمت امام حسینؑ کے زائرین پر فرماتا ہے۔ جب آپؑ سے سوال کیا گیا کہ اہلِ عرفات سے بھی پہلے آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! جو مقام زائرین امام حسینؑ کا ہے وہ اہلِ عرفات کا نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴)...... کامل الزیارات، ص ۱۷۰، داؤد رقی سے روایت ہے، میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا، جب کوئی شخص عرفہ کے روز امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۸۶، حدیث ۸۔ داؤد رقی کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام کاظم اور حضرت امام رضا علیہم السلام سے سنا اور یہی روایت فقیہ میں ہے، ج ۲، ص ۳۳۷، حدیث ۱۲)

(۵)...... تہذیب، ج ۶، ص ۴۹، حدیث ۲۸ و کامل، ص ۱۷۲، حدیث ۱۰ و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۸۸، حدیث ۱۸، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ جب کوئی شخص روز عرفہ امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے خداوند تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار حج کا ثواب لکھتا ہے اور حج وہ جو حضرت قائمؑ کی اقتداء میں ادا کیا گیا ہو اور ہزار عمرہ کا ثواب جو رسولؐ اللہ کی اقتداء میں ادا کیا گیا ہو اور ہزار غلام آزاد کرنے اور ایک ہزار گھوڑے راہ خدا میں دینے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

خداوند تعالیٰ اُسے سعید لکھ دیتا ہے اور فرماتا ہے تو نے میرے وعدہ پر ایمان رکھا ہے۔ ملائکہ کہتے ہیں وہ صدیق ہے اللہ تعالیٰ اپنی نظر رحمت سے اُسے مقدس بنا دیتا ہے۔ زمین پر اس کا نام کروبی مشہور ہو جاتا ہے۔ کروبی یعنی سردار ملائکہ۔

(۶)...... کامل الزیارات، ص ۱۷۱، حنان بن سدیر سے روایت ہے اُس نے اپنے والد سے سنا اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا جب عرفہ کا دن ہوتو جو لوگ قبر امامؑ پر موجود ہوتے ہیں ان پر نظر رحمت فرماتا ہے اور فرماتا ہے تمہارے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ اب نئی زندگی کا آغاز کر، بعد ازیں اہل عرفات کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۸۸، حدیث ۱۵)

(۷)...... ص ۱۷۰، یونس بن یعقوب ابن عمار سے روایت ہے۔ (بحار الانوار،

Presented by Ziaraat.Com

ج ۱۰۱، ص ۸۷، حدیث ۱۳، عن عمار)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص عرفہ کو درک نہ کر سکے اور وہ بروز عرفہ امام حسینؑ کی قبر کے قریب ہو تو پھر ایسے ہے جیسے اس نے عرفہ کو درک کر لیا ہو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ سب سے پہلے اپنی نظر رحمت امام حسینؑ کے زائرین پر فرماتے ہیں، بعد ازیں اہل عرفات پر نظر رحمت فرماتے ہیں۔ (کامل یخالطهم بحار یخالطیهم)

⑧...... کامل الزیارات، ص ۱۷۱، یونس بن ظبیان سے روایت ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت نیمہ شعبان اور شب عید فطر اور شب عرفہ کرے تو خداوند تعالیٰ ایسے شخص کے نامۂ اعمال میں ایک سال میں ایک ہزار حج مقبول اور ایک ہزار عمرہ مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک ہزار حاجت دنیاوی و اخروی پوری فرماتا ہے۔

⑨...... عمر بن حسن عرزمی کا بیان ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب روز عرفہ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ زائرین امام حسینؑ پر نظر رحمت فرماتا ہے اور ندا آتی ہے: اب واپس چلے جاؤ تمہارے تمام گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۸۸، حدیث ۱۶، مع تفاوت فی السند)

⑩...... کامل الزیارات، ص ۱۷۲، بشیر بن دھان سے روایت ہے، جن دنوں امام جعفر صادق علیہ السلام حیرہ میں تشریف فرما تھے۔ آپؑ کے دوستوں کی جماعت آپؑ کے ساتھ تھی۔ آپؑ نے اپنا رخ مبارک میری طرف کیا اور فرمایا: اے بشیر! تو نے اس سال حج کیا تھا؟ میں نے عرض کیا قربان جاؤں میں روز عرفہ امام حسینؑ کے روضہ پر زیارت کے لیے آیا تھا اس لیے حج نہ کر سکا۔

آپؑ نے فرمایا: قسم بخدا، وہ امر جس کو مکہ والوں نے ادا کیا ہے اس کو تو نے بھی ادا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں مکہ والے تو عرفات میں تھے اور میں

Presented by Ziaraat.Com

کربلا میں تھا۔ آپؑ نے آہستہ سے مجھے فرمایا: اے بشیر! اگر تم میں سے کوئی آدمی دریا فرات پر جائے اور غسل زیارت کرے اور امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرے اور آپ کے حق کا عارف بھی ہو تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک صدحج مقبول اور ایک سو عمرہ مقبول اور ایک سو ایسے جہاد کا ثواب جو پیغمبر اکرمؐ کی اقتداء میں کیے گئے ہوں، ملتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اے بشیر! جو شخص روز عرفہ امام حسینؑ کی زیارت کرے تو ایسے ہے جیسے اس نے اللہ کے عرش کی زیارت کی ہو۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۸۷، حدیث ۱۳)

زیارت روز عاشورا

(۱)...... کامل الزیارات، ص ۱۷۳ پر جابر جعفی کہتے ہیں: ایک دفعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور حاضر ہوا۔ عاشورا کا دن تھا، آپؑ نے فرمایا: جو لوگ اللہ کے لیے (قبر امام حسینؑ) کی زیارت کے لیے سفر کرتے ہیں خداوند تعالیٰ پر لازم ہے کہ انہیں معزز بنا دے۔ جب کوئی شخص شب عاشورا آپؑ کی قبر کے قریب رات بسر کرتا ہے تو قیامت کے دن اس صورت میں محشور ہوگا جس طرح کربلا کے شہداء خون آلودہ صورت میں محشور ہوں گے۔ (بحارالانوار، فی عصرہ اس زمانے میں)

آپؑ نے مزید فرمایا: جب کوئی شخص عاشورا کی رات امام حسینؑ کے روضۂ اقدس پر گزارتا ہے تو اس کا مرتبہ و مقام اس شہید جتنا ہے جو کربلا میں امام حسینؑ کے قدموں میں شہید ہوا تھا۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۰۴، حدیث ۷)

(۲)...... کامل الزیارات، ص ۱۷۴، حریز نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جو شخص روز عاشورا امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۰۴، حدیث ۸)

(۳)...... زید شحام سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو

Presented by Ziaraat.Com

شخص عاشورا کے دن امام حسینؑ کی زیارت کرے اور آپ کے حق کا عارف بھی ہو تو اُس نے اللہ کے عرش کی زیارت کی ہے۔ (بحار الانوار ج ۱۰۱ ص ۱۰۵، حدیث ۱۱)

(۲)...... مالک جہنی نے روایت کیا ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص محرم میں یوم عاشورا امام حسینؑ کی زیارت کرے اور سارا دن آپؑ پر گریہ کرتا رہے۔ خداوند قیامت کے روز ایک نظر خاص فرمائے گا۔ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار ہزار حج، ہزار ہزار عمرہ اور ہزار ہزار جہاد کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ ثواب بھی اس حج و عمرہ اور جہاد کا جو رسولؐ اللہ اور آئمہ راشدین کی اقتداء میں ادا کیے گئے ہوں۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں وہ لوگ جو دُور دراز علاقوں میں رہتے ہیں وہ اتنی قدرت نہیں رکھتے کہ وہ اسی دن زیارت کرے۔ وہ لوگ کیا کریں؟ آپؑ نے فرمایا: جب عاشورا محرم آئے، صحرا میں چلے جائیں یا اپنے گھر کی چھت پر چلے جائیں اور کربلا کی طرف اشارہ کر کے سلام کریں اور تجدید عہد کریں اور آپؑ کے قاتلوں پر لعنت و نفرین کریں۔ بعدازیں دو رکعت نماز ادا کریں۔ اس عمل کو دن کے آغاز میں ادا کریں۔ پھر امامؑ پر گریہ کریں جو اہلِ خانہ ہیں ان کو بھی گریہ کا حکم دیں۔ اپنے گھر میں مجلسِ عزا برپا کریں۔ دوسرے لوگوں کو بھی امام حسینؑ کی تعزیت پیش کریں۔ اگر وہ لوگ اس طرح کریں جیسا میں نے ابھی کہا ہے، میں ضامن ہوں اس نے ثواب واجر کا جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے۔

پھر میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! واقعی آپ امر ثواب واجر کی ضمانت لیتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں میں ضامن ہوں۔

میں نے عرض کیا: ہم آپس میں ایک دوسرے کو کس طرح تعزیت کریں؟

آپؑ نے فرمایا: اس طرح کہو: اَعْظَمَ اللّٰہُ اُجُوْرَنَا بِمُصَابِنَا بِالْحُسَیْنِ وَجَعَلَنَا وَ اِیَّاکُمْ مِنَ الطَّالِبِیْنَ بِثَارِہٖ مَعَ وَلِیِّہِ الْاِمَامِ الْمَھْدِیِّ مِنْ آلِ

Presented by Ziaraat.Com

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ممکن ہو تو اس دن اپنی حاجات کے لیے اپنے گھر سے نہ نکلو، کیونکہ یہ دن حاجات کے لیے نحس ہے، کیونکہ اسی دن حوائج پوری نہیں ہوتیں۔ اگر حوائج پوری بھی ہو جائیں تو ان میں برکت نہ ہوگی۔ اس دن کوئی چیز اپنے گھر کے لیے ذخیرہ نہ کرو۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو برکت نہیں ہوگی۔

پس جو کچھ ابھی بیان ہوا ہے اگر کوئی ایسا عمل کرے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں ہزار ہزار حج اور ہزار ہزار عمرہ اور ہزار ہزار جہاد کا ثواب لکھا جائے گا۔ یہ حج و عمرے اور جہاد اس صورت میں جو حضرت رسول اکرم کی اقتداء میں ادا کیے گئے ہوں۔ مزید برآں اس کے نامۂ اعمال میں ہر پیغمبر، ہر رسول، ہر صدیق، ہر شہید چاہے ان پر طبعی موت آئی ہو یا شہید کیے گئے ہوں روزِ اوّل سے لے کر قیامت تک ان پر جو مصائب گزرے ہیں اور جو ثواب انھیں ملا ہے وہی ثواب اس شخص کو ملے گا۔

زیارت ماہِ رجب میں

①...... کامل الزیارات، ص ۱۸۲ بزنطی سے روایت ہے میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کس ماہ میں زیارت امام حسینؑ کرنی چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا: نیمہ رجب اور نیمہ شعبان۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۶، حدیث ۱۴، ۲۳)

②...... بشیر دھان کی روایت ہے، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی ماہ رجب کے اوّل میں زیارت کرے گا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۷، حدیث ۲۱)

③...... بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۷، حدیث ۲۵، بزنطی راوی سے حضرت امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں میں نے سوال کیا: زیارت کا کون سا وقت افضل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نیمہ رجب اور نیمہ شعبان۔ (کامل الزیارات، ص ۱۸۲، بتفاوت)

Presented by Ziaraat.Com

زیارت نیمہ شعبان

①...... کامل، ص ۱۷۹، ہارون بن خارجہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جب نیمہ شعبان ہوتا ہے تو اُفقِ اعلیٰ سے ایک ندا بلند ہوتی ہے: اے زائر! اب واپس لوٹ جاؤ تمہارے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ تمہارا ثواب واجر اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۴، حدیث ۵)

②...... ابو بصیر نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی اور ابی حمزہ نے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی۔ اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس کے ساتھ مصافحہ کریں پس اُسے چاہیے کہ وہ نیمہ شعبان امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرے، کیونکہ تمام پیغمبروں کی ارواح نیمہ شعبان کو اللہ تعالیٰ سے زیارت امام حسینؑ کی اجازت لیتی ہیں تو انھیں اجازت ملتی ہے اور وہ وہاں تشریف لاتی ہیں اور زیارت کرتی ہیں۔ ان پیغمبروں میں پانچ اُولوا العزم بھی ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ وعیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے عرض کیا: اولوالعزم کا معنی کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اس کا معنی ہے شرق وغرب اور جن وانس کے لیے مبعوث ہونا۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۳، حدیث ۲)

③...... کامل الزیارات، ص ۱۸۰ صافی برقی سے روایت ہے اُس نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی تین سال متواتر نیمہ شعبان کو زیارت کرے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔
(بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۴، حدیث ۷)

④...... داؤد رقی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی آدمی نیمہ شعبان امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو اُس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور آئندہ سال اُسے توفیق ملتی ہے جس سے وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ جب وہ دوبارہ زیارت کے لیے آتا ہے تو اُس کے درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۴، حدیث ۹)

۵...... عبدالرحمٰن بن حجاج راوی ہیں یا اُس کا غیر ہے جس کا نام حسین ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جو شخص تین راتوں میں سے کسی رات امام حسینؑ کی زیارت کرے خداوند اُس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں وہ تین راتیں کون سی ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: شب فطر، شب قربان، شب نیمہ شعبان۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۴، حدیث ۱۰)

۶...... کامل الزیارات، ص ۱۸۱، یونس بن ظبیان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہر وہ شخص جو نیمہ شعبان و شب فطر و شب عرفہ میں امام حسینؑ کی زیارت کرے تو خداوند اُس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار حج مقبول، ایک ہزار عمرہ مقبول کا ثواب لکھتا ہے اور ایک ہزار حوائج دنیوی اور اُخروی بَر لاتا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۵، حدیث ۱۱)

۷...... زید شحام نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی نیمہ شعبان کو زیارت کرے تو اُس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور آئندہ نیکی کی توفیق دے دی جاتی ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۳، حدیث ۱)

۸...... یونس بن یعقوب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: اے یونس! خداوند تعالیٰ ہر اُس مومن کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جو نیمہ شعبان کی شب امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے، اُسے کہہ دیا جاتا ہے، اب اپنے اچھے عمل کا دوبارہ آغاز کر۔

۹...... اقبال، ص ۷۱۱، بحار، ج ۱۰۱، ص ۹۸، حدیث ۲۷ برقی سے روایت

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: جب کوئی آدمی نیمہ شعبان کی شب امام حسینؑ کی زیارت کرے تو اس کا کیا اجر ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی ایسا کرے اور اللہ کی رضا کے لیے کرے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ چاہے اس کے گناہ بھیڑوں کے ریوڑ کے بالوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

جب آپؑ سے کہا گیا قربان جاؤں کیا اتنے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے یہ اجر بہت زیادہ ہے؟ نہیں، یہ کچھ بھی نہیں۔ اصل بات تو یہ ہے آپ کی زیارت خدا کے عرش کی زیارت ہے۔

⑩...... بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۰۰، حدیث ۲۵، امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص امام حسینؑ کی نیمہ شعبان زیارت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار حج کا ثواب لکھتا ہے۔

زیارت در ماہِ رمضان وشب قدر وشب فطر

①...... کامل الزیارات، ص ۱۸۳ ابی الصباح کنانی سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب شب قدر آتی ہے اور اس کا ماحول پوری کائنات پر چھا جاتا ہے تو بطنان عرش سے منادی ندا بلند کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ہر اس شخص کے گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس رات امام حسینؑ کی زیارت کرے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۶، حدیث ۱۸)

②...... کامل، ص ۳۲۰، حدیث ۷، محمد بن فضل راوی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص ماہِ رمضان میں قبر امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے اور دورانِ سفر فوت ہو جاتا ہے تو اس کا حساب کتاب نہیں ہوگا وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۷، حدیث ۳۰)

Presented by Ziaraat.Com

③ــــ اقبال، ص ۱۰۰، امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اگر کوئی ماہ رمضان میں امام حسینؑ کی زیارت کرے تو اس کا اجر کیا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی زیارت کرے اور خشوع و خضوع اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنا محاسبہ کرنا چاہتا ہو اور ان تین راتوں میں کسی ایک رات میں زیارت کرے۔ شعبان کی پہلی رات اور شب نیمہ شعبان اور شعبان کی آخری رات تو اس کے تمام گناہ اسی طرح اس کے دامن سے جھڑتے ہیں جیسے تند و تیز ہوا میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ یا پھر وہ گناہوں سے اس طرح پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہے جیسے شکم مادر سے پیدا ہونے والا بچہ مزید برآں اس کے نامۂ اعمال میں ایک حج اور عمرہ کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے۔ دو فرشتے اس کو آواز دیتے ہیں جن کی آواز کو سوائے جن و انس کے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سنتی ہے۔ ان میں سے ایک کہتا ہے: اے بندۂ خدا! تو ہر قسم کے گناہ سے پاک ہو گیا ہے۔ اب پاکیزہ زندگی کا آغاز کر۔ دوسرا کہتا ہے: اے عبد خدا! تو نے ایک عظیم کام کیا ہے۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہو تیرے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۹، حدیث ۲۹)

④ــــ اقبال، ص ۲۱۲، عبد العظیم حسنی نے ابو جعفر ثانی سے روایت کی، آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص تئیس ماہ رمضان کی شب امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے۔ اکثر طور پر اس شب میں اُمید کی جا سکتی ہے کہ یہ شب قدر ہو تو اس کے ساتھ تمام پیغمبران اور چار ہزار ملائکہ مصافحہ کرتے ہیں کیونکہ وہ سب اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر کربلا میں زیارت کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۰۰، حدیث ۳۶۔ ملک کا ذکر بحار میں نہیں ہے)۔

⑤ــــ اقبال، ص ۲۱۳، ابی صباح کنانی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی جب شب قدر ہوتی ہے تو آسمان ہفتم سے بطن عرش سے ندا ہوتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کوئی ہے جو اس شب امام حسینؑ کی زیارت کرے تا کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۰۰، حدیث ۳۴)

⑥...... بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۰۱، حدیث ۳۹، امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: تین راتیں ایسی ہیں اگر کوئی ان میں امام حسینؑ کی زیارت کرے تو اُس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آئندہ اس کی معنوی توفیقات بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تین راتیں یہ ہیں: شب نیمہ شعبان، ستیں ماہِ رمضان کی شب اور شب عیدالفطر۔

⑦...... کامل، ص ۱۸۰، حدیث ۶، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص ان تین راتوں میں امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو اُس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، آئندہ کے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا: وہ تین راتیں کیا ہیں؟ فرمایا: شب فطر، شب ضحیٰ و شب نیمہ شعبان۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۴، حدیث ۱۰)

⑧...... کامل، ص ۱۸۱، یونس بن ظبیان راوی ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص ایک سال میں شب نیمہ شعبان و شب فطر و شب عرفہ میں امام حسینؑ کی زیارت کرے تو خداوند تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار حج مقبول اور ایک ہزار عمرہ مقبول کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اور اُس کی ہزار حاجت دنیوی اور اُخروی بَر لاتا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۹۵، حدیث ۱۱)

تارک زیارت امام حسینؑ

①...... کامل الزیارات، ص ۱۹۳، سیف بن عمیرہ راوی ہیں، ایک آدمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی ہمارا شیعہ امام حسینؑ کی زیارت کے لیے نہیں جاتا تو وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے حالانکہ وہ اپنے آپ کو شیعہ گمان کرتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ اگر اُسے جنت مل بھی جائے تو وہ صرف وہاں بطور مہمان کے رہے گا اس کا وہاں گھر نہیں ہوگا۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۲، حدیث ۱۵)

(۲)...... محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی ہمارا شیعہ امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لیے نہیں جاتا تو اُس کا ایمان ناقص ہے اور اس کا دین بھی ناقص ہے۔ اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی گیا تو اس کا مقام سب سے کم ہوگا۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴، حدیث ۱۳)

(۳)...... بکر بن حضرمی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ وہ اہلِ جنت سے ہے یا نہیں تو اُسے چاہیے کہ ہماری محبت اپنے دل کو پیش کرے۔ اگر وہ قبول کرے تو سمجھ لے وہ جنتی ہے اگر قبول نہ کرے تو جہنمی ہے، جو ہمارا دوست ہے تو وہ امام حسینؑ کی زیارت کی رغبت رکھتا ہے۔ پس جو شخص امامؑ کا زائر ہے، وہ اہلِ بہشت سے ہے۔ جو شخص امام حسینؑ کا زوار نہیں ہے تو اس کا ایمان ناقص ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۴، حدیث ۱۶)

(۴)...... ہارون بن خارجہ سے روایت ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: اگر کوئی شخص کسی عذر کے بغیر امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے تو اس کا کیا بنے گا، آپؑ نے فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۵، حدیث ۱۷)

(۵)...... کامل الزیارات، ص ۱۹۳، علی بن میمون راوی ہیں، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، اگر تم میں سے کوئی آدمی ہزار حج کرے اور امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے تو اُس نے ہر صورت میں خدا کے حق کو ترک کیا ہے۔ جب آپ سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کا حق ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۵، حدیث ۱۸)

(۶)...... ہشام بن سالم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا ایک

Presented by Ziaraat.Com

آدمی امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کی کوئی رغبت نہیں رکھتا تو اس کے بارے آپ کیا فرمائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن وہ حسرت کرے گا۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۵، حدیث ۱۹)

⑦...... کامل الزیارات، ص ۱۲۸، حلبی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: آپؑ اس آدمی کے بارے میں کیا فرمائیں گے جو امام حسینؑ کی زیارت کا تارک ہے، حالانکہ وہ اس امر پر قادر ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اُس نے رسولؐ اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اُس نے اپنے مال کو سبک خیال کیا ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۲، حدیث ۵)

⑧...... کامل، ص ۱۲۲، حدیث ۴، عبدالرحمن بن کثیر، جو امام محمد باقر علیہ السلام کے غلام تھے، راوی ہیں: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میں کوئی آدمی ہر سال حج کرے اور امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے تو اُس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حق کو ترک کیا ہے۔ امام حسینؑ کی زیارت ان کے حق کی وجہ سے خدا کی طرف سے فریضہ ہے، جو ہر مسلمان کے لیے ثابت ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳، حدیث ۱۰)

فضیلت کربلا و خاکِ کربلا

①...... بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۰۶، حدیث ۳، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ زمینِ کعبہ نے ازراہ فخر کہا تھا، میری مثل کون ہو سکتا ہے۔ میری پشت پر خانہ خدا بنا ہوا ہے۔ پوری دنیا کے لوگ دُور دراز کا سفر طے کر کے میری زیارت کے لیے آتے ہیں میں اللہ کا حرم ہوں، میں امن کی جگہ ہوں۔

خداوند تعالیٰ نے وحی فرمائی: بس کر اور خاموش ہو جا، تیرے تمام فضائل زمینِ کربلا کی مرہونِ منت ہیں۔ تیری مثال کربلا کے سامنے ایسی ہے جیسے دریا میں سوئی کو ڈبویا اور پھر باہر نکالا جائے اس پر جتنا پانی آتا ہے اس پانی کی دریا سے کیا نسبت

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ اگر خاکِ کربلا نہ ہوتی تو میں تمہیں یہ فضیلت نہ دیتا۔ وہ جو کربلا میں مدفون ہے اگر وہ نہ ہوتے تو تجھے میں خلق نہ کرتا اور نہ اس گھر کو پیدا کرتا جو تیری پشت پر ہے جس کی وجہ سے تو فخر کر رہی ہے۔ پس تکبر نہ کر، تواضع اختیار کر۔ اپنے آپ کو زمین کربلا سے افضل مت جان۔

(۲)...... کامل، ص ۱۰۷، حدیث ۵، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کربلا کی زمین کو کعبہ کی زمین سے چار ہزار سال قبل خلق فرمایا اور اُسے مبارک اور مقدس بنایا۔ زمینِ کربلا باقی مخلوق کی تخلیق سے قبل مقدس اور مبارک تھی اور مبارک ہے اور مبارک رہے گی۔ اسی زمین کو اُٹھا کر جنت میں رکھ دیا جائے گا۔ خداوند تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کا ٹھکانہ اسی زمین میں بنائے گا۔

(۳)...... کامل، ص ۱۰۸، حدیث ۱۰، امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارضِ کربلا کو اپنا حرمِ امن بنایا۔ کعبہ کی زمین سے قبل خلق فرمایا اور اُسے مبارک اور مقدس زمین بنایا۔ (تاریخی) اعتبار سے اس کی تخلیق کعبہ کی تخلیق سے چوبیس ہزار سال پہلے ہے۔ جب قیامت کے روز زمین کو زلزلے آئیں گے۔ زمینِ کربلا جو نورانی زمین ہے، کو اُٹھا کر بہشت میں رکھ دیا جائے گا۔ جنت میں اسی سرزمین پر پیغمبرانِ مرسل یا پیغمبرانِ اُولوالعزم کے مسکن بنائے جائیں گے۔ بہشت میں یہ ارضِ کربلا اس طرح چمکے گی جیسے نورانی ستارے چمکتے ہیں۔ اس کی روشنی سے جنت کے باغات روشن ہوں گے۔ اس کی تیز روشنی سے اہلِ جنت کی آنکھیں خیرہ ہوں گی۔ اس وقت زمینِ کربلا آواز بلند کرے گی۔ خداوند تعالیٰ کی پاک و پاکیزہ سرزمین میں ہوں جس کی گود میں سید شہداء اور جوانانِ جنت کے سردار کو رکھا گیا۔

(۴)...... بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۰۸، حدیث ۱۳، امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: غاضریہ (کربلا) وہ بقعہ ارض ہے جہاں جناب موسیٰؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے خدا سے کلام کیا۔ نوحؑ نے یہاں مناجات کی۔ یہ زمین اللہ کے نزدیک عظیم ترین زمین ہے۔ اگر یہ سرزمین اتنی پُرعظمت نہ ہوتی تو خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں اور فرزندانِ پیغمبر کو اس کے سپرد نہ فرماتا۔ پس ہماری قبور کی زیارت کرنا ہے تو غاضریہ میں زیارت کرو۔

۵...... کامل الزیارات، ص ۱۰۹، حدیث ۱۴، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: غاضریہ کی خاک بیت المقدس کی خاک ہے۔

۶...... حدیث ۱۵، امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء کے توسط سے حضرت امیر المومنینؑ سے اور انھوں نے رسولؐ اللہ سے روایت کی، آپؐ نے فرمایا: میرا فرزند اس مٹی میں دفن کیا جائے گا۔ وہ مٹی اس زمین کی ہوگی جس کو کربلا کہا جاتا ہے۔ یہ وہ بقعہ ہے جہاں قبۃ الاسلام ہے اور اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے جناب نوحؑ پر ایمان لانے والوں کو نجات دی تھی۔

۷...... فضل بن یحییٰ نے اپنے باپ سے سنا اُس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: کربلا کی زیارت کرو اور اس کی زیارت کو ترک مت کرو۔ یہاں انبیاءؑ کی بہترین اولاد دفن ہے۔ ملائکہ کربلا کی زیارت کرتے ہیں جب سے میرے دادا امام حسینؑ وہاں دفن ہوئے اس روز سے کوئی رات ایسی نہیں آئی کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ زیارت کے لیے نہ آتے ہوں۔ اے یحییٰ! ہمیشہ اس امر کی تجدید کرتے رہنا اس کام کو کبھی ترک نہ کرنا۔

۸...... صفوان جمال سے روایت کی گئی ہے وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، خداوند تعالیٰ نے جب بعض زمینوں کو بعض پر فضیلت بخشی ہے تو بعض نے اپنے مدمقابل زمینوں پر فخر کیا۔ کوئی زمین اور کوئی آب ایسا نہیں جس پر اللہ تعالیٰ کا عتاب نازل نہ ہوا ہو۔ اس لیے عتاب نازل ہوا کہ اس کے سامنے جھکے

Presented by Ziaraat.Com

رہیں تا کہ مشرکین کعبہ پر مسلط نہ ہو جائیں اور کڑوا پانی آبِ زمزم پر مسلط نہ ہو جائے کہ کہیں اس کا پانی کڑوا اور فاسد نہ ہو جائے۔

لیکن یہ حقیقت ہے ارضِ کربلا اور آبِ فرات میں وہ پہلی سرزمین اور وہ پہلا پانی ہے جن کو خدا تعالیٰ نے مقدس بنایا اور مبارک کیا۔ خداوند تعالیٰ نے اس زمین اور پانی کو حکم دیا تمہیں ہر طرح سے فضیلت دی گئی ہے۔ تکلم کر تو اس زمین نے تکلم کیا۔ میں وہ سرزمین ہوں جس کو خداوند تعالیٰ نے مقدس بنایا، میری خاک میں شفا رکھی اور میرے پانی میں بھی شفا رکھی۔ اس بات پر میں تکبر نہیں کرتی بلکہ اپنے خالق کے سامنے ہمیشہ خضوع و خشوع میں رہوں گی۔ اُس ذات نے مجھے یہ فضیلت بخشی ہے اور جو زمین مجھ سے پست ہے اُس پر میں فخر کروں گی بلکہ اللہ کا شکر ادا کروں گی"۔

خداوند تعالیٰ نے اس کے تواضع اور شکر کی وجہ سے امام حسینؑ اور ان کے اصحاب گرامی قدر کے ذریعے اور مزید عزت بخشی اور فضیلت عطا فرمائی۔ آپ نے بعد ازیں فرمایا: جو شخص اپنے اللہ کے سامنے تواضع کرتا ہے خداوند تعالیٰ اُسے بلند کرتا ہے، جو تکبر کرتا ہے اُسے زمین پر دے مارتا ہے۔

(۹)...... کافی، ج ۴، ص ۵۸۸ و تہذیب، ج ۶، ص ۷۱ و بحار، ج ۱۰۱، ص ۱۱۰ و کامل، ص ۲۷۲، حدیث ۴، اسحاق بن عمار راوی ہے اُس نے کہا: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کا روضہ مبارک کی خاص جگہ وہ محترم مقام ہے جس کسی کو اُس کی معرفت عطا کی گئی ہے۔ اگر وہ وہاں پناہ لے تو اُسے پناہ ملتی ہے۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں وہ جگہ بیان فرمائیں جہاں پناہ ملتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اب جہاں یہ مبارک قبر ہے اس کے چاروں اطراف پانچ پانچ ہاتھ کا جو فاصلہ بنتا ہے یہی وہ محترم مقام ہے۔ یہ جائے قبر جس دن آپ دفن ہوئے جنت کے باغات میں سے ایک باغ تھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے زائرین کے اعمال کو

Presented by Ziaraat.Com

آسمان کی طرف معراج نصیب ہوتی ہے۔ آسمانوں میں نہ کوئی ایسا فرشتہ ہے اور نہ کوئی نبی مرسل جس نے اللہ تعالیٰ سے آپ کی قبر کی زیارت کی اجازت نہ لی ہو۔ اس لیے آسمان سے وہ فوج در فوج آرہے ہیں اور جارہے ہیں۔

⑩...... بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۱۱، حدیث ۲۵، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قبر امام حسینؑ کا جو سب سے زیادہ محترم مقام ہے وہ آپ کی قبر کے چہار جانب ایک ایک فرسخ کا فاصلہ ہے۔

⑪...... کامل، ص ۲۷۲، حدیث ۳، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حریم قبر حسینؑ چاروں طرف پانچ پانچ فرسخ کی مسافت ہے۔

⑫...... کامل، ص ۲۸۲، حدیث ۹، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حریم قبر حسینؑ چاروں اطراف ایک ایک فرسخ کا فاصلہ ہے۔ (بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۱۴، حدیث ۳۵)

مرحوم مجلسیؒ فرماتے ہیں: آپ کا یہ کہنا بطور تکرار اس بات پر دال ہے کہ آپ کا "حریم" قبر کے ہر طرف ایک ایک فرسخ ہے، پس فی "مع" کے معنی میں ہے۔

بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۱۴، صاحب مصباح نے نقل کیا ہے۔ قبر شریف کے حدود کی روایات کا اختلاف بحسب مراتب فضل ہے۔ مثلاً دور تر از تمام حدود وہ پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے اور نزدیک تر ایک فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ان تمام سے اشرف ایک فرسخ میں پچیس ذراع ہیں۔ پھر ان میں سے اشرف بیس ذراع ہیں اور پھر ان سے اشرف وہ بیس ذراع ہیں جس میں قبر شریف ہے۔ یہ ہے صاحب مصباح کے فرمان کا خلاصہ۔

فضیلت تربت امام حسینؑ

①...... کافی، ج ۴، ص ۵۸۸، ابن ابی یعفور سے روایت ہے میں نے

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور عرض کیا: اس مسئلہ کی سمجھ نہیں آتی، ایک آدمی امام حسینؑ کی قبر شریف کی خاک لیتا ہے تو اُسے فائدہ ہوتا ہے۔ ایک دوسرا آدمی لیتا ہے اُسے فائدہ نہیں ہوتا؟ آپؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہوسکتا جب کوئی آدمی عقیدت کے ساتھ لیتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کے توسط سے اُسے نفع دیتا ہے۔

(۲)...... تہذیب، ج ۶، ص ۷۲، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسینؑ کی قبر کی تربت کا فاصلہ ہر طرف دس میل ہے۔

(۳)...... کامل، ص ۲۷۰، حسن بن ابی العلا نے کہا: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اپنے بچوں کے منہ میں خاک شفا لگاؤ، یہ ہر بیماری سے امان دیتی ہے۔

(۴)...... کافی، ج ۴، ص ۵۸۸ و تہذیب، ج ۶، ص ۷۴، سلیمان بن عمر سراج نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے کسی صحابی سے سنا اور اُس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کی قبر کی خاک شفا قبر اور ستر ذراع کے درمیان سے لی جاسکتی ہے۔

(۵)...... کافی، ج ۴، ص ۵۸۸، حدیث ۴، یونس بن ربیع نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کے سر مبارک کے قریب جو خاک ہے سرخ رنگ کی وہ سوائے موت کے ہر درد کی دوا ہے۔ راوی کہتا ہے: جب میں نے یہ حدیث سنی تو میں آپ کے سر مبارک کی طرف آیا اور زمین کھود کر مٹی نکالی تقریباً ایک سُرخ رنگ کا ٹکڑا لیا اور میں اُسے کوفہ لے گیا، پانی میں ملا کر جس مریض کو بھی دیا، اُس نے شفا پائی۔

(۶)...... کافی، ج ۴، ص ۵۸۸، حدیث ۷ میں فرمان ہے، امام حسینؑ کی قبر کی خاک سے سجدہ گاہ بنانے کا فرمودہ طریقہ یہ ہے: اگر اس طریقہ کے ساتھ مہر بنائی

Presented by Ziaraat.Com

جائے تو وہ اپنے تمام اثرات کی حامل ہوگی۔ جب خاک لو تو اس پر سورۂ قدر کی تلاوت کرو۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس خاک پر پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ بِحَقِّ هٰذِهِ التُّرْبَةِ وَبِحَقِّ الْبُقْعَةِ الطَّيِّبَةِ ، وَبِحَقِّ الْوَصِيِّ الَّذِي تُوَارِيْهِ وَبِحَقِّ جَدِّهٖ وَ اَبِيْهِ وَ اُمِّهٖ وَاَخِيْهِ ، وَالْمَلَائِكَةِ الَّذِيْنَ يَحُفُّوْنَ بِهٖ وَالْمَلَائِكَةِ الْعُكُوْفِ عَلٰى قَبْرِ وَ لِيِّكَ يَنْتَظِرُوْنَ نَصْرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اِجْعَلْ لِيْ فِيْهِ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَ اَمَانًا مِنْ كُلِّ خَوْفٍ وَ عِزًّا مِنْ كُلِّ ذُلٍّ وَاَوْسِعْ بِهٖ عَلٰى فِيْ رِزْقِيْ وَاَصِحَّ بِهٖ جِسْمِيْ

"اللہ کے نام کے ساتھ اس خاک اور اس بقعہ پاک اور وصی جو اس کے اندر اور اس کے جد اور اُس کے والد گرامی، اس کی والدہ معظمہ، اُس کے بھائی اور ان ملائکہ کا واسطہ جو یہاں آتے ہیں یا وہ ملائکہ جو یہاں مقیم ہیں اور اس کی نصرت کے منتظر ہیں اس میں میرے لیے ہر بیماری سے شفا بنا اور ہر خوف سے محفوظ فرما اور ذلت سے بچا اور اس کے ذریعے رزق وسیع فرما اور میرے جسم کو صحت عطا فرما"۔

⑦......فقیہ، ج ۲، ص ۳۶۲، حدیث ۲، امام ششم کا فرمان ہے: جب تم خاکِ شفا حاصل کرو اور اُسے کھانا چاہو تو یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ التُّرْبَةِ الْمُبَارَكَةِ وَرَبَّ الْوَصِيِّ الَّذِيْ وَارَتْهُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْهُ عِلْمًا نَافِعًا وَ رِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ

Presented by Ziaraat.Com

(۸)...... تہذیب، ج ۶، ص ۷۴، حدیث ۱۴، و ج ۹، ص ۸۹، حدیث ۱۱۵، کافی، ج۶، ص ۲۶۵، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اس لیے مٹی کو اُس پر اور اُس کی اولاد پر حرام قرار دیا۔ میں نے عرض کیا: امام حسینؑ کی قبر کی خاک کے بارے میں آپ کا کیا فرمان ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جب حرام ہے لوگوں کا اپنا گوشت کھانا تو کیا ہمارا گوشت کھانا ان پر حلال ہوگا؟ ہاں صرف چنا برابر کھانے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۹)...... تہذیب، ج ۶، ص ۸۴، حدیث ۱۵، راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور عرض کیا: مولا! میں اکثر مریض رہتا ہوں، کوئی دوا موثر نہیں ہوتی۔ آپؑ نے فرمایا: تو خاکِ شفا سے کیوں غافل ہے جو ہر درد کی دوا ہے اور ہر خوف سے امن ہے۔ جب تو خاکِ شفاء کو کھانا چاہے تو یہ دعا پڑھ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الطِّیْنَةِ وَبِحَقِّ الَّذِیْ
اَخَذَهَا وَبِحَقِّ النَّبِیِّ الَّذِیْ قَبَضَهَا وَبِحَقِّ الْوَصِیِّ الَّذِیْ
حَلَّ فِیْهَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَهْلِ بَیْتِهٖ وَاجْعَلْ فِیْهَا
شِفَآءً مِنْ كُلِّ دَآءٍ وَّاَمَانًا مِنْ كُلِّ خَوْفٍ

وہ فرشتہ جس نے اس خاک سے مٹی بھری تھی وہ جناب جبرئیلؑ تھے اور اُس نے پیغمبر اکرمؐ کو اس مٹی کی نشاندہی کی تھی اور عرض کیا: یہ خاک تمہارے فرزند کی ہے تمہارے بعد اُمت انھیں شہید کردے گی۔ وہ پیغمبر جس نے یہ خاک لی تھی وہ حضرت محمدؐ تھے۔ دعا میں جس وصی کا ذکر ہے وہ وصی امام حسینؑ ہیں۔ جو نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں اور سید الشہداء ہیں۔

راوی نے عرض کیا: اے میرے آقا! یہ خاک ہر درد کے لیے شفا ہے لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آتی جو آپؑ نے فرمایا: ہر خوف سے یہ خاک باعثِ امن ہے۔ آپؑ

Presented by Ziaraat.Com

نے فرمایا: جب تمھیں کسی بادشاہ یا کسی اور کا خوف ہو تو گھر سے نکلتے وقت اس خاک کو اپنے پاس رکھو۔ جب اس خاک کو اپنے پاس رکھنا چاہو تو کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہِ الطِّیْنَۃَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ وَلِیِّکَ وَابْنُ وَلِیِّکَ اَخَذْتُھَا حِرْزًا لِمَا اَخَافُ وَمَا اَخَافُ

جب تو اس طرح کرے گا تو تجھے کسی سے خوف کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

راوی کہتا ہے: اس دن کے بعد میں نے اپنی زندگی کا معمول بنا لیا اور ہمیشہ ہر امر میں خاکِ شفا سے استفادہ کرنے لگا۔ میرا خدا جانتا ہے اس دن سے ہر بیماری سے بھی نجات مل گئی ہے اور ہر خوف و پریشانی سے بھی چھٹکارا مل گیا ہے۔

⑩...... کافی، ج ۶، ص ۲۶۵، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر قسم کی مٹی کا کھانا حرام ہے۔ جیسے خنزیر، اگر کوئی شخص مٹی کھائے اور مر جائے تو میں اُس پر نماز نہیں پڑھوں گا۔ لیکن خاکِ شفاء قبر امام حسینؑ کا کھانا ہر درد کی دوا ہے لیکن اگر کسی نے خاک شفاء کا کھانا عادت بنا لیا تو اُسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

⑪...... بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۱۸، حدیث نمبر ۱، میتب بن زہیر راوی ہیں: جب امام موسیٰؑ کاظم کو زہر دے دی گئی تو آپؑ نے مجھے فرمایا: کیا تیرے پاس ہماری خاک ہے کیونکہ ہر خاک کا کھانا حرام ہے مگر میرے جد امام حسینؑ کی قبر کی خاک کا کھانا شفاء ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس خاک کو ہمارے شیعوں اور ہمارے دوستوں کے لیے شفا بنایا ہے۔

⑫...... ص ۱۱۹، حدیث ۴، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے میرے دادا امام حسین علیہ السلام کی قبر کی خاک کو ہر درد کی دوا اور بدامنی کے لیے امن قرار دیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جب کوئی آدمی اس خاک کا بوسہ لینا چاہے یا آنکھوں پر لگانا

Presented by Ziaraat.Com

چاہے اور اپنے جسم پر ملنا چاہے تو کہے:

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ ھٰذِہِ التُّرْبَۃِ وَبِحَقِّ مَنْ حَلَّ بِھَا وَثَوٰی فِیْھَا وَبِحَقِّ أَبِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَخِیْہِ وَالْاَئِمَّۃِ مِنْ وُلْدِہٖ وَبِحَقِّ الْمَلَائِکَۃِ الْحَافِّیْنَ بِہٖ اِلَّا جَعَلْتَھَا شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَبُرْءً مِنْ کُلِّ مَرَضٍ وَنَجَاۃً مِنْ کُلِّ آفَۃٍ وَحِرْزًا مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ

راوی ابواسامہ کہتے ہیں: اس طریقہ کے ساتھ جب کبھی میں نے خاکِ شفا کو استعمال کیا کوئی پریشانی نہیں دیکھی۔

⑬...... کامل، ص ۱۱۹، حدیث ۶ جب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: آقا! یہ فرمائیں خاکِ شفاء حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: انگلی کا سر خاک کی طرف لے جائیں اور چنے برابر لیں، پہلے بوسہ دیں، آنکھوں پر رکھیں اور مذکورہ دعا پڑھیں۔

⑭...... کامل، ص ۱۲۲، حدیث ۱۰، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی مریض امام حسینؑ کے حق کا عارف ہو بمقدار سر انگشت خاک سے لے اُس کے لیے دوا ثابت ہوگی۔

⑮...... کامل، ص ۱۲۳، حدیث ۱۸، امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، امام حسین علیہ السلام کی قبر کی خاک ہر درد کی دوا ہے اور یہ دوا دواءِ اکبر ہے۔

⑯...... کامل، ص ۱۸۰، حدیث ۸ و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۲۶، حدیث ۳۲، مرحوم محدث قمی نے مفاتیح الجنان، ص ۴۷۱ پر ابوحمزہ ثمالی سے روایت کی ہے، میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سوال کیا: قربان جاؤں ہمارے اصحاب حائر حسینی سے خاک لیتے ہیں اور اپنی بیماری سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ

Presented by Ziaraat.Com

فرمائیں قبر شریف کے کس فاصلے پر خاکِ شفاء موجود ہوتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: قبر مبارک سے لے کر چار میل کے فاصلے تک ہر چہار اطراف خاکِ شفاء حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی اثر ہے میرے جدامجد رسولؐ خدا کا اور اس طرح سے امام علی علیہ السلام کی قبر مبارک کا اثر ان کی قبور کی خاک سے حاصل کرو جو ہر درد کی دوا ہے اور ہر خوف سے ڈھال ہے۔ سوائے دعا کے کوئی اور چیز اس خاک کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور نہ عوض ہوسکتی ہے۔ جو چیز اس کو فاسد کرتی ہے وہ نامناسب برتن ہوتا ہے۔ یا عقیدت کا فساد، جس کی وجہ سے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ جو لوگ یقین کی منزل پر آ کر اپنا علاج کرتے ہیں انھیں یقیناً شفا ملتی ہے، اور یہ شفا اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے ملتی ہے جس کے بعد انسان کسی اور کا محتاج نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ خاکِ شفا کو شیاطین اور کافر جن بھی فاسد کرتے ہیں۔ وہ اس تربت کو اپنے جسموں پر ملتے ہیں جس کی وجہ سے اثر جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ شیاطین اور کافر جن انسانوں سے حسد کرتے ہیں اس لیے وہ انسان کی حاصل کردہ خاک کو بے اثر بنانے کے لیے اپنے جسموں پر مل لیتے ہیں اور اُس کی خوشبو ختم ہوجاتی ہے۔

یہ حقیقت ہے جب حائر حسینی سے مٹی لی جارہی ہوتی ہے تو شیاطین کی ایک کثیر تعداد وہاں کمربستہ تیار کھڑی ہوتی ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اُس مٹی کو بے اثر بنائیں قسم بخدا، جونہی یہ خاک جس کے ہاتھوں میں آتی ہے تو یہ اُس سے لے کر اپنے جسموں پر ملنا چاہتے ہیں۔ ملائکہ کی موجودگی انھیں حائر میں داخل نہیں ہونے دیتی۔ اگر وہ خاک شیاطین اور کافر جنوں سے محفوظ رہ جائے تو اُس کے استعمال سے فوراً شفا ملتی ہے۔ اس کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے اس خاک کو مخفی رکھو اور اس پر اللہ کا ذکر کرتے رہو۔

مجھے بتایا گیا ہے بعض لوگ یہ خاک حاصل کرتے ہیں لیکن اس کی جو اہمیت

Presented by Ziaraat.Com

ہے اس کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ بعض لوگ تو اونٹ اور خچر کے توبرے میں ڈال دیتے ہیں اور بعض لوگ کھانے پینے کے عام برتنوں میں ڈال دیتے ہیں جس کی وجہ سے اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ عام بوریوں اور خرجین میں ڈال دیتے ہیں۔ اس توہین کے ساتھ وہ کیسے شفاء حاصل کریں گے۔ اس بے یقینی کی کیفیات کے ساتھ سارا عمل فاسد ہو جاتا ہے۔

⑱...... کامل، ص ۲۸۳، ابوحمزہ ثمالی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: جب تمہارا ارادہ خاک شفا کے حصول کا ہو تو سب سے پہلے سورۂ حمد پڑھو، پھر معوذتین پڑھو، پھر سورۂ توحید، سورۂ قدر، سورۂ یٰسین اور آیت الکرسی پڑھو۔ پھر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَأَمِيْنِكَ وَبِحَقِّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَبِحَقِّ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَزَوْجَةِ وَلِيِّكَ وَبِحَقِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَبِحَقِّ الْأَئِمَّةِ الرَّاشِدِيْنَ وَبِحَقِّ هٰذِهِ التُّرْبَةِ وَبِحَقِّ الْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ بِهَا وَبِحَقِّ الْوَصِيِّ الَّذِيْ حَلَّ فِيْهَا وَبِحَقِّ الْجَسَدِ الَّذِيْ تَضَمَّنَتْ وَبِحَقِّ السِّبْطِ الَّذِيْ ضَمَّنَتْ وَبِحَقِّ جَمِيْعِ مَلَائِكَتِكَ وَأَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ لِيْ هٰذَا الطِّيْنَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَلِمَنْ يَسْتَشْفِيْ بِهِ مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ وَمَرَضٍ أَمَانًا مِنْ كُلِّ خَوْفٍ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ اجْعَلْهُ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ وَآفَةٍ وَعَاهَةٍ

Presented by Ziaraat.Com

بِجَمِيعِ الْاَوْجَاعِ كُلِّهَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ -

بعد ازیں یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ رب هذه التربة المباركة الميمونة والملك الَّذِيْ هَبَطَ بِهَا وَالْوَصِيُّ الَّذِيْ هُوَ فِيْهَا صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ وَانْفَعْنِيْ بِهَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(۱۹)...... کامل، ص ۲۸۴، امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی شفا ہے۔ جب تم میں سے کوئی کھانا چاہے تو پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(۲۰)...... ایک اور حدیث ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: یہ تربت مظلوم کی تربت ہے جب اس کو اپنے منہ میں ڈالو تو کہو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ التُّرْبَةِ وَبِحَقِّ الْمَلَكِ الَّذِيْ قَبَضَهَا وَالنَّبِيِّ الَّذِيْ حَضَنَهَا وَالْاِمَامِ الَّذِيْ حَلَّ فِيْهَا اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ لِيْ فِيْهَا شِفَاءً نَافِعًا وَّاَمَانًا مِّنْ كُلِّ خَوْفٍ وَّدَاءٍ۔ جب تم یہ دعا پڑھو گے اللہ تعالیٰ ہر بیماری سے شفا دے گا۔

آداب زیارت

(۱)...... بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۰، حدیث ۲ و کامل الزیارات، ص ۱۳۶، حدیث ۳، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم امام حسینؑ کی زیارت کرنا چاہو تو غمزدہ و پریشان حال، غبار آلود صورت اختیار کرو۔ بھوکے آؤ کیونکہ جب امام حسینؑ شہید کیے گئے تھے تو وہ پریشان حال، غبار آلودہ جسم، بھوکے اور پیاسے تھے۔ اس صورت میں جو چاہے مانگ اور واپس چلا جا، اس جگہ کو اپنا وطن نہ بنا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲)...... کامل، ص ۱۳۱، حدیث ۵، ایک آدمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لیے جاتے رہتے ہو، میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ سفر زیارت کے لیے دسترخوان بچھاتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: اگر کبھی تمھیں اپنے آباؤ اجداد کی قبور کی طرف جانا ہو تو تم ایسا نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا: آپ فرمائیں اس سفر زیارت کے لیے کیا کھانا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا: روٹی اور دہی۔

(۳)...... حدیث ۶، حزام نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: قربان جاؤں بعض لوگ سفر زیارت کو جاتے ہیں لیکن رنگا رنگ کے دسترخوان بچھاتے ہیں۔ انواع و اقسام کے کھانے کھاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ جب اپنے بزرگوں کی قبور کی طرف جاتے ہیں تو اس طرح کے دسترخوان نہیں بچھاتے تو ان لوگوں کو امامؑ کے مصائب کی طرف دیکھنا چاہیے۔

(۴)...... کامل الزیارات، ص ۱۲۹ ــ ۱۳۰ و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۳۱، حدیث ۷ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا کچھ لوگ قبر امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں تو وہ اپنے ساتھ گوشت و حلوہ جات لے جاتے ہیں۔ اگر یہی لوگ اپنے عزیزوں کی قبور پر جائیں تو ایسا نہیں کرتے۔ (در متن حدیث کامل، الحلواء والاخصہ، و در بحار (الجد او الاخصہ۔ اخصہ حلوہ کی ایک قسم کا نام ہے جو کھجور، کشمش اور روغن سے بنایا جاتا ہے۔ مجمع البحرین در خص ذکر شدہ)

(۵)...... کامل الزیارات، ص ۱۳۰، حدیث ۴، و ص ۱۳۱، حدیث ۲ و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۳۱، حدیث ۱۰، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس زیارت کے کرنے سے زیارت نہ کرنا بہتر ہے۔ پھر دوبارہ فرمایا: ایسی زیارت سے بہتر یہ ہے کہ زیارت نہ کی جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

مفضل بن عمر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: آپ نے مولا میری کمر توڑ دی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: قسم بخدا! جب تم لوگ اپنے بزرگوں کی قبور پر جاتے ہو تو محزون و مغموم جاتے ہو اور جب تم امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتے ہو تو تمہارے دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے لگتے ہیں۔ ہاں اگر زیارت کرنا چاہتے ہو تو محزون و مغموم ہو کر زیارت کرو۔ غبار آلود اور پریشان حال صورت میں زیارت کرنا چاہیے۔

⑥...... کامل الزیارات، ص ۱۳۰، حدیث ۱، و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۲، حدیث ۱۱، محمد بن مسلم سے روایت ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور عرض کیا: جب ہم آپ کے جد شریف کی زیارت کی طرف جائیں اور یہ سفر اس طرح نہیں ہے جیسے حج کی طرف چلتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: وہ کیسے؟ میں نے عرض کیا: جو کچھ ایک حاجی پر لازم ہوتا ہے وہ اس سفر میں ہم پر تو لازم نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں وہ سب کچھ لازم ہے جو حج کے سفر میں لازم ہے۔ جب کوئی تمہارا رفیق سفر ہو اس سے نیکی کرو۔ باتیں کم کرو سوائے ان باتوں کے جو فائدہ کی ہوں۔ خداوند تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرو۔ اپنے لباس کو پاک و صاف رکھو۔ حائر کے پہنچنے سے پہلے غسل کرو۔ خشوع و خضوع کو اختیار کرو۔ نماز و نوافل زیادہ سے زیادہ پڑھو۔ پیغمبرؐ اور ان کی آل پر درود زیادہ پڑھو۔ وہ چیز جو تمہاری نہیں ہے اس کو لینے میں جلدی نہ کرو۔ بُردباری کا مظاہرہ کرو۔ اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو۔ ضرورت مندوں کی مدد کرو۔ وہ لوگ جو تمہارے برادر دینی ہوں راستے میں ان سے مساوات کرو۔ جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے بچو۔ کسی سے دشمنی نہ کرو۔ قسمیں نہ اُٹھاؤ جہاں قسم کی ضرورت ہو، وہاں بھی قسم نہ اُٹھاؤ۔ جب تو اس طرح کرے گا تو اس زیارت کے عمل سے تجھے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔ جو تو خدا سے طلب کرے گا وہ تجھے عطا ہوگا۔ اور راستے میں جو اخراجات کیے ہیں ان کا عوض اس دنیا اور آخرت میں ملے گا۔ اپنے وطن اور اہل و عیال سے دوری

Presented by Ziaraat.Com

اختیار کی تھی اور زیارت کے بعد تو رغبت رکھتا ہے۔ اپنے وطن کو واپس جائے۔ ابھی واپسی کا ارادہ کرتا ہے خداوند تعالیٰ تیرے سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اپنی رحمت و رضایت کو تیرے شاملِ حال کر دیتا ہے۔

زیارت امام با غسل

(۱)...... کامل، ص ۱۳۳، حدیث ۴ و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۲، حدیث ۱۳، ابوصامت سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کے لیے پیدل چل کر آئے تو خداوند تعالیٰ اس کے ہر قدم کے عوض ایک ہزار نیکی لکھتا ہے، ایک ہزار بدی مٹاتا ہے، اس کے ہزار درجات بلند کرتا ہے۔

جب تم فرات پر پہنچو تو غسل کرو، اپنے جوتے کو ہاتھ میں پکڑو، ننگے پاؤں چلو، ایک عبدِ ذلیل کی صورت میں حریم امام کی طرف آؤ۔ جب حرم کے اندر آؤ تو چار مرتبہ اللہ اکبر کہو، پھر تھوڑا سا آگے چل کر چار مرتبہ تکبیر کہو۔ جب سر مبارک کے قریب جاؤ تو چار مرتبہ تکبیر کہو۔ پھر پاؤں کی طرف جاؤ تو چار مرتبہ تکبیر کہو۔ پھر چار رکعت نماز پڑھو اور اپنی حوائج خدا سے طلب کرو۔

(۲)...... کامل الزیارات، ص ۱۸۴، حدیث ۱ و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۳، حدیث ۱۴، صفوان جمال نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب کوئی آدمی دریائے فرات سے غسل زیارت کرتا ہے اور امام حسینؑ کی زیارت کرتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی وہ شکمِ مادر سے باہر آیا ہو۔ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ وہ گناہانِ کبیرہ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہوا ہو۔ جب کوئی آدمی زیارت کرنا چاہے تو زیارت قبر شریف سے قبل غسل کرنا چاہیے۔ جب وداع کرنا چاہے تو غسل وداع زیارت نہ کرے، اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیرے اور وداع کرے۔

(۳)...... کامل الزیارات، ص ۱۸۴، حدیث ۲، و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۳،

Presented by Ziaraat.Com

حدیث ۱۵، بشیر دھان سے روایت ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے بشیر! جب کوئی مومن امام حسینؑ کے حق کا عارف ہو اور آپ کی زیارت کرنا چاہے تو سب سے پہلے غسلِ زیارت کرے، پھر زیارت کرے۔ جب وہ زیارت سے فارغ ہوگا تو اُس کے ہر قدم کے عوض ایک حج مقبول اور ایک عمرہ مقبول کا ثواب ملے گا اور ایک ایسے جہاد کا ثواب لکھا جائے گا جو نبی مرسل یا امامِ عادل کی نصرت میں لڑا گیا ہو۔

④...... کامل الزیارات، ص ۱۸۴، حدیث ۹، ص ۱۸۵، حدیث ۳، امام جعفر صادق علیہ السلام نے بشیر دھان سے فرمایا: اے بشیر! جب تم میں سے کوئی آدمی زیارت امام حسینؑ کرنا چاہے تو سب سے پہلے وہ غسلِ زیارت کرے، پھر زیارتِ قبر شریف کرے اور امام حسینؑ کے حق کا عارف بھی ہو تو خداوند تعالیٰ اُسے اُس کے ہر قدم کے عوض ایک سو حج مقبول اور ایک سو عمرہ مقبول کا ثواب دیتا ہے اور ایک سو جہاد کا ثواب دیتا ہے جو جہاد پیغمبر کی نصرت میں اللہ اور اُس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ لڑا گیا ہو۔

⑤...... کامل الزیارات، ص ۱۸۶، علی بن جعفر ہمانی (ہمانیہ ایک دیہات کا نام ہے جو بغداد کے قریب ہے، ہمدانی غلط ہے، وہ ہاش کامل) سے روایت ہے، حدیث ۵ و بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۳، حدیث ۱۶، علی بن جعفر ہمانی سے روایت ہے امام دہم علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: کوئی آدمی جب اپنے گھر سے نکلتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ امام حسینؑ کی زیارت کرے تو اُسے چاہیے سب سے پہلے فرات پر جائے، غسلِ زیارت کرے، پھر زیارت کرے تو خداوند تعالیٰ اُس کا نام نجات پانے والوں میں لکھتا ہے......الخ۔

⑥...... کامل الزیارات، ص ۱۸۵، ذیلِ حدیث ۴، و بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۵، ذیل حدیث ۲۸، امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پوچھا گیا: جب کوئی

Presented by Ziaraat.Com

شخص غسلِ زیارت آبِ فرات سے کرتا ہے پھر زیارت کرتا ہے اُس کا اجر کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جب وہ غسل کرتا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ اب زیارت کرے گا تو اُس کے گناہ اس طرح ختم ہو جاتے ہیں جیسے وہ ابھی ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہو۔

(۷)...... کامل الزیارات، ص ۱۸۶، حدیث ۷ و بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۳۶، حدیث ۳۱، بشیر دھان سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی آدمی وضو کرتا ہے، پھر غسلِ زیارت کرتا ہے ابھی وہ غسل سے فارغ ہو کر اپنا قدم باہر نکالتا ہے تو خداوند تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لکھ دیتا ہے۔

(۸)...... کامل الزیارات، ص ۱۸۶، حدیث ۸ و بحارالانوار ج ۱۰۱، ص ۱۳۶، حدیث ۳۳، یوسف کنانی سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم قبر شریف کی زیارت کے لیے آؤ تو سب سے پہلے فرات سے غسل کرو جو قبر شریف کے پہلو میں ہے، پھر زیارت کرو۔

(۹)...... اسی صفحہ پر ایک دوسری روایت رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی زیارت کرنا چاہے اور امامؑ کے حق کا عارف بھی ہو تو سب سے پہلے فرات سے غسل کرے۔ جونہی وہ پانی سے باہر آئے گا اُس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے جیسے وہ ابھی ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے۔ جب وہ حرم کی طرف آئے گا اور جونہی حرم میں قدم رکھے گا تو اُس کے دس گناہ معاف ہو جائیں گے اور دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔

(۱۰)...... تہذیب، ج ۶، ص ۵۳، حدیث ۳ و بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۸، حدیث ۳۶ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ کی طرف سے قبر امام حسینؑ پر ملائکہ مقرر ہیں۔ جب کوئی قصدِ زیارت سے غسل کرتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے تو حضرت رسول اکرمؐ ندا کرتے ہیں: اے زوار امامؑ! تمہیں بشارت ہو تو جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ امیر المومنینؑ ندا کرتے ہیں: میں تمہاری حوائج دنیوی و اخروی کی ضمانت لیتا ہوں اور ساتھ تمام پریشانیوں کے حل کی بھی ضمانت دیتا ہوں۔ ملائکہ اس کے دائیں بائیں آکر اس کو باامن و امان واپس گھر پہنچاتے ہیں۔

(۱۱)...... تہذیب، ج ۶، ص ۵۳، حدیث ۲ و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۷، حدیث ۳۷ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، جب آپؑ سے زائر کے اجر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: جب زائر آب فرات سے غسل زیارت کرتا ہے تو پھر قبر شریف کی طرف جاتا ہے تو اس کے ہر قدم کے عوض ایک حج قبول کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

زیارت امام بدون غسل

(۱)...... کامل الزیارت، ص ۱۸۷، حدیث عیص بن قاسم بجلی سے روایت ہے، جب آپؑ سے پوچھا گیا زائر کے لیے غسل زیارت واجب ہے تو آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۲)...... اسی صفحہ پر ہے، آپؑ سے سوال کیا گیا جب کوئی زیارت قبر شریف کا ارادہ رکھتا ہو تو کیا اُسے غسل کرنا چاہیے تو آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۳)...... کامل، ص ۱۸۸، حدیث ۴ و بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۵، حدیث ۲۵، یونس بن عمار سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو امام حسینؑ کی قبر کے قریب ہے، پانی رکھتا ہے تو غسل کر ورنہ وضو کر اور زیارت کر۔

(۴)...... کامل، ص ۱۸۸، حدیث ۵، حسن بن علیہ ناب سے روایت ہے، بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۱۴۵، حدیث ۲۶ حسن بن علیہ بن باب سے روایت ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا زیارت قبر شریف کے لیے غسل کرنا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

مؤلف کا بیان ہے گزشتہ فصل میں یہ کہا گیا ہے زیارت سے قبل غسل کرو اور اس فصل میں کہا گیا ہے غسل نہ کرو۔ یہ دونوں مختلف احادیث ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے جہاں غسل کی بات ہوئی ہے تو وہاں غسل زیارت مستحب ہے اور جہاں کہا گیا ہے غسل نہیں ہے تو اس سے مراد غسل واجب ہے۔

اسباب خروج امام حسینؑ از مدینہ

مرحوم مجلسی نے جلاء العیون، بارھویں فصل، ۵۰۹ میں اس واقعہ ہائلہ کو کتب خاصہ و عامہ کی روشنی میں بیان فرمایا۔ آپ نے ان بیانات پر اکتفا کیا جو بیانات علمائے شیعہ کے بزرگواروں سے جاری ہوئے۔ اس مضمون کی روایات مختلف ہیں جس کی وجہ سے لامحالہ اشکالات سامنے آئے ہیں۔ شیخ ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ امام زین العابدینؑ کی طرف سے روایت پیش کی ہے۔

وصیت معاویہ بایزید

معاویہ پر جب موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے فاسق و فاجر بیٹے یزید کو طلب کیا۔ جب وہ آیا تو اُسے اپنے قریب بٹھایا اور کہا: تمہیں اچھی طرح سے معلوم ہے میں نے بڑے بڑوں کی گردنوں کو جھکایا اور انھیں اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا۔ تمام ممالک کی باگ ڈور تمہارے ہاتھوں میں دے دی ہے۔ حکومت کرنے کے تمام اسباب و وسائل تیری جھولی میں ڈالے ہیں۔ لیکن مجھے تیرے بارے میں تین آدمیوں کا کھٹکا ہے۔ وہ ضرور تیری مخالفت کریں گے۔ وہ تین یہ ہیں:

① عبداللہ بن عمر ② عبداللہ بن زبیر ③ حسینؑ بن علیؑ

جہاں تک بات رہی عبداللہ ابن عمر کی اگر تو نے اس کی خاطر مدارات کا خیال رکھا تو وہ تجھ سے جدا نہیں ہوگا لیکن عبداللہ ابن زبیر سے کبھی غافل نہ ہونا وہ تیری

Presented by Ziaraat.Com

گھات میں ہے۔ اس شیر کی طرح جس کی نگاہ اپنے شکار پر ہوتی ہے۔ بات کی لومڑی کی طرح ہے اور دن کو اپنے مکر و حیلہ میں مصروف عمل رہتا ہے۔ تیری حکومت کو گرانے کے لیے کوئی موقع ضائع نہیں کرے گا۔

باقی بات رہی حسینؑ ابن علیؑ کی تو اس کے مقام و مرتبہ سے بخوبی واقف ہے۔ وہ رسول اللہؐ کے جسم کا حصہ ہیں ،ان کے گوشت و خون سے ان کی پرورش ہوئی ہے۔ مجھے معلوم ہے اہلِ عراق اُسے اپنے پاس بلائیں گے لیکن اس کی نصرت نہیں کریں گے اور انھیں یکہ و تنہا چھوڑ دیں گے۔ اگر تمھیں ان پر فتح حاصل ہو جائے تو ان کے حق حرمت کا خیال رکھنا۔ پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ قرابت اور منزلت کو سامنے رکھنا۔ ان کے عمل پر ان کا مواخذہ نہ کرنا جو روابط میرے اور ان کے درمیان ہیں، ان کو منقطع نہ کرنا، ان کے لیے کبھی پریشانی کا سبب نہ بننا۔ (مرحوم مجلسی فرماتے ہیں: معاویہ کی صرف اور صرف غرض یہ تھی کہ یزید حاکم رہے)

آپؑ نے فرمایا: جب معاویہ کی موت واقع ہوگئی تو یزید نے اپنے چچا عتبہ بن ابوسفیان کو مدینہ کا گورنر بنایا۔ (ارشاد، ص ۲۰۰، نیمہ رجب، ۶۰ھ)

شیخ مفیدؒ اور دوسرے علماء نے جو روایت کی ہے وہ ولید بن عتبہ کے بارے میں ہے۔ یزید نے اس کو مدینہ کی گورنری دی۔ مروان بن حکم کو جو معاویہ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا معزول کر دیا۔ عتبہ جب مدینہ آیا اور مسندِ امارت کو سنبھالا۔ یزید نے جو حکم مروان کے بارے جاری کیا تھا وہ اسی پر جاری کرنے سے بھاگ نکلا تھا۔ عتبہ کے ہاتھ نہ آسکا۔

عتبہ نے اپنا ایلچی امام حسینؑ کی طرف بھیجا کہ یزید نے اُسے مدینہ کا حاکم بنایا ہے اور اُس نے حکم دیا ہے اس کی طرف سے بیعت لوں، اس لیے آپؑ دربار میں حاضر ہوکر یزید کی بیعت کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ اور حاکم مدینہ

جب آپؑ دربار میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے فرمایا: اے عتبہ! تم مجھے اچھی طرح سے جانتے ہو، میں اہل بیت رسولؐ کا فرد ہوں، میری عزت و کرامت سے واقف ہو۔ ہم معدن و نبوت و رسالتؐ ہیں۔ میں دین کا نشان ہوں، راہ یقین کی منزل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کو ہمارے قلوب میں جاگزیں کیا ہے۔ ہماری زبان پر حق جاری و ساری رہتا ہے۔ جناب احدیت کے دریائے علم و حکمت کے ساتھ ہم پیوستہ ہیں۔ اس لیے ہماری معجز نما زبانوں سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ میں نے اپنے نانا رسولؐ اللہ سے سنا، آپؐ نے فرمایا: خلافت رسولؐ اللہ ابوسفیان کی اولاد پر حرام ہے۔ تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے جن کے بارے میں رسولؐ اللہ نے یہ فرمان جاری کیا ہو کہ میں ان لوگوں کی بیعت کروں۔

عتبہ کا یزید کی طرف خط

جب عتبہ نے آپؑ سے یہ جواب سنا تو اُس نے اپنے کاتب کو بلایا اور یزید کی طرف اس مضمون کا خط تحریر کرایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط عتبہ بن ابوسفیان کی طرف سے بندۂ خدا امیر المومنین یزید کے نام!

اما بعد! حسینؑ ابن علیؑ تمہیں خلافت کے اہل نہیں سمجھتے اور تمہاری بیعت پر راضی نہیں ہیں اب جو حکم تمہاری طرف سے جاری ہوگا، میں اس پر عمل کروں گا۔ والسلام!

جب یہ خط یزید کو ملا تو اُس نے اس مضمون کا جواب دیا: ”جب میرا خط تمہیں ملے گا تو اُس کا جواب فوری میری طرف بھیجو اور پوری وضاحت کرو (حسینؑ) میری اطاعت کرتا ہے تو ٹھیک، اگر مخالفت کرتا ہے تو خط کے جواب کے ساتھ اس کا سر میری طرف بھیجو“۔

Presented by Ziaraat.Com

شیخ مفید، سید بن طاؤس اور ابن شہر آشوب اور دوسرے علمائے کرام نے کچھ یوں روایت کی ہے: "جس وقت حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو عراقی شیعوں نے امام حسینؑ کی طرف خط لکھا۔ ہم معاویہ کی خلافت کو چھوڑ رہے ہیں اور آپ کی بیعت کر رہے ہیں۔ جو آپ مناسب خیال کریں ہمیں جواب دیں۔
(ارشاد مفید، ص ۲۰۰ و بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۲۴، حدیث ۲)

یزید کا ولید بن عتبہ کے نام خط

جب معاویہ اپنی حقیقی منزل کی طرف سدھارا، یہ واقعہ ۱۵ رجب ۶۰ ھ کا ہے۔ یزید نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کی طرف خط لکھا اس وقت یہ حاکم مدینہ تھا۔ اس خط کا مضمون یہ ہے: "میری طرف سے ان چار آدمیوں سے بیعت لو: ① حضرت امام حسینؑ ② عبداللہ بن عمر ③ عبداللہ بن زبیر ④ عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دو، ان کا عذر قبول نہ کرو۔ جو بیعت نہ کرے اس کا سر میری طرف بھیج دو"۔

جب یہ خط ولید کو ملا تو اُس نے مروان سے مشاورت کی۔ اُس نے کہا: مرگِ معاویہ کی خبر عام نہ کرو۔ ان کو فوراً بلاؤ اور بیعت لے لو جو بیعت نہ کرے اُسے قتل کر دو۔ ولید پر یہ مروانی مشاورت کوہِ گراں بن کر ٹوٹی۔ ولید نے ان تمام شخصیات کو رات کے وقت دربار میں بلایا اور یہ تمام افراد اس وقت حضرت رسالتؐ کے روضہ میں مصروفِ عبادت تھے۔ جب امام حسینؑ نے ولید کے ایلچی سے حاضری دربار کی بات سنی تو آپؑ نے فرمایا: معاویہ مر گیا ہے۔ اب یہ ہمیں یزید کی بیعت کے لیے بلا رہا ہے۔ (مثیر الاحزان، ص ۲۳)۔ جب ولید کا پیغام ملا تو امام حسینؑ نے فرمایا: میرا خیال ہے معاویہ مر گیا ہے۔ کل رات میں نے خواب میں دیکھا معاویہ کا منبر سرنگوں ہے اور اس کے گھر کے دروازہ پر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں)

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ ابن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا: ہم تو اپنے گھروں کی طرف جاتے ہیں اور خانہ نشین ہوکر دروازے بند کر بیٹھتے ہیں۔ عبداللہ ابن زبیر نے کہا: میں تو یزید کی بیعت نہیں کروں گا۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: میں ولید کے پاس ضرور جاؤں گا۔

امام حسینؑ اور دربار ولید

حضرت امام حسینؑ اپنے اہل بیتؑ کے نوجوانوں، غلاموں اور دوستوں کے ہمراہ مسلح ہوکر دربار ولید کی طرف آئے، ان کی تعداد تیس نفر پر مشتمل تھی۔ آپؑ نے ان مسلح جوانوں کو دربار کے دروازے پر چھوڑا اور خود اندر تشریف لے گئے۔ دربار کے اندر جاتے وقت آپؑ نے ان جوانوں کو ایک ہدایت نامہ جاری فرمایا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: تم نے دروازہ پر رہنا ہے۔ اگر میری آواز بلند ہو تو پھر اندر چلے آنا۔

جب آپؑ ولید کی مجلس میں داخل ہوئے اسی وقت مروان ولید کے ساتھ اکیلا بیٹھا تھا۔ جب امامؑ بیٹھے تو ولید نے مرگ معاویہ کی خبر سنائی۔ آپؑ نے پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر ولید نے یزید کا خط پڑھا۔

آپؑ نے فرمایا: میرا یہ خیال ہے تو مجھ سے یزید کی بیعت مخفی صورت میں لینے پر راضی نہیں ہوگا۔ میں تو چاہتا ہوں میں اعلانیہ بیعت کروں تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے۔

ولید نے کہا: یہ درست ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تو صبح تک انتظار کر، میں اپنی رائے کو دیکھوں اور تو اپنی رائے و ارادہ کو دیکھ، پھر ایک دوسرے سے مناظرہ کریں گے۔ جو بیعت کا حق دار ہوگا اس کی بیعت کرلی جائے گی۔

ولید نے کہا: خدا آپ کا حامی ہو، اب واپس تشریف لے چلیں، لوگوں کے مجمع میں ملاقات ہوگی۔

اس وقت مروان نے اپنا کام دکھایا۔ اس نے کہا: ولید اسی وقت حسینؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

بیعت نہ کی تو پھر ایک بہت بڑا خون خرابہ ہوگا۔ اس وقت وہ تمہاری گرفت میں ہیں، بیعت لے لو اگر نہیں کرتے تو گردن اڑا دو۔

جب آپؑ نے اس ملعون مروان کی بات سنی تو آپؑ غضب ناک ہوئے اور فرمایا: اے ولدِ زنا فرزندِ زنِ ازرق زناکار! تو مجھے قتل کرے گا؟ یا وہ؟ قسم بخدا تم نے جھوٹ بولا ہے، مجھے تو قتل کر سکتا ہے اور نہ وہ۔

پھر آپؑ نے اپنا رُخِ مبارک ولید کی طرف کیا اور فرمایا: اے امیر! ہم اہلِ نبوتؐ ہیں، معدنِ رسالتؐ ہیں، ہمارا گھر ملائکہ کی آمد و رفت کا مقام ہے، ہم وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نبوت و خلافت کا دروازہ کھولا۔ ہم ہی پر اپنی خلافت و امامت کو ختم کیا۔ یزید ایک فاسق و فاجر و شراب خوار ہے۔ بے گناہوں کا قاتل ہے، اعلانیہ فسق و فجور کرتا ہے۔ "مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا"۔

یہ کہتے ہوئے آپؑ اپنے اصحاب سمیت گھر واپس تشریف لے گئے۔ جب آپ باہر نکلے تو مروان نے ولید سے کہا: تم نے میری بات نہیں سنی۔ قسم بخدا! اگر وہ اس وقت ہاتھ سے نکل گئے تو پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیں گے۔

ولید نے کہا: تیرے اس مشورہ پر افسوس ہے۔ تیرا یہ مشورہ میرے دین و دنیا کو برباد کرنے کے لیے کافی ہے۔ قسم بخدا! مجھے یہ بات ہرگز پسند نہیں کہ کرۂ ارض کی سلطنت دے دی جائے تاکہ حسینؑ کا خون گراؤں، یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ! تو اس بات پر خوش ہے، میں اس لیے حسینؑ کو قتل کردوں کہ وہ یزید کی بیعت نہیں کرتے۔ قسم بخدا! جو آدمی اس کے قتل میں شریک ہوگا وہ قیامت کے دن ہرگز اچھائی نہیں دیکھے گا۔

ولید کا یہ جواب سن کر مروان نے کہا: جو کچھ تو نے میرے کہنے پر نہیں کیا بہت اچھا کیا، حالانکہ جو کچھ اس کے دل میں تھا وہ نہ ہوا اور اس نہ ہونے پر وہ خوش نہیں تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ کو مروان کی نصیحت

رات کو جو کچھ ہوا تاریخ نے لفظاً لفظاً کو اپنے مضبوط بند من میں ہمیشہ کے لیے باندھ لیا۔ جب صبح ہوئی مدینہ کی کسی گلی میں امام حسینؑ اور مروان کا آمنا سامنا ہو گیا۔ آپؑ کو دیکھتے ہوئے مروان نے اپنی زبان کھولی اور کہا: میری مانو تو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں یزید کی بیعت کرلو، اس میں تمہارے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

جب آپؑ نے سنا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اب اسلام کا خدا حافظ۔ جب یزید جیسے خلیفہ کے ہاتھوں اُمت کی رہنمائی آ جائے۔ میں نے اپنے نانا رسولؐ اللہ سے سنا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا: خلافت آلِ ابوسفیان پر حرام ہے۔ طرفین میں بہت کچھ باتیں ہوگئیں، مروان ناراض و غصہ ہو کر چلا گیا۔

ولید نے بیعت کے لیے پہلی ہی رات میں ابن زبیر سے بیعت یزید کا مطالبہ پُر زور انداز میں کیا۔ جونہی صبح ہوئی ابن زبیر مدینہ چھوڑ کر مکہ روانہ ہو گیا۔ جب ولید کو اس کے فرار کی اطلاع ملی تو اس نے چالیس سوار اس کے پیچھے بھیجے۔ تلاش بسیار کے باوجود وہ ہاتھ نہ آیا۔ یہ فوجی خالی ہاتھ واپس آ گئے۔

جمعہ کا دن تھا اور اس کی آخری ساعت تھی۔ ولید نے دوبارہ امام حسینؑ کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ بیعت کریں۔ آپؑ نے فرمایا: انتظار کرو مجھے آج رات سوچ بچار کرنے دو۔

شیخ مفید فرماتے ہیں: ہفتہ کی شب آپؑ نے سفر کی تیاری کی، یہ رجب کی اٹھائیس تاریخ تھی۔ (ارشاد مفید، ص ۲۰۱)

وداعِ امام حسینؑ با قبر جد امجدؐ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت امام حسینؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

عراق جانے کا پختہ عزم کرلیا تو اسی رات رسولؐ اللہ کے روضہ مبارک کی زیارت اور وداع کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ جونہی آپؑ قبر شریف کے قریب گئے تو قبر مبارک سے نور نکلا۔ آپ نے جب اس نورانی منظر کو دیکھا تو فوراً واپس گھر تشریف لائے۔

اگلی رات پھر تشریف لے گئے۔ جب ضریح مقدس پر پہنچے تو نماز ادا فرمائی۔ جب سجدہ میں تشریف لے گئے تو اس سجدہ میں آپ خواب میں چلے گئے۔ عالمِ خواب میں آپؑ نے رسولؐ اکرم کو دیکھا، آپ کے قریب آئے اور اپنے ہاتھوں میں لیا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ پھر گریہ فرمایا: اسی حالت میں آپؐ نے فرمایا: اے میرے حسینؑ میں تم پر قربان جاؤں، میں تمھیں خاک و خون میں غلطان دیکھ رہا ہوں۔ میری اُمت کے کچھ لوگ ہیں جو آپ پر (مظالم ڈھا رہے ہیں)۔ اس سلوک کے بعد مجھ سے اُمید شفاعت بھی رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے روز خائب وخاسر ہوں گے۔

اے میرے فرزند! تم بہت جلد اپنے والدین اور اپنے بھائی کے پاس آ رہے ہو، وہ تمہارے مشتاق ہیں۔ بہشت میں تمہارے وہ درجات ہیں ان تک رسائی حاصل کرنے کے لیے شہادت پانا ضروری ہے۔ پس آپ جب نیند سے بیدار ہوئے تو سخت محزون و مغموم صورت میں اپنے گھر کو لوٹے، اپنے اہل خانہ کو خواب سنایا اور عراق کی طرف روانہ ہو پڑے۔ (امالی صدوق، مجلس ۳۰، ص ۱۳۵، و بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۳۱۲، حدیث ۱، عوالم جلد امام حسینؑ، ص ۱۶۱۔

اس مضمون کی ایک اور معتبر روایت ہے: جب ولید تک یہ بات پہنچی کہ امام حسینؑ سے بیعت لو تو ولید سخت گھبراہٹ و پریشانی کا شکار ہوا اور اپنے آپ سے کہا: خدا نہ کرے کہ میں فرزندِ رسولؐ کو قتل کروں، چاہے یزید روئے زمین کی حکومت بھی

Presented by Ziaraat.Com

دے دے، پھر بھی میں ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۲۷، سطر ۱۶)

جب ولید نے اپنا ایلچی امام حسینؑ کو بلانے کے لیے بھیجا، آپؑ اس وقت اپنے نانا کی قبر مبارک پر تھے اور فرما رہے تھے: السلام علیکم یارسولؐ اللہ! میں تیری بیٹی کا بیٹا ہوں، تم نے مجھے اپنی اُمت کے حوالے کیا تھا اور مجھے ان کے لیے خلیفہ بنایا تھا۔ یارسولؐ اللہ! گواہ رہنا ان لوگوں نے میری کچھ بھی مدد نہیں کی۔ میری حُرمت کی رعایت نہیں کی، میں آپ کے پاس ان کی شکایت کے لیے آیا ہوں تاکہ آپ سے ملاقات کروں۔ پھر آپ صبح تک نماز میں معروف رہے۔ (ناسخ، ج ۲، ص ۱۴۔ آپؑ نے فرمایا: قربان جاؤں یہ لوگ بہ جبر واکراہ مجھے آپ کے جوار سے نکال رہے ہیں، یہ مجھ پر جبر کر رہے ہیں کہ یزید جو شرابی ہے، کی بیعت کروں۔ اگر قبول کروں تو کافر ہو جاؤں اگر قبول نہ کروں تو قتل ہو جاؤں۔ میں مجبور ہو کر باہر جا رہا ہوں۔ اے رسولؐ خدا تم پر سلام)۔

ولید نے اپنے فرستادہ سے کہا: جاؤ اور امام حسینؑ کا پتہ لگاؤ، گھر ہیں یا گھر سے چلے گئے ہیں۔ جب وہ آپؑ کے گھر پر آیا تو اُس نے آپ کو نہیں پایا۔ وہ جب واپس گیا اور اس امر کی اطلاع دی تو ولید نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَرَجَ وَلَمْ یَبْتَلِنِیْ بِدَمِهٖ

جب دوسری رات ہوئی تو آپؑ دوبارہ اپنے نانا کے مزار پر تشریف لے گئے، وہاں چار رکعت نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے خداوندا! یہ تیرے پیغمبر کی قبر ہے اور میں تیرے نبی کا بیٹا ہوں۔ میرے معاملہ سے تو بخوبی واقف ہے، میں نیکی سے محبت رکھتا ہوں اور اُس کا حکم دیتا ہوں۔ برائی سے مجھے نفرت ہے اور اس کا روکنے والا ہوں۔

اے پروردگار! میرا آپ کے حضور سوال ہے۔ اے صاحب جلال و اکرام!

Presented by Ziaraat.Com

تجھے اس قبر کا واسطہ اور اس کا واسطہ جو اس کے اندر ہے، میرے لیے وہی اختیار فرما جس میں تیری رضا ہو۔ پھر آپؑ اپنے نانا کی قبر پر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ وہیں آپ کو نیند آ گئی۔ آپؑ صبح تک وہاں سوئے رہے۔ آپؑ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرمؐ کو ملائکہ کی ایک ناقابلِ شمار تعداد گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ پھر رسول اکرمؐ آپ کے قریب آئے اور آپ کو اپنے سینہ کے ساتھ لگایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا:

اے حبیبِ من! اے حسینؑ شہیدِ من! کربلا کے صحرا میں آپ کا سرتن سے جدا کیا جائے گا۔ آپ کو تمہارے اپنے خون میں غلطاں کیا جائے گا۔ آپ کے ساتھ یہ سلوک کرنے والے اس امر کا بھی دعویٰ کریں گے وہ میری اُمت میں سے ہیں۔ تم پر پانی بند کر دیں گے شدتِ پیاس سے تمہاری حالت غیر ہو چکی ہوگی۔ یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہیں۔

اے میرے نورِ نظر! اے میرے دلبر! تمہارے والدین اور بھائی تمہارے مشتاق ہیں۔ بہشت میں جو تمہارے درجات اور انعامات ہیں ان تک رسائی کے لیے شہادت ضروری ہے۔ نانا کی بات سن کر امام حسینؑ نے فرمایا: نانا جان! اب مجھے دنیا کی ضرورت نہیں رہی۔ مجھے لے لیجیے اور اپنے پاس اپنی قبر شریف میں داخل کر لیجیے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: دنیا میں رہتے ہوئے شہادت کا حصول ضروری ہے۔ تم نے شہید ہونا ہے۔ جنت کے نعمات کی ابدی سعادت تمہارا مقدر ہے۔ (اے میرے حسینؑ) تم نے اپنے والدین، برادر، چچا اور اپنے بابا کے چچا کے ساتھ قیامت کے دن محشور ہونا ہے۔

آپؑ جب خواب سے بیدار ہوئے تو محزون و مغموم حالت میں اپنے گھر تشریف لائے۔ آپؑ نے اپنا خواب اپنے گھر والوں کو بیان کیا۔ اہلِ بیتؑ نبوت اس دن جتنا محزون ہوئے ایسے کبھی نہیں ہوئے۔ آپؑ کے گھر والوں کے رونے کی

Presented by Ziaraat.Com

آوازیں بلند ہوئیں۔ آپؑ نے مکہ کے سفر کا پختہ ارادہ کر لیا۔ آپؑ آدھی رات کو اپنی والدہ گرامی اور برادر امام حسن مجتبیٰؑ کی قبور پر تشریف لے گئے، ان سے وداع کیا اور وقتِ صبح اپنے گھر تشریف لے گئے۔

محمد بن حنفیہ کی نصیحت

جب آپؑ سفر پر آمادہ ہوئے تو محمد بن حنفیہ آپؑ کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے آپ کی خدمت میں یہ گفتگو کی۔ اے حسینؑ برادر من! آپ میری محبتوں کے مرکز ہیں۔ جو کچھ میرے ذہن میں آتا ہے اس کے مطابق آپ کو نصیحت کروں۔ آپؑ میرے برادر بزرگ ہیں، مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ اہل بیتؑ رسولؐ کے مرکز بھی آپؑ ہیں۔ میرے امامؑ بھی ہیں۔ آپؑ کی اطاعت مجھ پر واجب ہے۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو مجھ پر شرف و فضیلت بخشا ہے۔ آپ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ (بحار الانوار ج ۴۴، ص ۳۲۹، مقتل خوارزمی، ص ۱۸۷ تا ۱۸۹)

میرا مشورہ یہ ہے آپؑ یزید کی بیعت نہ کریں لیکن شہروں کو چھوڑ کر دیہات کا رخ کریں وہاں بیٹھ کر کام کریں، عوام تک اپنے آدمی بھیجیں اور انھیں اپنی بیعت کی طرف دعوت دیں۔ اگر لوگ آپ کی بیعت پر جمع ہو جائیں تو اللہ کی حمد کریں۔ اگر آپ کی اطاعت نہ کریں اور کسی اور پر اجتماع کر لیں تو اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ آپ دین اور عقل کے اعتبار سے کامل ہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے آپؑ جس شہر میں جائیں گے کچھ لوگ آپؑ کے ساتھ ہو جائیں گے اور کچھ مخالف ہو جائیں گے۔ انجام کار قتل و خون پر ہوگا۔ آپؑ جیسے قیمتی انسان اور سرمایۂ اُمت ہمارے ہاتھوں سے جاتا رہے گا"۔ (ارشاد مفید، ص ۲۰۱ تا ۲۰۲ و بحار الانوار ج ۴۴، ص ۳۲۹ و مقتل خوارزمی، ص ۱۸۷)

آپؑ نے فرمایا: اے برادر من! آپ بتائیں میں کہاں جاؤں؟ محمد حنفیہ نے

Presented by Ziaraat.Com

کہا: آپؑ مکہ چلے جائیں۔ اگر ممکن ہو تو وہاں قرار پکڑ لیں۔ اگر اہل مکہ بے وفائی کریں تو پھر یمن چلے جائیں۔ وہاں کے لوگ آپؑ کے اور آپؑ کے جد کے دوست ہیں۔ ان کے دل رحیم ہیں اور ان کے عزم صمیم ہیں۔ ان کا ملک بھی وسیع ہے۔

اگر وہاں کے حالات بھی سازگار نہ ہوں تو پہاڑوں اور بیابانوں کی طرف چلے جائیں۔ وہاں جا کر انتظار کریں، خداوند تعالیٰ تمہارے اور ان قاتلین کے درمیان کیا فیصلہ کرتا ہے۔

امام حسینؑ نے فرمایا: برادر! اگر مجھے کہیں کوئی پناہ بھی نہ مل سکی تو کوئی بات نہیں، یزید کی بیعت قطعاً نہیں ہو سکتی۔ یہ سن کر محمد حنفیہ نے اپنی بات ختم کی اور رونے لگے۔ امام حسینؑ بھی رونے لگے، بعد ازیں آپؑ نے فرمایا: اے میرے بھائی! خدا تمہیں جزائے خیر دے تو نے مجھے نصیحت کی ہے اور میری خیر خواہی کی ہے، اب میں مکہ جانا چاہتا ہوں۔ میرے برادران و فرزندان، میرے بھتیجے اور میرے دوست میرے ساتھ چلیں گے۔ ان کا امر میرا امر ہے، ان کی رائے میری رائے ہے۔ باقی آپ بلاخوف و خطر مدینہ رہیں۔ یہاں کے امور کی نگرانی کرتے رہیں۔ جو کچھ دیکھیں میری طرف لکھتے رہیں۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۲۹ و مقتل خوارزمی، ص ۱۸۷ تا ۱۸۹)

وصیت نامہ امام حسینؑ با محمد حنفیہ

آپؑ نے کاغذ اور دوات و قلم منگوایا اور اس پر اپنے برادر محمد حنفیہ کے نام وصیت نامہ تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسین بن علی بن ابی طالبؑ کا وصیت نامہ برادر محمد معروف بابن حنفیہ کے نام

میں حسینؑ شہادت دیتا ہوں خداوند تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ آپ حق راستی کے لیے

Presented by Ziaraat.Com

مبعوث ہوئے ہیں، اللہ کی طرف سے۔ میں گواہی دیتا ہوں جنت و دوزخ حق ہے، قیامت حق ہے اور قائم ہونے والی ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں۔ خداوند تعالیٰ اُس دن تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے اُٹھائے گا۔

وَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَّلَا بَطِرًا وَّلَا مُفْسِدًا وَّلَا ظَالِمًا وَاِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِیْ اُمَّةِ جَدِّیْ وَشِیْعَةِ اَبِیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

"میں گواہی دیتا ہوں میں ازراہ طغیان و عدوان و فساد و ظلم یہاں سے نہیں نکل رہا میں اپنے نانا کی اُمت کی اصلاح کے لیے نکل رہا ہوں۔ امر بالمعروف کروں اور نہی عن المنکر کروں اور ان کے درمیان اپنے نانا سید انبیاءؐ اور اپنے بابا سید اوصیاءؑ کی سیرت کے مطابق عمل کروں۔ پس جو شخص حق و راستی کے لیے مجھے قبول کرے تو خداوند تعالیٰ پر لازم ہے انہیں حق کی (نصرت و یاری) کا اجر عطا فرمائے اور جو میرا ساتھ نہیں دے گا تو میں صبر کرلوں گا۔ خدا میرے اور اس گروہ کے درمیان بہترین فیصلہ کرنے والا ہے"۔

اے برادر من! تمہارے لیے یہ میری وصیت ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ۔

آپؑ نے اس وصیت نامہ کو لپیٹا اور اُس پر مہر لگائی اور اپنے بھائی کے حوالہ فرمایا اور آدھی رات کو مدینہ سے روانگی فرمائی۔

محمد حنفیہ کا مدینہ رہ جانے کا سبب

کتب معتبرہ مضبوط سند کے ساتھ مروی ہے۔ ایک دن حمزہ بن حمران نے امام

Presented by Ziaraat.Com

جعفر صادق علیہ السلام کے حضور عرض کیا۔ جس وقت امام حسینؑ سفرِ عراق کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے، محمد حنفیہ نے ساتھ کیوں نہ دیا۔ آپؑ نے فرمایا: بات یہ ہے کسی اور سے بھی نہ کہنا۔ جب امام حسینؑ مدینہ سے روانہ ہونے والے تھے تو آپؑ نے کاغذ، قلم دوات منگوایا اور اُس پر یہ تحریر کیا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ خط حسین ابن علیؑ کی طرف سے فرزندانِ ہاشم کے نام ہے، امابعد! جو شخص میرے ساتھ جائے گا وہ ضرور شہید ہوگا اور جو مجھ سے اعراض کرے گا آسودگی ونجات اس کے لیے مشکل ہے"۔ (بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۳۳۰)

وداعِ خواتین بنوہاشم

ابن قولویہ نے معتبر سند کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، جب امام حسینؑ نے مدینہ طیبہ سے نکلنے کا ارادہ فرمایا۔ بنوہاشم کی تمام مستورات آپؑ کے پاس جمع ہو گئیں۔ انھوں نے صدائے گریہ بلند کی۔ امام مظلومؑ نے جب ان کا یہ نالہ و شیون ملاحظہ کیا تو فرمایا: تمھیں میں اللہ کی قسم دیتا ہوں، صبر کرو اور یہ نالہ و فریاد ختم کرو۔ (کامل زیارات، ص ۹۶، باب ۲۹)

ان پریشان حال مخدرات نے عرض کیا: اے ہمارے آقا! ہم جگر سوختہ کس طرح اپنا رونا بند کریں۔ آپ جیسا بزرگوار اس حسرت و پریشانی کے ساتھ ہم سے جدا ہو رہا ہے۔ ہم بے کسوں اور بے نواؤں کو اکیلا چھوڑ کر جا رہا ہے۔ ہمیں معلوم ہے یہ منافقین آپ کے ساتھ کیا کرنے والے ہیں۔ پھر ہم کب جی بھر کر نوحہ و سوگواری کریں گی۔ قسم بخدا آج کا دن تو ہمیں گذشتہ مصائب کی یاد تازہ کر رہا ہے۔ جس دن رسالت مآبؐ رخصت ہوئے تھے یہ دن اُس دن سے کم نہیں ہے، جس دن تمھاری اماں حضرت زہراؑ رخصت ہوئی تھیں۔ جس دن جناب امیر المومنینؑ شہید ہوئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اے اہلِ ایمان کے دلوں کی محبت کے مرکز، اے بزرگواروں کی نشانی، اس دوران آپ کی ایک پھوپھی آپ کے قریب آئیں اور زور زور سے رونا شروع کر دیا اور کہا: اے نورِ دیدہ سن! میں نے سنا کچھ جن ان الفاظ میں آپؑ پر نوحہ کر رہے تھے:

فَاِنَّ قَتِیْلَ الطَّفِّ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
اَذَلَّ رِقَابًا مِنْ قُرَیْشٍ فَذَلَّتِ

یہ اشعار فصل پنجم میں موجود ہیں۔

ان مخدرات طہارت و سیادت نے جان سوز و دل گداز مرثیے آنحضرت کے لیے جاری کیے۔ خون آلودہ آنسوؤں اپنے رخساروں پر جاری کیے، اس جانِ جہان کو ہمیشہ کے لیے وداع کیا۔

جناب اُمِ سلمہؓ اور امام حسینؑ

قطب راوندی اور دیگر علمائے کرام نے یہ روایت اپنی اپنی کتب میں بیان کی ہے۔ جب آپ عازم عراق ہو کر روانہ ہونے والے تھے جناب اُمِ سلمہؓ زوجہ رسولؐ اللہ آپؑ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا:

اے میرے فرزند گرامی! عازم عراق ہو کر مجھے غم زدہ و حیران و پریشان نہ کرو۔ میں تمہارے نانا رسولؐ اللہ سے کئی بار سن چکی ہوں کہ میرا فرزند حسینؑ عراق کی سرزمین پر شہید کیا جائے گا۔ (میری اُمت کے) کافر و منافق انہیں قتل کر دیں گے جہاں وہ شہید ہوگا اس جگہ کا نام کربلا ہے۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۳۱)

آپؑ نے فرمایا: اے مادرِ مہربانم! میں اس امر سے بخوبی واقف ہوں، میں ضرور بالضرور شہید کیا جاؤں گا۔ یہ ایسا ہو کر رہے گا۔ خدا کا فرمان نافذ ہو کر رہے گا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے، میں نے کس دن شہید ہونا ہے اور وہ کون سی جگہ ہے جہاں میں نے دفن ہونا ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں میری اہلِ بیت میں سے اور دوستوں میں سے

Presented by Ziaraat.Com

کس کس نے شہید ہونا ہے۔ اگر آپؑ چاہتی ہیں تو میں آپؑ کو وہ جگہ دکھا سکتا ہوں جہاں میں نے مارا جانا ہے اور جہاں دفن ہونا ہے۔ پس آپؑ نے کربلا کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کیا۔ پس آپ کی کرامات سے زمین پست ہوئی اور زمین کربلا بلند ہوئی۔ آپؑ نے جناب اُم سلمہؓ کو اپنے لشکر کی جگہ، اپنی شہادت کی جگہ اور دفن کی جگہ دکھائی اور اپنے تمام ساتھیوں کے مقامات دفن بھی دکھائے۔ (جلاء العیون، ص ۵۱۶)

اُم سلمہؓ نے یہ سن کر اور دیکھ کر نالہ وشیون بلند کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے مادرِ گرامی! تقدیر کے فیصلے ہیں، میں نے ظلم وستم سے شہید ہونا ہے۔ میرے فرزند اور میرے دلبند نے قتل ہونا ہے، میری مستورات اور بچوں نے اسیر ہونا ہے اور شہر بہ شہر اور دربدر پھرایا جانا ہے۔ وہ مدد ونصرت طلب کریں گے، کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

اُم سلمہؓ نے فرمایا: تمہارے نانا نے مجھے کربلا کی مٹی دی تھی جو میں نے شیشی میں رکھی تھی۔ آپؑ نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ایک مشت کربلا کی خاک اُم سلمہؓ کے حوالے کی۔

آپؑ نے فرمایا: اے مادرِ گرامی! اس خاک کو شیشی میں بند کرو۔ جب یہ دونوں خون بن جائیں تو سمجھ لینا میں صحرائے کربلا میں شہید ہو گیا ہوں۔

امام حسینؑ اور آپؑ کے دوست

امالی شیخ صدوق مجلس ۳۰ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے، جب آپؑ نے سفر کے لیے مدینہ سے بیرون جانے کا ارادہ فرمایا تو آپؑ نے اپنے تمام دوستوں اور رشتہ داروں کو وداع کیا اور اپنے فرزندوں، بھائیوں، بھتیجوں اور بہنوں بھانجوں کو اس سفر میں ہمراہ کیا۔ خواتین اور بچوں کو محملوں پر سوار کیا، مدینہ سے اکیس آدمی آپؑ کے ساتھ سفر پر چلے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

ابوبکر بن علی، محمد بن علی، عثمان بن علی، عباس بن علی، عبداللہ بن مسلم، علی بن الحسین (علی اکبر) علی بن الحسین (امام زین العابدین) قاسم بن حسنؑ۔

شیخ مفید نے ارشاد، ص ۲۰۲ پر یہ روایت نقل کی ہے۔ جب آپؑ مدینہ سے باہر ہوئے تو یہ آیت زبان پر جاری فرمائی (جناب موسیٰؑ اور فرعون کے قصہ والی آیت) فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○ (ناسخ، ج۲، ص ۱۵۔ حضرت سکینہ دختر امام حسینؑ فرماتی ہیں: جب ہم مدینہ سے روانہ ہوئے تو ہمارا کوئی فرد پریشان و خوفناک نہیں تھا)۔

آپؑ نے متعارف راستہ کو اپنایا، آپؑ کے اہل بیت نے کہا: غیر معروف راستے سے جانا چاہیے۔ اس دوران ابن زبیر نے کہا: غیر معروف راہ اپنایئے۔ اگر آپ کا کوئی تعاقب کرے آپ کو پا نہ سکے۔

آپؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ میں وہ راستہ جو بدر کی طرف جاتا ہے سیدھا ہے اُس کو اختیار نہیں کروں گا۔ خداوند تعالیٰ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ (ناسخ، ج۲، ص۱۶۔ آپؑ نے فرمایا: آپ کو یہ خوف ہے کہ دشمن تمہیں پالے گا؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں، یہی خوف ہے۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے یہ خوف ہے کہ موت کے خوف سے راستہ تبدیل کروں آپؑ نے یہ اشعار پڑھے:

اذا المرء لا يحمی بنيه وعرسه
وعترته كان اللئيم المسببا
ومن دون ما تبغی يزيد بناظذا
يخوض بحار الموت شرقا ومغربا
وتضرب ضرباً كالحريق مقدماً
اذا ماراه ضيغم فر مهربا

Presented by Ziaraat.Com

"جب کسی شخص کا کوئی حامی نہ ہو، اپنے گھر والے بھی نہ ہوں،
نہ بیوی نہ بچے، نہ خاندان، بدبختی کے سوا باقی کیا رہتا ہے۔
میرے دشمن کمین گاہ میں ہیں۔ میں جدھر بھی جاؤں وہ میرا قتل
کر کے رہیں گے"۔ (ناسخ)

ابوسعید مقری کہتا ہے: جب امام حسینؑ مسجد سے بیرون نکلے تو آپؑ کی زبان پر یزید بن مفرغ کے اشعار تھے:

لَا ذَعَرتُ السَّوَامَ فِی غَسَقِ اللَّیْلِ
مُغِیرًا وَلَا دُعِیتُ یَزِیْدًا
یَومًا اُعْطِی مِنَ الْمَهَانَةِ ضَیْمًا
وَالْمَنَایَا تَرْصُدُنِی اَنْ اَحِیْدًا

"میں یزید کی بیعت نہیں کر سکتا، رات کی تاریکیاں جتنا بھی مجھ پر شدید ہو جائیں، میرا محاصرہ تنگ کر دیا جائے اور زندگی دوبھر کر دی جائے اس بات کا مجھے خوف نہیں۔ از روئے ستم میرے سارے راستے بند کر دیے جائیں میں گھر سے باہر نہ بھی نکلوں پھر بھی موت میری گھات میں ہے"۔

خروج از مدینہ اور جن و ملائکہ کی فوجیں

جلاء العیون، ص ۵۱۷ پر امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۳۰ میں شیخ مفید سے روایت ہے، جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے باہر آئے، ملائکہ کی ایک بہت بڑی فوج اسلحہ سمیت آپؑ کے پاس آئی، ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔ بہشتی گھوڑوں پر سوار تھے۔ انھوں نے آپؑ کو سلام کیا اور کہا: اے اپنے نانا، بابا اور برادر معظمؑ کے بعد اللہ کی زمین پر حجتِ خدا! خداوند تعالیٰ نے ہمارے

Presented by Ziaraat.Com

ذریعے آپؑ کے نانا کی کئی ایک مقامات پر مدد فرمائی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی طرف بھیجا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: میری اور تمہاری وعدہ گاہ وہ جگہ ہے جس جگہ کو اللہ تعالیٰ نے میرا اشہد اور مدفن بنایا ہے، وہ جگہ کربلا ہے، وہاں چلے آنا۔

ملائکہ نے کہا: اے حجتِ خدا! آپ کا ہر حکم آنکھوں پر، اگر آپ کو دشمن سے خوف ہے تو ہم آپ کے ہمراہ ہیں۔ ہر ضرر کو دفع کریں گے۔ آپؑ نے فرمایا: وقت شہادت سے قبل میرا دشمن مجھے تکلیف نہیں دے سکتا۔

ملائکہ کے جانے کے بعد مسلمان جنوں کی ایک بہت بڑی فوج نے آپ کو سلام کیا اور کہا: اے ہمارے سردار و بزرگوار! ہم آپ کے شیعہ ہیں اور ناصر ہیں۔ آپ اپنے دشمنوں کے معاملے میں جو حکم فرمائیں ہم اطاعت کریں گے۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے تمام دشمنوں کو ہلاک کریں گے اور آپؑ کو رنج و مصیبت اور زحمت و تکلیف نہ اٹھانا پڑے۔ آپؑ حکم فرمائیں۔ آپؑ نے انھیں دعا دی اور فرمایا: میرے نانا پر اللہ کا قرآن نازل فرمایا۔ اس میں ہے: اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ "تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پالے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں بھی"۔

پھر آپؑ نے فرمایا: قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ "اے محمدؐ! ان سے کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اور باہر نہ آؤ ان کے لیے قتل ہونا ان کے بستروں پر لکھ دیا گیا ہے"۔

آپؑ نے فرمایا: میں یہاں رہ جاؤں اور بیرون نہ آؤں پھر اس گمراہ مخلوق کا امتحان کیسے ہوگا۔ ان تباہ حال و تباہ کار دشمنوں کی آزمائش کیسے ہوگی۔ میرا مسکن وہ قبر ہے جو کربلا میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے برگزیدہ بنایا ہے۔ جس دن زمین کو بچھایا گیا تھا اس دن اُسے عظمت دے دی گئی تھی۔ وہ جگہ میرے دوستوں کے لیے جائے امن

Presented by Ziaraat.Com

اور پناہ گاہ ہوگی۔ محرم عاشورہ کے دن میرے پاس آنا اس دن کے آخر میں، میں نے شہید ہونا ہے۔ اس وقت میں اکیلا ہوں گا۔ دشمنوں کو میرے قتل پر کوئی روکنا والا نہ ہوگا۔ میرا سر یزید پلید کو پیش کیا جائے گا۔

آپؑ نے فرمایا: جو قوت میرے پاس ہے وہ قوت تم سے زیادہ ہے لیکن میں چاہتا ہوں اللہ کی حجت کو اللہ کی مخلوق پر پیش کروں تا کہ خداوند تعالیٰ کا فیصلہ قائم ہو۔

ورود مکہ معظمہ

شیخ مفید نے ارشاد، ص ۲۰۲ و بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۳۲ اور جلاء العیون، ص ۵۱۸ میں یہ روایت ہے، آنحضرتؑ بروز جمعہ ۳ شعبان مکہ داخل ہوئے۔ وقتِ دخول یہ آیت آپؑ کی زبان پر تھی:

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ (سورۂ قصص، آیہ ۲۲) جب موسیٰؑ شہر مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: مجھے خداوند تعالیٰ پر اُمید ہے کہ وہ مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے گا۔ (میں اپنے مقصود کو پالوں گا)۔

آپؑ جونہی مکہ پہنچے، اطراف و اکناف سے لوگ عمرہ کے لیے آئے ہوئے تھے۔ جب ان لوگوں تک امام مظلومؑ کے قدوم مسرت لزوم کی خبر پہنچی تو اُنھوں نے آپؑ پر ہجوم کرلیا۔ صبح و شام لوگوں کا ایک جم غفیر آپؑ کے پاس جمع رہتا۔

عبداللہ بن زبیر بھی مکہ پہنچ چکا تھا اور وہ کعبہ کے پہلو میں رہ رہا تھا۔ اور وہ لوگوں کو فریب دینے کے لیے دن رات نمازوں میں مصروف عمل تھا۔ آپؑ کے حضور بھی حاضر ہوجاتا اور اپنی خوشی کا اظہار بھی کرتا حالانکہ باطنی طور پر آپؑ کا مکہ آنا اُسے پسند نہیں تھا۔ اُسے معلوم تھا امام مظلومؑ کی موجودگی میں کوئی بھی اہلِ حجاز کا آدمی اس کی بیعت نہیں کرسکتا۔ (عبداللہ بن زبیر یزید کی بیعت سے فرار کرچکا تھا اور وہ اپنے آپ

Presented by Ziaraat.Com

کو خلیفہ سمجھتا تھا اس لیے امام مظلومؑ کی مکہ میں موجودگی اس کے لیے ایک بارگراں تھی)۔

اہلِ کوفہ کی طرف سے امام مظلومؑ کے نام خطوط

جب کوفیوں کو آپؑ کی خبر ملی تو وہ سب سلیمان بن صُرد[1] کے گھر جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، مرگِ معاویہ اور بیعتِ یزید کے عنوان سے گفتگو کی۔ اس مجلس میں سلیمان نے خطاب کیا: معاویہ مرگیا ہے حضرت امام حسینؑ نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ آپؑ مکہ پہنچ چکے ہیں۔ تم سب ان کے اور اُن کے والد کے پیروکار ہو، اُٹھو اور ان کی مدد کرو اور ان کے دشمنوں سے جہاد کرو، اپنے مال وجان سے ان کی مدد کرو۔

اگر تم اس امر میں سُستی و کاہلی سے کام لو تو پھر آرام کے ساتھ بیٹھے رہو، ان سے فریب نہ کرو، ان کو دھوکہ نہ دو۔

انھوں نے جواب دیا: امامؑ اپنے مبارک قدموں کے ساتھ اس دیار کو منور کرنے والے ہیں۔ پورے خلوص کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے اور کھلے دل کے ساتھ ان کی بیعت کریں گے۔ دشمنوں کے شر کو دفع کرنے کے لیے ان پر اپنی جان نچھاور کریں گے۔ انھوں نے جو خط آپ کی طرف روانہ کیا اس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط سلیمان بن صُرد خزاعیؓ، مسیب بن نجبہؓ (صحابی امیرالمومنینؑ) رفاعہ بن شداد بجلیؓ اور حبیب بن مظاہرؓ (مظہر) کی طرف سے حسینؑ بن علیؑ کے نام!

کوفہ کے تمام اہلِ اسلام اور آپؑ کے دوست آپ کو سلام کہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی نعماتِ کاملہ پر حمد وثنا کرتے ہیں، ہم اُس ذات کا شکر کرتے ہیں کہ اُس نے

---

[1] سلیمان بن صُرد صحابی رسولؐ ہیں، مہاجر بھی ہیں، آپ کا نام یسار تھا، پیغمبرؐ نے آپ کا نام سلیمان رکھا، آپ کی طرف امامؑ نے خط لکھا تھا لیکن ابن زیاد کے خوف سے کربلا نہ آسکے، آپؑ کی شہادت کے بعد توابین کے امیر ہوئے، بنوامیہ سے جنگ کی اور شہادت پائی۔ اصدق الاخبار، ص ۵)

Presented by Ziaraat.Com

ایک جابر دشمن کو ہلاک کیا ہے جو اُمت پر ان کی مرضی کے خلاف ان کا ولی بنا ہوا تھا۔ ظلم و جور سے حکومت کر رہا تھا۔ ان کے مال و متاع کو ناحق اپنے تصرف میں لیے ہوئے تھا، نیک لوگوں کو قتل کر رہا تھا۔ بدترین لوگوں کو نیک لوگوں پر مسلط کر رکھا تھا۔ اللہ کے اموال کو امراء اور ظالموں پر تقسیم کر رہا تھا۔ وہ خدا کی رحمت سے دُور ہوا اور اس طرح دُور ہوا جس طرح قوم ثمود دُور ہوئی۔ (ثمود ایک عرب قوم تھی حضرت صالحؑ کی اُمت تھے۔ اپنے پدر اور بزرگوں کے نام سے مشہور تھے۔ ثمود بن عاقر بن آدم بن سام بن نوح سلسلہ نسب ہے۔ زمین ثمود تبوک کے نزدیک ہے جو شام میں ہے اور مدینہ سے ۱۴ منازل کے فاصلے پر ہے۔ اس وقت ہمارا آپ کے سوا کوئی رہبر و امام نہیں ہے۔ ہمارے شہر تشریف لائیں، ہم سبھی آپ کی اطاعت کریں گے۔ شاید خداوند تعالیٰ آپ کی برکت سے ہم پر اپنے حق کو ظاہر کر دے۔

اس وقت نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم ہے، جو ایک کمزور حاکم ہے۔ ہم لوگ اُس سے دُور ہیں۔ عید کے دن بھی ہم اس کے ساتھ باہر نہیں جاتے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ آپؑ ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ ہم اُسے کوفہ سے نکال باہر کریں گے تا کہ وہ شام والوں کے ساتھ لاحق ہو جائے۔ والسلام!

یہ خط عبداللہ بن مسمع ہمدانی اور عبداللہ بن وال (مقتل خوارزمی، ص ۱۹۴ میں نامہ بروں کے نام یہ ہیں:

عبداللہ بن سبیع اور عبداللہ ابن مسمع بکری) کے حوالے ہوا کہ یہ لوگ زُبدہ اہل بیت عصمت وجلالت کے حضور پیش کریں۔ کوفیوں نے انھیں اس بات پر زور دے کر کہا: یہ خط بہت جلد پہنچنا چاہیے۔ یہ لوگ دس رمضان المبارک کو مکہ میں داخل ہوئے اور یہ خط امام کو پیش کیا۔

دو روز بعد اہلِ کوفہ نے قیس بن مسہر صیداوی (بحار و ارشاد و خوارزمی میں

Presented by Ziaraat.Com

قیس بن مسہر کا نام ہے) عبداللہ بن شداد (بحار: عبداللہ و عبدالرحمٰن پسرانِ عبداللہ بن زیاد ارحبی و ارشاد: عبداللہ و عبدالرحمٰن پسرانِ شداد ارحبی) اور عمارہ عبداللہ کو ایک سو پچاس خطوط کے ساتھ آپ کی طرف روانہ کیا۔ یہ خطوط ایک آدمی کی طرف سے دو آدمیوں کی طرف سے، چار آدمیوں کی طرف سے یا ان سے زیادہ آدمیوں کی طرف سے جاری ہوئے تھے۔ ایک خط پر کئی کئی آدمیوں کے دستخط تھے، پھر دو روز بعد ہانی بن ہانی سبیعی و سعید بن عبداللہ حنفی نے اپنے خطوط روانہ کیے۔ (مقتل خوارزمی، ص ۱۹۵ و بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۳۳۔ یہ لوگ کوفہ کی طرف سے آخری قاصد تھے)۔

ان کا خط اس مضمون کا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط آپ کے شیعان اور فدائیان اور مخلصین کی طرف سے ہے۔ اما بعد! اپنے دوستوں اور محبّوں کے ساتھ فوراً ہمارے پاس پہنچیں۔ تمام لوگ آپ کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر ہیں۔ ان کی نگاہیں آپ پر ہیں، بہت جلدی تشریف لائیں ہم آپ کے مشتاق ہیں۔۔۔۔ والسلام!

اس خط کے بعد شیث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث، عروہ بن قیس و عمرو بن حجاج اور محمد بن عمرو نے اس مضمون کا خط لکھا:

"اما بعد! صحراؤں نے سبز چادر اُوڑھ لی ہے، پھل پک چکے ہیں۔ اگر آپؑ تشریف لائیں تو لشکر آپؑ کی نصرت کے لیے تیار ہیں۔ رات دن ہم آپؑ کے انتظار میں ہیں"۔

جب آپؑ تک یہ تمام خطوط پہنچ گئے تو آپؑ نے جواب دینے میں کوئی جلدی نہیں کی، غور و فکر کیا، نوبت با اینجا رسید آپؑ تک ان بے وفاؤں کے چھ سو خطوط ایک دن میں پہنچے، نامہ بر آتے رہے، خطوط لاتے رہے، آخر کار بارہ ہزار خطوط آپؑ کے پاس جمع ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام مظلومؑ کا کوفیوں کے خطوط کا جواب

آپؑ کے خط کی عبادت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از حسین ابن علیؑ تا گروہ مومنان!

اما بعد! ہانی اور سعید تمہارے خطوط میرے پاس لائے، ان کے بعد تمہاری طرف سے بہت سے قاصد آئے اور بے شمار خطوط لائے۔ میں نے تمام خطوط کو پڑھا ہے۔ ان تمام خطوط میں یہ لکھا ہوا کہ ہمارا کوئی رہبر نہیں ہے آپ جلد از جلد تشریف لائیں شاید خداوند تعالیٰ آپؑ کی برکت سے ہمیں حق پر جمع ہونے کی توفیق دے دے۔

میں تمہاری طرف اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے جو میرے معتمد خاص ہیں، مسلم بن عقیل کو بھیج رہا ہوں۔ اگر انھوں نے میری طرف یہ لکھ دیا کہ واقعی تمہارے دانشور و اشراف اسی بات پر جمع ہو چکے ہیں جو تمہارے خطوط کے اندر ہے تو میں بہت جلد تمہارے پاس آجاؤں گا۔ مجھے اپنی جان کی قسم! امام صرف وہ ہے جو لوگوں کو کتاب اللہ کا حکم دے، لوگوں کے درمیان عدالت کو قائم کرے اور اپنا قدم جادہ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو حق وحقیقت اور سیدھے راستے پر قائم رکھے"۔ والسلام!

مقتل خوارزمی، ص ۱۹۵ میں یہ مضمون کچھ اس طرح ہے:

جب ہانی بن ہانی السبیعی وسعید بن عبداللہ حنفی آخری خط آپؑ کے پاس لائے، آپؑ نے ان سے پوچھا جو خط تم لائے ہو یہ خط کن لوگوں کی طرف سے ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

ان لوگوں نے جواب دیا: اے فرزندِ رسولؐ! جب یہ خط لکھا گیا اُس وقت یہ لوگ جمع تھے: شیث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حرث، یزید بن رویم، عزرہ بن قیس، عمرو بن حجاج، محمد بن عمیر بن عطارد۔

جب اُن لوگوں نے آخری نام لیا تو آپؑ اُٹھے، وضو فرمایا اور رکن و مقام کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، خداوند تعالیٰ سے دعا مانگی اور کوفیوں کے خطوط کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان قاصدوں کی طرف رُخ کیا اور فرمایا:

''میں نے اپنے نانا رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا آپؐ نے مجھے حکم دیا جو کام تم کرو گے خداوند بہتری فرمائے گا وہ عہدہ دار بھی ہے، ہر چیز پر قادر بھی ہے''۔

بعد ازیں آپؑ نے فرمایا: اس مضمون کا خط لکھو:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! از حسین بن علی بسوئے گروہِ مومنان! سلام علیکم! امابعد! ہانی بن ہانی، سعید بن عبداللہ باقی جو تمہارے قاصد میرے پاس آئے، میں نے تمام خطوط پڑھے ہیں اس امر میں جو تمہاری پسند ہے، میں اس میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ میں تمہاری طرف اپنا بھائی اور ابن عم مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ کو بھیج رہا ہوں۔ وہ تمہارے تمام احوال میری طرف بھیجیں گے۔ تمہارے امرا و اشراف اور صاحبان دانش و بینش کی آراء میری طرف لکھیں گے اور وہ اب تمہاری طرف آرہے ہیں۔ ان شاء اللہ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

وہ سب کچھ اپنی نظروں سے دیکھیں گے جو کچھ تم نے اپنے خطوط میں لکھا ہے اور وہی بات تم چاہتے ہو، تمہارے دل کی بات بھی

Presented by Ziaraat.Com

بھی ہے تو فوراً اٹھو اور ان کی بیعت کرو، انھیں پریشان نہ کرنا،
مجھے اپنی جان کی قسم! امام وہ ہے جو کتاب خدا کے مطابق عمل
کرے اور عدل کو قائم کرے۔ حق و حقیقت کے مطابق حکم
کرے۔ خداوند تعالیٰ مجھے اور تمہیں راہِ ہدایت پر جمع فرمائے۔
تم پر اور مجھ پر تقویٰ کو لازم کرے جس پر چاہے گا اپنا لطف و
کرم فرمائے گا"۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت مسلمؑ کی کوفہ کی طرف روانگی

بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۳۳۵ و ارشاد مفید، ص ۲۰۴ و مقتل خوارزمی، ص ۱۹۶ و جلاء العیون، ص ۵۴۰، مرحوم مجلسی کی روایت ہے جب بے وفا کوفیوں کے خطوط کے ڈھیر لگے تو آپؑ نے مسلم بن عقیلؑ کو کوفہ بھیجا۔ جناب مسلمؑ ایک بہت بڑے دانشور، بہت بڑے مدبر، شجاع، سخی، جملہ صفات کے جامع تھے۔ آپؑ نے انھیں فرمایا: جاؤ اور ان سے بیعت لو۔ آپؑ نے ان کو قیس بن مسہر صیداوی، عمارہ بن عبداللہ سلولی اور عبدالرحمن بن عبداللہ ازدی کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا۔ امام مظلومؑ نے جناب مسلمؑ کو تقویٰ و پرہیزگاری، اپنے امور کی نگرانی، حسنِ تدبیر کی وصیت فرمائی۔ آپؑ نے فرمایا: اگر اہلِ کوفہ میری بیعت پر اتفاق کرلیں تو جلد از جلد مجھے اطلاع کریں۔ (ارشاد: عبداللہ، عبدالرحمن پسران شداد ارحبی)

پس حضرت مسلمؑ نے امام مظلومؑ کو وداع کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب مسجد نبویؐ میں گئے تو نماز پڑھی۔ قبر رسولؐ اللہ کی زیارت کی۔ اپنے گھر تشریف لائے، اپنے گھر والوں اور احباء واعزاء سے ملے اور انھیں وداع کیا۔ قبیلہ قیس سے دو راہنما ساتھ لیے راستے میں وہ راستہ کھو بیٹھے جو پانی ساتھ تھا ختم ہوگیا۔ ان پر پیاس نے غلبہ کیا اور شدت عطش کی وجہ سے مر گئے۔ حضرت مسلمؑ تلاش بسیار کے بعد پانی

Presented by Ziaraat.Com

تک پہنچے وہاں سے امام مظلومؑ کی طرف ایک خط روانہ کیا۔ راستے کی حقیقت حال لکھی، ان دو مردوں کی موت کا حال بھی لکھا اور یہ بھی لکھا: ابتداء سفر میں اس واقعہ کا پیش آجانا اس کو میں نیک فال نہیں سمجھتا۔ اگر مصلحت ہو تو مجھے اس سفر سے معاف رکھیں اور یہ خط آپ نے قیس بن مسہر کے حوالے کیا۔ جب خط امام مظلومؑ کو ملا تو آپؑ نے جواب لکھا: میرا گمان یہ ہے تم خوف زدہ ہو گئے ہو، اس لیے اس سفر سے معافی چاہتے ہو۔ جب مسلم کو یہ خط ملا تو آپ سفر کی طرف روانہ ہو گئے۔①

راستے میں آپ نے ایک آدمی کو دیکھا، اس نے تیر ہرن کی طرف پھینکا، ہرن زمین پر گرا اور ختم ہو گیا۔ جناب مسلمؑ نے فرمایا: ان شاء اللہ ہمارا دشمن ضرور ختم ہوگا لیکن آپؑ اس امر کے مشاہدہ سے پریشان ہوئے۔ جب آپؑ شہر کوفہ میں داخل ہوئے۔ آپؑ نے مختار ثقفی کے گھر میں نزول اجلال فرمایا۔②

جب کوفیوں کو جناب مسلمؑ کی آمد کا پتہ چلا تو انھوں نے خوشی کا اظہار کیا۔③
گروہ در گروہ لوگ آنے لگے۔ جناب مسلمؑ انھیں امام مظلومؑ کا خط سناتے تو کوئی رونے لگتے اور بیعت کر کے چلے جاتے۔ اس طرح اٹھارہ ہزار لوگوں نے بیعت کی۔ جناب مسلمؑ نے امام مظلومؑ کی طرف خط لکھا، اٹھارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی ہے۔ اگر آپ تشریف لے آئیں تو مناسب ہوگا۔

---

① مقتل خوارزمی، ص ۱۹۶ میں ہے۔ حضرت مسلم بن عقیلؑ نے امام مظلومؑ سے فرمایا: میں تمھیں اہل کوفہ کی طرف بھیج رہا ہوں، بہت جلد اللہ کا حکم ہوگا، تمہارے بارے میں جو وہ چاہے گا۔ مجھے اپنے اللہ سے یہ امید ہے کہ ہم نے درجۂ شہادت کو حاصل کرنا ہے۔ پس جاؤ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ جب کوفہ جاؤ، اس کے پاس رہو جو قابل وثوق ہو۔ لوگوں کو میری اطاعت کی دعوت دو۔ اگر لوگ میری بیعت پر جمع ہو جائیں تو مجھے اطلاع کرو۔ میں تمہاری اطلاع کے مطابق عمل کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دونوں نے روتے ہوئے وداع کیا اور رات کی تاریکی میں چلے۔

② مقتل خوارزمی میں ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم از حسینؑ بن علی با مسلم بن عقیلؑ۔ اما بعد تمہاری اس مختلف واقعہ سے میں پریشان ہوا ہوں کہ تم نے اس سفر سے خوف کا اظہار کیا ہے۔ یہ خوف اور

Presented by Ziaraat.Com

خطبہ نعمان بن بشیر

جب لوگوں کا آنا جانا جناب مسلم بن عقیلؑ کے نزدیک زیادہ ہوا تو نعمان بن بشیر جو معاویہ اور یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اس نے جب حقیقت حال کا تجزیہ کیا تو وہ مسجد میں منبر پر کھڑا ہوا، خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا کی، جناب رسالت مآبؐ پر درود بھیجا اور کہا: لمابعد! اے بندگانِ خدا! خدا سے ڈریئے اور فتنہ وفساد برپا نہ کیجیے کہ کہیں یہ بات قتل وخون اور لوٹ مار کا سبب نہ بن جائے۔ جو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا تو میں بھی اُس سے جنگ نہیں کروں گا۔ اگر تم آرام وسکون کے ساتھ رہو گے تو میں تمہیں پریشان نہیں کروں گا۔ کسی تہمت والزام کی بنیاد پر کسی کو سزا نہیں دوں گا۔ لیکن اگر تم نے مجھ پر خروج کیا اور حاکمِ وقت کی بیعت کو توڑا، قسم بخدا تلوار نیام انتقام سے باہر کر کے تم سے جنگ کروں گا۔ تمہیں ہرگز معاف نہیں کروں گا۔ مجھے امید ہے تم لوگ حقیقت شناس ہو، فتنہ وفساد سے بچو گے۔

سستی کا نتیجہ ہے۔ بس جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر عمل کرو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
جب خط مسلم بن عقیلؑ کو ملا، آپ پریشان ہوئے اور کہا: آنحضرتؑ نے میری طرف خوف کی نسبت دی ہے حالانکہ خوف کی بات میرے قریب تک نہیں آئی۔ خوارزمی میں ہے: جناب مسلم بن عقیلؑ، مسلم بن مسیب کے گھر تشریف لے گئے وہ گھر مختار ثقفی کی ملکیت تھا۔ ارشاد مفید میں اور بحار الانوار، ج۴۴، ص۳۲۵ میں ہے: آپ مختار کے گھر داخل ہوئے اسی گھر کا نام تھا مسلم بن مسیب تھا۔

② مقتل خوارزمی میں ہے: جب جناب مسلمؑ نے امام مظلومؑ کا خط کوفیوں کو سنایا۔ امامؑ کی آمد کے شوق میں گریہ کیا۔ ایک مرد ہمدانی جناب عابس شاکری، جناب مسلمؑ کے سامنے آئے اور کہا: لمابعد! میں ان لوگوں کی بات تو نہیں کرتا کیونکہ میں انھیں نہیں جانتا لیکن میں اپنے بارے میں کہہ سکتا ہوں، آپ مجھے جب بھی بلائیں گے حاضر ہوں گا۔ آپ کے دشمن کے ساتھ تلوار سے جنگ کروں گا حتیٰ کہ خدا سے ملاقات کروں۔ جو حق فداکاری کا خدا کے نزدیک ہے وہی ادا کروں گا۔ ان کے بعد حبیب بن مظاہر اسدی فقعسی کھڑے ہوئے اور کہا: خدا کی قسم! جیسا تم نے کہا ہے میں تمہاری طرح ہوں۔ پھر تمام لوگ جوش میں آ کر یہی باتیں کرتے رہے۔ لوگ بہت زیادہ مال لے آئے لیکن جناب مسلمؑ نے قبول نہ کیا۔ آخر اس بات کی خبر نعمان بن بشیر کو جا ملی۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن مسلم بن ربیعہ امویوں کا وفادار تھا، کھڑا ہو گیا اور کہا: تم نے جو تقریر کی ہے اس سے شر دفع نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کام تو ایک کمزور اور سست و بے کار کا سا ہے۔

نعمان نے کہا: اگر یہ بات میری کمزوری ہے کیونکہ میں خدا کی اطاعت کرتا ہوں، اس غلبہ سے بہتر ہے جس سے خدا کی معصیت ہوتی ہو۔ یہ کہتے ہوئے وہ منبر سے اتر کر نیچے آ گیا اور دارالامارہ میں داخل ہو گیا۔ (در مقتل خوارزمی، ص ۱۹۷۔ مسلم بن سعید حضرمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: خدا امیر کی اصلاح کرے تیری تقریر ایک کمزور کی تقریر ہے)

عبداللہ بن مسلم کا نعمان کے خلاف یزید کو خط

عبداللہ بن مسلم نے یزید کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ بن مسلم کا خط یزید کے نام!

یہ خط بندۂ خدا مومنوں کے امیر یزید کے نام ہے۔ اس کا لکھنے والا کوفہ کے لوگوں میں سے تمہارا ایک چاہنے والا ہے۔

اما بعد! مسلم بن عقیل کوفہ آ چکے ہیں، حسینؑ بن علیؑ کے شیعہ اس کی بیعت کر رہے ہیں۔ ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اگر تمہیں کوفہ کی ضرورت ہے تو کوفہ کی طرف ایک طاقتور آدمی بھیج تا کہ تیری حکومت کو مضبوط کرے اور تمہارے دشمن کو اپنے انجام پر پہنچائے۔ نعمان بن بشیر ایک کمزور اور سست آدمی ہے۔ والسلام! (مقتل خوارزمی، ص ۱۹۸)

عمارہ بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی خط یزید کو لکھے۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید کا ابن زیاد کے نام خط

جب یزید کو یہ خطوط ملے اور اُسے حالات سے آگاہی ہوئی۔ اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام سرحون (معاویہ کا کاتب) سے مشاورت کی۔ اس نے کہا: میں مصلحت اس بات میں یہ دیکھتا ہوں کہ فوراً کوفہ کو ابن زیاد کے حوالے کرو۔ اس علاقہ کے فتنہ کی سرکوبی اس کے بغیر کوئی اور نہیں کرسکتا۔ یہ سن کر یزید نے اُس کے مشورہ کو قبول نہ کیا تو اُس نے کہا: تمہاری رائے اپنے والد معاویہ کے بارے میں کیا ہے۔ یزید نے کہا: ان کی رائے اچھی ہوگی تو سرخون نے معاویہ کی ایک تحریر سامنے رکھی جس میں درج تھا: بصرہ اور کوفہ کی ریاستیں ابن زیاد کے نام لکھی ہوئی تھیں اور یہ تحریر سربمہر تھی۔ معاویہ جب مرا تو یہ وصیت نامہ سرخون کے پاس تھا۔ یزید نے جب یہ عہدنامہ دیکھا تو اُس نے فوراً ابن زیاد کو خط لکھا۔ کوفہ کے میرے دوستوں نے مجھے لکھا ہے کہ مسلم بن عقیلؑ کوفہ آچکے ہیں اور حسینؑ بن علیؑ کے لیے ایک لشکر بنا رہے ہیں۔ جب میرا خط تمہیں ملے تو کوفہ کی تیاری کرو، اور جتنا ممکن ہو وہی کچھ کرو۔ گرفتار کر کے بھیجو یا قتل کر کے ان کا سر بھیجو، یا تو کوفہ سے باہر نکال دو۔ یزید نے یہ خط مسلم بن عمرو باہلی کو دیا کہ وہ ابن زیاد تک پہنچائے۔ (بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۳۳۶ و مقتل خوارزمی، ج ۱، ص ۱۹۸)

یا عہدنامہ بھیج۔ جب بصرہ میں یزید کا خط پہنچا تو ابن زیاد دوسرے دن کوفہ روانہ ہوگیا اور اپنے بھائی عثمان کو بصرہ میں اپنا نائب بنایا۔

(مقتل خوارزمی میں ہے: یزید نے کچھ اس طرح کا خط لکھا: خدا کے بندہ مومنوں کے امیر یزید کا خط عبیداللہ ابن زیاد کے نام! سلام علیکم، امابعد! بعض اوقات ایک آدمی جو قابلِ تعریف ہوتا ہے لوگ اُسے گالیاں دیتے ہیں، بعض اوقات ایک آدمی قابلِ مذمت ہوتا ہے۔ لوگوں کی زبان پر اس کی تعریف کے الفاظ ہوتے ہیں۔ جو کچھ تیرے لیے ہے وہ تیرے لیے ہے، جو کچھ تم پر ہے وہ تم پر ہے۔ تو ہم سے منسوب

Presented by Ziaraat.Com

ہواور اس نسبت سے تو نام رکھتا ہے جو منصب تجھے ملا ہوا ہے اس کا سبب ہم ہیں۔

رفعت فما نالت السحاب تفوقہ

فما لك الا مقعد الشمس مقعد

ظاہری معنی یہ ہے: "تو بادلوں سے بھی بلند ہو چکا ہے، تیرے بیٹھنے کا مقام وہ ہے جہاں آفتاب ہے"۔

اب آزمائش وقت کے اعتبار سے بھی پیدا ہو گئی ہے اور مقام کے اعتبار سے بھی حسینؑ نے خروج کر رکھا ہے۔ اب اس امتحان میں تو ہماری نصرت کرے یا ہمیں چھوڑ دے۔ یاد رکھو تو ولد الزنا ہے اور اپنی اس معصیت کو ہماری طرف ملحق کیا ہے۔ ساتھ تجھے حکومت بھی مل گئی ہے۔ اگر تو نے ہمارا ساتھ دیا تو ٹھیک ورنہ دوسرا راستہ بھی ہے۔ کوفہ کے میرے شیعوں نے مجھے خبر دی ہے۔ مسلم بن عقیلؑ کوفہ آچکا ہے اور وہ حسینؑ بن علیؑ کے لیے بیعت لے رہا ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے خطوط اشرافِ بصرہ کی طرف

جلاء العیون، ص ۵۲۳ سید ابن طاؤس سے روایت ہے، امام حسینؑ نے جب کوفہ والوں کے خطوط کے جواب لکھے تو اُس وقت بصرہ کی طرف بھی خطوط روانہ فرمائے۔ آپؑ نے یزید بن مسعود نہشلی، منذر بن جارود عبدی، اسی طرح کے کئی بزرگواروں کی طرف خطوط روانہ کیے۔ آپ کے دوستوں میں سے ایک سلیمان نامی آدمی تھے، ان کے نام بھی خط لکھا۔ ان خطوط میں اپنی اطاعت اور نصرت کی بات تھی۔

یزید بن مسعود کی بزرگانِ بصرہ سے گفتگو

جب یزید نے امامؑ کا خط پڑھا تو اس نے اس خط کو اپنے لیے اعزاز خیال کیا۔ اس نے قبیلہ بنو تیم، بنو حنظلہ اور بنو سعد کو اپنے ہاتھ جمع کیا اور کہا: میرے اور تمہارے

Presented by Ziaraat.Com

درمیان نسب وحسب کس طرح کا ہے؟ اور میری دانش وبینش کو کیا سمجھتے ہو۔

پس ان تمام نے کہا: تم حسب ونسب اور اپنی رائے اور دانش کے اعتبار سے صاحب فضیلت ہو۔ انھوں نے یہ بھی کہا: تم ہمارے پشت پناہ ہو اور ہمارے لیے سرمایہ شرف وعزت ہو۔

یزید نے کہا: میں نے تمھیں اپنے پاس بلایا ہے۔ ایک اہم بات پر تم سے مشاورت کرنا ہے۔ انھوں نے کہا: فرماؤ جو کچھ ہمارے ذہن میں آئے گا۔ ہم مشورہ دیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے۔

اس نے کہا: تمھیں معلوم ہے۔ معاویہ مر گیا ہے، اس کی موت سے ظلم وجور کے دور کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد یزید ایسا فاسق وفاجر، شرابی وبدکردار اس کی جگہ پر بیٹھ گیا ہے جس کے پاس نہ علم ہے اور نہ کوئی اور صفت۔ جس کو اچھائی اور بھلائی کہہ سکیں۔ وہ ہر اعتبار سے خلافت وحکومت کا اہل نہیں ہے۔ دین کی سربلندی کے لیے اس کے ساتھ مشرکین کے ساتھ جنگ کرنا فضیلت کا کام ہے۔ یہ تو حسینؑ بن علیؑ ہیں۔ جنگِ جمل میں عمر بن قیس نے حق کی مدد سے خودداری کی تھی۔ آج اس عار کو دھونے کا وقت ہے۔ فرزندِ رسولؐ کی مدد ونصرت کے لیے نکلیے.....الخ۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۳۸)

ادھر حسینؑ بن علیؑ نسب کے اعتبار سے جلیل ہیں، شرف کے لحاظ سے جمیل ہیں۔ رائے ودانش کے اعتبار سے اصل واجمل ہیں۔ اس کے علم کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اس کے فضائل وکمالات کا شمار نہیں۔ وہ معدنِ نبوت ورسالت اور منبع علم وحکمت ہیں۔ رأفت ورحمت ومروت میں تمام دنیا سے شانِ امتیازی رکھتے ہیں۔ وہ چھوٹوں سے شفقت سے پیش آتے ہیں۔ وہ بڑوں کا احترام کرتے ہیں۔ وہ کتنے بڑے بزرگوار ہیں وہ اُمت اور رعایا کے لیے کتنے مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی زمین

Presented by Ziaraat.Com

پر حجت بنایا ہے اور ان کی وسعت و صحت کو بندوں تک پہنچایا ہے۔

اے لوگو! اب آنکھیں کھولو، کہیں دل کے اندھے اور راہِ حق و حقیقت کے نورانی لوگ دونوں تمہارے خیموں میں اکٹھے نہ ہو جائیں۔ صخر بن قیس (احنف بن قیس) نے جمل کے دن جناب امیرالمومنینؑ کی مدد نہ کی تھی۔ یہ تمہارے لیے ننگ ہے۔ اب اس ننگ و عار کے دھونے کا وقت آ گیا ہے۔ اٹھو اور فرزندِ رسولؐ کی مدد کرو......الخ۔

جو شخص ان کی بیعت و اطاعت سے انکار کرے تو وہ عذاب الیم کا مستحق ہوگا۔

جونہی ان کی بات ختم ہوئی سب سے پہلے بنوحنظلہ نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد بنوتمیم نے اظہار کیا۔ بنوسعد نے کہا: ہم باہمی مشورہ کر کے آپ کو بعد میں بتائیں گے۔

یزید بن مسعود کا امام حسینؑ کی طرف خط

پس یزید بن مسعود نے آپ کی طرف خط لکھا: ہم آپ کی فرمانبرداری و اطاعت اور جان سپاری کے لیے تیار ہیں۔ بنی تمیم و بنی سعد اور بنی حنظلہ سب آپ کی اطاعت کی طرف مائل ہیں۔ سب آپ کے قدم میمنت لزوم کے منتظر ہیں۔ جب آپ ادھر تشریف لائیں گے ہم اپنی جانیں آپؑ کے قدموں میں نچھاور کریں گے۔ آپ کی اتباع واجب جانتے ہیں۔

جب یہ خط آپ کو ملا تو آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ خداوند تعالیٰ اس دن تمھیں ہر قسم کے خوف سے محفوظ رکھے جس دن ساری کائنات خوف و یاس کی صورت میں ہوگی اور روزِ قیامت کی پیاس سے محفوظ رکھے اور اُس دن اللہ تعالیٰ تمھیں رہائی بخشے۔ یہ تقدیر الٰہی کے فیصلے ہیں۔ جس دن یہ بصرہ والوں کا لشکر امامؑ کی نصرت کے لیے تیار ہوا تو انھیں خبر ملی۔ امام حسینؑ اپنے ساتھیوں سمیت شہید

Presented by Ziaraat.Com

کر دیے گئے ہیں۔

احنف بن قیس نے آپ کو جو خط لکھا اس کا مضمون یہ ہے:

اما بعد! فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ

اس آیت کریمہ سے آپ کو تسلی دینا چاہتا تھا۔ آپ کوفیوں کی بے وفائی سے پریشان نہ ہوں (ناسخ، ج ۲، ص ۹ پر بھی یہی روایت موجود ہے)۔ منذر بن جارود نے خوف کی وجہ سے آپ کا خط ابن زیاد کی طرف بھیج دیا۔ ابن زیاد لعین نے قاصد کو گرفتار کر لیا اور اُسے پھانسی دے دی۔ پھر منبر پر آیا اور اہل بصرہ کو دھمکیاں دیں۔ پھر دوسرے دن کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ (مقتل خوارزمی، ص ۱۹۹۔ اس نے خط پڑھا اور چھپا دیا۔ پھر اسے خوف ہوا کہ کہیں ابن زیاد کو اس کی خبر نہ ہو جائے۔ اس کی بیٹی ابن زیاد کی بیوی تھی۔ منذر کی بیٹی حرہ ابن زیاد کے عقد میں تھی۔ یہ ابن زیاد کے پاس گیا اور اُسے خبر دی۔ ابن زیاد غضب ناک ہو گیا اور کہا: قاصد کہاں ہے؟ قاصد سلیمان تھے اور بصرہ میں روپوش تھے۔ جب اُسے لایا گیا تو اُسے خوب پیٹا گیا، پھر پھانسی پر چڑھا دیا گیا)

ابن زیاد کی بصرہ سے کوفہ روانگی

مقتل خوارزمی میں ہے: ابن زیاد نے اہل بصرہ کو دھمکیاں دینے کے بعد کہا: امیر المومنینؑ! یزید نے مجھے کوفہ کا حکم بنایا ہے۔ میں کل کوفہ چلا جاؤں گا اور اپنے بھائی عثمان کو اپنا جانشین بنا رہا ہوں۔ اس کی اطاعت کرنا مخالفت نہ کرنا۔ خدا قسم! اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اس کی مخالفت کی ہے تو اس کا گھر گرا دوں گا اور اس کے گھر والوں کو قتل کر دوں گا۔ دُور والوں کو اطاعت کی صورت میں قریب کروں گا۔ تمہارے درمیان کسی قسم کا اختلاف ہونا چاہیے اور نہ فساد۔ میں ابن زیاد ہوں، روئے زمین پر مجھ جیسا کوئی نہیں ہے۔ پس دوسرے دن جب بصرہ سے روانہ ہوئے تو اعلان کیا گیا اور اس کے ساتھ مسلم بن عمرو باہلی، منذر بن جارود عبدی، شریک بن عبداللہ ہمدانی

Presented by Ziaraat.Com

چلے۔ جب کوفہ کے قریب پہنچے تو توقف کیا تاکہ رات کی تاریکی چھا جائے۔ اس نے سیاہ عمامہ لیا اور اُسے گولائی کی صورت میں سر پر باندھا۔ اپنے چہرہ کے کچھ حصّہ کو عمامہ سے چھپانے کی کوشش کی۔ تلوار کو ہاتھ میں لیا۔ کمان کو گردن میں ڈالا۔ تیردان کو پہلو میں لیا، ہاتھ میں عصا تھا، سیاہ و سفید خچر پر سوار ہوا۔ اس کے ہمراہی بھی اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور بیابان کی طرف سے کوفہ میں داخل ہوا۔ جس رات یہ کوفہ میں داخل ہوئے چاند چمک رہا تھا۔ حالانکہ لوگ امام حسینؑ کے انتظار میں بے تاب تھے۔

ابن زیاد کا کوفہ میں داخلہ

جس رات ابن زیاد کوفہ میں داخل ہوا، اس رات لوگ امام حسینؑ کے انتظار میں تھے۔ انھوں نے ابن زیاد کو "امام حسینؑ" گمان کیا۔ اس امر میں انھیں ابن زیاد کا شک بھی نہیں تھا۔ پس وہ آگے چلنے لگے اور کہنے لگے: مرحبا مرحبا اے فرزندِ رسولؐ! آپ کا آنا مبارک ہو۔ پس ابن زیاد کو یہ منظر بڑا عجیب لگا۔ لوگ ایک دوسرے کو خوشخبریاں دے رہے تھے۔ اندر اندر سے تو وہ آگ سے جل رہا تھا لیکن خاموشی اور سکوت کے ساتھ چل رہا تھا۔ کسی سے کوئی بات نہ کی۔

کچھ فاصلہ چلنے کے بعد مسلم بن عمرو باہلی نے کہا: اے لوگو امیر سے دور چلے جاؤ جو تمہارا خیال ہے وہ یہ نہیں ہے۔ یہ عبداللہ بن زیاد ہے۔ یہ سن کر لوگ متفرق ہو گئے۔ اس وقت ابن زیاد دارالامارہ کے دروازہ پر پہنچا تھا۔ اس نے دروازہ پر دق الباب کیا (نعمان بن بشیر کوفہ میں معاویہ کی طرف سے حاکم تھا)۔ نعمان بن بشیر نے خیال کیا شاید امام حسینؑ تشریف لائے ہیں۔ محل کے اوپر چھت پر چڑھا اور کہا: تمہیں قسم ہے دور چلے جاؤ جو اختیارات میرے حوالے کیے گئے ہیں وہ آپ کے حوالے نہیں کروں گا۔ تم سے جنگ بھی نہیں کروں گا۔ جب ابن زیاد نے یہ باتیں سنیں تو آواز

Presented by Ziaraat.Com

دی: دروازہ کھول (خدا تجھ پر لعنت کرے)۔ نعمان نے جب اُس کی آواز کو پہچانا تو دروازہ کھول دیا۔ ابن زیاد کے آنے سے لوگ خوف زدہ ہو کر اِدھر اُدھر چلے گئے۔

جب صبح ہوئی تو اُس نے کوفہ میں منادی کرائی کہ لوگ جمع ہوں۔ جب لوگ جمع ہو گئے۔ یہ باہر آیا اور خطبہ دیا:

"یزید نے مجھے کوفہ کا گورنر بنایا ہے۔ تمہارے ان علاقوں کو مجھے اُس نے حکم دیا ہے، اطاعت گزاروں کو انعامات سے نوازوں، مخالفین کو تازیانہ اور تلوار سے تادیب کروں۔ خیال کرنا خلیفہ کی مخالفت مت کرنا، منبر سے اُتر آیا، قبائل اور محلات کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا۔ انھیں سخت تاکید کی اور کہا: تمہارے قبیلہ یا علاقہ میں جو یزید کی مخالفت کرے ان کے نام میری طرف بھیجو۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوا تم میں سے کسی نے یزید کی مخالفت کی ہے تو تمہارا مال اور خون مجھ پر حلال ہوگا۔

جب اس ملعون کے داخلے کی خبر جناب مسلم بن عقیلؑ تک پہنچی آپ پریشان ہوئے۔ آپ مختار ثقفیؒ کے گھر سے نکل کر ہانیؒ کے گھر تشریف لے آئے۔ مسلم بن عقیلؑ نے ہانیؒ بن عروہ مرادی کے گھر نزول فرمایا۔ آپ نے انھیں پیغام دیا کہ میں آپ کے گھر پناہ لینے کے لیے آیا ہوں۔ ابن زیاد کی آمد سے مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ پس ہانیؒ آپؑ کے پاس آیا اور کہا: آپ نے مجھے مصیبت میں ڈالا ہے۔ اب تو آپ میرے گھر میں آ چکے ہیں۔ اگر داخل نہ ہوئے ہوتے تو بات میرے لیے بہتر تھی۔ اب میرے لیے اچھا نہیں ہے کہ ایک پناہ لینے والے کو پناہ نہ دوں۔ اب اللہ پر اُمید کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ۔ (ہانیؒ خوب جانتا تھا ابن زیاد کتنا بڑا اولدُ الزنا ہے اور کیا کچھ نہیں کرے گا۔ (مقتل خوارزمی، ص ۲۰۰)

لوگ آپ کے پاس خفیہ صورت میں ملاقات اور بیعت کرتے رہے۔ جب بیعت لیتے تو قسم بھی دیتے، راز فاش نہ ہو۔ بیعت کو مخالفین سے مخفی رکھا گیا (جلاء

Presented by Ziaraat.Com

العیون مجلسی، ص ۲۵۴)۔

ابن شہر آشوب اور چند دیگر راویوں کی روایت ہے جب جناب مسلمؑ کوفہ داخل ہوئے میتب کے گھر نزول فرمایا۔ وہاں بارہ ہزار لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ جب ابن زیاد کوفہ میں آیا تو آپ دوران شب ہانیؓ بن عروہ کے گھر تشریف لے آئے۔ خفیہ لوگوں سے بیعت لینا شروع کی۔ پچیس ہزار لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ جب آپ نے خروج کرنا چاہا تو ہانیؓ نے آپ کو منع کیا، جلدی نہ کرو۔

ابن زیاد کا ہانیؓ کے گھر شریک بن اعور کی عیادت کے لیے آنا

شریک بن اعور ہمدانی بصرہ سے ابن زیاد کے ساتھ کوفہ آیا تو وہ بیمار ہو گیا اور وہ ہانیؓ کے گھر چلا آیا۔ یہاں آ کر اس نے جناب مسلمؑ سے ملاقات کی اور کہا: آج ابن زیاد میری عیادت کے لیے آئے گا۔ جب میں اور وہ آپس میں گفتگو کریں تم تلوار سے اس کا کام تمام کر دینا، میرے اور تمہارے درمیان اس امر کی علامت یہ ہوگی، میں پانی طلب کروں گا۔ جب ابن زیاد عیادت کے لیے آیا اور شریک نے پانی طلب کیا۔ مسلم نے باہر آنا چاہا لیکن ہانیؓ نے انہیں روک دیا اور کہا: وہ نہیں چاہتا کہ اُس کے گھر میں اس کا قتل ہو۔ (مقتل خوارزمی میں ہے: شریک نے کہا: تو اس کو قتل کر اور قصر الامارہ میں بیٹھو۔ اگر میں زندہ رہا، بصرہ کے حالات درست کر کے آپ کے حوالہ کروں گا)

ایک اور روایت کے مطابق ہانیؓ کے گھر کی کسی خاتون نے آپ کو روکا۔ ایک اور روایت ہے جناب مسلمؑ نے فرمایا: میں مکر و غدر کے ساتھ اس کو قتل نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ حضرت رسول اکرمؐ نے دھوکہ سے قتل کرنے کو منع فرمایا ہے۔ (مقتل خوارزمی میں ہے: ہانیؓ نے کہا: میرے گھر میں میرے بچے اور عورتیں ہیں وہ محفوظ نہیں رہیں گے۔ یہ سن کر مسلمؑ نے اپنے ہاتھ کو روک لیا)

جب مسلمؑ نے دیر لگا دی تو شریک نے ایک شعر پڑھا جس میں مسلمؑ کے خروج

Presented by Ziaraat.Com

کے لیے اشارہ تھا۔ ابن زیاد کو وہم ہوا اور جلد باہر نکل گیا۔

مقتل خوارزمی میں ص ۲۰۲ پر یہ اشعار درج ہیں:

ما الانتظار بسلمی ان تحییها

فحی سلمی وحی من یحییها

ثم اسقنیها وان تجلب علی ہدی

فتلک احلی من الدنیا وما فیها

تدبیر ہانیؒ و مسلمؑ در قتل ابن زیاد

درناسخ، ج ۲، ص ۶۱ میں ابن زیاد کے قتل کی تدبیر اس طرح تحریر ہے۔ اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے: ایک رات مسلمؑ اور ہانیؒ نے ابن زیاد کے بارے گفتگو کی۔ ہانیؒ نے کہا: اے میرے آقا! چند روز سے میں بستر پر بیمار پڑا ہوں۔ جب میرے دوستوں کو میری بیماری کا پتہ چلے گا تو وہ ابن زیاد کو آگاہ کریں گے اور وہ میری عیادت کے لیے آئے گا۔ تم اس وقت اپنی تلوار کو تیار رکھنا اور ایک مخفی مقام پر رہنا، میں موقع کو اپنی نگاہوں میں رکھوں گا۔ جونہی موقع ہاتھ میں آئے گا میں ایک خاص قسم کا اشارہ دوں گا۔ آپ باہر آئیں گے اور ابن زیاد کو قتل کر دیں گے۔ علامت و اشارہ یہ ہوگا جب اپنا عمامہ اپنے سر سے اٹھا کر زمین پر رکھوں گا تو تم اس وقت جلدی کرنا اور اس فرصت کو ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ اگر وہ آپ کے ہاتھوں ہلاک نہ ہوا اور بچ گیا تو پھر وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔

قمقام میں ص ۲۹۵ پر ہے: ابن زیاد نے جب یہ اشعار سنے تو کہا: یہ کیا ہے؟ ہانی نے کہا: صبح سے یہ حالت ہے، ہذیان کہہ رہا ہے۔ ابن زیاد یہ سن کر بہت پریشان ہوا۔ اٹھنے لگا۔ شریک نے کہا: بیٹھو میری وصیت سن لو۔ اس ملعون نے کہا: دوبارہ آؤں گا اور چلا بنا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک اور روایت میں ہے: اس کے غلام مہران نے اشارہ کیا اُٹھئے تو فوراً اُٹھا اور دارالامارہ چلا آیا۔ مہران نے کہا: شریک تمہارے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔ ابن زیاد نے کہا: نہیں میرا باپ زیاد اس کے حق میں بہت اچھا تھا اور میں نے اُس کے احترام میں کبھی کوئی کمی نہیں کی پھر وہ ہانیؓ کے گھر میں ایسا نہیں کرسکتا۔ مہران نے کہا: بات وہی ہے جو میں نے کہی ہے۔

عیادت ابن زیاد از ہانیؓ

ہانیؓ نے کسی آدمی کو ابن زیاد کے پاس بھیجا کہ وہ اُسے کہے ہانیؓ بیمار ہے، تم نے اُس کی عیادت تک بھی نہیں کی؟ ابن زیاد نے معذرت کی مجھے معلوم نہ تھا آج رات عیادت کے لیے آؤں گا۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ہانیؓ کے گھر آیا۔ ہانیؓ کو خبر دی گئی کہ ابن زیاد عیادت کے لیے آیا ہے اور وہ اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ ہانیؓ نے اپنی کنیز سے کہا: یہ تلوار مسلمؑ کے حوالے کرو اور خفیہ مقام پر بٹھاؤ۔ مسلمؑ نے تلوار ہاتھ میں لی اور پناہ گاہ میں بیٹھ گئے۔ ابن زیاد گھر کے اندر داخل ہوا اور ہانیؓ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ اس کے نگہبان اُس کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ ہانیؓ نے اپنی حالت اور تپ کی شدت بیان کی۔ اس دوران عمامہ سر سے اُتارا اور زمین پر رکھ دیا۔ مسلم بن عقیلؑ کا انتظار کیا۔ وہ اپنی جگہ سے باہر آکر اپنا کام کریں گے لیکن جناب مسلمؑ باہر نہ آئے، ہانیؓ نے یہ کام تین دفعہ کیا لیکن جناب مسلمؑ نے کوئی اقدام نہ کیا۔ ہانیؓ نے یہ اشعار پڑھے تاکہ جناب مسلمؑ ان اشعار کو اقدام کرنے کا اشارہ خیال کریں۔

ما الانتظار بسلمی ان تحییها
حیّوا وحیّوا من یحییها
هل شربة عذبة اسقی علی ضماء
ولو تلفت وكانت میتتی فیها

Presented by Ziaraat.Com

فلن احست سليماً منك داهية

فلست تأمن ' يوما من دواهيها

ان اشعار سے مقصود یہ تھا انتظار اپنی انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ فوراً پناہ گاہ سے باہر آؤ۔ آپ کا یہ اقدام ایک سخت پیاسے کے لیے پانی کا گھونٹ ہوگا۔ اگر آج آپ نے یہ کام نہ کیا تو پھر سارا بنا بنایا کام ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ (تاریخ)

ہانیؒ نے جب چند بار ان اشعار کا تکرار کیا۔ ابن زیاد کو وہم گزرا۔ اُس نے سبب تکرار پوچھا تو اُسے کہا گیا ہانیؒ کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ جب مرض کی شدت ہوتی ہے تو ہذیان کرتا ہے: ابن زیاد اپنی جگہ سے اُٹھا اور دارالامارہ کا رُخ کیا۔

ہانیؒ نے جناب مسلمؑ سے پوچھا: کیا ہوا؟ جناب مسلمؑ نے جواب دیا: دو امر سامنے آئے جس کی وجہ سے میں نے اقدام نہیں کیا۔ ایک تو ایک خاتون میرے پاس آئی اور اُس نے کہا: میں تمہیں قسم دیتی ہوں ابن زیاد کو یہاں قتل نہ کر میرے گھر کو خراب نہ کر اور اُس نے بہت زیادہ گریہ کیا۔

دوسری بات وہ جو رسول اکرم کی حدیث ہے:

إِنَّ الْإِيْمَانَ قَيَّدَ الْفَتْكَ وَلَا يَفْتُكُ الْمُسْلِم

"ایمان ایک مسلمان کو مکر و فریب سے منع کرتا ہے"۔

ہانیؒ نے کہا: اگر تم نے اُسے قتل کیا ہوتا تو ایسے تھا جیسے تم نے ایک فاسق و فاجر کو قتل کیا ہے۔ اب آپ نے مجھے بھی مار ڈالا ہے اور اپنے آپ کو بھی مصائب میں ڈالا ہے۔

جاسوسی معقل غلام ابن زیاد

ابن زیاد کا ایک غلام تھا جس کا نام معقل تھا۔ ابن زیاد نے اُسے تین ہزار درہم دیئے۔ اُسے جناب مسلمؑ کی جاسوسی پر مامور کیا۔ اُسے کہا: تم کوفہ میں جناب مسلمؑ کے

Presented by Ziaraat.Com

چاہنے والوں کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے اہلِ بیتؑ کی محبت کا اظہار کرو۔ ان میں سے کسی ایک کو یہ رقم دو اور کہو میں نے یہ رقم دشمنانِ اہلِ بیتؑ کے خلاف جنگ کے لیے نذر کی ہے۔ اس طرح ان کو دھوکہ دے اور بار بار ان کے پاس آتا جاتا۔ شاید اس طرح ہم مسلم بن عقیلؑ کا پتہ لگا سکیں۔

معقل اپنی ماموریت کو عملی شکل دینے کے لیے مسجد میں آیا اور لوگوں کی نگرانی کرنے لگا۔ آخرکار اس کی نگاہ جناب مسلم بن عوسجہؓ پر پڑی۔ اس نے سن رکھا تھا کہ یہ آدمی لوگوں سے امام حسینؑ کی بیعت لیتا ہے۔ وہ مسلم بن عوسجہؓ کے قریب آیا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کے پہلو میں بیٹھ گیا جونہی وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر محبت اہلِ بیتؑ کا احسانِ عظیم کیا ہے۔ میں اہلِ شام سے تعلق رکھتا ہوں۔ اہلِ بیتؑ کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اس دوران اُس نے رونا شروع کر دیا۔ اپنے خلوص و محبت کا بے پناہ مظاہرہ کیا۔ پھر کہنے لگا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہلِ بیتؑ کے ایک فرد یہاں کوفہ میں آئے ہوئے ہیں کہ وہ فرزندِ رسولؐ کے لیے بیعت لے رہے ہیں۔ مخالفین کے خوف سے کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ میرے پاس یہ تین ہزار درہم ہیں جو میں نے ان کے حضور نذر کرنا ہیں۔ اب تک کسی نے ان تک میری رہنمائی نہیں کی ہے۔ میں اس وقت مسجد میں حیران و پریشان بیٹھا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ اچانک مومنین کی ایک جماعت سے میں نے سنا۔ انھوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ آدمی اہلِ بیتؑ کے اس مردِ بزرگ سے مطلع ہے جو یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے قریب آیا۔ یہ مال لے لو اور مجھے امامؑ کے نمائندہ تک لے جاؤ اور مجھے آپ کی ذات سے اُمید ہے آپ مجھے اس شرف سے محروم نہیں کریں گے کیونکہ میں ان کا محب ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو پہلے مجھ سے بیعت لے لیں، پھر ان کے پاس لے جائیں۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۴۲ و ارشاد مفید، ص ۲۰۷ و مقتل

Presented by Ziaraat.Com

خوارزمی، ص ۲۰۱ و ناسخ، ج ۲، ص ۶۵۔ مسلم بن عوسجہ نے کہا: اے برادر عرب! ایسی باتیں مت کرو میرا اہل بیتؑ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں جس نے یہ بات کی ہے اس نے غلط کہا ہے۔

معقل نے کہا: مجھے غلط آدمی مت سمجھو۔ لوگوں نے مجھے بتایا ہے تو نے حسین بن علیؑ کی بیعت کی ہے۔ اگر آپ مجھ پر اعتماد نہیں کرتے تو پہلے مجھ سے بیعت لے پھر کوئی اور بات ہوگی......الخ)

معقل کا دھوکہ دینا

آخر مسلم بن عوسجہؓ معقل کے ہاتھوں دھوکہ کھا گئے اور کہا: میں خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ میری ملاقات آل محمدؐ کے دوست سے ہوئی ہے۔ تم سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے لیکن پریشانی کی بات یہ ہے کہ لوگوں کی مجھ پر نگاہ ہے۔ اس ملعون نے کہا: جو کچھ لوگ آپ کے بارے میں کہتے ہیں اس کو رہنے دو۔ مجھ سے بیعت لوتا کہ میں امامؑ کی بیعت کے دائرہ میں آجاؤں۔ ابن عوسجہ کی سادہ لوحی نے سارا کام بگاڑ دیا۔ اس کے جھوٹ کو صدق پر محمل کیا۔ اس سے بیعت لی اور قسمیں لیں کہ وہ راز فاش نہیں کرے گا۔ یہ ملعون کئی دن ابن عوسجہ کے گھر آتا جاتا رہا، تا کہ اعتماد پیدا ہو جائے۔ آخر وہ اُسے حضرت مسلم بن عقیلؑ کے پاس لے آیا۔ اس ملعون نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور رقم آپ کے حوالے کی۔ پھر روزانہ حضرت مسلمؑ کے پاس حاضری دینے لگا۔ وہاں آنے والی شخصیات کی اطلاع ابن زیاد کو دینے لگا۔ (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۴۲ و ارشاد مفید، ص ۲۰۸ و مقتل خوارزمی، ص ۲۰۱ و ناسخ، ج ۲، ص ۶۵)

ابن زیاد کا ہانیؓ کو دھوکہ دینا

ہانیؓ ابن زیاد سے خوف زدہ تھا۔ اس لیے وہ بیماری کا بہانہ بنا کر اس کی مجلس

Presented by Ziaraat.Com

سے غیر حاضر رہا۔ ایک دن ابن زیاد نے کہا: کیا وجہ ہے ہانیؒ اُس کے پاس نہیں آرہا۔ لوگوں نے کہا: وہ بیمار ہے۔ ابن زیاد نے کہا: میں نے سنا ہے اب وہ ٹھیک ہے اور اپنے گھر پر موجود ہے۔① تو ابن زیاد نے محمد بن اشعث، واسا بن خارجہ اور عمرو بن حجاج کو طلب کیا۔ عمرو بن حجاج کی لڑکی رویحہ ہانی کی بیوی تھی۔ ان سب کو ہانی کے پاس بھیجا گیا کہ اُسے میری مجلس میں آنے کی تکلیف دیں کیونکہ وہ ایک عرب سردار ہے، میں نہیں چاہتا کہ اُس کے اور میرے درمیان کدورت رہے۔ پس یہ لوگ ہانی کے پاس آئے، اُسے دھوکے کے ساتھ ابن زیاد کے پاس لے آئے۔ ہانی نے راستے میں کہا: مجھے اس ملعون سے ڈر لگتا ہے۔ انھوں نے تسلی دی اور کہا: وہ برائی نہیں کرسکتا۔ جب ہانیؒ دربار میں آئے اور ہانی پر ابن زیاد کی نگاہ پڑی تو کہا: اپنے پاؤں سے چل کر

---

① مقتل خوارزمی، ص ۲۰۳ میں ہے جب ابن زیاد ہانیؒ کے بارے پوچھ رہا تھا تو اس کا ایک دوست مالک بن یربوع تمیمی اس کے پاس آیا اور کہا: خدا امیر کی اصلاح کرے، میرے پاس ایک خبر ہے۔ ابن زیاد نے کہا: کیا خبر ہے؟ میں کوفہ سے باہر اپنے گھوڑے کو جولان دے رہا تھا، اچانک میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو بہت جلدی کے ساتھ کوفہ سے نکل کر جنگل کی طرف جا رہا تھا۔ وہ مجھے اجنبی دکھائی دیتا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اس کے احوال پوچھے تو اس نے کہا: وہ مدینہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جب میں نے اس کی تلاشی لی تو خط نکلا وہ خط یہ ہے۔ ابن زیاد نے خط کھولا۔ اس خط میں یہ تحریر تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ خط حسینؑ بن علیؑ کے لیے ہے۔ امابعد! بیس ہزار سے زائد آدمیوں نے آپ کی بیعت کرلی ہے۔ جونہی خط آپ کو ملے آپ فوراً پہنچیں، لوگ آپ کے ساتھ ہیں، معاویہ اور یزید سے بیزار ہیں۔ ابن زیاد نے کہا: وہ نامہ بر کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہ میرے گھر میں ہے۔ اس نے کہا: اُسے لایا جائے۔ جب اُسے لایا گیا تو پوچھا گیا: تم کون ہو تو اُس نے کہا: بنوہاشم کا غلام ہوں۔ اُس نے نام پوچھا تو اس نے کہا: عبداللہ بن یقطر۔ اس نے کہا: یہ خط تمہیں کس نے دیا۔ اس نے کہا: ایک عورت نے دیا جس کو میں نہیں جانتا۔ ابن زیاد نے کہا: اب دو کاموں میں سے ایک کو چن لو۔ خط دینے والے کا نام بتاؤ یا قتل ہونا قبول کرو۔ اُس نے کہا: قتل ہونا آسان ہے۔ ابن زیاد نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

محل قصاص میں آئے ہو۔[1] ابن زیاد نے عتاب کرنا شروع کر دیا اور کہا: تم نے اپنے گھر میں یہ فتنہ و فساد کیوں کھڑا کیا ہے۔ یہ اسلحہ اور لشکر کیوں جمع کر رہا ہے۔ ہانیؓ نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے معقل کو بلایا۔ جب ہانیؓ کی نظر معقل پر پڑی تو سمجھ گیا یہ ملعون جاسوس تھا۔[2]

اس ملعون نے ہانیؓ کے گھر کے تمام حالات دیکھ رکھے تھے اب انکار کی گنجائش نہ تھی۔ ہانیؓ کہنے لگے: خدا کی قسم! میں مسلم بن عقیل کو خود اپنے گھر نہیں لایا وہ میرے گھر آ گئے تھے۔ انھوں نے مجھ سے امان مانگی تھی اب میرے لیے ممکن نہیں تھا کہ اُسے باہر کروں۔ میں قسم اٹھاتا ہوں اب مجھے اجازت ملے تو میں جاؤں اور انھیں اپنے گھر سے باہر کروں۔ پھر تمھارے پاس آ جاؤں۔ اگر چاہو تو میں ضمانت دیتا ہوں ان لوگوں کی جو تیرے نزدیک ہیں میں واپس آ جاؤں گا۔

---

① مقتل خوارزمی، ص۲۰۲۔ جب ابن زیاد نے ہانیؓ کو دیکھا تو یہ شعر پڑھا:

اریدُ حیاتہ ویریدُ قتلی
عذیری من خلیل من مرادی

"اب تیرا دوست میرے سامنے کس معذوری کا اظہار کرتا ہے جو مجھے دھوکے میں رکھتا ہے"۔

② بحار الانوار، ج۴۴، ص۳۴۵، شریح قاضی کی طرف منہ کیا اور یہ شعر پڑھا:

اریدُ حیاتہ ویریدُ قتلی
عذیرک من خلیلک من مرادی

لہوف ولواعج، ص۴۸ و ناسخ، ج۲، ص۶۸ میں ہے۔ یہ شعر عمرو بن معدیکرب کا ہے۔

مناقب، ج۳، ص۹۷ کے حاشیہ میں ہے۔ حضرت امیر المومنین علیؑ نے جب ابن ملجم پر نگاہ کی تو یہ شعر زبان زد فرمایا۔

لہوف والے نے اس شعر کا ترجمہ کیا ہے:

منش زندگی خواہم او مرگ من
چہ عذر آورد دوستی زد مرا

ناسخ، ج۲، ص۶۹۔ جب معقل باہر آیا تو ہانیؓ سے کہا: اے ہانیؓ! خوش آمدید مجھے پہچانتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن زیاد نے قسم اٹھائی، میں تمہیں یہاں سے اُس وقت تک نہیں جانے دوں گا جب تک تو اُسے میرے نزدیک نہیں لاتا۔ ہانیؓ نے کہا: قسم بخدا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے مہمان کو تیرے ہاتھ میں دوں اور تو اُسے قتل کرے۔ ابن زیاد نے ہانیؓ پر زور دیا لیکن ہانیؓ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔

مسلم بن عمرو باہلی کی ہانیؓ سے گفتگو

ان حالات کو دیکھتے ہوئے مسلم بن عمرو اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا: اے امیر! مجھے اجازت دو تاکہ میں ہانیؓ کے ساتھ خلوت میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے ہانیؓ کا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف لے گیا۔ اس نے ہانیؓ سے کہا: اے ہانیؓ! اپنے قتل کے سامان مت کر۔ اپنے قبیلہ کو اضافہ و آزمائش سے دور رکھو۔ مسلم بن عقیلؑ ابن زیاد اور یزید ایک دوسرے کے قریبی لوگ ہیں۔ وہ مسلم بن عقیلؑ کو قتل نہیں کرے گا۔ تو مسلمؑ کو اس کے حوالے کر اور اپنے آپ کو اس مصیبت سے باہر نکال۔

ہانیؓ نے جواب دیا: یہ ناممکن ہے، اپنے مہمان کو اس کے دشمن کے حوالے کر دوں جب کہ میں زندہ ہوں اور قوم و قبیلہ رکھتا ہوں۔ قسم بخدا! ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر میرا کوئی بھی نہ رہے سارے مارے جائیں اور میں خود بھی مارا جاؤں یہ قبول ہے لیکن مسلمؑ کو ان کے حوالے نہیں کر سکتا۔ (تاریخ، ج ۲، ص ۷۰ و ارشاد مفید، ص ۲۰۹)

ہانیؓ زندان میں

جب ابن زیاد نے جناب ہانیؓ کی یہ گفتگو سنی تو اس نے کہا: قسم بخدا! اگر تو نے مسلم بن عقیلؑ کو میرے حوالے نہ کیا تو میں تمہاری گردن مار دوں گا۔

جناب ہانیؓ نے کہا: اگر تو یہ چاہتا ہے پھر تلواریں نیام سے باہر آ چکی ہیں اور جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھے ہیں۔ (ہانیؓ نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اُس کا قبیلہ اس کی مدد کو

Presented by Ziaraat.Com

آچکا ہے۔ کافی الارشاد، ص ۲۰۹)

ابن زیاد نے کہا: تم مجھے ان باتوں سے ڈراتے ہو؟ پس جو چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی تو اس نے جناب ہانی کے منہ اور ناک پر مارنا شروع کر دی یہاں تک کہ وہ چھڑی ٹوٹ گئی اور ہانی کا خون اس کی داڑھی اور سینے پر بہنے لگا۔[1] پس ہانی نے اپنا ہاتھ تلوار پر مارا کہ اُسے نیام سے باہر کرے۔ ابن زیاد نے اپنے غلاموں سے کہا: اسے گرفتار کریں اور زندان میں بند کر دیں۔

اعتراض حسان بن اسماء یا اسماء بن خارجہ بر ابن زیاد

جب حسان بن اسماء[2] نے ان حالات کا مشاہدہ کیا تو ابن زیاد سے کہا: تمہارے کہنے پر ہم انھیں تیرے پاس لائے تھے اور تیری طرف سے ہم نے اُسے جان کی امان دی تھی۔ اب تو نے ہمارے ساتھ غداری کی ہے۔ ابن زیاد چیخنے اور چلانے لگا اور اُسے گالیاں دینے لگا۔ حکم دیا اس کے ہاتھوں کو پس پشت باندھ دیا جائے۔ یہ سن کر حسان ایک طرف بیٹھ گیا۔

---

① ناسخ، ج ۲، ص ۱۱۔ ابو مخنف سے روایت ہے جب ابن زیاد نے ہانیؒ کو چھڑی سے مارا تو جناب ہانیؒ نے زخمی شیر کی طرح ابن زیاد پر حملہ کرنا چاہا۔ اس نے تلوار نیام سے نکالی اور ابن زیاد پر حملہ کر دیا۔ ابن زیاد کا کرتہ چاک ہوا اور اس کے سر پر زخم بھی ہوا لیکن معقل غلام نے ابن زیاد کا دفاع کیا۔ لیکن جناب ہانیؒ نے معقل کے رخسار پر تلوار ماری، اس کا رخسار کٹ گیا۔ تو اس وقت ابن زیاد چلایا: اے لوگو! تم پر افسوس اگر میری حفاظت میں آل محمد کا بچہ بھی ہو کٹ سکتا ہوں اس کی حفاظت چھوڑ نہیں سکتا۔ اس دوران جناب ہانیؒ نے ابن زیاد کے حامیوں میں سے پچیس آدمیوں کو قتل کیا۔ آخرکار جناب ہانیؒ گرفتار ہو گئے۔ جب انھیں ابن زیاد کے قریب لایا گیا تو اس ملعون نے لوہے کی سلاخ، ہانیؒ کے سر پر ماری اور حکم دیا: انھیں قید کر دیا جائے۔

② جلاء العیون، ص ۵۲۶ میں حسان بن اسماء کا نام ہے۔ ناسخ، ج ۲، ص ۳۷، اور مقتل خوارزمی، ص ۲۰۵ اسماء بن خارجہ درج ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نصرت قبیلہ ہانیؑ

جب عمرو بن حجاج کو معلوم ہوا کہ جناب ہانیؑ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ عمرو نے اپنے قبیلہ مذحج کو جمع کیا اور دارالامارہ کو گھیر لیا اور ابن زیاد کو للکارا۔ میں عمرو بن حجاج ہوں، قبیلہ مذحج کے بہادروں کے ساتھ آپہنچا ہوں۔ جناب ہانیؑ کے خون کا بدلہ لینا ہے۔ جب اس سے کوئی جرم ہی صادر نہیں ہوا تو تو نے بے جرم کیوں قتل کیا۔ جب ابن زیاد نے ان کے اجتماع کو دیکھا تو بہت پریشان ہوا۔ قاضی شریح نے کہا: اٹھو ہانیؑ کو دیکھو اور لوگوں سے کہو ہانیؑ زندہ ہے۔

قاضی شریح کی بددیانتی

قاضی شریح جناب ہانیؑ کے پاس آیا۔ اس وقت جناب ہانیؑ کا خون جسم سے بہہ رہا تھا۔ قاضی شریح کو دیکھتے ہوئے کہا: کہاں ہیں میرے قبیلے کے لوگ اگر دس آدمی بھی آجائیں تو وہ مجھے اس ملعون کے شر سے نجات دے سکتے ہیں۔ (اس بے دین شریح نے جناب ہانیؑ کو یہ نہیں کہا کہ تیرے قبیلہ کے لوگ آچکے ہیں۔ بس شریح باہر آیا اور اس نے بالائے قصر سے آواز لگائی: ہانی زندہ ہیں، انھیں کوئی پریشانی لاحق نہیں۔ جب اس کے قبیلہ نے یہ بات سنی تو منتشر ہو گئے۔ (جناب ہانیؑ کے علاوہ ان کے قبیلہ کی غرض صرف ہانیؑ تھے۔ اس کے علاوہ عشق حسینی نہیں تھا۔ اگر عشق حسینی ہوتا تو دارالامارہ میں داخل ہو کر ابن زیاد کو قتل کر کے دارالامارہ پر قبضہ کر لیتے صرف قاضی شریح کی خیانتی گفتگو سے دھوکہ کھا کر منتشر ہو گئے۔ مترجم)

ابن زیاد مسجد میں منبر پر

ابن زیاد مسجد میں منبر پر چڑھا۔ اس کے غلام اس کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ سردارانِ کوفہ بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس نے لوگوں کو اپنی مخالفت سے

Presented by Ziaraat.Com

ڈرایا، اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی تاکید کی۔

مقتل خوارزمی، ص ۲۰۶ میں ہے: ابن زیاد منبر پر آیا۔ حمد وثنا خداوندی بیان کی۔ اس کے حکومتی امراء اس کے دائیں بائیں تھے۔ چاق وچوبند، مسلح دستے اس کے دائیں بائیں اس کے حکم کے منتظر تھے۔ اس نے لوگوں سے خطاب کیا۔

"اے کوفہ کے لوگو! خداوند تعالیٰ کی اطاعت کرو، اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، حاکم وقت سے اختلاف نہ کرو۔ اگر کسی نے اختلاف کیا تو ہلاک ہوگا، پشیمان وذلیل ہوگا۔ حکومتی وظائف سے محروم ہوگا۔ ہلاکت کے قریب نہ جاؤ۔ میں تمہیں تنبیہ کر رہا ہوں، کل تمہارے پاس کسی قسم کا کوئی عذر نہ ہوگا"۔ (ابن زیاد خود تو خداوند تعالیٰ کی مخالفت کر رہا تھا اوروں کو اطاعت کی نصیحت کر رہا تھا۔ مترجم)

خروج مسلم بن عقیلؑ

ابھی ابن زیاد نے اپنا خطبہ ختم نہ کیا تھا تو اس نے شور وغل کی آواز سنی۔ اس نے پوچھا: کیا بات ہے؟ اسے کہا گیا: اے امیر! جان بچاؤ، جان بچاؤ مسلم بن عقیل نے خروج کر دیا ہے۔ جن لوگوں نے اس کی بیعت کی ہے وہ اس کے لشکر میں شامل ہیں۔ یہ ملعون جلدی کے ساتھ منبر سے اترا، دارالامارہ میں داخل ہوا اور دروازے بند کر لیے۔

جناب مسلم بن عقیلؑ کی قیادت میں اٹھارہ ہزار کا مسلح لشکر چلا آرہا تھا۔ وہ سب ابن زیاد کی برائی یاد کر رہے تھے اور اس کے باپ پر لعنت کر رہے تھے۔ ان کے نعرہ کے الفاظ یہ تھے: یامنصور امت۔

ایک پرچم مسلم بن عوسجہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ دو قبیلوں کی قیادت کر رہے تھے۔ ایک قبیلہ مذحج اور دوسرے قبیلہ اسد کی۔ ایک پرچم ابی ثمامہ بن عمر صائدی کے ہاتھ میں تھا اور وہ بھی دو قبیلوں تمیم اور ہمدان کی بیعت کر رہے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اہلِ شہر کا پرچم عباس بن جعدہ جدلی کے ہاتھ میں تھا۔ جناب مسلم بن عقیلؑ قبیلہ بنی الحرث بن کعب کے ساتھ تھے۔ مسجد انصار تک آئے، پھر وہاں سے دارالامارہ کا احاطہ کرلیا۔ اس وقت دارالامارہ میں تیس محافظ تھے اور اشرافِ کوفہ کے بیس نفر اپنے گھر والوں اور غلاموں کے ساتھ موجود تھے۔ ابن زیاد کی فوج جناب مسلمؑ کے لشکر کے ساتھ لڑ رہی تھی۔ سخت جنگ ہو رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے۔ ابن زیاد اشرافِ کوفہ میں دارالامارہ کی دیوار کا سہارا لے کر جنگ کا نظارہ کر رہا تھا۔

ابن زیاد کا ایک اور مکر و فریب

کثیر بن شریک، محمد بن اشعث، قعقاع بن ثور اور شبث بن ربعی ابن زیاد کے یہ چار مکار دارالامارہ کی چھت سے آوازے دینے لگے: اے مسلم بن عقیلؑ والو! اے حسین بن علیؑ کے شیعو! خدارا اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کی جانوں کو قتل ہونے سے بچاؤ۔ شام کا لشکر پہنچ چکا ہے۔ ابن زیاد نے قسم کھائی ہے اگر تم نے جنگ جاری رکھی تو تمھیں کوئی معافی نہیں دی جائے گی۔ تم سے ہر قسم کا تعلق منقطع ہو جائے گا۔ لشکرِ شام تمہارے بہادروں کو برباد کر کے رکھ دے گا۔ گناہ گاروں کے ساتھ بے گناہ بھی مارے جائیں گے۔ حاضر کے ساتھ غائب بھی کچلا جائے گا۔ یابس کے ساتھ رطب بھی رگڑا جائے گا۔

مرحوم مجلسی نے بحار میں، ج ۴۴، ص ۳۴۸ اور جلاء العیون، ص ۵۱۷ میں عبداللہ بن حازم سے روایت ہے۔ میں اس مجلس میں موجود تھا جس میں جناب ہانیؒ کو ابن زیاد نے زخمی کر دیا تھا۔ پھر اس کے حبس کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ میں وہاں سے اٹھ کر جناب مسلم بن عقیلؑ کے پاس آیا اور سارا واقعہ انھیں پیش کیا۔

اس وقت جناب مسلمؑ کے ساتھی ہانیؒ کے گھر کے اردگرد جمع تھے۔ مجھے حکم دیا کہ انھیں آواز دوں اور وہ سب باہر آجائیں۔ منادی نے کہا: وہ یا منصور اُمت کا نعرہ

Presented by Ziaraat.Com

لگائے۔ جب کوفیوں نے جناب مسلمؑ کی آواز سنی تو ہانیؓ کے گھر پر جمع ہو گئے۔ جناب مسلمؑ باہر آئے۔ ہر قبیلہ کا علم ترتیب دیا۔ تھوڑے سے وقت میں مسجد اور بازار لوگوں سے بھر گئے۔

اب ابن زیاد پر عرصۂ حیات تنگ ہو چکا تھا۔ دارالامارہ میں صرف پچاس آدمی موجود تھے۔ جو آدمی اس کے طرف دار تھے وہ باہر تھے۔ اگر وہ آنا بھی چاہتے تھے تو ان کے لیے دارالامارہ پہنچنا مشکل تھا۔ مسلم بن عقیلؑ کی فوج نے دارالامارہ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور سنگ باری شروع کر دی اور اس کو اور اس کے والد کو دشنام بھی دیے۔

ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو طلب کیا، اُسے کہا تو باہر جا اور قبیلہ مذحج کے لوگوں کو یزید کے عتاب سے ڈرا۔ ایک بہت بڑی جنگ ہونے والی ہے۔ اُس سے اپنے آپ کو بچاؤ اور مسلم بن عقیلؑ کا ساتھ چھوڑ دو۔

محمد بن اشعث کو قبیلہ کندہ کی طرف بھیجا، انھیں کہو تمہیں امان دی جاتی ہے اور جو شخص ہمارے اس پرچم کے نیچے جمع ہوگا، وہ امان میں ہوگا۔ اس طرح قعقاع ذہلی و شبث بن ربعی و حجاز بن ابجر اور شمر ذی الجوشن ان سب کو فریب دھوکہ دینے کے لیے بھیجا۔ ابن اشعث نے اپنا پرچم بلند کیا۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کے نیچے جمع ہوگئی۔ پھر ان مکاروں نے اپنے مکر و فریب سے مسلم بن عقیلؑ کے ساتھیوں کو ان سے توڑنا شروع کر دیا۔ آخر کار مسلم بن عقیلؑ کی جمعیت کو پارہ پارہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر ان لوگوں کو جناب مسلمؑ سے توڑ کر اپنے ساتھ لے کر دارالامارہ آ گئے۔

جب ابن زیاد نے لوگوں کی ایک بہت بڑی کثرت کو اپنی پیروی میں پایا تو اپنی فوج کا پرچم شبث بن ربعی کے حوالے کیا۔ پھر اُسے ان منافقین کے گروہ کی طرف بھیج دیا۔

ابن زیاد نے کوفہ کے سرداروں کو حکم دیا۔ وہ سب دارالامارہ کی چھت پر جمع ہو جائیں اور جناب مسلمؑ کے ساتھیوں کی طرف آواز لگائی: اپنے حال پر رحم کرو اور

Presented by Ziaraat.Com

یہاں سے چلے جاؤ۔ شام کا لشکر پہنچ چکا ہے۔ تمہارے پاس اُن کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں ہے۔ اگر تم لوگوں نے ہماری اطاعت کر لی تو وعدہ ہے تمہارا عذر یزید کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ تمہیں عطیات دگنی شکل میں دیے جائیں گے۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اگر تم یہاں سے منتشر نہ ہوئے تو شامی لشکر تمہارے مردوں کو قتل کر دے گا۔ گناہ گاروں کے ساتھ بے گناہ بھی مارے جائیں گے، تمہاری عورتوں اور بچوں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جب لوگوں نے سنا تو آہستہ آہستہ ایک ایک، دو دو ہو کر میدان چھوڑنے لگے۔ اِدھر سورج غروب ہو گیا اور شام کے اندھیرے نے کروٹ لی۔ جناب مسلمؑ کے ساتھ صرف تیس آدمی باقی رہ گئے۔ جب جناب مسلمؑ نے یہ حالت دیکھی کہ غداروں اور بے وفاؤں نے اپنی تاریخ رقم کر دی ہے تو مسجد میں آئے اور رات کی نماز ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو صرف دس آدمی باقی تھے۔ آپؑ اپنی جگہ سے اُٹھے۔ جب مسجد کے دروازے پر آئے تو جب دائیں بائیں دیکھا تو اپنے آپ کو یکہ و تنہا پایا۔ اب غریب مسلمؑ جائے تو جائے کہاں۔ نہ وطن ہے اور نہ کوئی یار و ناصر!

مسلم بن عقیلؑ محمد بن کثیر کے گھر میں

ناسخ، ج ۲۰، ص ۸۷، امام حسین علیہ السلام کے حالات میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے: آپ لکھتے ہیں: نہایت ہی افسوس کا مقام ہے مقتل کی سیکڑوں کتابیں ہمارے علمائے کرام نے لکھیں لیکن کسی ایک نے بھی محمد بن کثیر ایسے مجاہد اور ناصر اسلام و ناصر مسلم بن عقیلؑ کے حالات کو تفصیل کے ساتھ پیش نہیں کیا۔

اِدھر علمائے اہلِ سنت کے علامہ اعثم کوفی جس نے اس واقعہ کی پوری تفصیل دی اُس نے بہت سی روایات ابن اسحاق اور ابن ہشام سے لی ہیں جو پوری تفصیل کے ساتھ ہیں۔ اس لیے میں نے محمد بن کثیر کے واقعات کو وہاں سے لیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب مسلم بن عقیلؑ اور غربت و سرگردانی

گذشتہ عبارت سے پیوستہ عبارت یہ ہے جب جناب مسلمؑ اکیلے رہ گئے، کوفی اپنی تاریخی بے وفائی کا ثبوت دے کر اپنے اپنے گھروں کو سدھار چکے تھے۔ پورے کوفہ پر ہر طرف سے تاریکی کا راج ہو چکا تھا۔ سفیر فرزند رسولؐ پر زمین کوفہ تنگ ہو چکی تھی۔ جناب مسلمؑ کے پاس اس تاریکی شب میں کوئی اگر اس کا ساتھی تھا تو وہ گھوڑا تھا جس کو آپ نے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے ساتھ رکھا تھا۔ موجودات میں سے وہی گھوڑا آپ کی نصرت کے لیے تیار تھا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے کہ کوفہ سے باہر نکل جاؤں۔ آپؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کوفہ کے گلی کوچے میں پھر رہے ہیں، آپؑ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کون سا راستہ ہے جو انھیں شہر سے باہر لے جائے۔ اسی حیرانی و پریشانی کے عالم میں سعید بن احنف سے ملاقات ہو جاتی ہے اور وہ آپ کو پہچان لیتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے سردار! آپؑ اس وقت کہاں جاتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: کوفہ کو چھوڑنا چاہتا ہوں اور ان لوگوں سے ملنا چاہتا ہوں جنھوں نے میری بیعت کی تھی۔ شاید وہ لوگ میری مدد کر سکیں۔

سعید نے کہا: یہ تو ممکن ہی نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے شہر کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے ابن زیاد کے آدمی آپ کی تلاش میں ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔

جناب مسلمؑ نے فرمایا: اب تم بتاؤں کیا کروں؟ سعید نے کہا: میرے ساتھ چلیں۔ سعید جناب مسلمؑ کو محمد بن کثیر کے دروازے پر لے آیا اور اُسے آواز دی۔ ابن کثیر فوراً دروازہ پر پہنچا اور جناب مسلمؑ کی طرف لپکا۔ ان کے پاؤں کے بوسے لیے، الحمدللہ کی تسبیح زبان پر جاری کی اور کہا: اللہ کا احسان عظیم ہے کہ مجھے اس لائق سمجھا کہ فرزند رسولؐ کا سفیر میرے پاس آ گیا۔ محمد بن کثیر جناب مسلمؑ کو اپنے گھر لے گئے

Presented by Ziaraat.Com

اور جو کچھ آپ کو ضرورت تھی پیش کر دیا۔

گرفتاری محمد بن کثیر

ابن زیاد کے سپاہی اُس کے حکم پر کوفہ کے گلی کوچوں میں جناب مسلم بن عقیلؑ کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ وہ محلے محلے میں سخت دوڑ دھوپ کر رہے تھے اور لمحہ لمحہ کی خبر ابن زیاد کی طرف بھیج رہے تھے۔ آخر یہ سپاہی اپنے ہدف پر پہنچ گئے اور ابن زیاد کو خبر دے دی کہ مسلم بن عقیلؑ، محمد بن کثیر کے گھر میں رُوپوش ہیں۔ ابن زیاد اس خبر پر بہت زیادہ خوش ہوا۔ اُس نے اپنے بیٹے خالد کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا۔ اس لشکر نے محمد بن کثیر کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت محمد بن کثیر اکیلا تھا۔ اس کے قبیلے والے موجود نہ تھے۔ انھیں اور اُس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا گیا اور دارالامارہ بھیج دیا گیا۔

اس خبر نے انصارانِ حسینؑ کو ہلا کر رکھ دیا۔ سلیمان بن صُرد خزاعی، مختار بن ابوعبیدہ ثقفی، ورقاء بن عازب اور کچھ دوسرے لوگ اکٹھے ہوئے۔ انھوں نے ایک ہنگامی میٹنگ کی جس میں یہ طے پایا فوراً ایک لشکر ترتیب دیا جائے اور ابن زیاد پر حملہ کیا جائے اور محمد اور اس کے بیٹے کو آزاد کرایا جائے۔ پھر اسی لشکر کو کوفہ کے باہر لے جائیں گے وہاں خیمہ زن ہوں گے۔ جب امام حسینؑ تشریف لائیں گے تو اُن سے پیوستہ ہو جائیں گے اور دشمن سے جنگ کریں گے۔ انھوں نے اپنے قبائل کی طرف اپنے قاصد بھیجے کہ جمع ہو جائیں اور پروگرام کو عملی جامہ پہنائیں۔

شامی لشکرِ کوفہ میں

رات کو انصارانِ حسینؑ کی میٹنگ ہوئی۔ رات کی تاریکی چھٹی، سپیدۂ سحر نے انصارانِ حسینؑ کو ایک نئے ابتلاء و آزمائش کا پیغام دیا۔ عامر بن طفیل کی قیادت میں دس ہزار کا شامی لشکر ابن زیاد کی مدد کے لیے کوفہ آ پہنچا۔ ابن زیاد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ

Presented by Ziaraat.Com

رہی۔ وہ اب اپنے آپ کو پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط خیال کرنے لگا۔

جب طلوعِ آفتاب ہوا تو ابن زیاد نے محمد بن کثیر کو گالیاں دیں، بُرا بھلا کہا اور سرزنش کی۔ محمد بن کثیر نے کہا: اے ابن زیاد! تیری اس ہرزہ سرائی کا مقصد کیا ہے؟ تیرا مقام و مرتبہ یہ نہیں ہے کہ تو میرے ساتھ ایسا سلوک کرے جو قابلِ مذمت ہے۔ میں تو تمہیں ایک اچھا انسان خیال کرتا تھا۔ تیرے حسب و نسب کو بھی اچھا سمجھتا تھا۔ تیرے باپ کو جھوٹ کی بنا پر ابوسفیان کی طرف منسوب کر دیا گیا حالانکہ اُس کی ولادت حرام سے ہوئی تھی۔ اُن تمام فسادات کے اسباب و عوامل یہی وہ امر ہے۔ ابھی محمد بن کثیر کی گفتگو جاری تھی، اچانک ابن زیاد کے کانوں میں جنگی نقاروں کی پُر زور آوازیں گونجنے لگیں۔

لوگوں کا شور و غوغا اس قدر بلند ہوا کہ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ چالیس ہزار کے لشکر نے دارالامارہ کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ابن زیاد کے چھکے چھوٹ گئے۔

ابن زیاد نے کہا: اے ابن کثیر! اب بات صرف ایک ہے مسلم بن عقیلؑ کو میرے حوالے کر دے یا اپنے قتل کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ابن کثیر نے کہا: تیری یہ جرأت نہیں کہ تو مجھے قتل کرے، میرا بال بیکا بھی نہیں کر سکتا۔ اگر کچھ مجھے ہوا تو تو بھی نہیں بچے گا۔ ابن زیاد سے ابن کثیر کے یہ کلمات برداشت نہ ہو سکے۔ اس نے کہا: اے محمد بن کثیر! اب میرے ساتھ بات کر تو تجھے اپنے آپ سے پیار ہے یا مسلم بن عقیلؑ سے؟

ابن کثیر نے کہا: اے ابن زیاد! جناب مسلمؑ کا محافظ اور ناصر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ میرے پاس تیس ہزار جنگجو جوانوں کی فوج ہے جو سب شمشیر بکف تیرے دارالامارہ کو گھیرے میں لیے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر ابن زیاد کی تاب صبر نہ رہی۔ اس کے سامنے دوات پڑی تھی اٹھائی اور ابن کثیر کی طرف پھینکی جو ان کی پیشانی پر لگی اور

Presented by Ziaraat.Com

خون بہنے لگا۔ محمد بن کثیر نے اپنی تلوار نیام سے باہر کی اور ابن زیاد کی طرف اُٹھے۔ کوفہ کے سرداران اُٹھے اور محمد اور ابن زیاد کے درمیان آ گئے۔

محمد بن کثیر اور اُس کے بیٹے کی شہادت

ابن زیاد کا غلام معقل حضرت ہانیؑ کی ضرب سے زخمی ہو چکا تھا یہ اچانک محمد بن کثیر کے سامنے آیا۔ محمد بن کثیر ایک شیر غضبناک کی طرح اس پر جھپٹا اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ یہ سب کچھ ابن زیاد کے سامنے ہوا۔ جب اُس نے محمد کی شہامت و شجاعت کا نظارہ کیا تو فوراً اپنی جگہ سے اُٹھا اور لوگوں کے درمیان پناہ لی اور اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ جلدی کرو اور محمد کو قتل کر دو۔ سپاہی اس کی طرف بھاگے اور اُسے گھیرے میں لیا اور ہر طرف سے حملے شروع کر دیئے۔ محمد نے بھی دائیں بائیں اپنی تلوار چلانی شروع کر دی۔ دو آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ اس گیر و دار میں اُس کے پاؤں ایک بڑے پردے سے اُلجھے اور آپ منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ سپاہیوں کے ہاتھ موقع غنیمت آیا اور محمد کو قتل کر ڈالا۔

شجاعت و شہامت فرزند محمد بن کثیر

دارالامارہ کے اندر بہادر باپ پر جو گزری تھی دارالامارہ سے باہر شجاع بیٹے کو صرف اتنا معلوم تھا جس دارالامارہ کے اندر ایک مشکوک نسل ہو، اس دارالامارہ میں اچھائی کی اُمید نہیں کی جا سکتی، اس لیے باہر بیٹا شجاعت و شہامت کے جوہر دکھا رہا تھا۔ وہ جنگ بھی کر رہا تھا اور دارالامارہ کے دروازے کی طرف بھی بڑھ رہا تھا۔ آخرکار وہ دروازے پر جا پہنچا اور دروازے کو توڑ دیا جو اس کے سامنے مزاحم ہوتا وہ اس بہادر بیٹے کی تلوار سے کٹ جاتا۔ اس طرح اس کے ہاتھوں کٹنے والے بیس لاشے زمین پر تڑپ تڑپ کر جان دے رہے تھے۔ وہ آگے بڑھ رہا تھا (اس کی عقابی نگاہوں کے

Presented by Ziaraat.Com

سامنے ابن زیاد تھا) اچانک اس کے پیچھے سے ایک غلام آیا۔ اُس نے موقع پاتے ہی اس کی پشت پر نیزے سے وار کر دیا۔ نیزے کا لگنا تھا زمین پر آ گئے اور شہید کر دیے گئے۔ جب دارالامارہ کے قریب جنگ ہو رہی تھی اور دونوں طرف سے تیروں کی بارش جاری تھی۔ سپاہِ شام کوفیوں کی اس حالت کا گہری نظر سے نظارہ کر رہے تھے۔

ابن زیاد نے کہا: کوفی محمد بن کثیر اور اُس کے بیٹے کی خاطر بڑی شدت کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں۔ اب باپ اور بیٹے کے سروں کو ان کے اجسام سے کاٹ کر ان کی طرف پھینک دو۔ اس طرح سے شاید ان کے حوصلے پست ہو جائیں۔ جب ایسا کیا گیا محمد اور اُس کے بیٹے کے قتل کا اعلان کیا گیا لیکن وہ برابر جنگ کرتے رہے۔ آخر رات کی تاریکی چھا گئی اور جنگ کرنے والے واپس گھروں کی طرف روانہ ہو گئے اور میدانِ جنگ جوانوں سے خالی ہو گیا۔

جناب مسلم بن عقیلؑ کا ابن کثیر کے گھر کو چھوڑنا

جب حضرت مسلم بن عقیلؑ کو محمد بن کثیر اور اُس کے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو آپؑ نے فوراً اُن کے گھر کو چھوڑ دیا اور باہر آ گئے۔ رات کا اندھیرا تھا۔ ہر طرف تاریکی کا راج تھا۔ جناب مسلمؑ گلی کوچوں میں چلے جا رہے تھے۔ ادھر ابن زیاد کے حواس اُڑے جا رہے تھے۔ وہ سخت دباؤ کا شکار تھا اس لیے اُس نے جناب مسلمؑ کی تلاش میں اپنی فوج کے کئی دستے معین کیے اور اُنھیں سخت تاکید کی۔ کوفے کے ہر ہر محلہ پر فوجی معین کر دیے۔ ان کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ جناب مسلمؑ کا راستہ چلتے ہوئے ان نگرانوں کے ساتھ کئی مرتبہ آمنا سامنا ہوا۔ وہ اسی رات کی تاریکی میں پوچھتے تم کون ہو؟ اور کہاں جانا چاہتے ہو؟ جناب مسلمؑ جواب دیتے: بنی فرازہ قبیلے کا آدمی ہوں تو وہ کہتے واپس چلے جاؤ راستہ بند ہے۔ اس طرح جناب مسلمؑ ایک محلے سے دوسرے محلے چلتے رہے۔ آخر کار آپؑ کوفہ کی منڈی میں داخل ہوئے۔ وہاں ابن زیاد کا بیٹا خالد بارہ

Presented by Ziaraat.Com

ہزار فوج کے ساتھ موجود تھا۔ آپؑ ان سے بچتے بچاتے جب محلہ کناسہ پہنچے تو وہاں بھی دو ہزار کا لشکر موجود تھا۔ آپؑ آگے بڑھے تو نجاروں کا بازار آ گیا۔ آپؑ وہاں سے بڑی تیزی کے ساتھ واپس کناسہ کی طرف آئے۔ ایک آدمی جس کا نام حارث بتایا گیا اُس نے آپ کو پہچان لیا اور سمجھ گیا۔ اس وقت یہ اکیلا گھوڑا سوار جناب مسلمؑ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

یہ کوفہ کی تاریک شب آخری سانس لے رہی تھی۔ صبح قریب تھی۔ یہی حارث بڑی تیزی کے ساتھ دارالامارہ پہنچا اور نعمان حاجب سے کہا: میں نے مسلمؑ کو نجاروں کے بازار میں چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس وقت ان کا رُخ بصرہ کے دروازے کی طرف تھا۔ نعمان نے اُسی وقت پچاس سواروں کا دستہ اپنے ساتھ لیا۔ جناب مسلمؑ کو ان کی آمد کی خبر ہو گئی۔ آپؑ نے اپنے گھوڑے کو چھوڑا اور فوراً راستہ بدلا اور ان کی آنکھوں سے اپنے آپ کو بچا کر اِدھر اُدھر ہو گئے۔ جب ابن زیاد کے فوجی وہاں پہنچے تو اُنھیں گھوڑا تو مل گیا لیکن سوار نہ ملا۔ بہتیرا تلاش کیا، آخرکار تھک ہار کر واپس چلے آئے اور گھوڑے کو بھی ساتھ لے آئے۔

ابن زیاد کو صورت حال بتائی کہ مسلمؑ ہاتھ نہیں آئے۔ ابن زیاد نے فرمان جاری کیا: شہر کے تمام دروازوں کو بند کر دیا جائے، تمام محلوں اور بازاروں میں سخت نگرانی کی جائے اور منادی کرائی جائے ہر وہ شخص جو ہمیں مسلمؑ کی اطلاع دے گا یا مسلمؑ کو ہمارے پاس لے آئے تو اُسے بے پناہ انعامات اور اعزازات سے نوازا جائے گا۔ اس اعلان کا ہونا تھا سونے اور چاندی پر جان نچھاور کرنے والوں نے اپنی قسمت آزمائی شروع کر دی۔ پورے کوفہ کو چھانا جا رہا تھا۔ کہیں سفیر حسینیؑ کا سراغ ملے، شیطان سے داد بھی وصول کریں، اپنی ہوس و نفاق کی تجوریوں کو زر و جواہر سے بھی پُر کریں۔ جناب مسلمؑ نعمان حاجب اور اُس کے سواروں سے بچ بچا کر نکل آئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اب آپ کے لیے نہ راہِ رفتن نہ جائے ماندن والی بات تھی۔ آپ کو کچھ معلوم نہ تھا کہ جائیں تو جائیں کہاں؟ اس وقت آپ سخت بھوکے اور پیاسے تھے۔ اچانک آپ ایک کوچے میں داخل ہوئے اور آپ نے خیال کیا شاید یہ کوچہ مجھے کوفہ سے باہر لے جائے۔ جونہی چند قدم چلے دیکھا تو وہ راستہ بھی بند تھا۔ حیران و پریشان، کبھی دائیں اور کبھی بائیں تیزی کے ساتھ چلے جا رہے ہیں۔ راستے میں ایک غیر آباد مسجد دیکھی۔ اس کے اندر چلے گئے۔ اس کے ایک کونے میں بیٹھ کر سانس لینے لگے۔ آفتاب نے غروب کیا پھر وہی تیرہ و تار شب کی حکمرانی نے اپنا نفوذ کیا۔ آپؑ اٹھے، مسجد سے باہر آئے، پھر وہی پُرخطر کوفہ کے گلی کوچے تھے جنھوں نے بڑھ کر اس مظلوم کا استقبال کیا۔ آپؑ چلتے چلتے قبیلہ کندہ کی شاخ بنو جبلہ کے گھروں کے قریب آئے۔ اچانک آپؑ نے ایک بہت بڑی سرائے دیکھی جو دیکھنے میں ایک عظیم الشان عمارت تھی۔ آپؑ اُس کے دروازہ پر بیٹھ گئے تا کہ تھوڑا سا آرام کریں۔

مہمان نوازی طوعہ

یہ گھر اُمِ ولد طوعہ نامی خاتون کا تھا۔ علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں ان کے بارے وضاحت فرمائی ہے۔ یہ خاتون اشعث بن قیس کی کنیز تھی۔ اُس نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔ واسید حضرمی نے اُن سے شادی کر لی تھی۔ ان کے ہاں اُس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بلال تھا۔ طوعہ اپنے گھر کے دروازے پر اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی۔ جناب مسلمؑ نے فرمایا: کیا آپ کے پاس پانی ہے، مجھے پیاس لگی ہے۔ طوعہ گھر گئی اور پانی لے آئی۔ جناب مسلمؑ نے پانی پیا اور پھر وہاں بیٹھ گئے۔

طوعہ نے کہا: اے اللہ کے بندے! اپنے گھر کی طرف جاؤ، یہ رات کا وقت ہے۔ یہاں اس وقت بیٹھنا مناسب نہیں ہے۔ جناب مسلمؑ نے فرمایا: میری ماں! اس شہر میں میرا گھر ہے اور نہ میرے رشتے دار، مسافر ہوں جاؤں تو جاؤں کہاں؟ اگر آج

Presented by Ziaraat.Com

کی رات اپنے گھر میں مجھے پناہ دے سکتی ہیں تو ممکن ہے اس دن جس دن تمام کائنات پناہ کی تلاش میں ہوگی اللہ کے رسول تمہیں پناہ دیں۔①

طوعہ نے حیرت و پریشانی کے ملے جلے انداز سے پوچھا: تم کون ہو؟

آپؑ نے فرمایا: میں مسلم بن عقیلؑ ہوں۔ کوفیوں نے مجھ سے بے وفائی کی ہے۔ مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے، میرے خویش و اقارب اور دوست بہت دور ہیں۔

جب طوعہ نے آپ کو پہچانا تو اپنے گھر لے آئی۔ ایک اچھے سے کمرہ میں ان کا بستر بچھایا، کھانا کھلایا۔ کچھ دیر بعد طوعہ کا بیٹا بھی گھر آ گیا۔ اُس نے جب اپنی ماں کو بار بار اُس حجرہ کی طرف جاتے دیکھا تو اُس نے اپنی ماں سے سوال کیا لیکن اُس خاتون نے حقیقت حال کو مخفی رکھا۔ جب اُس نے اصرار کیا۔ طوعہ نے اُسے قسم دی کہ اس راز کو فاش نہیں کرے گا اور جناب مسلمؑ کے بارے میں بتا دیا۔

اعلانِ خطر از طرف ابن زیاد

جب ابن زیاد ملعون نے دیکھا جناب مسلمؑ کے ساتھی منتشر ہو گئے ہیں۔ تو اسی رات مسجد میں آیا اور منبر پر اس بے دین نے خطبہ دیا (اس سے پہلے پورے کوفہ میں اعلان ہو چکا تھا کہ تمام کوفہ کے بزرگان مسجد میں جمع ہوں جو مسجد میں نہیں آئے گا، اس

---

① منتہی الآمال، ج ۱، ص ۸۲ پر یہ واقعہ یوں ہے: جناب مسلمؑ نے طوعہ کو سلام کیا، طوعہ نے سلام کا جواب دیا اور کہا: اے کنیز خدا! میں پیاسا ہوں، پانی پلا دو۔ طوعہ نے انھیں پانی دیا۔ جناب مسلمؑ نے پانی نوش فرمایا، طوعہ گھر واپس چلی گئی۔ جب واپس آئی تو جناب مسلمؑ وہاں بیٹھے تھے۔ طوعہ نے کہا: اے اللہ کے بندے آپ نے پانی پی لیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، پانی پی لیا ہے۔ طوعہ نے کہا: اب اپنے گھر چلے جاؤ۔ لیکن جناب مسلمؑ خاموش رہے۔ طوعہ نے کئی بار اپنے الفاظ دہرائے لیکن جناب مسلمؑ خاموش رہے۔ جب تیسری مرتبہ طوعہ نے کہا: سبحان اللہ، اے بندۂ خدا! اُٹھو اور اپنے گھر کی طرف چل، اب یہ وقت یہاں بیٹھنے کا نہیں ہے۔ یہ سن کر جناب مسلم اُٹھے۔۔۔ الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

کا خون بہانا جائز ہوگا)۔ اس اعلان کے بعد پوری مسجد کوفہ لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی تو اس نے کہا: مسلم بن عقیلؑ نے خلیفہ کی مخالفت کی ہے۔ اب وہ بھاگ گیا ہے۔ اب مسلمؑ جس گھر میں ہے اگر اس گھر والے نے ہمیں خبر نہ دی تو اس کے جان، مال حلال ہوں گے جو شخص اُسے ہمارے پاس لائے گا تو اُسے دیت کے برابر انعام دیا جائے گا (دیت: ایک سو اُونٹ یا ہزار دینار طلائی کے برابر ہوتی ہے)۔ لوگوں کو خوب ڈرایا دھمکایا اور منبر سے نیچے اتر آیا اور قصر کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اپنے سپاہیوں کی ڈیوٹی لگائی۔ شہر کے دروازوں کو بند رکھیں تا کہ مسلم کوفہ سے باہر نہ جاسکیں۔ حصین بن نمیر سے کہا کہ وہ جائے اور کوفہ کے ہر محلہ کی تلاشی لے۔ جب صبح ہوئی تو وہ ملعون ابن زیاد کی مجلس میں آ بیٹھا، کوفہ کے لوگوں کو اجازت دی اور محمد بن اشعث کو بہت بڑا انعام دیا۔①

بلال کا ابن زیاد ملعون کو جناب مسلمؑ کی خبر دینا

طوعہ کا بیٹا دارالامارہ آیا اور محمد بن اشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کو جناب مسلمؑ کے بارے میں بتایا۔ اس نے اپنے باپ محمد بن اشعث کو بتایا۔ وہ اس وقت ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے سنا تو قیس قبیلہ کے ستر آدمیوں کو جناب مسلمؑ کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔

مقتل خوارزمی، ص ۲۰۹ میں ہے پسر طوعہ نے آ کر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو خبر دی۔ عبدالرحمٰن نے کہا: خاموش رہ، کسی کو مت بتانا وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہا: مسلمؑ طوعہ کے گھر میں ہے اور ایک طرف چلا گیا۔

---

① ناسخ، ج ۲، ص ۸۸ میں ہے: جناب مسلمؑ نے خواب دیکھا اور سمجھ لیا کہ یہ رات اس کی زندگی کی آخری رات ہے۔ آپؑ نے رونا شروع کیا۔ جناب طوعہ نے گریہ کا سبب پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: میں نے خواب میں اپنے چچا حضرت علی بن ابی طالب کو دیکھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اے مسلم! جلدی کرو، جلدی کرو۔ میں نے سمجھ لیا ہے یہ رات میری زندگی کی آخری رات ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن زیاد نے کہا: تیرے بیٹے نے کیا بات کی ہے۔ ابن اشعث نے کہا: خدا امیر کا بھلا کرے، بہت بڑی خبر ہے۔ ابن زیاد نے کہا: کیا مطلب؟ تجھ ایسا آدمی اور بڑی خبر؟ جب ابن اشعث نے جناب مسلمؑ کی خبر دی تو دشمن خدا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور کہا: اٹھو خبر دینے والے کو بلاؤ تیرے لیے بہت بڑا انعام ہے۔

ابن زیاد نے اپنے نائب عمرو بن حریث مخزومی سے کہا: تین سو آدمیوں کو محمد بن اشعث کی کمان میں مسلمؑ کی گرفتاری کے لیے بھیجو۔ محمد بن اشعث اپنی فوج طوعہ کے گھر لے آیا۔

حضرت مسلم بن عقیلؑ کی جنگ

جناب مسلمؑ طوعہ کے گھر میں تشریف فرما تھے جونہی انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی، آپؑ نے سمجھ لیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کی تلاوت کی۔ شمشیر کو ہاتھ میں لیا اور گھر سے باہر آئے۔ جب آپ کی نگاہ اس فوج پر پڑی تو آپ نے ان پر اپنی تلوار کھینچ لی اور ان پر تابڑ توڑ حملے کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بہت بڑی کثرت کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ یہ حسینی شیر جس طرف رخ کرتے لوگ بکریوں کے ریوڑ کی طرح بھاگتے ہوئے نظر آتے۔① آپؑ نے اس پہلے حملہ میں بیتالیس آدمیوں کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ (ناسخ، ج ۲، ص ۹۰۔ آپ نے ایک صد اسی آدمیوں کو قتل کیا۔ لقمام ص ۳۰۵ اسی آدمی کی روایت کی ہے)

اس شیر بیشہ کی قوت و شجاعت کا کیا کہنا، ابن زیاد کے فوجیوں کو ہاتھ سے پکڑتے، فضا میں اچھال دیتے اور وہ ملعون مکانوں کی چھتوں پر جا پڑتے۔ اسی اثناء

---

① جناب مسلمؑ زخمی بھی تھے، بھوکے اور پیاسے بھی تھے۔ کئی دن سے مسلسل پریشان تھے۔ سارا کوفہ دشمن تھا پھر بھی اتنی جرأت۔ اتنی شجاعت ایک اکیلے کا ہزاروں تازہ دم بہادروں کا مقابلہ کرنا اس لیے باضمیر انسان کی پیشانی آلِ رسولؐ کے دروازے پر جھک جاتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

میں بکر بن عمران نے آپ کے چہرہ مبارک پر تلوار ماری جس سے آپ کے دندان مبارک گر گئے۔ لیکن آپ کے جذبہ و جوش میں مزید تیزی آئی۔ پھر آپؑ نے تلوار چلانا شروع کی۔ جدھر جائے کسی کو تاب مقاومت نہ رہی۔①

جب یہ ملعون مقابلے سے تنگ آ گئے تو مکاری و عیاری پر اتر آئے، مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ وہاں سے سنگ باری شروع کر دی۔ آپؑ پر لکڑیاں پھینکنی شروع کر دیں۔ آگ بھی آپؑ پر برسائی گئی۔ مظلوم و غریب پر جب ہر طرف سے حملے ہونے لگے، آپؑ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو آپؑ نے پھر ایک دفعہ اپنی تلوار کو مضبوطی سے تھاما اور اللہ کے دشمنوں پر حملے تیز کر دیئے۔ ایک بہت بڑی تعداد کو خاک و خون میں ملا دیا۔ جب ابن اشعث ملعون نے دیکھا کہ یہ اللہ کا شیر آسانی کے ساتھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے تو آپؑ سے کہنے لگا: اے مسلمؑ! کیوں اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو، میں تمھیں جان کی امان دیتا ہوں، ابن زیاد کے پاس لے جاتا ہوں اور وہ بھی آپؑ کے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا (لعنت ہو جھوٹے پر)۔

جناب مسلمؑ نے فرمایا: تم کوفیوں کے قول پر کون اعتماد کر سکتا ہے۔ ان بے دین اور منافقوں کی لغت میں وفا نامی شے کہاں ہو سکتی ہے۔ آپؑ نے ان اشعار کو اپنی

① خوارزمی نے اپنے مقتل کے ص ۲۰۹ پر اور ناسخ نے ج ۲، ص ۹۰ پر لکھا ہے: محمد بن اشعث نے جب ان کی شجاعت کو دیکھا تو ابن زیاد کی طرف آدمی بھیجا کہ پانچ صد بہادروں کی فوج بھیجے۔ جو ابھی میرے ساتھ فوج آئی تھی وہ قتل ہو گئی ہے۔ ابن زیاد ناراض ہوا اور کہا: تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے، ایک آدمی نے اتنے لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ اگر میں تمھیں اس سے بھی زیادہ بہادر کے مقابلے کے لیے بھیجوں تو پھر تو کیا کرے گا (ابن زیاد کی مراد امام حسینؑ تھے)۔ محمد بن اشعث نے اس کے جواب میں لکھا: اے امیر! تیرا کیا خیال ہے کیا تو نے کوفے کے کسی سبزی فروش یا حیرہ کے کسی کسان کی طرف لڑنے کے لیے بھیجا ہے۔ تمھیں معلوم نہیں۔ یہ شیر بیشۂ شجاعت ہے اور پیغمبر اکرمؐ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ جن کی شجاعت کو زمانہ تسلیم کرتا ہے۔ ابن زیاد نے پانچ سو بہادر افراد کا دستہ بھیجا اور یہ بھی کہا: مسلمؑ کو امان دے دے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

زبان پر جاری کیا۔ (ناسخ، ج ۲، ص ۹۲)

اَقْسَمْتُ لَا اُقْتَلُ اِلَّا حُرًّا
وَاِنْ رَاَیْتُ الْمَوْتَ شَیْئًا نُکْرًا
اَکْرَہُ اَنْ اُخْدَعَ اَوْ اُغَرًّا
رَدَّ الشُّعَاعِ نَفْسِیْ فَاسْتَقَرًّا
اَوْ یَخْلِطَ الْبَارِدُ سُخْنًا مُرًّا
کُلُّ امْرِاءٍ یَوْمًا مُلَاقٍ شَرًّا
اَضْرِبُ بِکُمْ وَلَا اَخَافُ ضَرًّا
فِعْلَ غُلَامٍ قَطُّ لَنْ یَفِرًّا
وَکُلُّ ذِیْ غَدْرٍ سَیُلْقِیْ غَدْرًا (ضرًا)
اَیْضًا وَیُصْلٰی فِی الْمَعَادِ حُرًّا (جمرًا)

"میں نے قسم کھا رکھی ہے۔ حریت آزادی کے حسین لبادے میں قتل کیا جاؤں، اگرچہ موت کو میں اچھا خیال نہیں کرتا۔ یہ بات مجھے ہرگز پسند نہیں کہ دوبارہ تم لوگوں سے دھوکا کھاؤں، نفس مطمئنہ کی نورانیت اپنے حقیقی مقام کی طرف جا کر مستقر ہوگئی ہے۔ آپ اس آیت کریمہ کی ترجمانی فرما رہے تھے:

یَاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً...... الخ

اے نفسِ مطمئنہ! اپنے پروردگار کی طرف شاداں و فرحاں مراجعت کر۔ (سورۂ فجر، آیت ۸)

(مقتل، ص ۳۰۹ و بحار، ج ۴۴، ص ۳۵۲، (رَدَّ الشُّعَاعِ

Presented by Ziaraat.Com

الشَّمْسِ فَاسْتَقَرَّا) اور بعض نسخوں میں (غاب) نقل ہے۔

مقتل خوارزمی میں رجز ان الفاظ میں ہے:

اقسمت لا اقتل الا حرا وان رایت الموت شیئًا مرا

کل امرء یوما ملاق شرا رد شعاع النفس فاستقرا

اضربکم ولا اخاف ضرا ضرب همام یستهین الدهرا

ویخلط البارد سخنًا مرا ولا اقیم للامان قدرا

اخاف اخداع او اغرا

''میں سرد کو گرم کے ساتھ ملاؤں، ہر ایک انسان نے ایک دن شر سے ملاقات کرنا ہے۔ مجھے کوئی خوف و خطر نہیں ہے۔ غلاموں کی طرح بھاگنا ہمارا شعار نہیں ہے۔ ہر خائن نے اپنے انجام سے دوچار ہونا ہے اور اُسے قیامت کے دن جہنم کی آگ میں جلنا ہے''۔

لہوف و مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۹۳ اور دوسری کتب میں بھی یہی لکھا ہوا ہے، رجوع فرمائیں:

جب اس شیر بیشۂ شجاعت نے کثرت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا تو اس دوران آپؑ کو بہت زیادہ زخم آ گئے تھے۔ آپ کا خون جسم سے کافی مقدار میں بہہ گیا تھا۔ آپؑ میں تھکاوٹ کے آثار پیدا ہوئے تو آپؑ نے دیوار سے اپنی پشت لگائی اور کھڑے ہو گئے۔ محمد بن اشعث نے پھر دوبارہ امان کی بات کی۔ آپؑ نے سمجھ رکھا تھا کہ یہ بھی ایک دھوکہ ہے۔

ایک روایت ہے آپؑ نے ابن اشعث سے کہا: واقعی مجھے امان دی جا رہی ہے۔ اس نے کہا: ہاں تمہیں امان ہے۔ آپ نے باقی لوگوں سے بھی کہا: کیا واقعی

Presented by Ziaraat.Com

میرے لیے امان ہے تو ان سب نے کہا: ہاں امان ہے۔ آپؑ نے اپنا ہاتھ جنگ سے کھینچ لیا لیکن جو روایت سید ابن طاؤس کی طرف سے ہے اس میں ہے:

جب آپؑ کے ساتھ امان کی بات کی گئی تو آپؑ نے ان کی امان کو قبول نہ کیا لیکن آپؑ کا جسم زخموں سے چور چور تھا۔ پھر بھی آپؑ جنگ کر رہے تھے۔ ایک آدمی نے پیچھے سے نیزہ مارا جو آپؑ کی پشت میں لگا، آپؑ گر پڑے۔ پھر ان کافروں نے آپؑ پر ہجوم کر دیا اور گرفتار کر لیا۔①

گرفتاری مسلم بن عقیلؑ

ابن اشعث کی روایت ہے جناب مسلمؑ سے اسلحہ چھین لیا گیا اور آپؑ کو سواری پر سوار کیا گیا۔ اس وقت حسرت و یاس نے آپؑ کو گھیر لیا تھا۔ آپؑ کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری تھا اور آپؑ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کیا۔

عبیداللہ ابن عباس بن مرداس نے کہا: اے مسلمؑ! تم رو کیوں رہے ہو۔ حالانکہ تم تو ایک عظیم الشان مشن کے نمائندہ ہو، یہ نقصان اس کے مقابلے میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ جناب مسلمؑ نے فرمایا: یہ رونا اپنے لیے نہیں ہے۔ میں تو امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے لیے رو رہا ہوں۔ ان کوفی غداروں نے اور فریب کاروں نے یہ حال کر دیا ہے اور وہ سردار کوفہ کی طرف آ رہے ہیں۔ خدا جانے ان کے ساتھ کیا ہوگا۔

وصیت مسلمؑ بابن اشعث

آپ ابن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: مجھے تمہاری امان پر کوئی اعتماد

---

① تاریخ کی جلد ۲، ص ۹۳ پر آپؑ کی گرفتاری کے بارے یہ روایت ہے، انھوں نے جناب مسلمؑ کے راستے پہ ایک گڑھا کھودا اور اس کا منہ ڈھانپ دیا گیا۔ دوران جنگ آپ اس میں جا گرے۔ پھر ان ظالموں نے آپؑ پر ہجوم کر کے آپ کو گرفتار کر لیا۔ محمد بن اشعث نے آپ کے چہرہ اقدس پر تلوار ماری جس سے آپ کے بالائی دانت گر گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

تم لوگ مجھے ضرور قتل کرو گے۔ میری درخواست ہے میری طرف سے کسی آدمی کو حضرت امام حسینؑ کی طرف بھیجو کہ وہ اپنا وطن مت چھوڑیں، واپس چلے جائیں اور میرا حال بھی ان کے گوش گزار کرے۔ مجھے معلوم ہے وہ ایک دو دن میں ادھر آنے والے ہیں۔ انھیں کہیں: تمہارا ابن عم کہتا ہے: واپس چلے جاؤ، میرے ماں باپ آپؑ پر قربان جائیں۔ میں اسیر ہو چکا ہوں اور اپنے قتل کے انتظار میں ہوں۔ کوفہ والے تو وہی لوگ ہیں آپ کے والد گرامی اپنی موت کی آرزو کرتے تھے کہ ان کے نفاق سے چھٹکارا ملے۔

ابن اشعث نے آپؑ سے وعدہ کیا اور پھر دار الامارہ ابن زیاد کے پاس لے آیا۔ تمام احوال اس حرام زادے کے گوش گزار کیے۔ ابن زیاد نے کہا: تمہارا امان سے کیا واسطہ ہے، میں نے تمہیں امان دینے کے لیے نہیں بھیجا تھا، تو جائے اور اُسے امان دے۔

جناب مسلمؑ کا پانی طلب کرنا

اس حملے کے مارے، سفر اور زخموں سے چُور چُور رہا ہو پیاس کا غلبہ ہوا۔ اسی وقت سرداران کوفہ قصر کوفہ میں جمع تھے[1] اور آپؑ کے قتل کا انتظار کر رہے تھے۔ آپؑ نے فرمایا: اے منافقان بے وفا! ایک گھونٹ پانی کا دے دو۔

مسلم بن عمرو نے کہا: ایک قطرہ پانی نہیں ملے گا، جہنم کے آب حمیم سے پی لینا۔

---

① ان سرداروں میں عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط، عمرو بن حریث، مسلم بن عمرو اور کثیر بن شہاب بیٹھے تھے۔ جناب مسلمؑ نے ان کی طرف رخ کیا، مجھے پانی دو۔ مسلم بن عمرو نے کہا: اے فرزند عقیلؑ! یہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہے لیکن آپ کو ایک قطرۂ آب نہیں مل سکتا۔ جہنم میں آبِ حمیم پینا۔
جناب مسلمؑ نے فرمایا: تو کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس ملعون نے کہا: میں نے اس زمانے میں حق کو پہچانا ہے جس زمانے میں تو نے حق سے انکار کیا ہے۔ میں نے اپنے رہبر سے نصیحت حاصل کی ہے، تو نے نصیحت کو ٹھکرایا ہے۔ میں نے اس کی اطاعت کی ہے اور تو نے اس کی مخالفت کی ہے۔ میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔
حضرت مسلمؑ نے فرمایا: تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اے پسر جفا کار! پتھر دل ظالم تو میرے بارے آبِ حمیم کی بات کرتا ہے۔ (تاریخ، ج ۲۳ ص ۷۵)

Presented by Ziaraat.Com

مسلم بن عقیلؑ نے فرمایا: تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ اے جفاکار و غدار اے ناصر کفار و اشرار! آبِ حمیم کی بات تو مجھ سے کرتا ہے۔

آپؑ پر کمزوری نے غلبہ کر رکھا تھا، دیوار کا سہارا لیا۔ جب عمرو بن حریث نے آپؑ کی یہ حالت دیکھی تو اس نے اپنے غلام سے کہا: ایک پیالہ پانی انہیں پلا دو۔ جب آپؑ نے پانی پینا چاہا تو پیالہ خون سے بھر گیا۔ آپؑ نے وہ پانی گرا دیا۔ دوسرا پانی طلب کیا جب دوسرا پانی آیا تو بھی یہی حال ہوا۔ جب آپؑ نے تیسری مرتبہ پانی منگایا اور پیالہ اپنے منہ کے قریب لے گئے تو آپؑ کے دندان مبارک پیالے میں گر پڑے۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا: الحمدللہ! دنیا کا پانی میرے مقدر میں نہیں ہے۔

ورود مسلم بن عقیلؑ بر ابن زیاد

ابن زیاد کا قاصد آیا اور اس نے جناب مسلم بن عقیلؑ کو طلب کیا۔ جب جناب مسلمؑ ابن زیاد کی مجلس میں آئے تو آپؑ نے اس ملعون کو سلام نہ کیا۔ ابن زیاد کے ایک خوشامدی نے کہا: تم نے ابن زیاد کو سلام کیوں نہیں کیا۔ آپؑ نے فرمایا: وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اور میں اس کو سلام کروں۔ اگر وہ مجھے قتل نہ کرے تو میں اس پر سلام کروں گا۔① ابن زیاد نے کہا: میں نے تمہیں قتل کرنا ہے سلام کرو یا نہ کرو۔

جناب مسلمؑ نے فرمایا: اگر تو مجھے قتل کرے گا تو ایسے ہے جیسے ایک بدترین آدمی نے ایک بہترین آدمی کو قتل کیا۔ جناب مسلمؑ کی بات سن کر ابن زیاد غضب ناک ہوا اور کہنے لگا: تم نے لوگوں کی جمعیت کو منتشر کیا اور ہر طرف فتنہ کی آگ بھڑکا دی۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: تو جھوٹا ہے، یہ افتراق تو معاویہ اور اس کے بیٹے یزید نے کیا ہے جنہوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا اور اللہ کے دین میں رخنے

---

① مقتل، ج۱، ص ۶۷۔ حضار میں نے جناب مسلمؑ کو کہا: امیر کو سلام کرو۔ آپؑ نے فرمایا: خاموش رہو خدا کی قسم! وہ میرا امیر نہیں ہے۔ امیری حسین ونعم الامیر۔

Presented by Ziaraat.Com

ٹکڑے کیے۔ تم اور تمہارا باپ زنا کی اولاد ہو، ثقیف کے غلام کی اولاد ہو، تم نے اہلِ اسلام میں فتنہ وفساد کی آگ لگائی ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں شہادت کی سعادت ایک بدترین انسان کے ہاتھوں حاصل کرنے والا ہوں، اور اپنے بزرگ ترین آبا واجداد سے ملحق ہونے والا ہوں۔ میں تو اس شہر و دیار میں اس لیے آیا ہوں کہ یہاں کے لوگوں نے ہمیں خطوط لکھے کہ تو نے اور تیرے باپ نے اللہ کے دین میں بدعتیں پیدا کردی ہیں۔ اللہ کے نیک و پارسا بندوں کو قتل کرتے ہو اور قیصر و کسریٰ کی طرح مظالم ڈھاتے ہو۔ میں تو اس لیے آیا ہوں کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا حکم بتاؤں۔ کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ کی تعلیم دوں اور اللہ کی عدالت کو قائم کروں۔ خداوند تعالیٰ ہمارے اور تمہارے درمیان حق وحقیقت کا حکم جاری فرمائے گا۔

ابن زیاد اور جناب مسلمؑ کے درمیان بہت سی باتیں ہوئیں۔ اس ملعون نے جناب عقیلؑ کی شان میں حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت امام حسینؑ کی شان میں بہت زیادہ گستاخیاں کیں۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: جب تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو ان حاضرین میں سے کسی کو وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا: جس کو وصیت کرنا چاہو وصیت کرو۔①

① تاریخ، ج ۵، ص ۳۷۷، ابن زیاد نے کہا: اے مسلمؑ! کیا خیال ہے خلافت تمہارا حق ہے؟ حضرت مسلمؑ نے فرمایا: نہیں یقیناً یہ خلافت ہمارا حق ہے۔

ابن زیاد: تو اس شہر میں کیوں آیا تھا؟ لوگوں کو منتشر کردیا ان کے درمیان اختلاف کو ہوا دی ہے۔

جناب مسلمؑ: تم نے برائی کو اچھائی بنا دیا اور اچھائی کو برائی، لوگوں کی رضا و رغبت کے بغیر ان کی گردنوں پر مسلط ہوگئے ہو۔ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر اپنا حکم نافذ کرتے ہو۔ وہی قیصر و کسریٰ والا نظام لے آئے ہو۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ ان کے درمیان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم کروں اور انھیں کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کی دعوت دوں کیونکہ ہم ہی اس کام کے اہل ہیں۔

ابن زیاد نے جب یہ کلمات سنے تو غضب ناک ہوا اور کہنے لگا: اے فاسق تو کیسے اپنے آپ کو ان صفات سے متصف کرتا ہے حالانکہ تو مدینہ میں شراب کے ساتھ مشغول کرتا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب مسلم بن عقیلؑ کی وصیت

حضرتؑ نے عمرو بن سعد بن وقاص سے کہا: تم ہمارے خاندان کے آدمی ہو تم میری وصیت سن لو۔ اس نے ابن زیاد کے خوف سے بات ان سنی کر دی۔ ابن زیاد ملعون نے کہا: تم ایک دوسرے کے قریب ہو، وصیت سننے میں کیا حرج ہے۔ جب اسے وصیت سننے کا حکم ملا تو اپنی جگہ سے اٹھ کر جناب مسلمؑ کا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف ہو گیا۔ (جلاء العیون، ص ۵۳۶ و ناسخ، ج ۲، ص ۹۸)

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: میری پہلی وصیت یہ ہے کہ میں اس شہر میں سات سو درہم کا مقروض ہوں، میری تلوار اور زرہ بیچ کر ادا کر دو۔

دوسری وصیت یہ ہے: جب مجھے قتل کر دیا جائے تو ابن زیاد سے اجازت لے کر دفن کر دیا جائے۔

تیسری وصیت یہ ہے: امام حسینؑ کی طرف خط بھیجو، کوفیوں نے بے وفائی کی ہے تمہارے چچازاد بھائی کی مدد نہیں کی، ان کی باتوں پر اعتماد مت کرنا، اس طرف بالکل نہ آنا۔

ابن زیاد نے جب وصیت سنی تو کہا: مسلمؑ کے مال سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جو کچھ اس نے کہا ہے ویسا کرو۔ اب باقی رہی دفن کی بات، ہم قتل کریں گے اگر اس کے لاشے کو دفن کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر امام حسینؑ ہمارا ارادہ نہیں رکھتا تو ہم بھی اس کا ارادہ نہیں رکھتے۔①

مسلم بن عقیلؑ: تو میری طرف شراب کی نسبت دیتا ہے خدا جانتا ہے تو جھوٹا ہے۔ جس بات کی تو نسبت دے رہا ہے جھوٹ پر مبنی ہے۔ تو اپنے آپ کو سنبھال تو مسلمانوں کے خون بہانے میں حریص ہے۔ یہ قتل و غارت جو اب ہو رہی ہے وہ تیری وجہ سے ہے۔

① ناسخ، ج ۲، ص ۹۸، وصیت نامہ اس طرح بیان ہوا ہے: اوّل میں خداوند تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت محمدؐ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ حضرت علیؑ اللہ کے ولی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

شہادت مسلمؑ بن عقیل

ابن زیاد نے بکر بن حمران کو طلب کیا کہ وہ جناب مسلمؑ کو دارالامارہ کی چھت پر لے جائے، اس کی گردن مار دے اور اس کا جسم نیچے پھینک دے۔ یہ سن کر جناب مسلمؑ نے فرمایا: اگر تو ولدالزنا نہ ہوتا اور میرا قرابت دار ہوتا تو میرے قتل کا حکم نہ دیتا۔ (ابن زیاد اور اس کا باپ دونوں حرام زادے تھے، ان کا قریش کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا)

اس ملعون نے اس پاک و پاکیزہ اور عظیم الشان فرزند کو پکڑا اور قصر کوفہ کی چھت پر لے گیا۔ اس دوران جناب مسلمؑ کی زبان مبارک پر تسبیح و تہلیل خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا اور پیغمبر اکرمؐ اور ان کی آل پر درود وسلام جاری تھا۔ آپؑ اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات کررہے تھے: اے پروردگار! ان لوگوں اور میرے درمیان اپنے حکم صادر فرما۔

دوم: میں نے اس شہر میں ایک ہزار درہم قرض لیا ہے، میری زرہ کو بیچ کر میرا قرض اُتار دیا جائے۔

سوم: مجھے معلوم ہوا ہے امام حسینؑ اپنی خواتین اور بچوں کے ساتھ کوفہ کی طرف آرہے ہیں ان کی طرف خط لکھو ادھر کوفہ نہ آئیں۔ کوفی اس طرح سلوک کریں گے جیسے میرے ساتھ کیا گیا ہے۔

عمر سعد نے کہا: جو کلمۂ شہادت تو نے یاد کیا ہے ہمارا عقیدہ و دین بھی یہی ہے۔ آپ کا قرضہ زرہ و تلوار بیچ کر ادا کرنا اگر ہم مناسب سمجھیں گے تو ادا کریں گے نہ سمجھیں گے تو ادا نہیں کریں گے۔ رہی بات امام حسینؑ کی وہ ہر صورت میں ہماری طرف آئیں گے اور ہمارے ہاتھوں قتل ہوں گے۔ پھر اس نے ابن زیاد کی طرف رُخ کیا۔ تم نے سنا ہے جو کچھ مسلمؑ نے کہا ہے اور میں نے جو جواب دیا ہے اور جو جو باتیں ہوئیں اس نے ابن زیاد کو بتا دیں۔

ابن زیاد نے کہا: ایک امین آدمی کبھی خیانت نہیں کرتا۔ کبھی خائن بھی امین کی تعریف میں داخل ہوجاتا ہے۔ خدا تیرا بُرا کرے تو نے امانت میں خیانت کی ہے۔ اگر مسلمؑ مجھے وصیت کرتا تو اس کا راز راز رکھتا اور اس کی وصیت کو پورا کرنے کی کوشش کرتا۔ اے ابن سعد! تو نے ایک جرم کیا ہے اور اپنے چچازاد بھائی کے حق میں خیانت کی ہے۔ اب میں حسینؑ بن علیؑ کے خلاف جنگ کے لیے تمہیں بھیجوں گا۔ پھر جناب مسلمؑ کی طرف منہ کیا اور کہا: اے ابن عقیلؑ! اپنے خلیفہ کے خلاف تو نے خروج کیا ہے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا ہے...... الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

ان لوگوں نے مجھے دھوکہ دیا، مجھ سے جھوٹ بولا۔ انھوں نے اپنے وعدوں کو توڑا۔[1]
آخرکار وہ سعادت ابدی کے حصول کا لمحہ آ گیا۔ اس ظالم و قاتل نے اپنی تلوار کا وار کیا۔ آپؑ نے شہادت کا جام نوش کیا۔ آپؑ کے لاشے کو قصر کی چھت سے نیچے گرا دیا گیا۔ بکر بن حمران ہانپتا کانپتا ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: جب میں نے مسلمؑ کو قتل کیا تو میں نے اپنے سامنے ایک خوفناک سیاہ فام آدمی کو دیکھا جو اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے دانتوں میں چبا رہا تھا۔

ایک دوسری روایت میں ہے، یہ حالت بکر کی اس وقت ہوئی جب اس نے قتل کا ارادہ کیا۔ اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔ (ناسخ، ج ۲، ص ۱۰۴ از کتاب عبداللہ بن محمد رضا حسینی)

---

① ناسخ، ج ۲، ص ۱۰۲، جب آپؑ قصر کی چھت پر پہنچے تو بکر سے کہا: مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دے پھر جو کچھ تو نے کرنا ہے کر لینا۔ اس نے کہا: اجازت نہیں ہے۔
جناب مسلمؑ نے رو دیا اور ان اشعار کو اپنی زبان پر جاری کیا:

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا قَوْمَنَا شَرَّ مَا جَزَی ... شِرَارَ الْمَوَالِی بَلْ اَعَقَّ وَاَظْلَمَا
هُمْ مَنَعُوْنَا حَقَّنَا وَ تَظَاهَرُوْا ... عَلَیْنَا وَرَامُوْا اَنْ نَذِلَّ وَنُرْغَمَا
اَغَارُوْا عَلَیْنَا یَسْفِکُوْنَ دِمَائَنَا ... وَلَمْ یَرْقُبُوْا فِیْنَا ذِمَامًا وَلَا دَمَا
فَنَحْنُ بَنُو الْمُخْتَارِ لَا خَلْقَ مِثْلَنَا ... نَبِیٌّ اَتَتْ اَرْکَانُهُ اَنْ تَهَدَّمَا
فَاُقْسِمُ لَوْلَا جِئْتُکُمْ آلَ مَذْحِجٍ ... وَفُرْسَانُهَا وَالْجُوْرُ فِیْنَا الْمُقَدَّمَا

"خداوند تعالیٰ اس قوم پر اپنا سخت ترین عذاب نازل کرے، جنھوں نے ہم سے ہمارا حق چھینا، ہمارے خلاف جنگ کی، ہمارا خون گرایا، ہمارا احترام و اکرام نہ کیا حالانکہ ہم پیغمبر کی اولاد ہیں، نبوت کے ارکان کو ڈھا دیا۔"
اس وقت بکر بن حمران نے کہا: الحمدللہ! جس نے تمھیں تم پر حکومت عطا کی، یہ کہتے ہوئے اپنی تلوار سے وار کیا۔ جو خطا گیا تو اس وقت جناب مسلمؑ نے فرمایا: اے غلام! کیا تیرے خون کے عوض جو تو نے میری گردن پر خراش وارد کی ہے کافی نہیں ہے؟ جب ابن زیاد نے آپ کی یہ گفتگو سنی تو کہا: مسلمؑ اپنے قتل کے وقت بھی فخریہ گفتگو کر رہا تھا۔ جب دوسری ضرب لگی تو جناب مسلمؑ شہید ہو گئے اور بکر دہشت زدہ واپس آیا...... الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

جب ابن زیاد کو پتہ چلا تو اس نے بکر کو بلایا۔ جب اُس کی حالت دیکھی تو مسکرایا اور کہا: تو خارق عادت کام کرنا چاہتا تھا اس لیے ایسا ہوا ہے۔ پھر ایک اور ملعون کو چھت پر بھیجا گیا۔ جب اس نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو اس نے حضرت رسالت مآب کو دیکھا۔ اس خوف سے اس کا پتہ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔ ابن زیاد نے ایک شامی ملعون کو بھیجا۔ اُس نے آپ کو شہید کیا اور آپؑ جنت کو سدھارے۔

جناب ہانیؒ بن عروہ کا قتل

ابن زیاد نے جناب ہانیؒ کے قتل کا حکم دیا۔ ابن اشعث اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہا: اے امیر! تم ہانیؒ کے مقام و مرتبہ سے بخوبی واقف ہو۔ وہ اس شہر میں قوم وقبیلہ رکھتا ہے۔ اگر تم مجھے مطمئن کرو تو میں اس کو تمہارے قریب کر سکتا ہوں۔ میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ کوفہ والے لوگ تمہارے دشمن ہو جائیں، اُسے مجھے بخش دو۔

ابن زیاد نے کہا: ٹھیک ہے جلد پشیمانی اٹھانی پڑے گی۔ حکم دیا ہانیؒ کو بازار لے جاؤ اور حیوانات کی منڈی میں قتل کر دو۔ جناب ہانیؒ کو دست بستہ دارالامارہ سے باہر لے آئے۔ جونہی آپ باہر آئے تو اپنے قبیلے کے نام آوازے لگانے لگے: وامذحجاہ ولا مذحج فی الیوم، اے میرا قبیلہ مذحج کہاں ہو، اے قبیلے والو! آج کا دن میرے لیے نہیں ہے۔ (ناسخ، ج۲، ص۱۰۴، از کتاب عبداللہ بن محمد رضا حسینی)

واعشیرتاہ واین من عشیرتی "اے میرے قبیلہ! میرا قبیلہ کہاں ہے؟" (مقتل خوارزمی، ص۲۱۴)

مسعودی نے مروج الذہب میں کہا ہے: چار ہزار زرہ پوش جوان ہانی کی مدد کے لیے نکلے۔ اس کے علاوہ آٹھ ہزار پیادے بھی نصرت کے لیے آئے۔ قبیلہ کندہ اور دوسرے قبائل کے لوگ بھی نکلے۔ جب ابن زیاد کے سپاہی اُسے بازار میں لیے جا رہے تھے تو اُس نے آوازے بلند کیے اور قبائل کے سرداروں کے نام لیے لیکن کسی

Presented by Ziaraat.Com

نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ اسی دوران آپؑ نے زور لگایا اور اپنے بازوؤں کو رسّی سے چھڑوا لیا تو اس وقت آپؑ نے کہا: کوئی لکڑی، چھری، پتھر یا ہڈی نہیں ہے جس سے میں جہاد کروں۔

ابن زیاد کے سپاہیوں نے دوبارہ آپ کو گرفتار کر لیا اور مضبوطی کے ساتھ باندھا۔ اس دوران کہا گیا: اپنی گردن جھکاؤ۔ آپ نے کہا: میں اتنا سخی نہیں ہوں کہ اپنے قتل میں تمہاری مدد کروں۔ ابن زیاد ملعون کے غلام جس کا نام رشید ترکی تھا اس نے اپنی تیغ کی ضرب سے جناب ہانیؓ کو شہید کر دیا۔ جب جناب ہانیؓ کو ضرب لگی تو آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے: خداوند تعالیٰ کی طرف سے بازگشت ہے۔ اے پروردگار! میں تیری رحمت و رضوان کی طرف آیا چاہتا ہوں۔ (مقتل ابی مخنف، ص ۲۶۰۔ عبدالرحمٰن بن حصین مرادی اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے)

عبداللہ بن زبیر اسدی نے جناب مسلم بن عقیلؑ اور جناب ہانیؓ کی شہادتوں پر مرثیہ کہا لیکن ایک دوسری روایت میں ہے: یہ اشعار فرزدق کے ہیں اور عبداللہ بن زبیر نے فرزدق سے روایت کیے ہیں۔

فَإِنْ كُنتُ لَا تَدرِينَ مَا الْمَوْتُ فَانظُرِي
إِلَى هَانِي السُّوقِ وَابْنِ عَقِيلِ
إِلَى بَطَلٍ قَد هَشَمَ السَّيْفُ وَجْهَهُ
وَآخَرَ يَهْوِي مِن جِدَارٍ قَتِيلِ
أَصَابَهُمَا فَرخُ الْبَغِيِّ فَأَصبَحَا
أَحَادِيثُ مِنْ يَسرِي بِكُلِّ سَبِيلِ
ترى جسد اقد غير الموت لونه
ونضح دم قد سال كل مسيل

Presented by Ziaraat.Com

فَتًى كَانَ اَحْيٰى مِن فَتَاةٍ حَيِيَّةٍ
وَاَقْطَعُ مِنْ ذِي شَفْرَتَيْنِ صَقِيْلِ
أَيَرْكَبُ اَسْمَاءُ① الْهَمَالِيْجَ آمِنًا
وَقَدْ طَالَبَتْهُ مَذْحِجٌ بِذَحُوْلِ
تُطِيْفُ حِفًا فِيْهِ مُرَادٌ وَكُلُّهُمْ
عَلٰى رَقَبَةٍ مِن سَائِلٍ وَمَسْئُوْلِ
فَاِنْ اَنْتُمْ لَمْ تَثَأَرُوْا بِاَخِيْكُمْ
فَكُوْنُوْا بَغَايَا اَرْضِيَتْ بِقَلِيْلِ

"اگر موت کے بارے میں کوئی علم نہیں رکھتا تو اُسے چاہیے کہ وہ ہانیؓ اور مسلم بن عقیلؑ کو بازار میں دیکھے۔ اس شیر بیشۂ شجاعت کو دیکھئے تلوار نے جس کے حسین وجمیل چہرے کو کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ ظلم پر ظلم قصر کی چھت پر قتل کر کے لاشے کو بالائے چھت سے زمین پر گرا دیا گیا۔ ہائے افسوس ان مظلوموں کی مظلومیت پر حرام زادے ابن زیاد نے ان پر مظالم کی حد کر دی ہے۔ ہر راہ گیر ان کی مظلومیت کو دیکھ کر ان کے قصہ کو بیان کر رہا ہے۔ وہ زندگی میں کتنے حسین تھے، اب موت نے ان کے حسین رنگ کو بدل دیا۔ اب ہر چوک پر ان کا خون بہہ رہا ہے۔ وہ کتنے باحیا جوان تھے جن کا شرم وحیا باحیا بیٹوں سے بھی زیادہ تھا۔ جنہیں دو دھاری صیقل شدہ تلوار سے قتل کر دیا گیا۔ وہ اسماء نامی آدمی اپنی تیز سواری پر سوار ہو کر تیرے پاس آیا تھا اور تجھے امان

① اسماء اس آدمی کا نام ہے جس کو ابن زیاد نے عمرو بن حجاج اور محمد بن اشعث کے ساتھ ہانی کو لینے کے لیے بھیجا تھا۔ (تاریخ، ج ۲، ص ۱۰۶)

Presented by Ziaraat.Com

دی تھی۔ قبیلہ مذحج نے اس کے خون کا مطالبہ کیا تھا اور قبیلہ مراد کے لوگ بھی ہانی کے خون کا مطالبہ کر رہے تھے۔ وہ سب انتظار میں تھے کہ سائل و مسئول دونوں سے انتقام لیں۔ اگر تم نے اپنے بھائی کا انتقام نہ لیا تو پھر زنا زادے ہو جاؤ"۔

جب جناب مسلمؑ اور جناب ہانیؒ شہید ہو گئے تو ابن زیاد نے کہا: ان کے سر دے جائیں اور باقی جسم کو بازار میں گھسیٹا جائے اور علف منڈی جانوران میں پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

قبیلہ مذحج والوں کو غیرت آئی۔ ان کے لاشوں کو پھانسی سے اُتارا اور غسل و کفن کر کے جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا گیا۔

زبان حال حضرت مسلمؑ از جوہری

خدایا بہ شہر کوفہ خوارم — غریب و بے کس و بے غم گسارم
ندارم یک نفر یار و طرفدار — اگر من در غریبی جان سپارم
ز سوز تشنگی و زخم بسیار — اُمید زندگی دیگر ندارم
ندارم باکی از مردن ولیکن — برائے طفلکانم بے قرارم
نمی دانم چساں آن بے کسان را — میان این ہمہ دشمن گذارم
من اندر کوفہ با صد گونہ خواری — بہ راحت جان شیریں می سپارم
تن مجروح با بازوی خستہ — بہ دوش اشتر عریان سوارم
زنندم سنگ از بالای بامم — کہ گویا من اسیر زنگبارم

اے میرے اللہ! میں اس شہر کوفہ میں ذلیل و رسوا کر دیا گیا ہوں۔ میں غریب و مسافر کا کوئی پرسان حال بھی نہیں رہا۔ ایک

Presented by Ziaraat.Com

آدمی بھی میرے پاس نہیں جس کا سہارا لوں۔ اب اس عالم غربت میں میری جان ختم ہونے والی ہے۔ پیاس نے میرا برا حال کیا ہوا ہے۔ اب زندگی کی تمام اُمیدیں ختم ہوگئی ہیں۔ میں موت سے ڈرنے والا نہیں ہوں، مجھے (امام حسینؑ کے عزیزوں اور اپنے معصوم بچوں) کا غم ہے۔ میں ان کے لیے بے قرار ہوں۔ اب ان کا کیا حال ہوگا۔ وہ کس طرح زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ میں تو دشمنوں میں گھر چکا ہوں۔ اس شہر کوفہ میں تو ہر طرف سے مصائب کے بادل مجھ پر گرج رہے ہیں۔ اب میری روح پرواز کرنے کو ہے۔ میرا جسم زخمی زخمی ہے۔ میرے بازو کٹ کر دو ہو چکے ہیں۔ میں ایسے خچر پر سوار ہوں جس پر زین بھی نہیں ہے۔ مجھ پر مکانوں کی چھتوں سے سنگ باری ہو رہی ہے۔ جیسے میں کوئی حبشی غلام ہوں"۔

جوھری

در کوفہ بہ زیر تیغ خونخوار — می گفت بنالہ مسلم زار

کی ابن عم غریب بی یار

دیگر قیامت است دیدار — اے شاہ زماں خدا نگہدار

اے مایہ افتخار مسلم — دیگر بکش انتظار مسلم

در کوفہ گذشت کار مسلم

دیگر قیامت است دیدار — ای شاہ زمان خدا نگہدار

زنہار تو ترک این سفر کن — از فتنہ کوفیان حذر کن

رو جانب کشور دگر کن

Presented by Ziaraat.Com

دیگر قیامت است دیدار ای شاہ زمان خدا نگہدار

کوفی خبر از خدا ندارد رحم و صفت و وفا ندارد

کاری بجز از جفا ندارد

دیگر قیامت است دیدار ای شاہ زمان خدا نگہدار

اول بمن احترام کردند بر عہد من ازدحام کردند

بی اعتباری تمام کردند

دیگر قیامت است دیدار ای شاہ زمان خدا نگہدار

جلاد ستادہ در بر من با خنجر کین برابر من

خواہد کہ جدا کند سر من

دیگر قیامت است دیدار ای شاہ زمان خدا نگہدار

ای ابن عم بزرگوارم چون جان ہمہ تو سپارم

جان تو و طفلان زارم

دیگر قیامت است دیدار ای شاہ زمان خدا نگہدار

"کوفہ میں زیرِ خنجر آہ و زاری کرتے ہوئے جنابِ مسلم بن عقیلؑ نے فرمایا: تیرے چچا کا بیٹا اکیلا رہ گیا ہے۔ اب روزِ قیامت دیدار ہوگا۔ اے زمانے کے امام و رہبر خدا حافظ!

اے مسلمانوں کے سرمایۂ افتخار اب مسلم بن عقیلؑ کا مزید انتظار نہ کرو۔ کوفہ میں مسلم پر بہت ہو چکی ہے۔ اب قیامت کے دن ملاقات ہوگی اے زمانے کے بادشاہ خدا حافظ!

اب اپنا سفر ترک کر دو۔ کوفیوں کے فتنوں سے اپنے آپ کو بچا لو۔ کسی اور ملک کی طرف سفر کرو اے زمانے کے شہنشاہ خدا حافظ!

Presented by Ziaraat.Com

کوفیوں کو خدا سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ رحم و وفا والی کوئی بات ان کی لغت میں نہیں ہے۔ سوائے ظلم و جور کے ان کے پاس کچھ نہیں۔ اب قیامت کے دن دیدار ہوگا خدا حافظ!

جب میں ان کے پاس ابتداء میں گیا تھا تو انھوں نے میرا احترام کیا تھا اس وقت تو مجھ پر ہر طرف سے سلام ہوگیا تھا۔ مہمان نوازی کے تمام آداب بحال تھے۔ اب اے میرے امام و رہبر! قیامت کو ملاقات ہوگی خدا حافظ!

اب جلاد کی تلوار کے نیچے کھڑا ہوں۔ تیز خنجر میرے برابر ہے۔ اب وہ میرا سر جدا کرنے کو ہے۔ اب قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ!

اے میرے بزرگوار، اے میرے چچا کے بیٹے! اب اپنی جان اللہ کے حوالے کرنے والا ہوں۔ تیری عزیز جان اور تیرے معصوم بچوں کے لیے رو رہا ہوں۔ اے زمانے کے امام قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ!"

(جوہری)

مسلم اندر کوفہ چون بی یار شد دستگیر فرقۂ کفار شد
آن زمان کز زندگانی شست دست گردن کج زیر تیغ کین نشست
باز باحال از بالای بام گفت ای شاہ شہیدان السلام
السلام ای زادہ زہرا حسینؑ السلام ای پادشاہ عالمین
ای حسینؑ ای زادۂ خیر البشرؐ خوب داری از پسر عمت خبر
شکوہ ہا دارم ز دست کوفیان الامان از ظلم کوفی الامان

Presented by Ziaraat.Com

ای پسر عم وقت رفتن آمده	ماتم از بہر کشتن آمده
جان مسلم شد فدای جان تو	در غریبی من شدم قربان تو
ای حسین از کوفہ کن قطع نظر	زین سرای شاہ خوبان درگزر
گر بیائی کوفہ بی یاور شوی	بی برادر بی علی اکبر شوی
گر بیائی کوفہ ای شاہ زمان	میشوی جان من اسیر کوفیان
گر بیائی کوفہ قربانت کنند	وقت مردن سنگ باران کنند
گر بیائی کوفہ ای فخر بشر	میشود از کین سکینہ بی پدر
گر بیائی کوفہ ای شاہ کبار	میشود زینب اسیر و خوار و زار
گر بیائی کوفہ ای سلطان دین	از جفای کوفیان دارم یقین
بایہ اوّل ترک جان سر کنی	منزل آخر روحی فدا کنی

جب جناب مسلمؑ کوفہ میں اکیلے رہ گئے اور کفر و نفاق کے پرستاروں کی گرفت میں آگئے۔ آپؑ نے دیکھ لیا تھا اب زندگی ختم ہونے والی ہے اور گردن شمشیر تیز کے نیچے ہے۔ قصر کوفہ کی چھت سے جناب مسلمؑ نے زبان حال سے کہا:

اے شاہ شہیداں میرا اسلام قبول کرو۔ اے زہراؑ کے شہزادے میرا سلام، اے عالمین کے بادشاہ میرا سلام، اے خیر البشر کے فرزند! اے میرے حسینؑ تم نے اپنے چچا کے بیٹے کی خبر خوب لے لی ہے۔ مجھے ان بے وفا کوفیوں سے شکوہ ہے جو سراپا ظلم و ستم کے خوگر ہیں۔ اے چچا کے بیٹے میں اس دنیا سے جانے والا ہوں۔ میرا قاتل ہاتھ میں تلوار لے کر میرے سر پر کھڑا ہے۔ اب مسلمؑ کی جان تمہاری جان کا صدقہ بن رہی ہے۔ عالم

Presented by Ziaraat.Com

مسافرت میں مَیں تم پر قربان ہو رہا ہوں۔

اے میرے حسینؑ ادھر کوفہ کو نہ آئیے، اس سفر کو چھوڑ دو۔ اگر کوفہ آؤ گے تو بے یار و مددگار ہو جاؤ گے۔ نہ بھائی بچے گا اور نہ علی اکبرؑ۔ اگر کوفہ آؤ گے تو میری طرح ان کے قیدی بن جاؤ گے۔ اگر کوفہ آؤ گے تو آپ کو یہ قتل کر دیں گے اور وقتِ شہادت پتھر ماریں گے۔ سرمایۂ افتخار بشرا اگر کوفہ آؤ گے تو سکینہؑ یتیم ہو جائے گی۔ اگر کوفہ آؤ گے تو علیؑ کی بیٹی زینبؑ اسیر ہو جائے گی۔ اگر کوفہ آگئے اے دین کے سلطان! مجھے یقین ہے کوفی آپ پر ظلم و ستم کریں گے۔ پہلی ہی فرصت میں اپنا راستہ تبدیل کر لیجیے، ادھر مت آئیے۔

جناب مسلم بن عقیلؑ اور جناب ہانیؓ کے سر دربار یزید میں

ابن زیاد نے اپنے کاتب عمرو بن نافع کو بلایا اور اُسے کہا کہ وہ جناب مسلمؑ اور جناب ہانیؓ کی ڈائری رپورٹ یزید کی طرف لکھ کر بھیجے۔ عمرو نے بڑی طولانی اور مفصل ڈائری لکھی۔

جب ابن زیاد نے اس مقالہ کو دیکھا تو کہا: یہ فضول کلام کیا ہے، اس کو جانے دے میرے کہنے پر لکھ۔

امابعد! سپاس خداوندی، امیر المومنین کا حق محفوظ ہے۔ دشمن ذلیل و خوار ہو۔ مسلم بن عقیلؑ نے ہانیؓ بن عروہ کے گھر پناہ لی ہوئی تھی۔ میں نے انھیں تلاش کیا اور قتل کر دیا۔ ان کے سر تمہاری طرف بھیج رہا ہوں۔ ہانی بن ابی حبہ، زبیر بن اروح آ رہے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے پیروکار ہیں، حق و صداقت کے اندر رچے ہوئے آپ کے تمام سوالوں کا جواب دیں گے ـــــ والسلام!

Presented by Ziaraat.Com

ہانی بن ابی حیہ اور زبیر بن اروح ابن زیاد کا خط اور جناب مسلمؑ اور جناب ہانیؒ کے سر یزید کے پاس لے گئے۔ یہ لوگ بڑی تیزی کے ساتھ دمشق پہنچے۔ یہ وہ پہلے دو سر تھے جو اہلِ بیتؑ سے تعلق رکھتے تھے اور یزید کی طرف عراق سے دمشق بھیجے گئے۔ ان سروں کو دیکھ کر یزید ملعون بہت زیادہ خوش ہوا اور اپنے لیے نیک فال جانا۔

یزید کا ابن زیاد کے نام خط

اے ابن زیاد تو میرے حکم سے انحراف نہ کرنا، ایسا کرنا جیسے میں کہوں۔ عقل مندوں کی طرح کام کرنا اس طرح حملہ کرنا کہ جس طرح بہادر حملہ کرتے ہیں۔ تو نے حق ادا کیا ہے، تمہارے فرستادہ میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ واقعی صاحب فضل ورائے ہیں۔ ضروری باتیں معلوم کرلی ہیں اور جو کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے۔ انھوں نے بتایا ہے کہ حسین بن علیؑ کوفہ کی طرف آرہا ہے۔ تمہارے لیے ضروری ہے اپنے نگران پھیلا دو اور مسلح آدمیوں کو گھات میں بٹھادو۔ جس پر گمان گزرے اس کو زندان بھیج دو اور جس پر الزام ہو اس کو قتل کردو۔ روزانہ کی رپورٹ میری طرف بھیجتے رہو۔

تمام اور ایک اور کتاب میں ہے جس پر مخالفت کا گمان ہو اُس کو قید کردو۔ جس پر تہمت ہو اُس کو پکڑ و جو جنگ کرے اُسے قتل کردو۔ ابن نما کی روایت میں یہ ہے: مجھے معلوم ہوا ہے حسین بن علیؑ کوفہ کی طرف آرہا ہے۔ اب یہ تیرا کام ہے جس وقت ہو اور جس مقام پر ہو۔

وعندها تعتق او تعودا
عبداً کما تعبد العبیدا

"تم اگر ایک آزاد کی طرح کام کرو گے تو آزادوں میں تمہارا شمار ہوگا۔ اگر غلام کی طرح کام کیا تو پھر ہمیشہ کی غلامی کی طرف لوٹ جاؤ گے"۔

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ، ج ۲، ص ۱۰۹ میں ہے: زیاد بن ابیہ کو عبید کا بیٹا کہا جاتا تھا۔ عبید بن ثقیف کے کسی شخص کا غلام تھا۔ اُس نے زیاد کو خریدا اور آزاد کر دیا۔ معاویہ زیاد کو اپنا بھائی کہتا تھا اور ابوسفیان کا بیٹا کہتا۔ اب یزید اُس کو یہ کہنا چاہتا تھا اگر تو نے جنگ کی اور حسین بن علیؑ کو شکست دے دی تو تیرا تعلق قریش کے ساتھ ہو جائے گا ورنہ وہی غلام کا بیٹا کہلائے گا۔

شہادت پسران مسلم بن عقیلؑ

بحار، ج ۴۵، ص ۱۰۰ و عوالم، ج ۱۷، ص ۳۵۲ و امالی شیخ صدوق، مجلس ۱۹، حدیث ۲، باسند خود ابو محمد اور بزرگ اہلِ کوفہ سے روایت ہے: جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ شہید ہو گئے تو جہاں اہلِ بیتؑ کے دوسرے لوگ اسیر ہوئے وہاں جناب مسلمؑ کے دو فرزند بھی اسیر کر لیے گئے۔ ان معصوم بچوں کو جب ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا تو اس ملعون نے جیل کے داروغہ کو طلب کیا اور کہا: ان کو اپنے ہاں بند کر دو۔ انھیں اچھی خوراک اور ٹھنڈا پانی نہ دینا ان پر بہت زیادہ سختی کرنا۔ یہ دونوں بھائی دن کو روزہ رکھتے، رات کو دو روٹیاں اور ایک جام پانی کا ملتا اُس سے روزہ کھولتے۔ یہ سلسلہ ایک سال تک اسی صورت میں چلتا رہا۔ ایک دن ان دونوں نے ایک دوسرے سے کہا: ہم ایک عرصہ سے اس زندان میں بند ہیں، زندگی ختم ہو رہی ہے۔ اب جسم کمزور ہو گئے ہیں۔ آج جب یہ بوڑھا ہمارے پاس آئے اس کو حقیقت بتائیں کہ ہم اہلِ بیتؑ رسولؐ اللہ کے بچے ہیں شاید اس کو ہم پر رحم آجائے اور ہماری خوراک اور پانی میں تبدیلی آئے۔ پس جب رات ہوئی اور وہ بوڑھا دو روٹیاں اور جامِ آب لایا تو چھوٹے شہزادے نے کہا: کیا تم حضرت محمدؐ کو جانتے ہو؟

بوڑھا: ہاں، کیوں نہیں جانتا وہ تو میرے پیغمبرؐ ہیں۔

شہزادہ: کیا جعفر بن ابی طالبؑ کو جانتے ہو؟

Presented by Ziaraat.Com

بوڑھا: جی ہاں میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت میں دو پر عطا کیے ہیں وہ ملائکہ کے ساتھ اُڑتے ہیں جہاں چاہتے ہیں وہاں جاتے ہیں۔

شہزادہ: کیا علی بن ابی طالبؑ کو جانتے ہیں؟

بوڑھا: ہاں، علی بن ابی طالبؑ ہمارے نبی کریمؐ کے چچازاد بھائی ہیں۔

شہزادہ: اے بزرگوار! ہم تیرے نبیؐ کی عترت ہیں، ہم مسلم بن عقیلؑ کے فرزند ہیں، تیرے قیدی ہیں تو اچھی خوراک دیتا ہے اور نہ ٹھنڈا پانی، اس کے علاوہ ہم پر سختیاں کرتا ہے۔

جونہی اس بوڑھے داروغہ نے یہ سنا شہزادوں کے قدموں پر گر پڑا اور ان کے بوسے لینے لگا۔ کہنے لگا: میری جان تم پر قربان ہو، زندان کے دروازے کھلے ہیں جدھر جانا چاہتے ہو، چلے جاؤ۔

رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے دو روٹیاں اور ایک پانی کا کوزہ بچوں کے حوالے کیا اور کہا: رات کو سفر کرنا دن کو کہیں چھپ کر آرام کرنا۔ خداوند تعالیٰ تم پر رحم کرے گا، تمھیں اپنی منزل پر لے جائے گا۔

شہزادے زندان سے نکلے، کوفہ کی گلیوں میں چلے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک بڑھیا اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑی تھی۔ بچوں نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا: اب رات ہو چکی ہے، ہم چھوٹے بچے ہیں، تمہارے شہر میں مسافر ہیں۔ ہم راستوں سے واقف نہیں ہیں۔ اب رات ہو چکی ہے، ہم کہیں نہیں جا سکتے۔ آج رات اپنے پاس بطور مہمان رکھو، صبح ہوگی، ہم اپنی راہ لیں گے۔

طفلانِ جنابِ مسلمؑ بوڑھی خاتون کے گھر

اس بڑھیا نے پوچھا: تم کون ہو؟ تمہارے خوبصورت جسموں سے جو خوشبو آرہی ہے ایسی خوشبو میں نے آج تک کہیں نہیں پائی۔ بچوں نے کہا: ہم تیرے نبیؐ کی

Presented by Ziaraat.Com

اولاد ہیں۔ ابن زیاد کے زندان سے بھاگ کر نکلے ہیں کہیں وہ ہمیں قتل نہ کردے۔
بوڑھی عورت نے کہا: میرا شوہر واقعہ کربلا میں ابن زیاد کی فوج میں رہ کر امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔ مجھے اُس سے خطرہ ہے۔ اچانک آ جائے اور تم کو اپنے گھر میں دیکھتے ہوئے قتل کردے۔ بچوں نے کہا: رات بسر کرنے دو، ہم صبح کو یہاں سے چلے جائیں گے۔ اُس عورت نے بچوں کو ٹھنڈا پانی پلایا، کھانا کھلایا، بستر بنا دیا، بچے آرام کے ساتھ سو گئے۔

چھوٹے شہزادے نے بڑے شہزادے سے کہا: اے برادر من! مجھے امید ہے آج رات آرام کے ساتھ گزاریں گے۔ آؤ ایک دوسرے کے گلے میں اپنے بازو ڈال لیں اور ایک دوسرے کی خوشبو سیر ہو کر سونگھیں۔ ایک دوسرے سے پیار کرلیں اس سے پہلے کہ موت ہمارے درمیان ہمیشہ کی جدائی ڈال دے۔

بچے ایک دوسرے کے گلے میں اپنے بازو ڈال کر سینے کو سینے سے ملا کر اپنی گردنوں کو ملا کر آرام وسکون کی میٹھی نیند سو گئے۔

حارث کا گھر میں آنا

جناب مسلم بن عقیلؑ کے یتیم شہزادے بڑی مدتوں کے بعد ایک دوسرے کو گلے لگا کر میٹھی نیند سوئے ہوئے تھے۔ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ بوڑھی خاتون تڑپ کر اٹھی۔ دروازے کی طرف لپکی اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: ”میں ہوں“۔ اس نے پوچھا: اس وقت آنے کا سبب کیا ہے؟ اب تک کہاں تھا؟ اس ملعون نے کہا: دروازہ کھول میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے۔ خاتون نے کہا: آخر ہوا کیا ہے؟ اس ملعون نے کہا: ابن زیاد ملعون کے زندان سے دو بچے فرار کر گئے ہیں اُس کے منادی نے اعلان کیا ہے۔ جو شخص ان بچوں میں سے اگر ایک کو زندہ یا مُردہ لائے گا تو اس کو ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ اگر دونوں کو لائے گا تو دو ہزار درہم انعام ملے گا۔ آج میں

Presented by Ziaraat.Com

ہر طرف اس دوڑ دھوپ میں رہا۔ ان بچوں کی تلاش میں سارا دن سرگردان رہا لیکن بچے میرے ہاتھ نہیں آئے۔ عورت نے کہا: خیال کر کل بروز قیامت کہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں میں تیرا شمار نہ ہو۔ اس ملعون نے کہا: افسوس دنیا فقط ہے مجھے دنیا چاہیے۔ خاتون نے کہا: ایسی دنیا کو کیا کرے گا جس سے آخرت برباد ہو جائے۔ یہ سن کر یہ ملعون کہنے لگا: اچھا تو ان بچوں کی طرفداری کر رہی ہے، معلوم ہوتا ہے تم ان بچوں کی موجودگی کا علم رکھتی ہو۔ اُٹھو امیر تمہیں طلب کر رہا ہے۔ اس نے کہا: تیرا امیر اس بڑھیا کو کیا کرے گا۔ اس ویرانے کے گوشے میں پڑی ہوں، وہ مجھ سے کیا چاہے گا۔

کہنے لگا: میں آرام کرنا چاہتا ہوں، دروازہ کھولو صبح ہو گی تو ان بچوں کی تلاش میں نکلوں گا۔ شاید وہ ہاتھ لگ جائیں اور میری قسمت میرا ساتھ دے جائے۔ اس خاتون نے دروازہ کھولا، اس کے سامنے کھانا اور ٹھنڈا پانی رکھا۔ یہ ملعون کھا پی کر سو گیا۔

آہستہ آہستہ رات اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ چارسُو سناٹا تھا۔ پوری کائنات محوِ استراحت تھی۔ آلِ محمدؐ کے قاتل کو سکون کہاں ملتا ہے۔ حرص و ہوس دنیا کی آگ اس کے سینے میں بھڑک رہی تھی۔ شہزادے ہر طرف سے بے خوف و خطر گہری نیند کے مزے لے رہے تھے۔ انھیں کیا معلوم کہ ان کا ظالم و سفاک قاتل ان کے بہت قریب اپنے بستر پر پڑا ہوا ہے۔ اس ملعون کے کانوں میں ان معصوم شہزادوں کے رونے کی آواز آئی۔ اس ملعون نے مست اُونٹ کی طرح کروٹ لی۔ رونے کی آواز کی طرف اپنی سماعت کو مرکوز کیا۔ کمرہ کی دیواروں کی طرف ہاتھ پھیلا کر چلا جا رہا تھا کہ اچانک اس کا ہاتھ چھوٹے شہزادے نے سہمے انداز میں پوچھا: تم کون ہو؟ اس ملعون نے کہا: میں تو گھر کا مالک ہوں تم کون ہو؟ شہزادے نے بڑے شہزادے کو حرکت دی اور کہا: اے حبیب من اجاگو، اُٹھو جس خطرے سے بچنا چاہتے تھے اس میں

Presented by Ziaraat.Com

آپڑے ہیں۔ پھر اس ملعون نے پوچھا: بتاؤ کون ہو تم؟

شہزادوں نے کہا: اگر جان کی امان ہو تو بتاتے ہیں کہ ہم کون ہیں۔ ہم تم سے خدا اور رسولؐ کی طرف سے امان کا سوال کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ سے عہد کرو۔

اس ملعون نے کہا: ہاں وعدہ ہے۔ بچوں نے کہا: کیا ہمارے اور تیرے درمیان حضرت محمدؐ بن عبداللہ گواہ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں وہ گواہ ہیں۔ پھر بچوں نے کہا: جو کچھ ہم نے کہا ہے اس پر خداوند تعالیٰ وکیل اور گواہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں وہ ذات وکیل و گواہ ہے۔ شہزادوں نے کہا: اے بزرگوار! ہم تیرے نبیؐ حضرت محمدؐ کی اولاد ہیں، قتل کے خوف سے زندان سے بھاگ نکلے ہیں۔

اس ملعون نے کہا: جس موت سے بھاگ کر نکلے ہو اُسی موت نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ الحمدللہ کہ تم میرے ہاتھوں میں آگئے ہو۔ اس ملعون نے بچوں کے بازوؤں کو باندھا، بندھے بازوؤں کے ساتھ بچوں نے رات گزاری۔

کیفیت شہادت طفلانِ جناب مسلمؑ

جب صبح ہوئی تو اس ملعون حارث نے اپنے فلیح نامی غلام کو آواز دی۔ ان دونوں بچوں کو لے جا، فرات کے کنارے ان کو قتل کر دے، ان کے سروں کو کاٹ کر میرے پاس لے آ، میں یہ سر لے کر ابن زیاد کے پاس جاؤں گا اور اُس سے انعام وصول کروں گا۔

اس حبشی غلام نے تلوار اُٹھائی، بچوں کو اپنے ساتھ لے کر دریا کی طرف چل پڑا۔ ان شہزادوں میں ایک شہزادے نے کہا: اے غلام تیری سیاہی تو مؤذن رسولؐ کی سیاہی سے ملتی جلتی ہے۔

غلام سیاہ نے کہا: میرے آقا نے مجھے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے۔ تم کون ہو؟

Presented by Ziaraat.Com

بچوں نے کہا: ہم تیرے نبیؐ کی اولاد ہیں، قتل کے خوف سے زندان سے نکلے تھے۔ کل رات اس بوڑھی خاتون نے ہمیں اپنے گھر میں مہمان کیا تھا۔ اب تیرا آقا ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ جب غلام نے یہ بات سنی تو بچوں کے قدموں پر گر پڑا اور قدموں کے بوسے لینے لگا اور کہنے لگا: میری جان تم پر قربان!

اے پیغمبرؐ گرامی کی اولاد! میں وہ کام نہیں کرسکتا کہ کل قیامت کے دن حضرت محمدؐ میرے دشمن بن جائیں۔ بس تلوار کو پھینکا اور دریا میں کود گیا۔ پھر عبور کر کے دوسری طرف نکل گیا۔ حارث نے جب یہ منظر دیکھا تو غلام کو آواز دی: اے غلام کدھر جارہا ہے تو نے نافرمانی کی ہے؟

غلام نے کہا: جی ہاں! تیری مجھ پر اطاعت اس وقت واجب تھی جب تک اللہ کی اطاعت میں تھا، اب تو نے اللہ کی نافرمانی کی ہے تو اب تیری نافرمانی مجھ پر واجب ہوگئی ہے۔

اس ملعون نے اپنے بیٹے کو آواز دی: جاؤ ان بچوں کو قتل کرو اور ان کے سر میرے پاس لے آؤ کیونکہ تو میرا بیٹا ہے اور تیرے لیے میں نے حلال وحرام کی پروا نہیں کی ہے۔ تیرے لیے مال جمع کرتا رہا۔

حارث کا بیٹا بچوں کے پاس آیا تو ان بچوں میں سے ایک بچے نے کہا: اے نوجوان! میں تیرے معاملے میں جہنم سے ڈرتا ہوں۔ ہمارے قتل کے ساتھ تجھ پر جہنم واجب ہوجائے۔ اس نوجوان نے جب یہ بات سنی تو کہا: اے میرے حبیب! تم کون ہو؟ اس نے کہا: ہم تمہارے نبیؐ کی اولاد ہیں، تیرا باپ ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ جب حارث کے بیٹے نے سنا تو ان کے قدموں پر گر پڑا۔ قدموں کے بوسے لیے، وہی کچھ کہا جو غلام نے کہا تھا۔ شمشیر کو زمین پر پھینکا اور دریا میں کود گیا۔ پھر دوسری طرف نکل گیا۔ حارث نے جب اپنے بیٹے کو جاتے ہوئے دیکھا تو کہا: تو بھی نافرمان ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

تو اُس نے کہا: تیری اطاعت کر کے اپنے خدا کی نافرمانی کروں۔

حارث ملعون نے کہا: اب یہ کام مجھے کرنا پڑے گا۔ تلوار ہاتھ میں لی اور فرات کے کنارے آیا۔ جب ان معصوم بچوں نے ننگی تلوار دیکھی تو رونے لگے، آہ وزاری کرنے لگے۔

شہزادے: اے بزرگوار تو ہمیں بازار لے جا، ہمیں بیچ دے اور اس رقم سے استفادہ کر، یہ نہ ہو کل حضرت محمدؐ بروز قیامت تیرے دشمن ہوں۔

حارث: ایسا نہیں ہو سکتا، میں تمہیں قتل کرنے کے بعد تمہارے سر ابن زیاد ملعون کے پاس لے جاؤں گا اور دو ہزار درہم انعام وصول کروں گا۔

شہزادے: اے بزرگوار! کیا تمہیں پیغمبرؐ کی قرابت کا خیال نہیں آتا؟

حارث: تم رسولؐ اللہ کے قرابت دار نہیں ہو۔

شہزادے: ہمیں ابن زیاد کے پاس لے جا، جو وہ حکم کرے گا ہمیں منظور ہے۔

حارث: نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں قتل کر کے ابن زیاد کا قرب چاہتا ہوں۔

شہزادے: کیا تمہیں ہماری صغرسنی پر رحم نہیں آتا؟

حارث: خداوند تعالیٰ نے میرے دل میں تمہارے لیے رحم پیدا ہی نہیں کیا۔

شہزادے: اے بزرگوار! اگر تو ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے تو اتنی مہلت دے کہ چند رکعت نماز پڑھ لیں؟

حارث: ہاں، اگر تمہیں نماز فائدہ دیتی ہے تو پڑھ لو۔

اس منظر کو چشم فلک نے اس انداز میں دیکھا۔ ان یتیم و بے سہارا اور وطن سے بے وطن معصوموں نے چار رکعت نماز پڑھی، پھر آسمان کی طرف اپنے سروں اور ہاتھوں کو اُٹھایا اور یہ دعا پڑھی:

Presented by Ziaraat.Com

يَاحَيُّ يَاحَكِيمُ يَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ اُحْكُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ بِالْحَقِّ

"اے خداوند جو زندہ ہے دانا و بینا ہے اے وہ ذات جو تمام حاکموں سے زیادہ حکم رکھنے والا ہے، اس کے اور ہمارے درمیان حق کا فیصلہ فرما"۔

ابھی ان شہزادوں کے لعلی لبوں پر دعا کے لفظ باقی تھے۔ حارث ملعون نے بڑے شہزادے کی گردن پر وار کیا اور سر تن سے جدا ہو گیا اور سر کو اُٹھا کر توبرہ میں ڈالا۔ یہ ملعون اپنے کام میں مصروف تھا چھوٹا شہزادہ اپنے شہید بھائی سے لپٹا ہوا تھا۔ بھائی کے مقدس و معصوم خون سے اپنے جسم کو رنگین کر رہا تھا۔ ساتھ یہ بھی کہہ رہا تھا میں اپنے بھائی کے خون کی اس رنگینی کے ساتھ اللہ کے رسولؐ سے ملاقات کروں گا۔

اس پتھر دل حارث نے چھوٹے شہزادے سے کہا: ٹھیک ہے اسی صورت میں (اپنے نانا) سے ملاقات کرنا۔ ابھی تمہیں بھی تمہارے بھائی کے ساتھ روانہ کرتا ہوں۔

حارث نے تلوار بلند کی، چھوٹے شہزادے کا سر تن سے کٹ کر زمین پر آ رہا۔ اس ملعون نے سر کو اُٹھایا اور توبرے میں ڈالا۔ دونوں لاشوں کو دریا میں ڈال دیا حالانکہ ابھی ان کے مقدس نورانی ابدان سے خون پوری شدت کے ساتھ نکل رہا تھا۔

طفلانِ مسلمؑ کے سر ابن زیاد کے دربار میں

حارث نے بچوں کے سروں کو اُٹھایا اور ابن زیاد کے دربار میں لے آیا۔ اس وقت ابن زیاد کرسی پر بیٹھا تھا اُس کے ہاتھ میں خیزران کی چھڑی تھی۔ جب اس ظالم کی نگاہ ان نونہالوں کے حسین و جمیل نورانی سروں پر پڑی تو تڑپ کر رہ گیا، تین دفعہ کرسی سے اُٹھا اور بیٹھا۔

ابن زیاد: اے تباہ حال (درندے) انھیں کہاں سے لایا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

حارث: یہ دونوں میری بیوی کے ہاں مہمان تھے۔

ابن زیاد: کیا تو حق مہمان سے واقف نہیں ہے؟

حارث: نہیں۔

ابن زیاد: ان بچوں نے وقتِ قتل کوئی بات بھی کہی تھی؟

حارث: انھوں نے مجھ سے کہا تھا ہمیں بازار میں لے جا اور بیچ کر رقم سے استفادہ کر، ایسا کام نہ کر، کل بروز قیامت اللہ کے رسولؐ تیرے دشمن ہوں گے۔

ابن زیاد: تو نے کیا جواب دیا تھا؟

حارث: میں نے کہا تھا: میں تمھیں قتل کر کے تمہارے سروں کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں گا اور دو ہزار درہم انعام حاصل کروں گا۔

ابن زیاد: کچھ اور بھی کہا تھا؟

حارث: جی ہاں، انھوں نے کہا تھا ہمیں ابن زیاد کے پاس لے جا جو حکم وہ کرے، وہی کر۔

ابن زیاد: تو نے کیا کہا تھا؟

حارث: میں نے کہا تھا: میں نے تمھیں قتل کرنا ہے اور تمہارے قتل سے ابن زیاد کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔

ابن زیاد: تو ان بچوں کو زندہ کیوں نہیں لایا، اگر زندہ لایا ہوتا تو چار ہزار درہم عطا کرتا۔

حارث: میں نے انھیں زندہ لانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ میں ان کے قتل سے تیری خوشی چاہتا تھا۔

ابن زیاد: انہوں نے کوئی اور بات بھی کہی تھی؟

حارث: انہوں نے کہا تھا: اے بزرگوار! ہم رسولؐ اللہ کے قرابت دار ہیں،

Presented by Ziaraat.Com

اس قرابت کا خیال کر۔

ابن زیاد: اس کے علاوہ کوئی اور بات جو انہوں نے کہی ہو؟

حارث: انہوں نے کہا تھا: اے بزرگوار! ہمارے صغرسنی پر رحم کر۔

ابن زیاد: تو نے ان کی صغرسنی پر بھی رحم نہ کیا۔

حارث: جی ہاں، میں نے کہا تھا: میرے دل میں اللہ نے تمہارے لیے رحم پیدا ہی نہیں کیا۔

ابن زیاد: کوئی اور بات جو انہوں نے کہی ہو؟

حارث: بچوں نے کہا: ہمیں مہلت دے ہم چار رکعت نماز پڑھ لیں۔

ابن زیاد: تو نے کیا کہا؟

حارث: میں نے کہا تھا: اگر تمہیں نماز فائدہ دیتی ہے تو پڑھو۔

ابن زیاد: نماز کے بعد انہوں نے کچھ کہا تھا؟

حارث: انہوں نے آسمان کی طرف منہ کیا اور یہ دعا مانگی تھی: یَاحَیُّ یَاحَکِیْمُ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ اُحْکُمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ بِالْحَقِّ

ابن زیاد: احکم الحاکمین بادشاہ نے تیرے اور بچوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔ کون ہے جو اس فاسق کا کام تمام کرے۔

ایک شامی مرد نے کہا: اسے میرے حوالے کرو، میں اس کو اپنے انجام تک پہنچاؤں گا۔

ابن زیاد نے کہا: اسے اس مقام پر لے جا جہاں اس نے ان بچوں کو قتل کیا ہے۔ اس کو قتل کر لیکن یہ خیال رہے اس کا ناپاک و نجس خون معصوموں کے پاکیزہ خون کے ساتھ نہ ملے۔ جلد از جلد اس کا سر میرے پاس لے آ۔

اس مرد شامی نے اس درندہ صفت انسان کو قتل کیا، اس کا سر نوک نیزہ پر بلند کیا

Presented by Ziaraat.Com

اور نیزہ کو زمین میں نصب کر دیا۔ چھوٹے بچے اکٹھے ہو گئے اور اس کو اپنے تیروں کا نشانہ بنایا اور سنگ باری بھی کی۔ ساتھ یہ بھی کہتے تھے: یہ وہ ہے جس نے اولادِ رسولؐ کو شہید کیا۔

مقتلِ ناسخ اور طفلانِ مسلمؑ

ناسخ، ج ۲، ص ۱۱۰، طفلانِ مسلمؑ کی شہادت کا قصہ کچھ یوں ہے: محمد اور ابراہیم فرزندانِ جناب مسلمؑ کا تذکرہ حقہ میں علماء نے نہیں کیا اور نہ ان کے نام لکھے ہیں۔ ہاں البتہ اعثم کوفی نے کہا ہے: جب ہانیؓ قید ہوئے تو جناب مسلمؑ نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور دارالامارہ پر حملہ کیا۔ اس حملہ سے قبل اپنے ان دونوں فرزندوں کو قاضی شریح کے گھر میں چھوڑا۔ اعثم کوفی کے علاوہ کسی اور مؤرخ نے نہ تو ان کے نام پیش کیے ہیں اور نہ ان کی شہادت کا واقعہ پیش کیا ہے۔ میں یہ داستان روضۃ الشہداء سے نقل کر رہا ہوں۔

فرزندانِ مسلمؑ کے بارے ابنِ زیاد کا حکم

جناب مسلم بن عقیلؑ کے دونوں فرزند قاضی شریح کے گھر میں تھے کہ ادھر ان کے والد گرامی نائب امام مجاہد اسلام جناب مسلمؑ کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ ابن زیاد کو خبر ملتی ہے جناب مسلمؑ کے دو فرزند کوفہ میں کسی گھر میں موجود ہیں۔ ابن زیاد اپنا حکم جاری کرتا ہے: مسلمؑ کے بچے جہاں کہیں ہیں وہ حاضر کرے ورنہ اس گھر کو گرا دیا جائے گا اور گھر والے کو قتل کر دیا جائے گا۔

شریح قاضی نے جب یہ اعلان سنا تو اپنے گھر میں جناب مسلمؑ کے شہزادوں محمدؑ و ابراہیمؑ کو اپنے پاس بلایا۔ جونہی یہ نونہالان اس کے قریب آئے، اس نے ہائے وائے کی بلند آوازوں کے ساتھ رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ بچوں نے حیرانی کے عالم میں

Presented by Ziaraat.Com

پوچھا: کیا ہو گیا ہے؟

قاضی نے کہا: تمہارا بابا شہید ہو گئے ہیں۔ جب بچوں نے سنا تو اپنا اپنا جامہ چاک کر ڈالا، سر میں خاک ڈالی اور فریادیں شروع کر دیں۔ ہائے بابا! ہائے بابا کی صدائیں لگانی شروع کیں۔

شریح نے کہا: اس طرح کی آہ و فریاد نہ کرو، مجھے نہ مرواؤ اور نہ اپنا خون کراؤ۔ ابن زیاد نے حکم جاری کر دیا ہے کہ تمہیں اس کے دربار میں پیش کر دیا جائے۔ جب تک تم کو وہ گرفتار نہیں کر لیتا وہ سکون کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔ صاحب خانہ کو بھی معاف نہیں کرے گا۔ بچے یہ سن کر خوفزدہ ہوئے اور خاموشی سے بیٹھ گئے۔

شریح نے کہا: تم میری آنکھوں کی روشنی ہو اور دل کی ٹھنڈک ہو۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں امین ہاتھوں کے حوالے کروں جو تمہیں مدینہ پہنچا دے۔ اپنے بیٹے اسد سے کہا: کل صبح ایک قافلہ عراقی دروازہ سے مدینہ جانے والا ہے، ان بچوں کو کسی امین آدمی کے حوالے کرنا جو انہیں مدینہ لے جائے۔ ہر شہزادے کو پچاس پچاس دینار (سرخ سونا) بھی سفر خرچ کے لیے دیا۔ جب سپیدۂ سحر ہوا، اسد ان بچوں کو لے کر اس دروازہ عراقی پر لایا کہ قافلہ والوں کے سپرد کرے۔ لیکن قافلہ روانہ ہو چکا تھا لیکن ایک فاصلے پر قافلہ کے آثار نظروں کے سامنے تھے۔ اسد نے بچوں سے کہا: وہ دیکھو قافلہ جا رہا ہے۔ تیز تیز چلو گے تو شاید قافلہ والوں کے ساتھ مل جاؤ۔ بچوں کو یہ کہتے ہوئے واپس چلا آیا۔

ادھر یہ دو یتیم انہیں کیا معلوم راستہ کدھر پڑا ہے، ابتداء وہ قافلے والوں کی طرف بھاگے، تیز چلے، صغیر سنی ان کے دامن گیر تھی۔ تھک ہار کر ایک طرف بیٹھ گئے۔ قافلہ کے آثار بھی آنکھوں کے سامنے نہ رہے۔ اسی دوران ان کو لوگوں نے دیکھ لیا۔ گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ اس نے ان کی قید کا حکم دے دیا اور یزید کو خط

Presented by Ziaraat.Com

لکھا کہ مسلمؑ کے بچوں کے بارے کیا حکم ہے؟

زندان بان اور رہائی پسران مسلمؑ

جس زندان میں ان بچوں کو قید کیا گیا اسی زندان کا داروغہ مشکور تھا۔ مشکور اہل بیت رسولؐ سے محبت رکھتا تھا۔ جب شہید کوفہ کے یتیم سات آٹھ سالہ معصوم اس کی نگرانی میں آئے (یہ طفلان جو وطن سے دُور عزیز و اقارب) سے دُور اپنی شفیق ماں سے دُور بابا کی مظلومیت بھری داستانِ شہادت، خدا جانے بچوں پر کیا گزر رہی ہوگی۔ بچے ہر وقت زندان میں آہ وزاری اور نالہ وفریاد کرتے رہتے تھے۔ محبّ اہل بیت رسولؐ مشکور نہیں برداشت کرسکتا تھا۔ اب کرے تو کیا کرے؟ ان بچوں کو اچھی خوراک بھی دی، ان کی خاطر خدمت بھی کی، ان کے آرام وسکون کا پورا پورا خیال رکھا۔ آخر اُس نے بچوں کی رہائی کا فیصلہ کرلیا۔ جب دوسری رات ہوئی، تاریکی چھا گئی۔ ان بچوں کو سواری پر سوار کیا اور قادسیہ کے دروازے پر لے آیا۔ ان بچوں کو اپنی انگوٹھی دی اور کہا:

یہ میری انگوٹھی جب قادسیہ پہنچنا میرے بھائی کو دے دینا وہ تمہیں مدینہ پہنچا دے گا۔

بچوں نے ہدایت کے مطابق قادسیہ کا راستہ پکڑا، مشکور نے وداع کر کے واپسی کی صغیر سنی، اُدھر خوف وہراس راستے سے ناواقفیت کا نتیجہ کا نہ ہونا، یہ وہ تمام عوامل تھے جس کی بنا پر بچے راستہ بھول گئے۔ (اس امر کی سمجھ نہیں آتی ایسے جہاندیدہ لوگوں سے ایسی غلطیاں؟ کیا مشکور بچوں کے ساتھ اپنا کوئی معتمد آدمی نہیں بھیج سکتا تھا۔ کربلا کوفہ کے واقعات کچھ عجیب سے ہیں۔ ہر ہر مقامات پر عقیدت مندان سے خطائیں، بہت سے سوالات ہیں لیکن ان کا جواب تاریخ کے پاس نہیں ہے۔ مترجم)

بچے ساری رات چلتے رہے، صبح ہوئی تو اپنے آپ کو کوفہ کے قریب ہی پایا۔ بچوں کا خوف سے کوئی حال نہ تھا۔ شاید اب دوبارہ گرفتار ہوجائیں، اس لیے قریب کوئی نخلستان تھا وہاں چلے گئے، وہاں پانی کا چشمہ تھا اور اُس کے گرد درخت تھے۔ ایک

Presented by Ziaraat.Com

درخت پر چڑھ کر اس کی شاخوں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

چاشت کا وقت تھا ایک حبشی کی کنیز پانی لینے کے لیے آئی۔ جب وہ پانی بھر رہی تھی اُس نے بچوں کا پانی میں عکس دیکھا۔ وہاں سے اُٹھی اور بچوں کے ساتھ مہر و محبت کا سلوک کیا اور یہ بھی کہا:

وہ بھی محبّ آلِ محمدؐ ہے اور اس کی مالکہ بھی اہلِ بیتؑ سے محبت رکھتی ہے، ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ گھر لے آئی۔ گھر کی خاتون نے ان بچوں کا استقبال کیا، اپنی مسرت کا اظہار کیا اور اس خوشی میں اپنی کنیز کو آزاد کر دیا۔ بچوں کو تہہ خانہ میں ٹھکانہ دیا اور خورد و نوش کا سامان وہاں مہیا کیا۔ کنیز سے کہا: خیال رکھنا میرے شوہر کو علم نہ ہونے پائے۔

شہادتِ زندان بان

اِدھر ابن زیاد کو حقیقتِ حال کا علم ہو گیا۔ اُس نے مشکور کو طلب کیا اور پوچھا: طفلانِ مسلمؑ کہاں ہیں؟

مشکور: میں نے انھیں اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا ہے۔

ابن زیاد: تجھے میرا خوف نہیں تھا۔

مشکور: خدا کے علاوہ مجھے کسی کا خوف نہیں ہے۔ کل تو نے ان کے بابا کو قتل کیا ہے، آج تو ان بچوں کو قتل کرنا چاہتا ہے، آخر تو چاہتا کیا ہے؟

ابن زیاد: غضبناک ہوا اور کہا: ابھی میں حکم دیتا ہوں تیرا سر تیرے جسم سے جدا کرتا ہوں۔

مشکور: مجھے اس سر کی ضرورت نہیں جو اپنے نبیؐ کے کام نہ آئے۔

ابن زیاد نے حکم دیا: مشکور کو پانچ سو تازیانے مارے جائیں۔ جب جلاد نے مشکور کو تازیانے مارنے شروع کیے تو پہلے تازیانے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت

Presented by Ziaraat.Com

کی، دوسرے تازیانے پر کہا: اے میرے اللہ! مجھے صبر عطا کر۔ تیسرے تازیانے پر کہا: اے میرے اللہ! یہ لوگ مجھے محبت آل محمدؐ میں قتل کر رہے ہیں۔ جب چوتھا، پانچواں تازیانہ لگا تو کہا: اے میرے مولا! مجھے اپنے نبیؐ اور اس کی آلؑ کے پاس پہنچا دے۔ اس کے بعد خاموش ہو گیا۔ تازیانے پر تازیانے چلتے رہے۔ آخر تعداد پوری ہو گئی۔ تو کہا: مجھے پانی دیا جائے۔

ابن زیاد نے کہا: اسے تشنہ صورت میں قتل کرو۔ عمرو بن الحارث آگے بڑھا اس نے منت سماجت کی۔ ابن زیاد نے اس کی سفارش قبول کی۔ وہ مقتول کو اپنے گھر لے گیا اور وہاں علاج معالجہ کیا۔ مقتول نے آنکھ کھولی اور بشارت دی مجھے آب کوثر سے سیراب کر دیا گیا ہے۔ یہ کہا اور اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دی۔

خدا رحمت کند عاشقان پاک طینت را

طفلان مسلمؑ در خانہ حارث

اس مخدرہ خاتون نے بچوں کی خاطر خواہ خدمت کی اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ کھانا کھلایا، بستر پر سلایا، بچے آرام و سکون کی نیند سو گئے۔

اس خاتون کے شوہر کا نام حارث بتایا گیا ہے۔ جب وہ اس رات گھر آیا تو سخت تھکا ماندہ تھا۔ خاتون نے پوچھا: کیا ہوا ہے جو اتنا حیران و پریشان دکھائی دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا: صبح میں نے منادی سنی کہ مقتول دارو غہ نے طفلان مسلمؑ کو رہا کر دیا ہے۔ جو شخص ان بچوں کو پکڑ کر ابن زیاد کے حوالے کرے گا اُسے کثیر انعامات کے ساتھ نوازا جائے گا۔ جب میں نے یہ ندا سنی تو گھوڑے پر سوار ہوا۔ کوفہ کے تمام اطراف چھان مارے لیکن طفلان مسلمؑ نہ ملے۔ سارا دن گھوڑے کو دوڑاتا رہا۔ دوڑنے کی کثرت سے وہ تھک ہار کر گرا۔ جب وہ گرا تو میں زمین پر آ رہا۔ ہزار رنج و غم اُٹھا کر گھر تک پہنچا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

خاتون نے سنا تو کہا: یہ سب کچھ کیا ہے؟ خدا کا خوف کر، رسول اللہؐ کے فرزندوں کے بارے ایسا خیال ذہن سے نکال دے۔

حارث نے کہا: خاموش ہو جا، ابن زیاد مجھے مال و متاع سے نوازے گا۔ وہ مجھے سونا اور چاندی عطا کرے گا، میں امیر ہو جاؤں گا۔ تمہیں اس کام سے کیا واسطہ؟ روٹی پانی لا۔ بے چاری خاتون نے کھانا تیار کیا، اسے کھلایا اور وہ کھانا کھا کر سو گیا۔

طفلانِ مسلمؑ اور حارث

طفلانِ حضرت مسلم بن عقیلؑ میں محمدؑ بڑے تھے اور ابراہیمؑ چھوٹے تھے۔ محمدؑ خوف کے عالم میں نیند سے بیدار ہوئے، اپنے چھوٹے بھائی ابراہیمؑ کو بیدار کیا اور کہا: اٹھو ہم جلد قتل ہونے والے ہیں۔ میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیرالمومنینؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ اور جناب امام حسنؑ و حسینؑ جنت میں تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہؐ نے ہماری طرف نگاہ کی، ہم ان سے بہت دور فاصلے پر تھے اور ہمارے بابا سے فرمایا: تم نے یہ کیا کیا، اپنے ان چھوٹے بچوں کو دشمنوں میں چھوڑ کر چلے آئے ہو۔ بابا نے عرض کیا: وہ جلد ہمارے پاس آنے والے ہیں کل تک پہنچ جائیں گے۔

جناب ابراہیمؑ نے کہا: اے برادر من! قسم بخدا حرف بہ حرف میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے گلے مل کر زور زور سے آہ و زاری کرنے لگے۔ بچوں کے رونے کی آواز نے حارث کو بیدار کر دیا۔ بستر سے اٹھا اور اپنی بیوی سے پوچھا: یہ رونے کی آواز ہمارے گھر کیسی ہے؟ اٹھو چراغ جلا تاکہ معلوم کروں یہ سوگواری اس انداز میں کون کر رہا ہے۔ خاتون کے حواس جاتے رہے، اب کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ یہ ملعون اٹھا، چراغ جلایا اور وہاں آیا جہاں بچے رو رہے تھے۔ اس نے دیکھا دو بچے ہیں جنہوں نے اپنے بازو ایک دوسرے کی گردن میں

Presented by Ziaraat.Com

پیوست کیے ہوئے ہیں اور باآواز کے ساتھ گریہ کر رہے ہیں۔

اس نے کہا: تم کون ہو؟ اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے خیال کیا شاید یہ اہل بیت کا طرفدار ہے کہا: ہم مسلمؑ کے یتیم ہیں۔

حارث نے کہا: اچھا تم ہو میں تو تمہاری تلاش کے لیے سارا دن سرگرداں رہا، میرا گھوڑا مر گیا ہے۔ تم نے میرے گھر کو اپنا گھر سمجھ لیا ہے؟

آب در کوزہ وما تشنہ لبان میگردیم
یار درخانہ وما گرد جہان میگردیم

اس ملعون نے بچوں کو اپنے مکّوں کے ساتھ مارنا شروع کیا۔ پھر انھیں باندھ دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ اس کی بیوی نے بچوں کی سفارش کی اور حارث کے ہاتھوں اور پاؤں کے بوسے لیے۔ خدا اور رسولؐ سے ڈرانے کی کوشش کی لیکن حارث پر کوئی اثر نہ ہوا۔

شہادت طفلانِ مسلمؑ بدست حارث

یہ ملعون صبح صبح اُٹھا، جنگی لباس پہنا اور بچوں کو اپنے ساتھ لیا کہ دریا کنارے جا کر قتل کرے۔ اس کی بیوی اس کے پیچھے دوڑتی جا رہی تھی، روتی جا رہی تھی، اس کی منت سماجت بھی کرتی تھی۔ اس اثناء میں آخر وہ دریا کے کنارے آیا۔ اس نے اپنے غلام کو تلوار دی کہ ان بچوں کو قتل کرے۔ غلام نے کہا: مجھے اللہ کے رسولؐ سے شرم آتی ہے کہ ان دو معصوم بچوں کی گردن پر تلوار چلاؤں، میں یہ کام نہیں کر سکتا۔

حارث نے کہا: پہلے تجھے قتل کرنا پڑے گا اس لیے غلام کی طرف بڑھا۔ غلام نے اس کے تیور پڑھ لیے کہ اس کے ہاں معافی والی بات نہیں۔ ایسے ہی مفت میں مرا جائے گا۔ غلام حارث کی طرف بڑھا وہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ اچانک حارث زمین پر گر پڑا۔ غلام نے چاہا کہ تلوار سے اس کا کام تمام کر دے لیکن حارث نے پھرتی

Presented by Ziaraat.Com

دکھائی، جلدی سے اُٹھا اور غلام کے ہاتھ سے تلوار چھین لی، غلام نے اپنی تلوار نیام سے نکالی کہ حارث پر حملہ کرے لیکن حارث ملعون ایک مبارز آدمی تھا۔ جونہی غلام نے اس پر تلوار کا حملہ کیا، اُس نے اس کے وار کو ڈھال سے روک لیا اور غلام پر حملہ کر دیا اور اس کا ایک بازو کٹ گیا۔ اس دوران حارث کی بیوی اور بیٹا بھی آن پہنچے۔ حارث کے بیٹے نے غلام کو تھاما اور حارث سے کہا: یہ تو میرا رضاعی بھائی ہے اور میری ماں اس کو اپنا بیٹا کہتی ہے۔ اب تو اس کو قتل کر کے کیا چاہتا ہے؟ حارث نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنی تلوار کے ساتھ غلام کا کام تمام کر دیا۔

حارث اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوا، جلدی کر ان بچوں کو قتل کر۔ اس کے بیٹے نے جواب دیا: یہ بچے خاندانِ پیغمبرؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں ان کو قتل نہیں کر سکتا اور تمہیں بھی قتل نہیں کرنے دوں گا۔ اِدھر حارث کی زوجہ نالہ و فریاد کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ارے تو ان بے گناہ بچوں کو کیوں قتل کرتا ہے، انھوں نے تیرا کیا نقصان کیا ہے۔ ان کو ابن زیاد کے پاس زندہ لے جا جو وہ چاہے وہی حکم کرے گا۔

اس ملعون نے کہا: ان بچوں کے چاہنے والے کوفہ میں بہت زیادہ ہیں وہ مجھ سے چھین لیں گے اور میں ابن زیاد کا انعام حاصل نہ کر سکوں گا۔ اس ملعون نے بچوں کو قتل کرنے کے لیے تلوار سونتی۔ اس کی زوجہ اس کے قدموں میں گر پڑی۔ خدا کا خوف کر، قیامت کا خیال کر، خدا کے لیے ایسا نہ کر۔ حارث کا پارہ سخت گرم تھا۔ اس نے اس خاتون پر حملہ کر دیا۔ وہ زخمی ہوگئی۔

جب بیٹے نے یہ منظر دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے بھاگ کر حارث کے پاس آیا، کہیں وہ اس کی ماں پر دوسرا وار نہ کر دے، اپنے باپ کے ہاتھ کو پکڑا اور کہا: اے پدر من! ہوش میں آ، لیکن یہ ملعون سخت غصے کی حالت میں تھا، اپنے بیٹے کو قتل کر دیا۔ پھر پاگل بھیڑیے کی طرح طفلانِ مسلمؑ کی طرف بڑھا۔ بچوں نے منت زاری کی لیکن کوئی

Presented by Ziaraat.Com

فائدہ نہ ہوا۔

بچوں نے کہا: اگر تو ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے تو ہمیں نماز پڑھنے دے لیکن اس نے نماز کی اجازت بھی نہ دی۔ پھر یہ آگے بڑھا کہ وہ اپنا کام کرے۔ ہر شہزادہ اپنے آپ کو پیش کرتا، پہلے مجھے قتل کر، بعد میں میرے بھائی کو قتل کرنا۔ حارث ملعون نے پہلے محمدؑ پر تلوار کا وار کیا۔ اس کے سر کو زمین پر ڈالا اور جسم کو دریا کے حوالے کیا۔ ابراہیمؑ اپنے بھائی کے سر کی طرف دوڑا، اُسے اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا اور خوب گریہ کیا۔ حارث نے ابراہیمؑ کے ہاتھوں سے محمدؑ کا سر چھینا اور اس کی گردن پر وار کیا اور سر کو زمین پر ڈالا اور جسم کو دریا کے حوالے کیا۔

طفلانِ حضرت مسلمؑ کے سر دربارِ ابن زیاد میں

حارث نے بچوں کے نورانی سروں کو توبرہ میں ڈالا اور ابن زیاد کے پاس لے آیا۔ اس کے سامنے توبرہ رکھا۔

ابن زیاد: یہ کیا ہے؟

حارث: تیرے دشمنوں کے سر ہیں، انھیں قتل کر کے ان کے سروں کو کاٹ کر تیرے پاس لایا ہوں، تاکہ انعام حاصل کروں۔

ابن زیاد: کون دشمن؟

حارث: فرزندانِ مسلمؑ۔

ابن زیاد نے کہا: جاؤ ان سروں کو غسل دو اور طبق میں رکھ کر لے آؤ۔ پھر حارث کی طرف رُخ کیا تو نے ان معصوم بچوں کو ذبح کیا، تجھے خدا کا خوف نہیں آیا تھا۔ بے گناہوں کا خون کر دیا حالانکہ میں یزید کو لکھ چکا ہوں کہ میں فرزندانِ مسلمؑ کو گرفتار کر چکا ہوں اور اب جو تم حکم کرو گے وہی کروں گا۔ اب میں یزید کو کیا جواب دوں گا۔ اگر اُس نے انھیں زندہ طلب کیا تو میں کیا کروں گا؟ تو انھیں میرے پاس

Presented by Ziaraat.Com

زندہ کیوں نہیں لایا؟

حارث نے کہا: مجھے خوف تھا کہ شہر والے مجھ سے چھین نہ لیں اور کہیں انعام سے محروم نہ رہ جاؤں۔

ابن زیاد نے کہا: کیا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ تو انہیں اپنے گھر میں بند کر دیتا اور مجھے اطلاع کر دیتا اور میں اپنے آدمی بھیجتا جو انہیں میرے پاس لے آتے۔ حارث کے پاس کوئی جواب نہیں تھا سروں کو رکھا اور خاموشی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

ابن زیاد اور حارث کا قتل

ابن زیاد کا ایک مقرب تھا جس کا نام مقاتل تھا۔ اہل بیت رسولؐ کا چاہنے والا تھا۔ ابن زیاد اس کے اس عقیدے سے واقف تھا لیکن اس کا اس پر بہت زیادہ اعتماد تھا کیونکہ اس کا ندیم ہم نشین تھا۔ اس سے کہا: حارث نے میری اجازت کے بغیر طفلانِ مسلم کو قتل کیا ہے اس کو پکڑ اور وہاں لے جا جہاں اس نے طفلانِ مسلم کو قتل کیا ہے۔ ہر قسم کی اذیت کے ساتھ اس کو قتل کر اور طفلانِ مسلمؑ کے سروں کو وہاں دریا میں ڈال جہاں ان کے مبارک اجسام کو ڈالا گیا تھا۔

یہ سن کر مقاتل کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ کہا: اگر ابن زیاد اپنی حکومت مجھے دیتا اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی خوشی حارث دشمن اہل بیتؑ کے قتل پر ہو رہی ہے۔ حارث کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھے، اس کے گلے میں اس کی پگڑی ڈالی۔ اس ملعون کو کوفہ کے بازار میں لے آیا اور بازار کا چکر لگایا۔ مقاتل لوگوں کو طفلانِ مسلمؑ کے سر دکھلاتا پورا واقعہ بتلاتا، لوگ اکٹھے ہو جاتے، گریہ کرتے اور حارث پر لعنت کرتے۔

جب مقاتل دریا پر آیا تو دیکھا تو جوان قتل ہوا پڑا ہے اور غلام زخمی پڑا ہے۔ ان کے پاس ایک عورت بھی پڑی ہے وہ بھی زخمی ہے۔ جب حالات سے مکمل آگاہی ہوئی تو حارث کی خباثت اور سنگدلی پر اُسے بڑی حیرت ہوئی۔

Presented by Ziaraat.Com

حارث نے مقاتل سے کہا: میں تمہیں دس ہزار دینار دیتا ہوں مجھے چھوڑ دے۔ مقاتل نے کہا: دس ہزار چھوڑ اگر تو اس ساری زمین کا مالک ہوتا اور تو میرے حوالے کرتا، پاؤں کی ٹھوکر مارتا، اس کام سے باز نہ آتا۔ اب تیرے قتل سے مجھے بہت بڑی دولت ملنے والی ہے اور وہ بہشت بریں ہے۔

جب مقاتل نے طفلانِ مسلمؑ کا زمین پر خون دیکھا تو خوب گریہ کیا اور اپنے آپ کو بچوں کے خون میں غلطاں کیا۔ اپنے غلام کو حکم دیا کہ حارث کے ہاتھوں کو تلوار سے کاٹ دے۔ پھر اس کے پاؤں کو کاٹ دے۔ غلام نے حکم کے مطابق پہلے اس کے ہاتھوں کو کاٹا، پھر پاؤں کو قطع کیا، پھر آنکھیں پھوڑ دیں، کانوں کو کاٹا، پھر اس کا پیٹ چاک کیا۔ کٹے ہوئے تمام اعضا اس کے پیٹ پر رکھے۔ پھر پیٹ کو بند کر کے اس پر بھاری پتھر باندھا۔ اس نجس جسم کو پانی میں پھینک دیا لیکن پانی نے قبول نہ کیا۔

روایت میں ہے اس ملعون کو تین مرتبہ پانی میں پھینکا گیا لیکن پانی نے ہر دفعہ اسے باہر خشکی پر پھینک دیا۔ پھر گڑھا کھودا گیا اور اس ملعون کو گڑھے میں ڈالا گیا لیکن زمین نے بھی باہر پھینک دیا۔ پھر لکڑیاں اکٹھی کر کے اسے جلا دیا گیا اور اس کی راکھ کو ہوا میں اڑا دیا گیا۔ پھر مقاتل نے بچوں کے نورانی سروں کو پانی میں ڈالا تو اس نے معصوموں کی لاشوں کو سطح آب پر دیکھا۔ لاشے اپنے سروں کے قریب آئے اور سر جسموں میں پیوستہ ہو گئے۔ پھر ایک دوسرے کی گردن میں بازو ڈالے اور پانی کے اندر چھپ گئے۔

حضرت امام حسینؑ کی مکہ سے عراق روانگی

ناسخ، ج ۲، ص ۱۱۹ کی روایت کے مطابق امام حسینؑ بروز اتوار ۲۸ رجب کو مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ بروز جمعہ ۳ شعبان مکہ پہنچے تھے۔ آپؑ نے مکہ میں ہی یہ تین ماہ شعبان، رمضان المبارک، شوال اور ذیقعدہ گزارے اور آپ مکہ سے عراق کی

Presented by Ziaraat.Com

طرف روانہ ہوئے تو یہ سوموار کا دن تھا۔ ذی الحج کی آٹھ تاریخ تھی۔ یوم ترویہ تھا۔

طریحی نے منتخب میں روایت بیان کی ہے۔ یزید نے بنی امیہ کے تیس شیطان مکہ میں صرف اس غرض سے بھیجے کہ وہ امام حسینؑ کو گرفتار کریں۔ اگر گرفتار نہ کرسکیں تو پھر قتل کردیں۔ حضرت امام حسینؑ کو جب اس امر کی اطلاع ملی تو آپ مجبوراً عراق کی طرف روانہ ہوگئے۔ (منتخب، ص ۳۲۵، مجلس ۹)

شیخ مفیدؒ کی روایت کے مطابق یہ وہی دن تھا جس دن جناب مسلم بن عقیلؑ نے خروج کیا اور دوسرا دن عرفہ تھا۔ آپؑ اسی دن شہید ہوگئے۔

اعثم کوفی کی روایت ہے کہ عرفہ کی رات جناب مسلمؑ محمد بن کثیر کے گھر آئے۔ اس لحاظ سے آپؑ کے خروج کا دن اتوار بنتا ہے اور ذی الحجہ کی سات تاریخ بنتی ہے۔ آپ کی شہادت کی تاریخ روز عرفہ بنتی ہے۔

حضرت سید الشہداء ۳ شعبان ۶۰ ہجری کو مدینہ سے مکہ معظمہ پہنچے۔ پھر آپؑ اپنی آمد کے دن سے لے کر ذیقعدہ تک مکہ میں مقیم رہے۔ اس دوران حجاز، بصرہ باقی ممالک اور علاقوں کے شیعیان آپ سے ملتے رہے۔ جونہی ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوا اور حج کے ایام قریب آئے اور آپؑ نے حج کے لیے احرام باندھا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ یزید نے اپنے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے کہ وہ آپ کو گرفتار کرکے اس کے پاس لے آئیں۔ اگر گرفتار نہ ہوسکیں تو قتل کردیں۔ آپؑ نے فوراً حج کے احرام کو عمرہ کے احرام میں تبدیل کیا، عمرہ ادا کیا اور پھر عراق کا عزم کیا۔

چند احادیث معتبر میں ہے: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب آپ کو یزید کی سازش کا علم ہوا تو آپؑ نے اپنے حج کو عمرہ مفردہ میں تبدیل کیا، عمرہ ادا کیا اور سات ذی الحجہ کو مکہ چھوڑ دیا۔

بعض مورخین نے آپؑ کی روانگی روز عرفہ کی روایت کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

سید ابن طاؤس فرماتے ہیں: آپ تین ذی الحج کو مکہ سے روانہ ہوئے اور اسی دن جناب مسلمؑ شہید ہوئے۔

سید ابن طاؤس کی روایت ہے جب امام حسینؑ مکہ سے روانہ ہو رہے تھے تو اس وقت آپؑ نے خطبہ دیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَمَاشَاءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ خُطَّ الْمَوْتُ عَلٰى وُلْدِ آدَمَ مَخَطَّ الْقِلَادَةِ عَلٰى جِيْدِ الْفَتَاةِ ، وَمَا اَوْلَهَنِيْ اِلٰى اَسْلَافِيْ اِشْتِيَاقَ يَعْقُوْبَ اِلٰى يُوْسُفَ ، وَخُيِّرَلِيْ مَصْرَعٌ اَنَا لَاقِيْهِ كَاَنِّيْ بِاَوْصَالِيْ تَتَقَطَّعُهَا عُسْلَانُ الْفَلَوَاتِ ، بَيْنَ النَّوَاوِيْسِ وَكَرْبَلَاءَ فَيَمْلَاَنَّ مِنِّيْ اَكْرَاشًا جُوْفًا وَاَجْرِبَةً سُغْبًا ، لَا مَحِيْصَ عَنْ يَوْمٍ خُطَّ بِالْقَلَمِ رِضَى اللّٰهِ رِضَانَا اَهْلَ الْبَيْتِ نَصْبِرُ عَلٰى بَلَائِهٖ وَيُوَفِّيْنَا اُجُوْرَ الصَّابِرِيْنَ لَنْ تَشُذَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لُحْمَتُهٗ ، بَلْ هِيَ مَجْمُوْعَةٌ لَهٗ فِيْ حَظِيْرَةِ الْقُدْسِ تَقَرُّبِهِمْ عَيْنُهٗ وَيُنْجِزُ لَهُمْ وَعْدَهٗ اَلَا وَمَنْ كَانَ فِيْنَا بَاذِلًا مُهْجَتَهٗ ، مُوَطِّنًا عَلٰى لِقَاءِ اللّٰهِ نَفْسَهٗ فَلْيَرْتَحِلْ مَعَنَا ، فَاِنِّيْ رَاحِلٌ مُصْبِحًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (تاریخ، ج ۲ ص ۱۲۰ و لہوف سید ابن طاؤس و مقتل مقرم، ص ۱۹۳ و تمام، ج ۱، ص ۳۲۷)

"تمام تعریفیں معبود حقیقی کے لیے ہیں جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور طاقت نہیں ہے۔ موت کا قلادہ تمام بنی آدم کی گردنوں میں اس طرح فٹ ہے جس طرح (جوان لڑکیوں کی گردنوں میں ہوتا ہے۔) جس طرح جناب یعقوبؑ کو جناب

Presented by Ziaraat.Com

یوسف کے دیدار کا شوق تھا۔ اس طرح مجھے اپنے اسلاف کے دیدار کا شوق ہے۔ دستِ تقدیرِ الٰہی نے شہادت کی سعادت میرے مقدر میں رکھ دی ہے۔ مجھے اُدھر چل کر جانا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں، بہت جلد بھوکے بھیڑیے کربلا میں میرا محاصرہ کیے ہوئے میرے اعضاء کا بند بند جدا کر رہے ہیں، اپنی اندرونی پیاس کو میرے قتل سے بجھا رہے ہیں۔ جب تقدیر کے قلم نے ایسا لکھ دیا ہے اس سے تدبیر وفرار ممکن نہیں ہے۔ ہم اہلِ بیتؑ کی رضا وہی ہوتی ہے جو اللہ کی رضا ہو۔ جو آزمائش اس نے ہمارے لیے لکھ دی ہے اس پر صبر کرتے ہیں لیکن وہ ہمیں انعامات عطا فرمائے گا جو وہ اپنے صابرین کو دیتا آیا ہے۔ ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کا حصہ ہیں اور پیغمبر کا حصہ ان سے جدا نہیں ہوگا۔ ہم بہشت میں ان کے پاس ہوں گے۔ ہمارے ان کے پاس جانے سے ان کی آنکھیں روشن ہوجائیں گی۔ ان کے لیے جو وعدہ ہوا ہے وہ پورا ہوگا۔ جو شخص ہم پر اپنی جان قربان کرے گا وہ ضرور اللہ سے ملاقات کرے گا۔ جو ہمارے ساتھ کوچ کرنا چاہتا ہے میں کل صبح اللہ کی نصرت کے ساتھ حرکت کرنے والا ہوں"۔

واقدی اور زرارہ بن صالح کی وصیت

طبری نے اپنی کتاب دلائل الامامت کے ص ۷۴ پر ایک روایت کی ہے۔[1]

---

[1] سید نے لہوف میں، ناسخ نے جلد۲، ص ۱۱۹، علامہ مجلسی نے جلاء العیون، ص ۵۲۳، چاپ اسلامی میں، مقتلام، ج۱، ص ۳۲۸

Presented by Ziaraat.Com

ابو حمزہ واقدی اور زرارہ بن صالح سے روایت ہے۔① امام حسینؑ جس دن عازم عراق ہوئے اس سے تین رات قبل ہم آپؑ کے پاس آئے۔ وہاں ملاقات عرض کیا: اہل کوفہ حقیقت کے کچھ لوگ ہیں وہ ان کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں آپؑ کے خلاف ہیں۔

آپؑ نے اپنے دست مبارک کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا تو آسمان کے دروازے کھل گئے۔ تو اسی وقت ملائکہ کی فوج اس قدر آسمان سے اتری جن کا شمار صرف خداوند تعالیٰ کے پاس ہے آپؑ نے فرمایا:

لَوْلَا تَقَارُبُ الْاَشْیَاءِ وَحُبُوطُ الْاَجْرِ② لَقَاتَلْتُهُمْ بِهٰؤُلَاءِ
وَلٰكِنْ اَعْلَمُ عِلْمًا③ اِنَّ هُنَاكَ مَصْرَعِیْ وَمَصَارِعَ
اَصْحَابِیْ لَا یَنْجُوْ مِنْهُمْ اِلَّا وَلَدِیْ عَلِیٌّ

"اگر چیزوں کا قرب نہ ہوتا اور اجر و ثواب کی کوئی بات نہ ہوتی تو میں ان ملائکہ کی مدد سے ان کفار سے جنگ کرتا لیکن میں جانتا ہوں اس جگہ کو جہاں میں اور میرے تمام ساتھیوں نے پچھاڑا جانا ہے سوائے علی (زین العابدینؑ) کے"

محمد بن حنفیہ کی نصیحت

لہوف و ناسخ، ج ۲، ص ۱۲۱ و علامہ مجلسی جلاء العیون، ص ۵۲۲، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ جس رات سید الشہداءؑ عازم عراق ہوئے

① لہوف میں زرارہ بن صالح راوی ہے۔ ناسخ جلاء العیون اور مقتل میں زرارہ بن صالح راوی ہے اور مقتل کے ایک اور نسخہ میں ص ۲۱۸ زرارہ بن ناسخ راوی ہے۔
② لہوف اور ناسخ میں حبوط الاجل کے الفاظ ہیں۔
③ ناسخ میں عبارت یوں ہے ولکن اعلم یقینا ۔۔۔ الخ

اس رات محمد بن حنفیہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے برادر من! آپؑ کوفہ والوں کے مکر و غدر سے بخوبی واقف ہیں۔ انھوں نے والد محترم اور برادر محترم کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ جو کچھ آپؑ نے طے کر رکھا ہے اس سے میں خوف زدہ ہوں۔ آپ مکہ معظمہ رہ جائیں۔ یہاں آپ کا اکرام و احترام ہے اور مکہ میں آپؑ سے کوئی معترض بھی نہیں ہو سکتا۔

آپؑ نے فرمایا: میں اس امر سے پریشان ہوں کہ یزید پلید مجھے مکہ میں دھوکے کے ساتھ قتل کرائے گا۔ شاید میری شہادت بیت اللہ کی حرمت کے ضائع ہونے کا سبب نہ بن جائے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا: پھر آپؑ یمن چلے جائیں۔ وہاں کسی صحرا میں قیام کریں، وہاں تک کسی کو رسائی نہیں مل سکتی۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں اس بارے سوچوں گا۔ جب صبح ہوئی تو آپؑ نے مکہ سے کوچ کیا۔

ناسخ، ج ۲، ص ۱۲۲ میں روایت ہے، امام حسین علیہ السلام نے سفر عراق کے لیے قرآن مجید سے فال نکال لی اور یہ آیت سامنے آئی: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ "ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے"۔

آپؑ نے فرمایا: صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهٗ۔

لہوف، ناسخ اور جلاء العیون میں ہے: جب محمد حنفیہ کو آپؑ کے کوچ کی خبر ملی تو دوڑتے ہوئے آپؑ کے پاس آئے اور آپؑ کے اونٹ کی رسی پکڑ لی اور عرض کیا: اے برادر بزرگوار! آپؑ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ سوچ کر بتاؤں گا۔

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ محمد حنفیہ نے کہا: پھر آپؑ سفر کی طرف کیوں اتنا جلدی میں ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: جب تو مجھ سے روانہ ہوا تھا تو رسول اللہ میرے پاس آئے اور فرمایا: حسینؑ مکہ سے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو تمہاری شہادت چاہیے۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد نے سن کر کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تو پھر ان خواتین اور بچوں کو کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: رسولؐ اللہ نے یہ بھی فرمایا: خداوند تعالیٰ ان کی اسیری چاہتا ہے۔ (حضرت محمد حنفیہ کے پیچھے رہ جانے کی وجہ روانگی مدینہ کے بیان میں موجود ہے رجوع فرمائیں)

جب محمد بن حنفیہ نے یہ کلام سنا تو با دل بریان و دیدہ گریاں عالمین کے امام کو الوداع کیا۔

جناب عبداللہ بن عباس کی نصیحت

ناسخ، ج ۲، ص ۱۲۳ اور جلاء العیون، ص ۵۲۴ میں روایت ہے جناب محمد بن حنفیہ کے جانے کے بعد عبداللہ بن عباس تشریف لائے۔ انھوں نے ترک سفر پر اصرار کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا: رسولؐ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے اب مجھ سے ان کے حکم کی مخالفت نہیں ہو سکتی۔ یہ سن کر ابن عباس باہر آئے اور رونا شروع کیا۔ واحسیناہ کی فریادیں بلند کیں۔

عبداللہ بن زبیر اور امام حسینؑ

جلاء العیون، ص ۵۲۴ میں علامہ فرماتے ہیں: بااسناد معتبرہ میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام فرماتے ہیں: جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے عازم عراق ہوئے تو عبداللہ بن زبیر آپؑ کے پاس آیا اور آپ کی مشایعت کی اور آپ کو اس سفر سے منع کیا۔[1]

---

[1] عبداللہ بن زبیر اپنے آپ کو خلیفہ سمجھتا تھا۔ امام حسینؑ کے مکہ کے خروج پر بہت خوش ہوا کیونکہ اُسے معلوم تھا جب تک امام حسینؑ مکہ میں ہیں ان کی موجودگی میں اس کی بیعت نہیں ہو سکتی۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے بیت اللہ کی حرمت پر فرق آئے۔ میں حرم سے نکلا کہ شہید کیا جاؤں میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ کعبہ کے قریب میں دفن ہونے سے میرے لیے یہ بہتر ہے کہ میں فرات کے کنارے دفن کیا جاؤں۔ مجھے میرا دشمن مکہ میں قتل کرنا چاہتا ہے اور میرے قتل سے حرم خدا کی حرمت کو برباد کرنا چاہتا ہے وہ اس بات کو نہیں سمجھتا۔

آخر کار ایسا ہوا۔ حجاج نے کعبہ کو جلایا اور اس کی حرمت کا خیال نہ رکھا۔①

مقتل خوارزمی ج ۱ ص ۲۲۰ میں روایت ہے عبداللہ بن زبیر آیا اور عرض گزار ہوا: آخر یہ کیا ہے؟ مہاجرین کی اولاد ولی امر ہوں اور ہم ان کی خلافت کو تسلیم کریں اور ابوسفیان کی اولاد سے کوئی تعرض بھی نہ کریں۔ آپؑ فرمائیں آپ کا کیا ارادہ ہے؟

امام حسینؑ نے فرمایا: اہل کوفہ نے مجھے بلایا ہے میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ میں ان کے پاس آ رہا ہوں۔

ابن زبیر نے کہا: اگر میرے حمایتی اور اطاعت گزار اس قدر ہوتے جتنے آپ کے ہیں تو میں کسی صورت میں اپنے گھر کو نہ چھوڑتا۔ پھر اس نے کہا: اگر آپ حجاز میں رہ کر خلافت فرمائی کا ارادہ کر لیں تو میں آپ کی مخالفت نہیں کروں گا، آپ کی بھرپور نصرت کروں گا۔

آپؑ نے ابن زبیر کے جواب میں فرمایا: جناب امیرالمومنینؑ نے مجھے ایک حدیث بیان فرمائی تھی۔ قوم کا ایک سردار حرم میں قتل ہوگا میں اس بات کو اچھا نہیں

① تتمہ منتہی الآمال ص ... جب معتصم نے سوال کیا کہ تیرے باپ دادا اصحاب فیل نے کعبہ پر چڑھائی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں برباد کر دیا۔ جب حجاج نے کعبہ پر چڑھائی کی تو کیوں وہ تباہ نہ ہوا؟ معتصم نے جواب دیا: تیرے باپ دادا اصحاب فیل کعبہ کو برباد کرنا چاہتے تھے اس لیے خود برباد ہو گئے لیکن حجاج کی غرض کعبہ نہ تھی وہ ابن زبیر کو قتل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس نے وہاں پناہ لے رکھی تھی۔ حجاج نے کعبہ پر چڑھائی کی تو ابن زبیر کو قتل کیا۔ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ ابن زبیر حق پر نہ تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

سمجھتا کہ قتل ہونے والا سردار میں ہوں۔ میری وجہ سے حرم کی حرمت کو پامال کیا جائے۔

آپ کی یہ بات حجاج کے واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔ اس نے ابن زبیر کو بیت المقدس میں قتل کر دیا تھا۔ پھر اس نے کہا: آپؑ بیت اللہ میں مقیم ہو جائیں اپنے امور کی تولیت مجھے دے دیں، میں آپؑ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ فیصلہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پھر ابن زبیر نے آپ کو کچھ باتیں خلوت میں کہیں۔ آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: اس نے کیا کہا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: فرمائیں ہم آپؑ پر قربان ہو جائیں اس نے کیا کہا؟ آپؑ نے فرمایا: ابن زبیر کہتے ہیں کہ آپؑ حرم میں بیٹھیں اور میں لوگوں سے آپ کی بیعت لیتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اگر میں جانوروں کے سوراخوں میں جا گھسوں تب بھی بنواُمیہ وہاں سے نکال کر قتل کریں گے۔ خدا کی قسم بنواُمیہ میرے قتل کے لیے ہر کوشش کریں گے۔ جس طرح یہودیوں نے ہفتہ کے دن اللہ کی حدود کو توڑا تھا۔ اس طرح اموی میری شہادت کے لیے اللہ تعالیٰ کی کسی حد کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں کریں گے۔ اگر میں حرم سے دُور شہید کیا جاؤں تو یہ میرے لیے بہتر ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن زبیر چلا گیا۔

آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: وہ دل سے چاہتا ہے کہ میں عراق چلا جاؤں اور سرزمین حجاز اس کے لیے خالی کر دوں۔ اُسے معلوم ہے کوئی شخص بھی اس کو میرے برابر نہیں جانتا۔ حجاز میں میری موجودگی میں اس کی کس نے اطاعت کرنی ہے۔

جناب عبداللہ بن عباس کی دوبارہ حاضری

مقتل، ص ۲۲۶ جناب ابن عباسؓ رات کے وقت دوبارہ آپؑ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ! میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ صبر و ضبط کروں لیکن آپ کا عراق جانا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ آپؑ کے سفرِ عراق کے لیے سخت خوف زدہ ہوں۔ مجھے معلوم ہے عراقی لوگ غدار ہیں، مہربانی فرمائیں سفرِ عراق کا ارادہ ترک

Presented by Ziaraat.Com

فرمائیں۔ اس زمانے میں تمام عالم اسلام کے رہبر و امیر آپؑ ہی ہیں۔ اگر کوفیوں نے آپ کو لکھا ہے کہ وہ آپ کی پیروی و اطاعت کریں گے۔ اگر وہ اپنی اس بات میں سچے ہیں۔ آپ ان کی طرف قاصد بھیجیں کہ وہ سب سے پہلے اُموی حکمران کو کوفہ سے نکال باہر کریں۔ وہاں جتنے دشمن ہیں ان سے ہر خطرے کا دفاع کریں۔ اگر وہ آپ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہیں تو پھر آپ تشریف لے جائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرسکتے اور آپ مکہ معظمہ میں بھی نہیں رہ سکتے تو پھر یمن چلے جائیں وہاں کی حکومت و علاقہ وسیع ہے اور وہاں جناب امیرالمومنینؑ کے شیعہ بھی بڑی تعداد میں ہیں۔ اس طرح آپ اپنے دشمنوں سے بھی بہت دُور ہوں گے۔ یمن کو مرکز بنا کر پوری دنیا میں آپ اپنے آدمی بھیج سکتے ہیں۔ اس طرح بیعت کا پروگرام ہوسکتا ہے۔ اس طریقہ سے کوہر مقصود بھی ہاتھ میں آسکتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے میرے چچا کے بیٹے میں بخوبی جانتا ہوں، آپ کی نصیحت و مشورہ جات سے کمال مہربانی و محبت و شفقت کی خوشبو آرہی ہے۔ لیکن اس سفر کے لیے میرا عزم مصمم ہے، ہر صورت جانا ہے۔

جناب ابن عباسؓ نے عرض کیا: خواتین اور بچے ان کو اپنے ساتھ کیوں تکلیف دے رہے ہیں۔ ان کو ساتھ نہ لے جاؤ۔ اس کے علاوہ آپ ابن زبیر کی آنکھوں کو روشنی دے رہے ہیں۔ آپ کی موجودگی میں اُسے کون پوچھتا۔

ایک اور روایت ہے، آپؑ نے فرمایا: حرم کے علاوہ کسی اور جگہ شہید کیا جاؤں تو یہ میرے لیے بہتر ہے۔

ایک اور دوسری روایت میں ہے، آپؑ نے فرمایا: مجھے رسولؐ اللہ نے حکم دیا ہے اس لیے حکم عدولی نہیں ہوسکتی۔

ایک اور روایت کے مطابق ابن عباسؓ نے آپؑ سے کہا: فرزند رسولؐ! آپ

Presented by Ziaraat.Com

عراق کا ارادہ ترک فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ! تو نہیں جانتا وہاں میں نے شہید کیا جانا ہے۔ میرے تمام ساتھی بھی شہید ہوں گے۔ ابن عباسؓ نے کہا: آپؑ کیا فرما رہے ہیں کس نے آپؑ کو خبر دی ہے؟ جن کے پاس سربستہ راز تھے انھوں نے خبر دی ہے۔ ابن عباس باہر آئے اور بلند آواز کے ساتھ واحسیناہ کا بین کیا۔ جب عبداللہ بن عباسؓ ابن زبیر سے ملے تو اس کے کندھے پر ہاتھ مارا، فرمایا: اب تو نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ ابوعبداللہ عراق جا رہے ہیں اور حجاز تیرے لیے خالی ہو چکا ہے۔ طرفہ بن عبد کے اشعار پڑھے:

يَالَكِ مِنْ قُنْبَرَةٍ بِمَعْمَرِ خَلَالَكِ الْجَوُّ فَبِيْضِيْ وَاصْفِرِيْ
وَنَقِّرِيْ مَا شِئْتِ اِنْ تُنَقِّرِيْ قَدْ رُفِعَ الْفَخُّ فَمَاذَا تَحْذَرِيْ
هٰذَا الْحُسَيْنُ سَائِرٌ فَابْشِرِيْ

تاریخ، ج ۳، ص ۱۲۶، ابن عباس نے طرفہ بن عبد کے اشعار کو بطور مثل پیش کیا:

يالك من قبرة بمعمر خلا لك الجو فبيضي واصفري
ونقري ما شئت ان تنقري قد رحل الصياد عنك فابشري
ورفع الفخ فماذا تحذري لابد من صيدك يوما فاصبري
هذا الحسين خارج فابشري الى العراق راحيا للظفري

طرفہ بن عبد نے اپنے بچپن کے زمانے میں ایک پرندہ کو شکار کیا۔ اس پرندے کو ابوالملیح کہا جاتا ہے جس کی آواز بڑی خوبصورت ہوتی ہے۔ اس نے اپنے اشعار میں پرندے کو خطاب کیا۔

لیکن میں نے ناسخ التواریخ اور کتاب امثلہ عرب کو اچھی طرح سے دیکھا ہے۔ اُوپر والے تین شعر طرفہ کے ہیں۔ آخری شعر کا ابن عباس نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اشعار کا ترجمہ: "اے مرغ خوش الحان تیرے لیے خوشخبری ہے، شکاری اپنے جال سمیت چلا گیا ہے۔ اب پورے سکون و اطمینان کے ساتھ انڈے دے اور نغمہ سرائی کر، لیکن آخر ایک دن شکاری کا شکار بننا ہے (کمرے کی ماں کب تک خیر منائے گی) اب جس مناد حسینؑ کامیابی و کامرانی کے لیے عراق کی طرف چلے گئے ہیں"۔

ابن عباسؓ اور ابن زبیر

قمقام ص ۳۳۲، حضرت امام حسینؑ کے چلے جانے کے بعد ابن عباسؓ نے ابن زبیر کے سامنے یہ اشعار پڑھے۔ ابن زبیر نے کہا: تمہارا خیال ہے کہ حضرت پیغمبرؐ کی خلافت پر صرف تمہارا حق ہے، کسی اور کا حق نہیں ہے؟ ابن عباسؓ نے کہا: میں نے کب گمان کی بات کی ہے، مجھے تو یقین ہے کہ ہمارا حق ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا: اس کے علاوہ وہ کون سا عامل ہے جس کی بنیاد پر تو اپنے آپ کو خلافت کا حق دار سمجھتا ہے۔

اس نے کہا: اپنی شرافت کو عامل سمجھتا ہوں۔

ابن عباسؓ نے فرمایا: جس شرف کی تو بات کر رہا ہے وہ شرف تجھے خاندان رسالتؐ سے ملا ہے۔ تیرے اس فرمان کے مطابق ہم تجھ سے شرف میں اولیت رکھتے ہیں۔

ابن زبیر کے ایک غلام نے کہا: اے ابن عباسؓ ان باتوں کو چھوڑ، ہم تمہیں نہیں چاہتے اور تم ہمیں نہیں چاہتے۔ ابن زبیر کو غصہ آیا تو انھوں نے غلام کو تھپڑ رسید کر دیا اور کہا: میرے سامنے تمہاری یہ جرأت کیسی ہے؟

ابن عباس نے کہا: یہ ان غیر سنجیدہ باتوں کا نتیجہ ہے جو اللہ کے دین سے باہر نکل گیا ہے۔ ابن زبیر نے کہا: وہ کون ہے؟ ابن عباس نے فرمایا: وہ تو ہے۔ پس قریش کے بزرگ درمیان میں آ گئے اور اس جھگڑے کو رفع دفع کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن مطیع عدوی اور امام حسینؑ

جلاء العیون، ص ۵۲۸، مقتل خوارزمی، ص ۲۱۷، قمقام، ص ۳۲۳، ناسخ، ج ۲، ص ۱۳۹ میں ایک اور روایت ہے، جب امام حسینؑ کوفہ کے راستہ پر منزل حاجز سے روانہ ہوئے اور اسی راستے میں ایک پانی کے چشمہ پر پہنچے تو وہاں عبداللہ بن مطیع خیمہ زن تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کی طرف دوڑ کر آیا اور کہا: میرے ماں باپ قربان ہو جائیں آپؑ اور اس علاقے میں؟

امام حسینؑ نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے معاویہ مر گیا ہے۔ اہلِ عراق نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں، انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔

عبداللہ نے کہا: آپؑ کو خدا کی قسم دیتا ہوں اُدھر نہ جائیں۔ حرمتِ اسلام و قریش و عرب کو ضائع نہ ہونے دیں۔ ان تمام کی حرمت کا دارومدار آپؑ کی ذات پر ہے۔ قسم بخدا! اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اُموی حکومت آپ کے ہاتھ میں آ جائے وہ آپ کو شہید کر دیں گے۔ کسی مسلمان کو اس بات کی پرواہ بھی نہ ہوگی۔ آپ کوفہ نہ جائیں اور اُموی حکومت سے معترض نہ ہوں۔ آپؑ نے عبداللہ کو سلام کیا، اس امر کی طرف چل پڑے جس پر آپؑ مامور تھے۔

عمرو بن عبدالرحمٰن بن حارث ابن ہشام مخزومی اور امام حسینؑ

قمقام، ص ۳۲۲، عمرو بن عبدالرحمٰن بن حارث ابن ہشام مخزومی، امام حسینؑ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا: رشتہ و قرابت کی وجہ سے مجھ پر لازم ہوتا ہے کہ کچھ عرض کروں۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ جو چاہتے ہیں بیان کریں۔

اس نے کہا: حضرت امیرالمومنینؑ کی جرأت و شجاعت کو کون نہیں جانتا۔ جب آپؑ کوفہ تشریف لائے تھے تو بہت سے لوگوں نے آپؑ کی اطاعت کی تھی۔ اس کثرت کے باوجود جب آپؑ جنگِ صفین پر تشریف لے گئے تو بہت سے لوگوں نے

Presented by Ziaraat.Com

آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ انھوں نے اپنی دنیا کو آخرت پر مقدم سمجھا تھا۔ حضرت علیؑ کی مخالفت کی تھی، آخر انھیں شہید کر دیا گیا۔ وہی معاملہ آپؑ کے برادر امام حسنؑ کے ساتھ ہوا۔ ان لوگوں کی منافقت آپؑ کے سامنے ہے۔ ادھر آپ اہلِ شام سے جنگ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یزید کی قوت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ لوگ درہم و دینار کے بندے ہیں۔ لوگ آپ سے خوفزدہ نہیں لیکن یزید سے خوفزدہ ہیں۔ جب آپ عراق میں خروج فرمائیں گے تو یزید سونے چاندی سے لوگوں کو خرید لے گا۔ اس طرح آپ کا پاکیزہ خون زمین پر گرا دیا جائے گا۔

جن لوگوں نے آپؑ سے عہد و معاہدہ کیا ہے، زمانہ جنگ میں آپ کا ساتھ نہیں دیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں وہ آپ کو دل سے چاہتے ہیں لیکن آپ کے لیے کر کچھ نہیں سکتے۔ خدا کے لیے اپنی جان پر رحم کیجیے۔

آپؑ نے فرمایا: جَزَاكَ اللهُ يَا ابْنَ عَمٍّ خَيْرًا① اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے جو خدا چاہے گا وہی ہوگا۔

ابوبکر نے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ کی مصیبت میں ہم اللہ سے اجر طلب کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے رخصت لی۔

جب یہ آدمی مکہ معظمہ آیا تو اس نے اس واقعہ کا ذکر والیٔ مکہ حارث ابن خالد بن عاص بن ہشام مخزومی سے کیا۔②

---

① تاریخ، ج ۶، ص ۲۱۶۔ فَقَدِ اجْتَهَدْتَ رَأْيَكَ وَمَهْمَا يَقْضِ اللهُ يَكُنْ "خدا تم کو جزائے خیر عطا کرے نیک مشورہ دیا ہے وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا۔"

② تاریخ میں ہے:

كم ترى ناصحا يقول فيعصى
وظنينًا بالغيب يلفى نصيحا

"تو بہت سے خیرخواہوں کو نصیحت کرتے ہوئے پائے گا لیکن ان کو نصیحت کرتے اور کہتے ہیں حق ادا ہوگیا حالانکہ یہی ناصح صفت کل سے متصف ہیں۔"

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن عمر بن خطاب اور امام حسینؑ

قمقام، ص ۳۳۲، ناسخ، ج ۲، ص ۱۲۳ عبداللہ بن عمرؓ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو مشورہ دیا، آپ یزید پلید سے صلح کر لیں۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن دنیا کی بے قدری و خواری تو یہ ہے: اللہ تعالیٰ کے نبی جناب یحییٰ بن زکریا کا سر مبارک ایک زانیہ عورت کو بطور ہدیہ و تحفہ بھیجا گیا۔

ناسخ کی روایت کے مطابق آپؑ نے فرمایا تھا: بہت جلد میرا سر زن زانیہ کے بیٹے کی طرف بطور ہدیہ لے جایا جائے گا۔ بنی اسرائیل صبح سے لے کر طلوع آفتاب تک ستر ستر نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ پھر خرید و فروخت میں اس طرح مصروف ہو جاتے تھے جیسے انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو عذاب دینے میں جلدی نہیں فرمائی تھی لیکن جب پکڑا تو سخت پکڑا اور کوئی بچ نہ سکا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ (سورۂ قمر، آیہ ۴۲)

آپؑ نے فرمایا: اے ابن عمر! خدا کا خوف کرو، میری نصرت سے انکار نہ کرو۔ ابن عمر نے کہا: رسولؐ اللہ کی بوسہ گاہ سے کپڑا ہٹاؤ۔ آپ نے کرتے کا دامن ہٹایا، ابن عمر نے تین دفعہ بوسے لیے اور گریہ کیا اور کہا: خدا حافظ آپؑ نے اس سفر میں شہادت کی سعادت حاصل کرنا ہے۔

جلاء العیون میں مرحوم مجلسی نے، ص ۵۲۳ میں حضرت امام زین العابدینؑ سے فرمایا: جب امام حسینؑ عراق کے سفر پر روانہ ہوئے، جناب عبداللہ بن عمر اپنی سواری پر سوار ہو کر پیچھے سے آ ملے اور عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کہاں جا رہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: عراق کی طرف جا رہا ہوں۔

ابن عمر نے کہا: اُدھر مت جائیں واپس مدینہ چلے جائیں۔ اس نے بہت زیادہ اصرار کیا لیکن آپؑ نے اس کے مشورہ کو قبول نہ کیا۔ پھر کہا: وہ جگہ دکھاؤ جہاں رسولؐ

Presented by Ziaraat.Com

اللہ بوسے دیتے تھے۔ آپؑ نے کپڑا اٹھایا اور اس نے روتے ہوئے تین دفعہ بوسے لیے اور کہا: میں آپ کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ آپ نے اس سفر میں ضرور شہید ہونا ہے۔ (جناب ابن عمر کو تو معلوم ہے کہ آپؑ نے شہید ہونا ہے، لیکن جس امامؑ نے شہید ہونا ہے کیا انھیں علم نہیں ہے)۔ (امالی شیخ صدوق، مجلس ۳۰)

تقتام، ص ۳۶۲ در المظلم والے نے امالی سجانی سے روایت لی ہے۔ مقتل خوارزمی، ص ۲۲۱ میں ہے: جب امام حسینؑ عراق کے سفر پر روانہ تھے تو جناب ابن عمرؓ اپنے ایک کھیت میں تھے جب آپؑ نے سنا کہ حضرت امام حسینؑ عراق کے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں تو اپنی سواری پر سوار ہوئے اور تین دن کا سفر طے کر کے آپؑ کے پاس آئے اور کہا: فرزند رسولؐ! آپ کہاں جا رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کوفہ جا رہا ہوں۔ کوفیوں نے مجھے دعوت دی ہے۔ ابن عمر نے کہا: آپ اُدھر نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جناب جبرئیلؑ کو آپ کے نانا رسولؐ اللہ کے پاس بھیجا تھا۔ جناب جبرئیلؑ امین نے پیغام دیا تھا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت کا اختیار بھی دے دیا ہے۔ آپ جس کو چاہیں اختیار کریں لیکن آپ کے جدامجد نے بہشت جاودانی کو پسند فرمایا تھا۔ آپ رسولؐ اللہ کی اولاد ہیں اس لیے اس دنیا میں آپ کا حصہ بہت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت کی نعمات آپ کے لیے منتخب فرمائی ہیں۔ آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور گریہ کیا اور کہا: اے شہید غریب! خداوند تمہارا حافظ و ناصر ہو، خدا حافظ!

امام حسینؑ نے فرمایا: قسم بخدا! ان لوگوں نے مجھے دربدر کیا اور میرے اس دل کو میرے شکم سے نکالیں گے۔ جب یہ لوگ اس طرح کریں گے خداوند تعالیٰ ان پر وہ حکمران مسلط کرے گا جو انھیں ذلت و رسوائی سے دوچار کرے گا۔ حیض کے چیتھڑے کی طرح کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر ہوں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہاشم مخزومی اور امام حسینؑ

ناسخ، ج ۲، ص ۱۲۸، سفر عراق کے دوران ہاشمی مخزومی نے امامؑ کے ساتھ ملاقات کی۔ پوچھا: اے فرزند رسول اللہ! کہاں جا رہے ہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؑ عراق کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ کے اس سفر سے مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ آپ اس ریاست کی طرف جا رہے ہیں جہاں کے حکمران فرعون صفت ہیں۔ درہم و دینار کے پرستار ہیں۔ ایسے لوگ آپ کی نصرت کیسے کر سکتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو نے شفقت و محبت پیش کی ہے لیکن میں نے سفر عراق کو ہر صورت اختیار کرنا ہے۔

فرزدق اور امام حسینؑ

ناسخ، ج ۲، ص ۱۳۰، تقتام، ص ۲۳۷، مقتل خوارزمی، ص ۲۲۳، جلاء العیون، ص ۵۲۵، ارشاد شیخ مفید، ص ۲۱۸ ان رواۃ کے علاوہ اور بہت سے راویوں نے فرزدق سے روایت کی ہے۔

فرزدق کہتے ہیں: ۶۰ ہجری کا زمانہ تھا، میں نے اپنی والدہ کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ کا عزم کیا۔ جب میں حرم میں داخل ہوا تو میری ملاقات امام حسینؑ کے ساتھ ہوئی۔ آپؑ اس وقت اپنے ساز و سامان اور اسلحہ کے ساتھ حرم سے باہر آ رہے تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ آپؑ سفر کے لیے حرم سے باہر آ رہے ہیں۔ میں جلدی کے ساتھ آپؑ کے حضور آیا اور سلام کیا اور عرض کیا:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا مقصود بنایا ہے اور دونوں جہانوں کا مرکز بنایا ہے۔ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں، اتنی جلدی میں کیوں ہیں؟ مناسکِ حج کی ادائیگی کے زمانے میں حرم سے باہر جا رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے فرمایا: اگر میں نے جلدی نہ کی تو گرفتار کرلیا جاؤں گا۔ پھر آپؑ نے عراق کے حال پوچھے تو میں نے عرض کیا: آپؑ نے ایک صاحب نظر و واقف پیش فرد سے سوال کیا ہے۔ لوگوں کے دل تو آپؑ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔ لیکن وہی ہوگا جو خدا چاہے گا۔

آپؑ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے۔ تمام امور کی زمام قدرت کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر روز اور ہر لحظہ اپنے بندوں کے امور کی تدبیر کرتا رہتا ہے۔ جو فیصلہ میرے اللہ نے میرے حق میں کیا ہے وہ مجھے قبول ہے۔ میں اس کی نعمتوں پر حمد کروں گا اور اس سے نصرت چاہوں گا۔ اس کا شکر ادا کرنے کے لیے اس سے توفیق طلب کروں گا۔

اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ میری اُمید کے برعکس ہوا جب کسی فرد کی نیت حق و حقیقت ہو اور اس کا سلوک تقویٰ کی بنیاد پر ہو تو پھر اُسے دنیا کے مصائب کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ میں نے عرض کیا: آپؑ نے حق فرمایا ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو اپنے مطلوب تک رسائی عطا فرمائے۔ جس چیز کا آپ کو خوف ہے اُسے دُور فرمائے۔ میں نے حج کے مسائل پوچھے اور وداع کیا۔

منتخب خوارزمی، ص ۲۲۳ میں ہے، فرزدق نے عرض کیا: میں قربان ہو جاؤں آپؑ نے اہلِ کوفہ پر کیسے اعتماد کرلیا ہے۔ انھوں نے آپؑ کے چچازاد جناب مسلم کو شہید کر دیا ہے۔ جب آپؑ نے سنا تو آپؑ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپؑ نے رو دیا۔ آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ مسلم کے حال پر رحم فرمائے، وہ خداوند تعالیٰ کی طرف اور اس کے رضوان کی طرف چلے گئے ہیں۔ انہوں نے اپنا وظیفہ پورا کر دیا، ہمارا وظیفہ باقی ہے۔ پھر آپؑ نے یہ اشعار پڑھے:

فَاِنْ یَکُنِ الدُّنْیَا تعد نَفِیْسَۃً
فَاِنَّ ثَوَابَ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَنْبَلُ

Presented by Ziaraat.Com

وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ
فَقَتْلُ امْرِءٍ فِی اللّٰہِ بِالسَّیْفِ اَفْضَلُ
وَاِنْ تَکُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا
فَقِلَّۃُ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الرِّزْقِ اَجْمَلُ
وَاِنْ تَکُنِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْکِ جَمْعُھَا
فَمَا بَالُ مَتْرُوْکٍ بِہِ الْمَرْءُ یَبْخَلُ

(یہ اشعار فرزدق کی دوسری ملاقات میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ موجود ہیں)

"اگر دنیا بہترین چیز شمار ہوتی ہے لیکن وہ اجر و ثواب جو اللہ کے پاس ہے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر یہ جسم پیدا ہی موت کے لیے کیے گئے ہیں تو اس مرنے کے مقابلے میں شہادت ایک عظیم سعادت ہے۔ اگر رزق کی تقسیم تقدیر کے ہاتھ میں ہے تو انسان کا حریص نہ ہونا اس کے لیے خوبصورت ہے۔ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر مال دنیا کا جمع کرنا ہے ہی صرف اس لیے ہے کہ اس کو چھوڑ جانا ہے تو پھر ایسے مال کو بچا بچا رکھنا اور بخیل ہونا یہ سب کچھ کیا ہے؟ ایسے رزق کو اللہ کے راستے میں کیوں خرچ نہیں کرتا؟"

فرزدق نے آپؑ سے وداع کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف رخصت ہو گیا۔

فرزدق وہی عرب شاعر ہے جس نے امام زین العابدین علیہ السلام کی مدح میں قصیدہ کہا جس کا پہلا مصرعہ ہے (ھذا الذی تعرف البطحاء وطأتہ الخ) ان اشعار کے شاعر کا اختلاف ہے کہ یہ اشعار کس شاعر کے ہیں۔ اس معاملے میں حتمی

Presented by Ziaraat.Com

خوارزمی، ص ۲۲۳، اور مقتل ج۱ ص ۲۲۸ کی طرف رجوع کیا جائے۔

کتاب حیات الحسینؑ کی جلد ۳ ص ۶۱ پر صاحب کتاب نے کہا ہے۔ فرزدق شاعر تھا اور ایک عالم بھی تھا۔ اسے معلوم تھا امام حسینؑ جلد شہید ہو جائیں گے اسی لیے اس نے ان کی نصرت سے اعراض کیا۔ جب ایک عالم کا یہ حال ہے تو ایک جاہل و نادان کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔

عمرو بن سعید اور امام حسینؑ

تاریخ، ج ۲، ص ۱۴۳ عمرو بن سعید جو یزید کا عامل تھا اس پر امام حسینؑ کا سفر عراق بھاری گزرا۔ کہیں لوگ امام حسینؑ کے ساتھ نہ ہو جائیں اور یزید کے خلاف جنگ ہو جائے اور یزید کی حکومت میں شگاف پڑ جائے۔ تو اس نے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید بن عاص کو آپ کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ جب یہ لوگ امام حسینؑ کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا: آپ کہاں جاتے ہیں؟ آپ واپس چلیں اپنی جگہ پر اقامت پذیر ہو جائیں۔

اس مقام پر فریقین میں کافی "تو تو میں میں" ہوئی۔ دونوں طرف سے تازیانے ایک دوسرے پر کھینچے گئے لیکن امام حسینؑ نے اپنے جانثاروں کو اجازت نہ دی۔ پھر وہ واپس چلے گئے اور امام حسینؑ کا راستہ چھوڑ دیا۔ عمرو بن سعید کے ساتھی چیخ چلا رہے تھے۔

اے حسینؑ! خدا کا خوف کرو۔ مسلمانوں کے اجتماع سے باہر نہ جاؤ اور اُمت کے درمیان تفرقہ پیدا نہ کرو۔ آپؑ نے فرمایا: جو میرا کام ہے وہ میں کروں گا جو تمہارا کام ہے وہ تم کرو۔ تم میرے کام سے بیزار ہو، میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔ یہ فرمایا اور سفر کی طرف گامزن ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن جعفر طیارؑ اور امام حسینؑ

شیخ مفید نے ارشاد میں ص ۲۱۹ پر اور مرحوم مجلسی نے جلاء العیون میں ص ۵۲۵ پر اور ناسخ، ج ۲، ص ۱۷۷ پر قمقام نے ص ۳۳۱ پر اور مقتل خوارزمی، ج ۱، ص ۲۱۷ پر لکھا ہے: جب یحییٰ بن سعید اپنے ساتھیوں سمیت مکہ واپس آ گیا اور اس نے اپنے بھائی کو رپورٹ کی۔ امام حسینؑ نے ان کی بات نہیں مانی تو اس وقت حضرت عبداللہ بن جعفر شوہر حضرت زینبؑ خاتون کو معلوم ہوا کہ آپؑ عراق کی طرف چلے گئے ہیں تو انھوں نے اپنے بیٹے عونؑ اور محمدؑ کو آپؑ کی طرف بھیجا اور خط لکھا۔ آپؑ جلدی نہ فرمائیں۔ آپؑ مومنین کا ملجا و ماویٰ ہیں اور اُمت کے رہبر اور ہادی ہیں۔ میں اپنے دونوں بیٹوں کو آپؑ کی طرف بھیج رہا ہوں اور خود پیچھے آ رہا ہوں۔ آپؑ نے اِدھر خط اور بیٹوں کو امامؑ کی طرف روانہ کیا اُدھر خود عمرو بن سعید کے پاس پہنچے اور اس سے درخواست کی کہ وہ امامؑ کی طرف خط لکھے جس میں جان کی امان کی تحریر ہو۔ شاید یہ بھی لکھے وہ واپس آ جائیں گے۔

عمرو نے خط لکھا اور اپنے بھائی یحییٰ کو روانہ کیا۔ عبداللہ بن جعفر بھی ساتھ تھے۔ جب یہ دونوں امامؑ کی خدمت میں پہنچے تو واپسی کا اصرار کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے اپنے نانا رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا ہے۔ انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کے حکم سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ انھوں نے کہا: خواب میں کیا دیکھا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: میں کہہ نہیں سکتا، جلد ظاہر ہو جائے گا۔

عبداللہ بن جعفر نا امید ہو کر واپس چلے آئے لیکن اپنے دونوں بیٹوں کو آپ کی خدمت میں دیا اور دیدہ اشکبار اور دل فگار کے ساتھ واپس ہو گئے۔

شیخ مفید نے ارشاد میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنے دونوں بیٹوں عونؑ و محمدؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنے امامؑ کے پابہ رکاب رہیں اور اپنے آپ کو اپنے امامؑ پر قربان

Presented by Ziaraat.Com

کریں اور آپ یحییٰ کے ساتھ واپس چلے آئے۔

نامہ عمرو بن سعید بامام حسینؑ

تذکرہ ص ۱۳۹، س ۲۳۱ و مقتل خوارزمی، ص ۲۱۸ میں عمرو بن سعید کا خط نقل کیا ہے۔

اما بعد فانی اسئل اللّٰہ ان یصرفک عما یوبقک وان یھدیک لما یرشدک ، بلغنی انک توجھت الی العراق ① وانی اعیذک باللّٰہ من الشقاق ، فانی اخاف علیک فیہ الھلاک ، وقد بعثت الیک عبد اللّٰہ بن جعفر ویحیی بن سعید فاقبل الیّ معھما ② فان لک عندی الامن ③ وحسن الجوار والصلۃ والبرّ لک ، اللّٰہ علیّ بذالک شہید وکفیل ومراع ووکیل ـــــ والسلام

"میں خداوند تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں وہ آپ کو ہر قسم کی مصیبت سے بچائے، جو چیز تمہارے لیے بہتر ہو اس کی طرف رہنمائی کرے۔ میں نے سنا ہے آپ عراق جا رہے ہیں۔ میں آپ کو اس حالت میں خدا کے حوالے کرتا ہوں۔ مجھے خوف ہے کہیں اس حالت میں آپ قتل نہ کر دیے جائیں۔ میں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو آپ کی طرف بھیج رہا ہوں۔ آپ ان کے ساتھ واپس میرے پاس آ جائیں۔ آپ کو امان دی جاتی ہے۔ آپ سے بہترین سلوک کیا جائے گا۔ جو کچھ میں

---

① فی المقتل: ولقد علمت ما نزل بابن عمک مسلم بن عقیل وشیعتہ وانا ـــــ الخ

② فی المقتل: ولقد بعثت الیک اخی یحیی بن سعید فاقبل الی معہ ـــــ الخ

③ فی المقتل: فلک عندنا الامان ـــــ الخ

Presented by Ziaraat.Com

نے لکھا ہے اس پر خداوند تعالیٰ گواہ ہے وہی وکیل بھی ہے اور
کفیل بھی ہے"..... والسلام!

عبداللہ اور یحییٰ اس خط کو لے کر امام حسینؑ کے پاس آئے۔ امامؑ اس وقت منزل صفاح (حنین اور انصاب حرم کے درمیان میں ہے) یا ذات عرق میں تھے۔ ان لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ امامؑ واپس چلے آئیں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ امامؑ نے عمرو بن سعید کے نام خط لکھا وہ خط یہ ہے:

اما بعد! فَاِنَّهُ لَمْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ مَنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ اِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ دَعَوْتَ اِلَى الْاَمَانِ وَالْبِرِّ وَالصِّلَةِ فَخَيْرُ الْاَمَانِ اَمَانُ اللّٰهِ وَلَنْ يُؤْمِنَ اللّٰهُ فِي الْآخِرَةِ مَنْ لَمْ يَخَفْهُ الدُّنْيَا، فَنَسْئَلُ اللّٰهَ مَخَافَةً فِي الدُّنْيَا تُوجِبُ لَنَا اَمَانَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاِنْ كُنْتَ نَوَيْتَ بِالْكِتَابِ صِلَتِي وَبِرِّي فَجُزِيْتَ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

"ہر وہ شخص جو نیک کام کرے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت نہ کرے اور لوگوں کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلائے۔ آپ نے مجھے امان دی ہے لیکن اللہ کی امان سب سے بہتر ہے۔ ہر وہ جو اس دنیا میں اللہ سے نہیں ڈرتا قیامت کے دن قیامت کے خوف و ہراس سے محفوظ نہیں ہوگا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس دنیا میں اپنا خوف عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن ہر خوف سے محفوظ ہو جاؤں۔ چونکہ تم نے اپنے خط میں لکھا ہے اس کی بنیاد

Presented by Ziaraat.Com

بھلائی اور نیکی ہے تو خداوند تعالیٰ تمھیں دنیا و آخرت میں
جزائے خیر دے"۔

یزید بن معاویہ کا خط عمرو بن سعید کے نام

مقتل خوارزمی، ج۱، ص ۲۱۸ پر یزید نے عمرو بن سعید کے نام خط لکھا، جو لوگ حج کے لیے مکہ آئیں ان کے سامنے یہ خط پڑھا جائے۔ تاریخ، ج ۲، ص ۱۸، یزید نے ابن عباس کی طرف خط لکھا جس میں یہ اشعار درج تھے

يَا اَيُّهَا الرَّاكِبُ الْغَادِي لِطِيَّتِهِ[1]
عَلَى عُذَافِرَةٍ فِي سَيْرِهَا قُحُمُ
اَبْلِغْ قُرَيْشًا عَلَى نَاىِ الْمَزَارِ بِهَا
بَيْنِي وَبَيْنَ الْحُسَيْنِ اللهُ وَالرَّحِمُ
وَمَوْقِفٌ بِفِنَاءِ الْبَيْتِ يَنْشُدُهُ
عَهْدُ الْاِلٰهِ (فَدًا) وَمَا تُوفِّى بِهِ الذِّمَمُ
عَنَيْتُمُ[2] قَوْمَكُمْ فَخْرًا بِاُمِّكُمْ
اُمٌّ لَعَمْرِي حِصَانٌ عِفَّتُهَا الْكَرَمُ[3]
هِيَ الَّتِي لَا يُدَانِي فَضْلَهَا اَحَدٌ
بِنْتُ الرَّسُولِ وَكُلُّ[4] النَّاسِ قَدْ عَلِمُوا
وَفَضْلُهَا لَكُمْ فَضْلٌ وَغَيْرُكُمْ
مِنْ قَوْمِكُمْ لَهُمْ مِنْ فَضْلِهَا قِسَمُ[5]
اِنِّي اَعْلَمُ وَخَيْرُ الْقَوْلِ اَصْدَقُهُ
وَالظَّنُّ يَصْدُقُ اَحْيَانًا وَيَنْتَظِمُ
اِنْ سَوْفَ يَتْرُكُكُمْ مَا تَدْعُونَ بِهِ

Presented by Ziaraat.Com

قَتَلَى نُهَاكُمُ الْقُرْبَانِ وَالرَّحِمُ
يَاقَوْمَنَا لَا تَشُبُّوا الْحَرْبَ إِذْ سَكَنَتْ
وَاسْتَمْسِكُوا بِحِبَالِ الْخَيْرِ وَاعْتَصِمُوا
قَدْ غَضَّتِ الْحَرْبُ⑨ مَنْ قَدْ كَانَ قَبْلَكُمْ
مِنَ الْقُرُونِ وَقَدْ بَادَتْ بِهَا الْأُمَمُ
فَأَنْصِفُوا قَوْمَكُمْ لَا تَهْلِكُوا بَذَخًا⑩
فَرُبَّ ذِي بَذَخٍ زَلَّتْ بِهِ الْقَدَمُ

خلاصۂ اشعار: اے سوارِ ناقہ! قریش کو میرا پیغام سنا دو جہاں ان سے ملاقات ہو تو ان سے کہہ دو۔ میرے اور حسینؑ کے درمیان دو رشتے ہیں، ایک ایمانی اور دوسرا خاندانی۔ خانہ خدا کے قرب میں عہدِ خدا یاد دلاتا ہوں۔ جو کل قیامت کے روز طلب کیا جائے گا۔ جو اس عہد کا پاس رکھے گا اُسے امان ہے اور میری طرف سے انعامات ہیں (اے حسینؑ) آپ کی والدہ محترمہ ہر اعتبار سے قابلِ فخر ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم! آپ کی والدہ اُمت کی بہترین خاتون ہیں۔ عفت و عصمت میں اس کا کوئی مقابل نہیں، ان کی فضیلت تک کسی کو رسائی حاصل نہیں۔ وہ اللہ کے رسول کی بیٹی ہیں۔ تمام دنیا انہیں اچھی طرح سے جانتی ہے جو ان کے فضائل ہیں وہ آپ کے فضائل ہیں۔ آپؑ کے علاوہ جو دوسرے لوگوں کے فضائل ہیں ان کے فضائل کی آپؑ کے

① تاریخ (مطیۃ) ② تاریخ: الفدہ ③ تاریخ: منتتم ④ تاریخ: حسان، عفت ⑤ تاریخ: وخیر الناس ⑥ یہ شعر تاریخ میں نہیں ہے ⑦ انی لاعلم او اظنّا لعالمہ ⑧ تاریخ: نہادیکم ⑨ تاریخ: واسموا بحبال السلم ⑩ تاریخ: قد ضرت الحرب ⑪ تاریخ لا تہلکوا.....تاریخ۔

Presented by Ziaraat.Com

سامنے کوئی حیثیت نہیں۔ سب سے بہتر گفتگو کی تصدیق کرتا ہوں۔ میرا گمان راست و موزوں ہے۔ عنقریب آپ پر واضح ہو جائے گا کہ آپ کے چاہنے والے آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ آپ کے جھولیوں کا گوشت حباب اور کھ چکا ہے ہوں گے۔ اے میری جماعت جنگ کی آگ کو نہ بھڑکاؤ جو اب خاموش ہے۔ صلح کی رسّی کو مضبوط کیجیے۔ تم سے وہ لوگ جو پہلے تھے جنھوں نے جنگ کی آگ بھڑکائی تھی ان کا غرور جاتا رہا۔ اے میری قوم انصاف سے کام لو تکبر نہ کرو۔ جب کوئی تکبر کرتا ہے تو پھسل جاتا ہے"۔

یہ اشعار مدینہ بھیجے گئے اور مدینہ والوں نے یہ اشعار امام حسینؑ پر پیش کیے آپ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ اشعار کس کے ہیں۔ جب آپؑ نے سنے تو فرمایا: یہ اشعار یزید کے ہیں۔ آپ نے ان اشعار کا جواب لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ! فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۂ یونس، آیہ ۴۱)

"اگر وہ تمھیں جھٹلائیں تو کہہ دو میرا ایک عمل ہے اور تمہارا بھی ایک عمل ہے، میرے کام سے تم بری الذمہ ہو اور میں تمہارے کام سے بیزار ہوں"۔

عبداللہ ابن عباس کے نام یزید کا خط

تاریخ، ج ۲، ص ۳۶ پر مرقوم ہے: جب یزید کو معلوم ہوا کہ امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر نے بیعت سے انکار کر دیا ہے اور مکہ چلے گئے ہیں تو اس نے ولید بن عتبہ بن

Presented by Ziaraat.Com

ابوسفیان کو حکومت مدینہ سے معزول کر کے اس کی جگہ عمرو بن سعید اشدق کو گورنر مقرر کیا اور یہ خط عبداللہ بن عباس کی طرف روانہ کیا۔

اے ابن عباسؓ! تمہارے عم زاد امام حسینؑ اور دوسرے دشمن خدا عبداللہ بن زبیر، انھوں نے میری بیعت کو کوئی اہمیت نہیں دی اور دونوں مکہ معظمہ چلے گئے ہیں۔ وہ فساد و فتنہ پھیلانا چاہتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے، یہ فتنہ انگیزی انھیں ہلاکت کی طرف لے جائے گی۔ ابن زبیر جلد گرفتار ہو جائے گا اور قتل کر دیا جائے گا۔

بات رہی امام حسین علیہ السلام کی، میں ان کی شکایت تم سے کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ان کا تعلق تمہارے خاندان سے ہے۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ عراق کے کچھ لوگ جو ان کے طرفدار ہیں انھوں نے ان کی طرف خطوط ارسال کیے ہیں۔ ان خطوط میں یہ لکھا گیا ہے کہ وہ ان کے خلیفہ ہیں، حسینؑ نے بھی انھیں اپنی امارت کی بشارت دی ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے آپس میں کتنے قریبی خاندانی تعلقات ہیں، حسینؑ نے قطع رحمی کی ہے۔

اے ابن عباسؓ! تو اپنے خاندان کا بزرگ ہے اور قائد ہے۔ ان سے ملو اور اُمت کو تفرقہ سے بچاؤ، وہ اُمت کو پارہ پارہ نہ کریں۔ اگر وہ آپ کی بات مان لیتے ہیں اور فساد برپا نہیں کرتے تو میری طرف سے آپ مختار ہیں، ان کے لیے امان و اکرام کے حقوق محفوظ ہیں۔ وہ معاہدہ اور شرائط جو میرے والد نے ان کے بھائی حسنؑ کے ساتھ طے کیے تھے۔ وہ اپنی جگہ پر برقرار ہوں گے۔ اگر انھوں نے اس بات کو قبول کر لیا تو میں پوری ذمہ داری کا ثبوت دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے اور محکم قسم اٹھاتا ہوں۔ فوراً میرے خط کا جواب دو، اپنی ضروریات بھی لکھو اور جو اشعار میں نے لکھے ہیں ان پر بھی نگاہ کرو (ایہا الراکب الغادی.....الخ)۔

جب یہ خط ابن عباس کو ملا تو انھوں نے یزید کو خط لکھا۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن عباس کا خط بنام یزید

تمہارا خط ملا کہ امام حسینؑ اور ابن زبیر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر وہ آدمی ہے جو ہم سے دُور رہتا ہے۔ وہ اپنی رائے پر عمل کرتا ہے۔ اس کا سینہ کینہ و بغض سے لبریز ہے۔ اگر اس کے لیے ممکن ہو تو وہ ہماری زندگی بھی ویران کر دے۔ خداوند تعالیٰ اس کو کامیابی نہ دے۔ عبداللہ بن زبیر اپنا آپ مالک ہے تو جان اور وہ جانے۔

اب بات رہی امام حسینؑ کی وہ اپنے نانا کے حرم سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ جب میں نے ان سے پوچھا کہ آپ مدینہ سے کیوں جا رہے ہیں تو انھوں نے فرمایا: یزید کے مقرر کردہ حکام کا سلوک ان کے ساتھ اچھا نہیں ہے۔ انھوں نے ان کی شان میں ناشائستہ الفاظ ادا کیے اس لیے مجبوراً انھوں نے رختِ سفر باندھا تاکہ حرم خدا میں پناہ لیں۔

میری درخواست کو قبول کرو کے جن جن باتوں کا ذکر کیا ہے ان پر عمل ہوگا۔ میں امام حسینؑ سے ملاقات کروں گا۔ انھیں نصیحت کروں گا شاید کہ یہ اختلاف دُور ہو جائے اور جنگ کی آگ نہ بھڑکے اور اُمت کے بے گناہوں کا خون نہ بہے۔

اے یزید! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں، اپنے ظاہر و باطن کے لحاظ سے اللہ سے ڈرو، تمہاری زندگی میں کوئی ایسی رات نہ آئے جس میں تم کسی مسلمان کے جان و مال کے بارے میں بُرا سوچو۔

کیا تم نے ایسی ضرب الامثال نہیں پڑھی ہیں؟ جو شخص کسی دوسرے کے لیے گڑھا کھودتا ہے خود اس میں گرفتار ہوتا ہے۔ انسان بہت سی آرزوئیں رکھتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے۔ سب سے بہترین کام قرآن مجید کی تلاوت اور پیغمبرؐ کی سنت کی نشر و اشاعت ہے اور ہمیشہ نماز و روزہ کی پاسداری کامیابی کا راستہ ہے، لہو و لعب سے

Presented by Ziaraat.Com

دور رہو، بے ہودہ اور باطل باتوں کی طرف کانوں کو مت لگاؤ، جو تیرے خیر خواہ ہوں گے وہ تجھے دنیاوی کاموں سے روکیں گے کیونکہ دنیا فانی ہے، تجھے آخرت یاد دلائیں گے جو ہمیشہ باقی ہے۔۔۔۔۔ والسلام!

وداع محمد بن حنفیہ با امام حسینؑ

ناسخ، ج ۲، ص ۱۲۸ میں تحریر ہے۔ فضل ابی مخنف میں موجود ہے: جب امام حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ تھے۔ جب آپؑ مدینہ کے قریب آئے تو دوبارہ قبر رسولؐ اللہ پر حاضری دی۔ اس وقت محمد حنفیہ آپؑ کے پاس آئے، ملاقات کی اور خوب گریہ کیا اور عرض کیا: اے برادر! قسم بخدا اب میرے اندر وہ طاقت نہیں رہی کہ تلوار اٹھاؤں یا نیزہ۔ میری مجبوری ہے اس لیے کہ آپؑ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ اب اپنے برادر مظلوم و شہید کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔

منزل ثعلبیہ پر بشر بن غالب سے امامؑ کی ملاقات

امالی شیخ صدوق، ص ۱۳۵، بحار، ج ۴۴، ص ۳۱۲، جلاء العیون، ص ۵۳۶ میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے۔ جب آنحضرتؑ منزل ثعلبیہ پر پہنچے تو وہاں بشر بن غالب آپ سے ملے تو اُس نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! اس آیت کی تفسیر کیا ہے: (مقتل اِمام، ص ۲۲۱ میں بشر کے ساتھ جو ملاقات ہے وہ منزل ذات عرق پر ہے)

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ "ایک دن ہر انسان کو اس کے امامؑ کے ساتھ بلایا جائے گا"۔

آپؑ نے فرمایا: ایک امام وہ ہے جو لوگوں کو ہدایت ربانی کی طرف بلاتا ہے اور لوگ اس کی ہدایت کو قبول کرتے ہیں، وہ انھیں جنّت کی طرف لے جائے گا اور ہدایت والا امام انھیں جنت کی طرف لے جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Presented by Ziaraat.Com

فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ "ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک جہنم میں ہوگا"۔

ایک اور روایت میں ہے آپ نے اُس سے کوفہ کے حالات پوچھے۔ اس نے کہا: لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں تلواریں بنو اُمیہ کے ساتھ ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ "جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہی ہوتا ہے"۔

کلینی نے کافی، ج۱، ص۳۹۸، ک۴، ب۱۰۰، حدیث۲، مجلسی جلاء العیون، ص۵۳۶ میں روایت موجود ہے۔ منزل ثعلبیہ پر ایک آدمی نے امامؑ سے ملاقات کی جب کہ آپؑ کربلا کی طرف روانہ تھے۔ ایک آدمی آپؑ کے پاس آیا اور سلام کیا۔ آپؑ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اُس نے کہا: میں کوفہ کا رہنے والا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تو مدینہ میں میرے ساتھ ملاقات کرتا تو میں تمھیں جبرئیلؑ امین کے وہ نشانات دکھاتا جو ہمارے گھر کے راستہ پر موجود ہیں کہ وہ کس راستے ہمارے گھر داخل ہوتا تھا اور کس طرح وحی میرے نانا پر لاتا تھا۔ کیا ہمارا گھر چشمہ علم و عرفان اور آب حیات نہیں ہے۔ لوگ تو علوم الٰہی سے واقف ہیں اور ہم واقف نہیں ہیں؟

ناسخ، ج۲، ص۱۳۲، امام حسینؑ پر، جب منزل ثعلبیہ پر پہنچے ظہر سے قبل آپؑ کی آنکھ لگی۔ جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے، غیب سے آواز سنی ہے، کوئی کہہ رہا تھا: آپؑ جلدی میں ہیں، موت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ وہ تمھیں بہشت لے جانا چاہتی ہے۔①

---

① ناسخ، ج۲، ص۳۲ و عوالم، ج۱۷، ص۲۱۸ (اباہرہ) نقل کیا ہے۔ امالی صدوق میں ص۱۳۶ (اباہرم) نقل کیا گیا ہے۔ جلاء العیون میں ص۵۳۷، ابوہریرہ نقل ہے۔ (زبیمہ ایک جگہ کا نام ہے، ایک زرعی علاقہ ہے جو کوفہ کے نزدیک ہے)۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علی اکبرؑ نے عرض کیا: بابا جانؑ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: قسم بخدا! ہم حق پر ہیں۔

شہزادہ نے فرمایا: پھر ہمیں موت سے کوئی خوف نہیں ہے۔ امامؑ نے فرمایا: خدا تمھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ وہ رات امامؑ نے اپنے اہلِ بیتؑ کے ساتھ منزلِ ثعلبیہ پر گزاری۔

ملاقات امامؑ با اباھرہ (اباھرم) (ابوہریرہ)

جلاء العیون ص ۵۳۷ اور امالی صدوق، ص ۱۳۶ میں منقول ہے کہ امامؑ منزل رھیمہ پر تھے۔ اسی منزل پر ایک آدمی جو کوفہ کا رہنے والا تھا جس کا نام ابوہریرہ بتایا گیا ہے۔ آپؑ کے حضور آیا، آپؑ کو سلام کیا اور کہا: اے فرزندِ رسولؐ! آپ حرمِ رسولؐ اللہ اور حرمِ خداوند تعالیٰ سے باہر کیوں آئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! بنو اُمیہ نے میرا مال غصب کیا، میں نے صبر کیا، انھوں نے میری حُرمت کی ہتک کی، میں نے صبر کیا۔ اب وہ میری جان کے درپے ہوئے اس لیے میں نے اپنے ناناؐ کے حرم کو اور اللہ کے حرم کو چھوڑا ہے۔[①]

قسم بخدا! جب یہ سرکش گروہ مجھے شہید کریں گے تو خداوند قہار انھیں ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا اور اپنے انتقام کی شمشیر سے قتل کرے گا۔ ان لوگوں پر ایسے حکمران مسلط کرے گا جو انھیں قومِ سبا سے بھی زیادہ ذلیل و خوار کریں گے کہ جن کی حکمران ایک عورت تھی۔ (سبا: یمن میں وہ شہر ہے جس میں ملکہ بلقیس رہتی تھی)

---

① بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ امامؑ نے امرِ خدا سے فرار کیا۔ تو ایسے لوگوں کا جواب یہ ہے: موسیٰؑ مصر سے کیوں بھاگے تھے تو انھوں نے بھی امرِ خدا سے فرار کیا تھا۔ سورۂ شعراء، آیہ ۲۱ میں ہے: فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا ...... الخ۔ حضرت پیغمبرؐ نے مکہ میں اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلایا اور آپ مکہ سے دور چلے گئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک اور روایت میں ہے آپؑ نے فرمایا: اہلِ کوفہ نے میری طرف خط ارسال کیے ہیں، اب وہ مجھے قتل کریں گے۔ حق تعالیٰ ان پر ایسے حکمران مسلط کرے گا جو ظلم و ستم کی شمشیر کے ساتھ انھیں ذلت و رسوائی سے دوچار کریں گے۔

ملاقات امامؑ با مردِ عراقی

تاریخ، ج ۲، ص ۱۳۳ اور ریاشی (عوالم، ج ۱۷، ص ۲۱۸ ریاشی کی تاریخ سے نقل کیا ہے) ایک آدمی جو عراق کا رہنے والا تھا زیارت کے لیے مکہ کی طرف آ رہا تھا۔ اسی سفر کے دوران راستے میں بیابان میں خیموں کو دیکھا تو ان خیام کی طرف چل پڑا۔ جب نزدیک ہوا، پوچھا: یہ خیمے کس کے ہیں؟ کسی نے کہا: امام حسینؑ کے خیام ہیں۔ اس نے کہا: وہ حسینؑ جو علیؑ اور بتول معظمہؑ کا بیٹا ہے؟ کہا گیا: جی ہاں! تو اس نے اپنی رفتار کو تیز کیا اور امامؑ کے حضور حاضری دی۔

اس وقت امامؑ خط پڑھ رہے تھے۔ اس نے سلام کیا، آپؑ نے جواب دیا۔ اس نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں آپؑ اس بے آب و گیاہ بیابان میں کیا کر رہے ہیں، یہاں پانی ہے اور نہ گھاس، نہ یہ رہنے کی جگہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: بنو اُمیہ مجھے قتل سے ڈراتے ہیں، کوفہ والوں نے مجھے دعوت دی ہے۔ یہ ان کے خطوط ہیں جن کو میں پڑھ رہا ہوں حالانکہ وہ مجھے قتل کر دیں گے لیکن جب وہ اس جرم کا ارتکاب کریں گے اور محرمات کا پردہ چاک کریں گے خداوند تعالیٰ ان پر ایسے حکمران مسلط فرمائے گا جو انھیں قتل کرے گا اور انھیں قومِ بلقیس سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا کرے گا۔

تقمقام، ص ۳۳۳ میں یہ روایت کچھ اس طرح موجود ہے: صاحب درالنظیم نے بیان کیا ہے، جعفر بن سلیمان نے امام حسینؑ سے خود سنا، وہ کہتا ہے: جب میں حج بیت

Presented by Ziaraat.Com

اللہ کے لیے سفر کر رہا تھا۔ دورانِ سفر میں نے راستہ کے ایک طرف بہت سے خیام لگے ہوئے دیکھے۔ پتہ چلا کہ یہ خیام امام حسینؑ کے ہیں، میں نے زیارت کی اجازت لی تو لوگوں نے ایک بڑے خیمہ کی طرف اشارہ کیا۔ جب میں اندر گیا تو آپؑ خیمہ کے ستون کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور خطوط کا مطالعہ کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا:

اے فرزندِ رسولؐ! آپ اس بیابان میں کیوں تشریف فرما ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بنو اُمیہ نے میرے قتل کا ارادہ کر لیا ہے۔ یہ کوفیوں کے خطوط ہیں۔ انھوں نے مجھے دعوت دی ہے لیکن مجھے معلوم ہے وہ مجھے شہید کر دیں گے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو کسی کی بھی حُرمت محفوظ نہ رہے گی۔ اللہ کی طرف سے ان سے انتقام لیا جائے گا۔ یہ لوگ حبشی کنیزوں کے حیض کے کپڑے سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا ہوں گے۔

ابن زیاد کے نام ولید کا خط

تاریخ، ج ۲، ص ۱۳۲ ولید بن عقبہ بن ابوسفیان کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیا گیا۔ اس کے عزل کا سبب یہ تھا کہ اُس نے امام حسینؑ سے نرمی کا سلوک کیا تھا اس وجہ سے اُسے حکومت سے ہٹا دیا گیا۔ جب امام حسینؑ نے کوفہ کی طرف سفر کا آغاز کر دیا تھا تو اُس نے ابن زیاد کی طرف خط لکھا تھا:

اے ابن زیاد! امام حسینؑ عراق کی طرف روانہ ہیں، خیال رکھنا وہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے بیٹے ہیں اور وہ رسولؐ خدا کی بیٹی ہیں۔ اے ابن زیاد! ان سے جنگ نہ کرنا، خیال کرنا تم سے یہ بدترین کام نہ ہونے پائے۔ جس کی وجہ سے قیامت تک تمہارے لیے ننگ و عار بن جائے۔ یہ ننگ و عار ہمیشہ یاد رکھا جائے گا"۔

ابن زیاد نے ولید کی اس نصیحت کا کوئی اثر نہ لیا اور نہ اُس کے خط کا جواب دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

طرماح کی ملاقات[1]

ناسخ، ج ۲، ص ۱۳۵، طرماح بن حکم سامان خورد و نوش لے کر اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ اجا[2] اور فید[3] کے لوگوں کی عادت تھی۔ وہ سامان خورد و نوش جس کی مقدار ان کو سال بھر کے لیے کفایت کرتی شہروں سے لے جاتے اور اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے تھے تاکہ حج کے زمانے میں بیت اللہ کے زائرین کو مقام فید میں ان کی ضروریات کے مطابق قیمتاً مہیا کریں۔ المختصر طرماح نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: آپ کوفیوں کے فریب میں نہ آئیں۔ قسم بخدا! اگر آپ کوفہ تشریف لائے وہ آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہر صورت میں کوفیوں سے بچیں، اُدھر نہ جائیں۔ اگر آپ نے ان بے دینوں سے جنگ بھی کرنی ہے تو ہمارے اس پہاڑ اجاء میں فروکش ہو جائیں۔ بہترین پناہ گاہ ہے قسم بخدا! ہم دشمن سے ذلیل ہونے والے نہیں ہیں۔ آپ ہمارے ہاں تشریف رکھیں، ہم آپ کی نصرت کریں گے اور آپ کے دشمن کو دفع کریں گے۔

امام حسینؑ نے فرمایا: میں نے اہل کوفہ کے ساتھ وعدہ کر لیا ہے، وعدہ وفائی کرنا واجب ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دی تو یہ اس ذات کی عنایت و کفایت ہوگی۔ اگر اس ذات کا فیصلہ اس کے علاوہ ہوا تو شہادت کی سعادت میسر آئے گی۔ ان شاء اللہ!

طرماح بن حکم کہتے ہیں: جب میں نے امامؑ کی گفتگو سنی تو عرض کیا: یہ میرا سامان خورد و نوش اُونٹوں پر لدا ہوا ہے۔ یہ میں گھر پہنچا آؤں اور گھر والوں کو وصیت کر لوں۔ میں پھر آپ کے پیچھے آپ کی نصرت کے لیے آ رہا ہوں۔ جب میں

---

1. ناسخ، ج ۲، ص ۱۳۴ و بحار، ج ۴۴، ص ۳۶۸ و جلاء العیون، ص ۵۳۷
2. اجا طی کے دو پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے۔
3. فید: کوفہ سے مکہ کے راستے پر ہے۔ لوگ جب حج کے لیے نکلتے تھے تو سامان جو زائد ہوتا تھا وہ یہاں فروخت کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

نصرت امامؑ کے لیے گھر سے نکلا تھا تو راستے میں سماعہ بن یزید سے ملاقات ہوئی، اُس نے کہا: امام حسینؑ شہید ہو گئے ہیں پھر میں واپس ہو گیا تھا۔

مقتل خوارزمی، ص ۲۳۳، قمقام، ص ۳۵۴، بحار، ج ۴۴، ص ۳۷۸، عوالم، ج ۱۷، ص ۲۲۹، ناسخ، ج ۲، ص ۱۶۲، ان تمام کتب میں امام حسینؑ کی ملاقات طرماح کے ساتھ حر بن یزید ریاحی کی ملاقات کے بعد میں ہے۔

لیکن ناسخ میں ملاقات طرماح دو دفعہ ہے: ایک حُر کی ملاقات سے پہلے اور دوسری ملاقات حُر کی ملاقات کے بعد میں ہے۔ تاریخ ناسخ، ص ۱۳۵ و ص ۱۶۲ پر ملاحظہ فرمائیں:

صاحب قمقام بیان کرتے ہیں: جب امام حسینؑ عذیب الھجانات[1] پہنچے تو وہاں چار آدمی آپؑ کے پاس پہنچے۔ طرماح بن عدی، نافع بن ہلال، مجمع بن عبیداللہ یا عبیداللہ العائذی ایک اور شخص بھی تھا۔ جب طرماح کی آپؑ پر نگاہ پڑی تو یہ رجز پڑھا:

مقتل خوارزمی میں ہے امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے پوچھا: تم میں کوئی ایسا ہے جو اس راستے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ جانتا ہو؟ طرماح نے کہا: جی ہاں میں جانتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: آگے چلو۔ طرماح آگے چلا، امام حسینؑ اور اُن کے اصحاب ان کے ہمراہ ہوئے۔ اس دوران طرماح نے رجز پڑھنا شروع کیا۔ یہ اشعار مقتل خوارزمی میں موجود ہیں:

يَا نَاقَتِيْ لَا تَذْعَرِيْ مِنْ زَجْرِ
وَامْضِيْ بِنَا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ
بِخَيْرِ فِتْيَانٍ وَخَيْرِ سَفْرِ
آلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَهْلَ الْفَخْرِ

[1] عذیب: عذب کی تصغیر ہے قادسیہ کے دائیں طرف میٹھا پانی ہے جو بنی تمیم کی ملکیت ہے۔ یہ جگہ قادسیہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اَلسَّادَةِ الْبِيْضِ الْوُجُوْهِ الْغُرِّ
الطَّاعِنِيْنَ بِالرِّمَاحِ السُّمْرِ
وَالضَّارِبِيْنَ بِالصِّفَاحِ الْبُتْرِ
حَتّٰى تَحَلّٰى بِكَرِيْمِ النَّحْرِ
اَلْمَاجِدِ الْحُرِّ الرَّحِيْبِ الصَّدْرِ
اَتٰى بِهِ اللّٰهُ لِخَيْرِ اَمْرِ
عَمَّرَهُ اللّٰهُ بَقَاءَ الدَّهْرِ
وَزَادَهُ مِنْ طَيِّبَاتِ الذِّكْرِ
يَا مَالِكَ النَّفْعِ مَعًا وَالضُّرِّ
اَيِّدْ حُسَيْنًا سَيِّدِيْ بِالنَّصْرِ
عَلَى الطُّغَاةِ مِنْ بَقَايَا الْكُفْرِ
اَعْنِيْ اللَّعِيْنَيْنِ سَلِيْلِ وَصَخْرٍ
وَابْنَ زِيَادٍ الْعَاهِرِ ابْنِ الْعُهْرِ
فَاَنْتَ يَا رَبِّ بِهِ ذُو الْبِرِّ

ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے: ''اے ناقہ تھکاوٹ سے نہ گھبرا، طلوع فجر سے پہلے ہمیں پہنچا دے۔ کائنات کے بہترین رفقاء ہیں۔ وہ آلِ رسولؐ ہیں جن کے لیے فخر شایان ہے۔ نورانی حسین و خوبصورت چہروں والے سیّد و سردار جو گندمی نیزوں کے ساتھ

---

① بحار و عوالم (کریم النحر)
② عوالم (یزید لا زال حلیف الخمر و ابن زیاد عھر بن العھر) یہ اشعار مقتل کی دوسری کتابوں میں بھی مرقوم ہیں لیکن حقیر نے مقتل خوارزمی سے نقل کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جنگ کرنے والے ہیں۔ وہ قاطع تلواروں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ وہ لائق صد فخر ہیں۔ وہ سب بزرگوار اور وسیع قلب والے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بہترین امر کے لیے چنا ہے۔ خدا ئے ہمیشہ زندہ رہنے، اے نفع و نقصان کے مالک، امام حسینؑ کی اپنی نصرت سے تائید فرما۔ اس کے مقابلے میں جو سرکش کافر ہیں۔ فخر کے دونوں لعین بیٹوں کے مقابلہ میں (ایک یزید بہت بڑا شرابی ہے) اور دوسرا ابن زیاد جو حرام زادہ اور حرام زادہ کا بیٹا ہے"۔

امام حسینؑ کا کوفہ کی طرف متوجہ ہونا

علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں ص ۳۷۵ پر لکھا ہے: مشائخ عظام کی روایت ہے جب امام حسینؑ کوفہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ابن زیاد کو علم ہو گیا۔ اُس نے حصین بن نمیر کو لشکر دیا کہ وہ قادسیہ کے راستہ پر جائے اور امام کو کوفہ آنے سے روک دے۔ اس لشکر نے قادسیہ سے قطقطانہ (کوفہ کے نزدیک ایک جگہ) تک کے علاقہ کو گھیر لیا۔

بزرگانِ کوفہ کے نام امامؑ کا خط

جب امام حسینؑ بطن رمہ پہنچے تو عبداللہ بن یقطر اپنے رضاعی برادر کو دوسری روایت کے مطابق قیس بن مسھر (سیداوی) کو اپنا سفیر بنا کر کوفہ بھیجا۔ ابھی تک جناب مسلمؑ کی شہادت کی خبر آپ تک نہیں پہنچی تھی۔

خط کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے برادرانِ ایمانی کے نام ہے۔ میرا تم پر سلام ہو۔ میں خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ اس کے سوا اس جیسا کوئی اور خدا نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اما بعد! مسلم بن عقیلؑ کا خط مجھے ملا اس خط سے پتہ چلا کہ تم سب ہماری نصرت پر متفق ہو اور ہمارا حق ہمارے دشمنوں سے لینے کے لیے تیار ہو چکے ہو۔ میری خداوند تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم پر اپنے احسانات جاری و ساری رکھے اور خداوند تعالیٰ تمہیں اس عمل کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ میں مکہ سے باہر آ چکا ہوں اور تمہارے علاقہ کی طرف چلا آ رہا ہوں۔ میں سوموار آٹھ ذوالحج سے روانہ ہوں۔ جونہی میرا قاصد پہنچے میری اتباع میں کمر بستہ ہو جائیں اور جنگ کے لیے اپنے آپ کو آمادہ رکھیے۔ میں بہت جلد پہنچنے والا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (بحار، ج ۴۴، ص ۳۶۹ وعوالم، ج ۱۷، ص ۲۱۹ وتاریخ، جلد ۲، ص ۱۲۷ ومقتل مقرم، ص ۳۷۳)

خط لکھنے کی وجہ

جناب مسلمؑ نے آپؑ کی طرف جو خط لکھا تھا وہ اپنی شہادت سے ستائیس روز قبل لکھا تھا۔ اس خط میں یہ لکھا گیا تھا کہ تمام اہل کوفہ نے اپنی اطاعت و نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ کوفیوں نے آپؑ کی طرف لکھا تھا کہ ایک لاکھ جانثاروں کی فوج اکٹھی کر لی گئی ہے جو آپؑ کی نصرت میں جنگ کریں گے، آپؑ جلد از جلد کوفہ پہنچیں۔

عبداللہ بن یقطر کی گرفتاری

جب آپؑ کا یہ قاصد کوفہ کی طرف روانہ ہوا، قادسیہ کے قریب حصین بن نمیر نے اُسے گرفتار کر لیا۔ جب ان سے خط لینے کی کوشش کی گئی تو اس نے خط ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حصین نے اُسے ابن زیاد کی طرف بھیج دیا۔①

① تاریخ، ج ۲، ص ۱۲۸۔ جب عبداللہ بن یقطر قادسیہ پہنچے تو حصین کے جاسوسوں نے انھیں گرفتار کر لیا۔ حصین نے حکم دیا اس کی تلاشی لی جائے۔ اگر اس کے پاس خط ہوگا تو معلوم ہو جائے گا۔ عبداللہ بن یقطر نے خط پارہ پارہ کر دیا اور ضائع کر دیا۔ انھیں خط کے حصول پر کامیابی نہ ہوئی۔ حصین نے اُسے دست بستہ صورت میں ابن زیاد کی طرف بھیج دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن زیاد کے محل میں ابن یقطر کی شہادت

جب آپ کو ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا تو اس ملعون نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں علی بن ابی طالبؑ اور ان کے فرزند کا شیعہ ہوں۔

ابن زیاد: خط کو تو نے ٹکڑے ٹکڑے کیوں کیا ہے؟

ابن یقطر: خط کے مضمون کی حفاظت کے لیے تاکہ تجھے اس کے مندرجات کا علم نہ ہو۔

ابن زیاد: خط کس کا تھا اور کس کی طرف تھا؟

ابن یقطر: امام حسینؑ کا خط تھا۔ کوفہ کے بزرگواروں کے نام جن کے ناموں سے میں واقف نہیں ہوں۔

ابن زیاد: (غصے کی حالت میں) میں اس وقت تک تمہیں نہیں چھوڑوں گا جب تک ان لوگوں کے نام نہ بتلاؤ جن کے نام خط تھا یا پھر منبر پر جاؤ حسینؑ اور اس کے والد اور بھائی کی شان میں گستاخی کرو۔ بصورت دیگر میں تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔

ابن یقطر: ان لوگوں کے نام ظاہر نہیں کروں گا، تیری دوسری بات کے لیے کچھ کروں گا۔ یہ کہہ کر عبداللہ ابن یقطر منبر پر آیا۔ خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ رسول اکرمؐ اور ان کی آل پر درود بھیجا۔ حضرت امام حسینؑ اور اُن کے والد و برادر پر درود بھیجا۔ ابن زیاد اور اس کے باپ اور تمام بنوامیہ پر لعنت کی اور تقریر کی۔

اے اہلِ کوفہ! میں امام حسینؑ کا قاصد ہوں، امام حسینؑ کی طرف سے تمہاری طرف آیا ہوں۔ میں نے ان کو فلاں جگہ (مقام رمہ) پر چھوڑا ہے۔ جو شخص ان کی مدد کرنا چاہتا ہے تو ان کے حضور جلد پہنچنے کی کوشش کرے۔ (ناسخ، ج۲، ص۱۳۶)

ابن زیاد نے حکم دیا: اسے دارالامارہ کے باہر لے جا کر قتل کر دیا جائے۔ آپ کو شہید کر دیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک دوسری روایت کے مطابق ابھی آپ زندہ تھے کہ عبدالملک بن عمر نے آپ کا سر تن سے جدا کیا۔ (تاریخ، ج ۶، ص ۱۳۹ و بحار، ج ۴۴، ص ۳۷۰۔ عبدالمالک عمیر اللخمی نے آپ کا سر جدا کیا۔ جب اُسے لعن طعن ہوئی تو اس نے کہا: ان کو آرام پہنچانے کے لیے ایسا کیا۔)

ابن زیاد نے حکم دیا: بصرہ اور شام کے راستوں کو بند کر دیا جائے تاکہ کوئی خبر باہر نہ جائے۔ نہ باہر والا اندر آنے پائے اور نہ اندر والا باہر نکلنے پائے۔

جب کچھ دیہاتی وہاں پہنچے اور وجہ پوچھی تو ان لوگوں نے کہا: ہمیں اس کے علاوہ کسی اور چیز کا علم نہیں ہے۔ یہ کہا گیا تھا کہ بندی کر دو کوئی اِدھر کا اُدھر اور اُدھر کا اِدھر نہ آنے پائے۔

زہیر بن قین سے ملاقات

علامہ مجلسی نے جلاء العیون، ص ۵۳۹، تاریخ، ج ۶، ص ۱۴۱، بحار، ج ۴۴، ص ۳۷۱، عوالم، ج ۱۷، ص ۲۲۱، حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۷۹، مقتل، ص ۲۲۵ اور ارشاد مفید، ص ۲۲۱، ان تمام اصحاب نے اس اہم ترین ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ بحار میں یہ واقعہ کچھ اس طرح بیان ہوا ہے:

بنو فزارہ اور بنو بجیلہ کے کچھ لوگوں نے یہ بات بیان کی، وہ کہتے ہیں: جب ہم مکہ معظمہ سے واپس ہو رہے تھے تو ہم زہیر بن قین بجلی کے ساتھ ہم سفر تھے۔ راستے میں ایک منزل پر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات ایک اتفاق ہے کیونکہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہاں منزل ہو جہاں امام حسینؑ منزل کریں لیکن سفر کی مجبوری سے ہمیں ان کی منزل پر منزل کرنا پڑی۔ انہوں نے ایک طرف منزل کی اور ہم نے دوسری طرف منزل کی۔

ہم اپنے خیام میں بیٹھے ہوئے تھا اور چاشت کا کھانا کھا رہے تھے کہ امام حسینؑ

Presented by Ziaraat.Com

کا ایک آدمی آیا، اس نے ہمیں سلام کیا اور کہا: اے زُہیر بن قین امامؑ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے اور وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ اس کے ان الفاظ کے سننے کے ساتھ ہمارے ہاتھ کھانے سے رُک گئے اور ہماری یہ حالت تھی جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ اس سکوت اور جمود کو زُہیر کی بیوی نے اپنے ان الفاظ کے ساتھ توڑا: سبحان اللہ فرزندِ رسولؐ بلائیں اور تم اس طرف نہ جاؤ؟ اگر تو اُدھر چلا جائے اور ان کی بات سنے اور واپس آجائے تو اس کے ساتھ کیا فرق پڑ جائے گا۔

زُہیر فوراً اُٹھے اور امامؑ کے خیام کی طرف چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد زُہیر واپس آئے لیکن اب اس کی حالت پہلی حالت سے جداگانہ تھی۔ شاداں و فرحاں لوٹے اور اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ مال و متاع ہمارے حوالے کیا اور اپنی زوجہ سے کہا: اَنتِ طالق اب تو اپنے گھر والوں کی طرف چلی جا، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی پریشانی پہنچے۔ سیّد نے اس حدیث میں کچھ اضافہ سے کام لیا ہے۔ زُہیر نے کہا: اب میں حسینؑ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں اور ان پر اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہوں۔ تمام مال و متاع اپنی زوجہ کے حوالے کیا اور اُسے اپنے ایک چچا کے بیٹے کے حوالے کیا کہ وہ اُسے اُس کے گھر والوں کے حوالے کرے۔

یہ سن کر عورت اُٹھی اور رونے لگی۔ اس نے اس سے وداع کیا اور کہا: خداوند تعالیٰ بہتری فرمائے میں اللہ تعالیٰ سے خواہش رکھتا ہوں کہ تو قیامت کے دن مجھے حسینؑ کے ناناؐ کے پاس یاد کرے۔

شیخ مفید نے لکھا ہے: زُہیر نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جو میرے ساتھ آنا چاہتا ہے تو وہ آئے خدا حافظ یہ آخری ملاقات ہے۔ (ارشاد مفید، ص ۲۲۱)

میں تمہیں ایک بات بتاؤں ایک دفعہ میں نے کفار کے ساتھ جنگ کی تھی اور ان پر فتح حاصل کی تھی، بہت سا مالِ غنیمت میرے ہاتھ آیا تھا۔ سلیمان (بن ربیعہ باہلی)

Presented by Ziaraat.Com

نے مجھ سے کہا تھا: کیا اس مالِ غنیمت سے خوش ہوئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر اُس نے کہا: جہاں کہیں امام حسینؑ سردار جوانانِ جنت کو منافقین کے ساتھ جنگ کے لیے تیار پاؤ۔ اُس وقت ان کا ساتھ دینا۔ اس مالِ غنیمت سے بھی تمھیں بہت زیادہ خوشی ہوگی۔ اس غنیمت کا تعلق دنیا سے ہے۔ اس غنیمت کا تعلق آخرت سے ہے۔ میں تم سے وداع کرتا ہوں اور اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا: قسم بخدا! زُہیر ہم سے جدا ہوگیا اور امام حسینؑ کے ہمراہ رہا یہاں تک کہ اُس نے شہادت پالی۔

غیبی آواز اور حضرت زینبؑ

بحار، ج ۴۴، ص ۳۷۲، مناقب وعوالم، ج ۱۷، ص ۲۲۲، حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۶۶ و ناسخ، ج ۲، ص ۱۴ و جلاء العیون، ص ۵۳۹۔ ان تمام اصحاب نے روایت کیا ہے جب امام حسین علیہ السلام خزیمہ پہنچے اور وہاں منزل کی۔ صبح ہوئی تو حضرت زینبؑ اپنے بھائی کے پاس آئیں تو ان کے حضور عرض کیا: رات میں نے غیبی آواز سنی، آدمی نظر نہیں آتا تھا، وہ آواز یہ تھی:

أَلَا يَا عَيْنُ فَاحْتَفِلِي بِجُهْدٍ ۔۔۔ وَمَنْ يَبْكِي عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعْدِي
عَلَى قَوْمٍ تَسُوقُهُمُ الْمَنَايَا ۔۔۔ بِمِقْدَارٍ إِلَى إِنْجَازِ وَعْدٍ

"اے میری آنکھ حسرت واندوہ کے آنسو بہا، یہ وہ شہداء ہیں میرے بعد ان پر کون آنسو بہائے گا؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کو موت ہانک کر شہادت گاہ کی طرف لے جارہی ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا: اے میری بہن وہی ہوگا جو خدا چاہے گا"۔

ناسخ نے اپنی روایت میں یہ الفاظ پیش کیے ہیں: اے چشم! اپنے تمام آنسو بہا دے، میرے بعد ان پر کون روئے گا۔ ان لوگوں کو موت وعدہ گاہ کی طرف لے جارہی ہے۔ (وعدہ شہادت امام حسینؑ)

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ، حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؑ کی شہادت

ارشاد مفید، ص ۲۲۲ و بحار، ج ۴۴، ص ۳۷۴ و عوالم، ج ۱۷، ص ۲۲۲ و حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۶۸ و تاریخ، ج ۲، ص ۱۴۳ و نفس المہموم، ص ۵۲۹۔ عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشمعل (تاریخ نے منذر بن اسماعیل تحریر کیا ہے) راوی ہیں۔ یہ دونوں اسدی ہیں۔ کہتے ہیں: ہم جب مناسکِ حج سے فارغ ہوئے تو ہم نے فوراً رختِ سفر باندھا اور پوری تیزی کے ساتھ امام حسینؑ کے پاس آ پہنچے کہ دیکھیں آپ کا کام کہاں پہنچا ہے۔ جب ہم زرود نامی جگہ پر پہنچے تو ہم نے کوفہ کی طرف سے آنے والے آدمی کو دیکھا۔ اس کی نگاہ جب امام حسینؑ پر پڑی تو اس نے اپنا راستہ تبدیل کر دیا۔ اس کو دیکھ کر امام حسینؑ کھڑے ہو گئے۔ آپ چاہتے تھے کہ اس آدمی سے ملاقات کریں لیکن وہ نہ رکا تو ہم اس کی طرف چل پڑے۔ ہم میں سے کسی ایک نے کہا: بہتر ہے اس کے پاس جائیں اور اس کوفہ کی خبر حاصل کریں کیونکہ وہ کوفہ سے آ رہا ہے۔ پس ہم اس کے قریب پہنچے، اُسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ اس سے پوچھا: کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے کہا: اسدی ہوں۔ ہم نے کہا: ہم بھی اسدی ہیں۔ پھر سوال کیا تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں بکر بن فلاں ہوں۔ پھر ہم نے اپنا تعارف پیش کیا اور کوفہ کے بارے میں پوچھا: اس نے کہا: ابھی میں کوفہ سے باہر نہیں نکلا تھا۔ جناب مسلمؑ اور جناب ہانیؒ شہید ہو چکے تھے۔ ان کے پاؤں میں رسیاں ڈال کر بازار میں کھینچا جا رہا تھا۔

ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور امام حسینؑ کو منزل ثعلبیہ پر جا ملے۔ عصر کا وقت تھا۔ ہم نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا۔ پھر ہم نے عرض کیا: خداوند تعالیٰ آپ پر رحم کرے، ہمارے پاس خبر ہے اگر آپ چاہیں تو یہاں بیان کریں۔ اگر چاہیں تو خلوت میں بیان کریں۔ پھر آپؑ نے ہماری طرف نگاہ کی اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا اور فرمایا: میرے اور میری اس جماعت کے درمیان کوئی راز کی بات نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بیان کرو۔ ہم نے عرض کیا: اس آدمی کو آپ نے جاتا ہوئے دیکھا تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے دیکھا تھا۔ ہم اس سے ملے ہیں اس سے کوفہ کے حالات پوچھے ہیں وہ ہمارے قبیلہ کا آدمی ہے اور صاحب الرائے آدمی ہے۔ اس نے کہا: جناب ہانیؒ اور جناب مسلمؑ کو شہید کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشوں کو بازار میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ جب امام حسینؑ نے سنا تو انا للہ و انا الیہ راجعون کا کلمہ زبان پر جاری فرمایا اور کئی مرتبہ یہ کلمہ پڑھا۔

ہم نے عرض کیا: ہم آپ کو قسم دیتے ہیں آپؑ اپنی اور اپنی اہل بیتؑ کی جانوں کا خیال کریں اور یہاں سے واپس چلے جائیں۔ کیونکہ کوفہ میں آپؑ کا کوئی ناصر ہے اور نہ شیعہ بلکہ وہ آپؑ کے خلاف قیام کریں گے۔

پھر آپؑ نے اولاد جناب عقیل کی طرف دیکھا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ جناب مسلمؑ شہید کر دیے گئے ہیں۔ انھوں نے کہا: قسم بخدا ہم اس وقت تک واپس نہ ہوں گے جب تک مسلمؑ کا انتقام نہ لے لیں یا پھر مسلمؑ کی طرح شہید نہ ہو جائیں۔ پس آپؑ نے ہماری طرف نگاہ کی اور فرمایا: زندگی اور خوشی اب باقی نہیں رہی۔ ان کے بعد کچھ باقی نہیں رہا۔ ہم نے سمجھ لیا۔ آپ اپنے راستے پر قائم ہیں۔ ہم نے عرض کیا: خداوند تعالیٰ آپ کو خیر عطا فرمائے۔ آپؑ نے فرمایا: آپ پر خدا رحم فرمائے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا: اے مولا! آپ کا معاملہ اور ہے جناب مسلمؑ کا اور ہے۔ جب آپ کوفہ میں قدم رکھیں گے، لوگ جلدی کے ساتھ آپ کی طرف آ جائیں گے، ان کی اس بات پر آپ خاموش رہے۔

گریہ دختر مسلمؑ بر پدر

ناسخ، ج ۶ ص ۲۱۵، ۲۱۶ میں کوفی مؤرخ ہیں، جناب مسلم بن عقیلؑ کی ایک بیٹی تھی جس کی عمر تیرہ سال تھی۔ وہ بچی امام حسینؑ کی بیٹیوں کے ساتھ رہتی تھی۔ جب

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ نے جناب مسلمؑ کی شہادت کی خبر سنی تو خیام کے اندر تشریف لائے اور جناب مسلمؑ کی بیٹی کو اپنے پاس بلایا اور بہت پیار کیا۔ اس شہزادی کو اس شفقت و نوازش سے اندازہ ہو گیا۔ عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! جس طریقے سے آپ میرے ساتھ پیش آ رہے ہیں۔ ایسا سلوک تو یتیموں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کیا میرے بابا کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ سن کر امامؑ بھی صبر نہ کر سکے۔

آپؑ نے رونا شروع کیا اور فرمایا: اے شہزادی مسلمؑ! پریشان نہ ہو اگر آج تمہارا بابا شہید ہو گیا ہے تو آج سے میں تمہارا بابا ہوں۔ میری بہن تمہاری ماں ہے، میری بیٹیاں تمہاری بہنیں ہیں۔ میرے بیٹے تمہارے بھائی ہیں۔ دختر مسلمؑ نے آہ و زاری بلند کی، جناب مسلمؑ کے بیٹوں نے اپنے سروں سے عمامے اتار دیے اور زور زور سے رونا شروع کیا۔ خیام کے اندر تمام مستورات نے بھی رونا شروع کیا۔ ہر طرف سوگواری کی فضا چھا گئی۔ امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کے لیے جناب مسلمؑ کی شہادت ایک عظیم صدمہ تھی۔

فرزدق کی امام حسینؑ سے دوسری ملاقات

تاریخ حبیب السیر ج ۲، ص ۱۴۶ میں روایت ہے فرزدق نے امام حسینؑ سے یہ دوسری ملاقات منزل زبالہ پر کی۔ فرزدق حج کرنے کے بعد واپس کوفہ کی طرف آ رہا تھا۔ جب ملاقات ہوئی تو اس نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! اب بھی آپ کوفیوں پر اعتماد کریں گے حالانکہ انھوں نے آپ کے چچا کے بیٹے جناب مسلمؑ کو شہید کر ڈالا ہے اور آپ کے شیعوں کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر آپؑ نے گریہ فرمایا اور فرمایا: خداوند تعالیٰ مسلمؑ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، اب وہ ایک پسندیدہ زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اللہ کے ہاں مقام رضوان حاصل کر چکے ہیں، پھر آپؑ نے اہل بیتؑ کی تسلی و تشفی کے لیے یہ اشعار پڑھے:

Presented by Ziaraat.Com

فَإِنْ تَكُنِ الدُّنْيَا تُعَدُّ نَفِيسَةً
فَدَارُ ثَوَابِ اللهِ أَعْلَى وَأَنْبَلُ
وَإِنْ تَكُنِ الْأَبْدَانُ لِلْمَوْتِ أُنْشِئَتْ
فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّيْفِ فِي اللهِ أَفْضَلُ
وَإِنْ تَكُنِ الْأَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا
فَقِلَّةُ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الرِّزْقِ أَجْمَلُ
وَإِنْ تَكُنِ الْأَمْوَالُ لِلتَّرْكِ جَمْعُهَا
فَمَا بَالُ مَتْرُوكٍ بِهِ الْحُرُّ يَبْخَلُ

"اگر یہ دنیا ایک قیمتی چیز شمار ہوتی ہے تو اس کے مقابلے میں اللہ کے ہاں جو بہشت ہے وہ اس سے بہترین وشریف ترین ہے۔ اگر ہمارے یہ جسم موت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں تو پھر انسان کا اللہ کے لیے تلوار سے قتل ہو جانا افضل ترین امر ہے۔ اگر رزق انسان کی بنیاد تقدیر کے ہاتھ میں ہے تو ایک آزاد وشریف انسان کا حرص نہ کرنا اس کے لیے قابل تعریف عمل ہے۔ مال دنیا کا جمع کرنا صرف اس دنیا میں چھوڑ جانے کے لیے ہے۔ پھر بخل کرنا کیا خرچ کر دینا چاہیے خرچ کرنا جمع کرنے سے بہتر ہے"۔

لہوف میں ان اشعار کا ترجمہ فارسی شاعر نے اس طرح نقل کیا ہے:

دنیا اگر چه نفیس گرانها است
پاداش حق گرانتر و برتر بود ما است
گر بهر مرگ پیکر ما را سرشته اند
در راه دوست کشته شدن افتخار ماست

Presented by Ziaraat.Com

چوں قسم ما روزی دنیا مقدر است
زیبا قرآن کہ حرص طلب مدنش بکاست
چوں جمع مال ما آخر ترکش است
مالی چکن تخیل شدن بمردی چرا است

خبر شہادت عبداللہ بن یقطر

تاریخ، ج ۲، ص ۱۲۷ میں ذکر کیا گیا ہے: سید الشہداؑ منزل زبالہ پر تھے کہ آپ کو عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر ملی۔ جب آپ نے سنا تو گریہ فرمایا: آپ اپنے اصحاب میں تشریف لائے اور یہ خط پڑھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، اما بعد! فَقَدْ اَتَانَا خَبَرٌ فَظِیْعٌ قُتِلَ مُسْلِمُ ابْنُ عَقِیْلٍ وَهَانِی بِن عُرْوَةَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بِنْ یَقْطُرْ وَقَدْ خَذَلَتْنَا شِیْعَتُنَا فَمَنْ اَحَبَّکُمُ الْاِنْصِرَافَ فَلْیَنْصَرِفْ فِی غَیْرِ حَرَجٍ وَلَیْسَ عَلَیْهِ ذِمَامٌ (منتہی الارشاد، ص ۲۲۳، بحار ج ۴۴، ص ۳۷۴، عوالم ج ۱۷، ص ۲۲۵)

"آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! ایک وحشت ناک خبر موصول ہوئی ہے: مسلم بن عقیلؑ، ہانیؑ اور عبداللہ بن یقطرؑ شہید ہو گئے ہیں۔ ہمارے شیعوں کو رسوا کر دیا گیا ہے۔ اب میں تمہاری گردنوں سے اپنی بیعت کا عہد واپس لیتا ہوں جو جانا چاہے واپس جا سکتا ہے اُسے اختیار ہے"۔

امام حسینؑ جب مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تھے تو آپؑ کے ہمراہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد تھی۔ (مقتل مقرم، ص ۲۲۸ و مروج الذہب کے مطابق آپؑ کے ہمراہ پانچ سو سوار اور ایک سو پیادہ لوگ موجود تھے لیکن ان میں اکثر دنیا کے پجاری

Presented by Ziaraat.Com

تھے، خطرات کو دیکھ کر چلتے بنے)

امام حسینؑ کے ان الفاظ پر لوگ دائیں بائیں منتشر ہونے لگے کیونکہ ان پر یہ حقیقت واضح ہو گئی تھی کہ یہ لوگ اپنی جاہ کے لیے نہیں جا رہے بلکہ اپنی موت کے لیے جا رہے ہیں۔ اس لیے وہی آدمی آپؑ کے ساتھ رہ گئے تھے جو آپؑ کے ساتھ مدینہ سے چلے تھے۔

ملاقات حضرت با عمرو بن لوذان (لوذان)

ارشاد ص ۲۲۳ و مقتل مقرم، ص ۲۲۹ و دمعۃ، ج ۲، ص ۱۶۸ و بحار، ج ۴۴، ص ۳۷۵ و عوالم، ج ۱۷، ص ۲۱۵ و جلاء العیون، ص ۴۰۵: ان تمام اصحاب نے روایت کی ہے جب سید الشہداء بطن عقبہ پر پہنچے تو بنو عکرمہ کے ایک بوڑھا آدمی نے جس کا نام عمرو بن لوذان بتایا گیا ہے، آپؑ سے ملاقات کی۔ اس نے آپؑ سے پوچھا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: کوفہ جا رہا ہوں۔ اس بوڑھے نے عرض کیا: میں آپؑ کو قسم دیتا ہوں، آپؑ واپس چلے جائیں۔ مجھے معلوم ہے وہاں کوفہ میں آپؑ کا استقبال تلواروں اور نیزوں کے ساتھ کیا جائے گا۔ ہاں اگر وہ لوگ جن کی طرف آپؑ نے قاصد بھیجا ہے وہ پورا پورا ساتھ دیں اور جنگ میں نصرت کریں تو پھر چلے جائیں۔ اگر وہ اس طرح نہیں کرتے تو کوفہ جانے میں کوئی مصلحت نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے عبد خدا! یہ بات نہیں کہ میں حالات کو نہیں جانتا، میں جانتا ہوں وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا۔ مجھے ہر صورت میں اُدھر جانا ہے پھر آپؑ نے فرمایا: قسم بخدا! مجھے اس وقت نہیں چھوڑیں گے جب تک میرا خون نہ کر دیں۔ جب وہ میرا خون کرا دیں گے اللہ ان پر ایسا حکمران مسلط فرمائے گا جو انہیں ذلیل و رسوا کرے گا۔ (مقتل مقرم ص ۲۲۹ میں کامل زیارات سے ایک روایت نقل کی ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جب امام حسینؑ بطن عقبہ سے آگے چلے تو آپؑ نے اپنے اصحاب سے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا: میں نے عنقریب مارا جانا ہے۔ انھوں نے عرض کیا: وہ کیسے؟ آپؑ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا۔ انھوں نے کہا: آپ نے خواب میں کیا دیکھا؟ آپؑ نے فرمایا: بہت سے کتوں نے مجھ پر حملہ کردیا ہے اور انھوں نے اپنے دانت مجھ پر گاڑ دیے ہیں اور ان میں ایک سیاہ وسفید کتا تھا، کہ جو مجھ پر بار بار حملے کرتا تھا۔

آپؑ بطن عقبہ سے روانہ ہوئے اور منزل شراف (مکہ کے راستہ پر ایک منزل ہے جو واقصہ کے بعد آتی ہے) پر آئے۔ جب صبح ہوئی تو آپؑ نے اپنے جوانوں سے فرمایا: آج پانی اپنی ضرورت سے زیادہ لے لو۔ جب پانی اٹھالیا گیا تو آپ اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ ابھی آدھا دن طے کیا تھا کہ دوران سفر ایک صحابی نے اللہ اکبر کی صدا لگائی۔ آپؑ نے فرمایا: تکبیر کیوں کہی ہے؟ اس نے کہا: میں نے کھجور کے درخت دیکھے ہیں۔ آپؑ کے اصحاب نے عرض کیا: یہاں اس علاقے میں کہیں کھجور کے درخت نہیں ہیں۔

آپؑ نے ان لوگوں سے پوچھا: تم نے کیا دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا: ہم نے گھوڑوں کے کانوں کو دیکھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے بھی یہی کچھ دیکھا ہے، آپؑ نے فرمایا: کیا اس علاقے میں کوئی پناہ گاہ ہے جہاں ہم پناہ لے لیں۔ اگر جنگ کی ضرورت پڑی تو پھر ہم جنگ کرسکتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: منزل ذوحسم ہے جو ہمارے دائیں طرف ہے اُدھر چلتے ہیں۔ اگر ہم وہاں جلدی کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں تو ہمارے لیے آسانی کی صورت نکل آئے گی۔ پس آنحضرتؑ اس طرف روانہ ہوگئے اور ہم بھی آپؑ کے ہمراہ چل پڑے۔ (ذوحسم ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں نعمان بن منذر نے شکار کیا تھا۔ ناسخ، ج۲، ص۱۵۲ (ذوخشب) نقل کیا ہے کربلا کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے، بحار، ج ۴۴، ص ۳۷۵ و عوالم، ج ۱۷، ص ۲۲۶ ذوحسم نقل کیا گیا ہے)

Presented by Ziaraat.Com

ملاقات امام حسینؑ با حر بن یزید ریاحی

ابھی آپؑ منزل ذوحسم کی طرف متوجہ ہی ہوئے تھے۔ دشمن کی فوج سامنے آ ظاہر ہوئی۔ گندم گوں نیزے ان کے شانوں پر مل رہے تھے۔ ان نیزوں کی نوکیں بہت باریک تیز دھار تھیں۔ ان نیزوں کے اوپر سیاہ رنگ کے کپڑے کے لمبے چوڑے پرچم بندھے ہوئے تھے۔ یہ لوگ ابھی کچھ ہی رہے تھے کہ سید الشہداءؑ کے ساتھیوں نے مکمل یکسوئی اختیار کی اور ان کے پہنچنے سے قبل منزل ذوحسم کو پالیا۔ جونہی آپؑ اس منزل پر پہنچے آپؑ نے خیموں کے نصب کرنے کا حکم دیا، خیمے لگا دیئے گئے۔ آپؑ نے فرمایا: جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ تمام اصحاب مسلح ہو کر سامنے آ گئے۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ حر بن یزید ریاحی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ آ گیا۔ حر بنو تمیم کا سردار تھا۔ اس کا پورا لشکر اسلحہ سے ڈوبا ہوا تھا۔ صرف سپاہیوں کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں۔ (منتخب طریحی، ص ۲۲۸ کی روایت کے مطابق حر چار ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ تھا)

الغرض حر آیا اور آپؑ کے سامنے اپنا لشکر کھڑا کر دیا۔ اس وقت شدید گرمی کا عالم تھا۔ سورج نصف النہار پر تھا۔ امام حسینؑ کے اصحاب بھی اپنی گردنوں میں تلواریں حمائل کر کے سامنے آ گئے۔

پیاسے دشمن کی سیرابی

حر کا لشکر سخت پیاسا تھا، ان کی زبانیں خشک تھیں، ان کے گھوڑوں کی زبانیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ سید الشہداءؑ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا۔ ان لوگوں کو اور ان کی سواریوں کو پانی پلائیں۔ حر کے لشکر اور ان کے جانوروں کا حال یہ تھا۔ جب جانوروں کے سامنے برتن میں پانی ڈالا جاتا تھا۔ جانور اپنا منہ پانی میں ڈالتا، پانی ختم ہو جاتا تو دوبارہ برتن کو بھرا جاتا، جانور پانی کو ختم کر دیتا پھر برتن کو بھرا جاتا۔ اس طرح تین تین

Presented by Ziaraat.Com

چار چار بار برتن بھرے جاتے۔ جب تک جانور پانی سے سیر ہو کر منہ نہ اُٹھاتا، برتن نہ اُٹھایا جاتا۔ اس طریقے کے ساتھ انسانوں کے علاوہ جانوروں کو پانی سے سیراب کیا گیا۔ (ایک ہزار آدمی اور ایک ہزار جانور گھوڑے اور اُونٹ بھی تھے، ان سب کا سیراب کرنا گرمی کے زمانے میں کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔)

علی بن طعان محاربی کا قصہ

علی بن طعان محاربی کہتا ہے: میں اس دن حُر کے لشکر کے ساتھ تھا۔ میں سب کے آخر میں آیا۔ جب امام حسینؑ نے میری پیاس اور میرے اُونٹ کی پیاس کو دیکھا تو امام حسینؑ آپ مشک میرے قریب لائے اور فرمایا: انخ الراویہ[1]

جب میں نے مفہوم نہ سمجھا تو فرمایا: انخ الجمل اپنے اُونٹ کو بٹھا لوں۔ آپؑ نے فرمایا: پانی پی۔ امامؑ مشک تھامے ہوئے تھے لیکن پیاس اور گرمی کی وجہ سے میرا یہ حال تھا کہ میری آنکھوں کے آگے اندھیرا تھا، میرے حواس معطل تھے، مشک کا منہ میرے منہ کے قریب تھا لیکن پانی زمین پر گر رہا تھا۔ امامؑ نے جب میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: مشک کے لبوں کو اپنی طرف پھیر۔ میرا یہ حال تھا میں نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کروں؟ سید الشہداء میرے قریب ہوئے، مشک کو اُٹھایا اور مشک کے دھانہ کو میرے منہ کے قریب کیا اور میں نے جی بھر کر پانی پیا اور میرے اُونٹ نے بھی سیر ہو کر پانی پیا۔

حصین بن نمیر کا لشکر امامؑ کے سامنے

ابن زیاد نے حصین بن نمیر کو ایک لشکر کثیر کے ساتھ قادسیہ بھیجا تاکہ امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کی صورت میں وہ وہاں کی ضرورت کو پورا کرے۔ حُر ایک ہزار کے لشکر

---

[1] راویہ: اہل حجاز اس اُونٹ کو کہتے ہیں جس کو پانی لادنے کے لیے استعمال کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ پہلے موجود تھا۔ جب نماز ظہر کا وقت ہوا سید الشہداؑ نے حجاج بن مسروق کو فرمایا کہ وہ اذان کہے۔ جب اقامت کا وقت آیا تو امام حسینؑ اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے، آپؑ نے عبا پہنی ہوئی تھی۔

سید الشہداؑ کا منزل ذوحسم (ذوخشب) پر خطاب

آپؑ نے خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی۔ اس کے بعد ان الفاظ میں خطاب فرمایا:

"اے لوگو! میں تمہاری طرف سے تمہاری دعوت پر آیا ہوں۔ تم لوگوں نے میری طرف مسلسل خطوط بھیجے، اپنے قاصد بھیجے کہ میں تمہاری طرف آؤں کیونکہ تم نے یہ لکھا ہمارا کوئی رہبر نہیں، ہمارا کوئی امیر نہیں، شاید خداوند آپ کو اور ہمیں حق پر جمع کردے۔ اگر تم لوگ اپنے عہد پر باقی ہو تو اپنے عہد کی تجدید کرو اور اپنے تجدیدی عہد سے مطمئن کرو۔ اگر تم نے اپنا عہد توڑ ڈالا ہے اور میرا آنا تمہیں پسند نہیں تو پھر میں واپس جا رہا ہوں"۔ (تاریخ، ج۲، ص۱۵۳)

امامؑ کا یہ خطبہ سن کر یہ سارا لشکر ساکت و جامد رہا۔ کسی ایک آدمی نے بات تک بھی نہ کی۔ پھر آپؑ نے مؤذن سے کہا: اقامت کہو نماز کے لیے۔ اقامت کہی گئی۔

آپؑ نے حُر سے فرمایا: تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ علیحدہ نماز پڑھ سکتے ہو لیکن حُر نے کہا: آپؑ نماز پڑھائیں ہم آپؑ کی اقتداء میں پڑھیں گے۔ پس آپؑ نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر آپؑ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ حُر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور اپنے خیمہ میں جا بیٹھا۔ سید الشہداؑ کے اصحاب آپؑ کے اردگرد جمع ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

(بحار، ج ۴۴، ص ۳۷۶ میں پانچ صد افراد کی تعداد بتائی گئی ہے)

جب عصر کا وقت ہوا تو سید الشہداءؑ نے اپنے بیٹے علی ابن الحسینؑ کو حکم دیا۔ عصر کی اذان دیں اور اقامت کہیں۔ دونوں لشکروں نے نماز ادا کی۔ بعد از اسلام آپؑ نے خطاب فرمایا۔

خطبہ امام حسینؑ بعد از نماز عصر

ناسخ، ج ۲، ص ۱۵۵ و ارشاد مفید، ص ۲۲۵ میں یہ روایت موجود ہے۔ امامؑ نے بعد از نماز عصر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اگر تم اپنے خدا سے ڈرتے ہو اور اہل حق کے حقوق سے واقف ہو تو یہ تمام باتیں تمہاری طرف سے خدا کی خوشنودی کا سبب ہیں۔ ہم رسول اللہؐ کے اہل بیتؑ ہیں، علم و کمال اور عصمت و جلالت ہماری صفات میں سے ہیں۔ ہم ہی خلافت و امامت و رہبری اُمت کے حق دار ہیں۔ یہ جماعت جو حکمران بنے ہوئے ہیں وہ حق حکمرانی نہیں رکھتے۔ وہ لوگ تم لوگوں کے درمیان ظلم و جور سے حکومت کر رہے ہیں۔ اگر تم میں جہالت و ضلالت راسخ ہو چکی ہے اور وہ عہد و معاہدہ جو تم نے میری طرف لکھا تھا اُس سے عدولی کر چکے ہو، تم جانو اور تمہارا کام جانے، میں واپس چلا ہوں۔

حُر نے کہا: قسم بخدا! ان خطوط اور قاصدوں کا ذکر جو آپؑ نے کیا ہے میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ (ناسخ، ج ۲، ص ۱۵۷)

سید الشہداءؑ نے عقبہ بن سمعان سے کہا: خطوط والی خرجینیں اُٹھا لاؤ، جب وہ خرجینیں لایا جو خطوط سے بھری ہوئی تھیں، آپؑ نے حُر کے سامنے انڈیل دیں۔

حُر نے کہا: مجھے ان خطوط کا کوئی علم نہیں ہے۔ ابن زیاد نے مجھے حکم دیا ہے جہاں میں آپؑ سے ملوں آپؑ کے ساتھ رہوں، آپؑ سے جدا نہ ہوں۔ میں آپؑ کے ساتھ رہوں گا جب تک آپؑ کو ابن زیاد تک نہ لے جاؤں۔

Presented by Ziaraat.Com

حُر کا سامنے آنا

امام حسینؑ نے فرمایا: اس کام کے کرنے پر تیری موت تیرے قریب ہے۔ آپؑ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا وہ اپنی سواریوں پر سوار ہو جائیں۔ پس تمام اصحاب سوار ہو گئے۔ مستورات کو بھی سوار کر لیا گیا۔ آپؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: واپس چلو۔ جب آپ کے ساتھیوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو حُر کے سپاہی آگے آ گئے اور رکاوٹ کھڑی کر دی۔ امام حسینؑ نے جب یہ منظر دیکھا تو حُر سے کہا: تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو کیا چاہتا ہے؟

حُر نے کہا: اگر کوئی دوسرا عرب میری ماں کا نام اس طرح لیتا جس طرح آپؑ نے لیا ہے تو میں بھی اس کی ماں کا نام لیتا لیکن قسم بخدا! مجھ پر واجب ہے، جب بھی آپؑ کی والدہ کا نام لوں تو پورے احترام و اکرام کے ساتھ لوں۔

آپؑ نے فرمایا: تو کیا چاہتا ہے؟

حُر نے کہا: میں آپؑ کو امیر ابن زیاد کے پاس لے جانا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا۔

حُر نے کہا: قسم بخدا! میں آپؑ کو لے جاؤں گا۔ اس طرح یہ گفتار کئی مرتبہ رد و بدل کے ساتھ ہوتی رہی۔ جب بات نے طول پکڑا تو حُر نے کہا: مجھے آپؑ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپؑ سے جدا نہ رہوں، آپؑ کے ساتھ رہوں اور آپؑ کو کوفہ پہنچا دوں۔ اگر یہ بات آپ کو قبول نہیں ہے تو آپؑ ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ کوفہ کی طرف جاتا ہو اور نہ مدینہ کی طرف۔ آپ کے اور میرے درمیان انصاف کا راستہ یہی ہے تاکہ میں ابن زیاد کی طرف خط لکھوں تاکہ خداوند تعالیٰ مجھے اس کام کی توفیق دے جو میرے لیے عافیت و خیریت کا سبب ہے۔ پس میں اس آزمائش سے بچ جاؤں۔ (جلاء العیون ص ۵۴۴)

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے بائیں طرف کا رُخ کیا عذیب اور قادسیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حُر بھی اپنے لشکر کے ساتھ آپؑ کے ہمراہ ہو گیا اور کہا: اے حسینؑ! قسم بخدا! اگر آپؑ نے جنگ کی تو مارے جاؤ گے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟

(ارشاد مفید کی روایت بھی یہی تھی جو میں نے بیان کی ہے۔ مؤلف نے کہا ہے کہ حُر پر یہ معاملہ واضح نہ تھا جب اس نے توبہ کی اور اصحابِ حسینؑ کا ساتھ دیا تو یہ امر اس وقت واضح ہوا)

حُر کے لیے حیران کن غیبی صدا

امالی صدوق مجلس نمبر ۳۰، امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے جب ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ امام حسینؑ زمینہ میں پہنچ چکے ہیں تو اس نے حُر کو ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ بھیجا۔

حُر کی ملاقات

جب وقت ظہر ہوا سید الشہداءؑ نے اپنے فرزند سے فرمایا: اذان اور اقامت کہو: دونوں لشکروں نے اکٹھے نماز ادا کی۔ جب امامؑ نے نماز کو ختم کیا تو حُر آپؑ کے قریب آیا اور کہا: اے فرزند رسول اللہ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپؑ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: تو کون ہے اے بندۂ خدا؟

حُر نے جواب دیا: میں حُر بن یزید ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: جنگ کے لیے آیا ہے یا میری نصرت کے لیے؟

حُر نے کہا: قسم بخدا مجھے آپؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ لیکن میں آپؑ سے جنگ کرنے سے خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ کل جب اپنی قبر سے

Presented by Ziaraat.Com

مخشوش ہوں اور میرے پاؤں میرے سر کے بالوں سے بندھے ہوئے ہوں۔ اور میرے ہاتھ میری گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں اور مجھے جہنم کی طرف کھینچا جا رہا ہو۔

اے فرزندِ رسولؐ! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ واپس چلے جاؤ اور اپنے نانا کے حرم کی طرف لوٹ جاؤ ورنہ قتل کر دیے جاؤ گے۔ (تاریخ طبری، ج ۶، ص ۲۳۱ و جلاء العیون ص ۵۴۳ و بحار ج ۴۴، ص ۳۷۸ و مقتل خوارزمی ج ۱، ص ۲۳۳ اعلام الوریٰ ... تمام اصحاب نے تھوڑے فرق کے ساتھ اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔)

میں نے تاریخ میں روایت دیکھی ہے جب حُر نے آپؑ سے موت کی بات کی کہ آپؑ مارے جائیں گے۔

سید الشہداءؑ نے فرمایا: اے حُر! تو مجھے موت سے ڈراتا ہے؟ ہاں جب میں قتل ہو جاؤں گا تو تم لوگ ایک بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ یہ امر بہت جلدی آنے والا ہے۔ میں وہی بات کہوں گا جو بنی اوس کے ایک آدمی نے اپنے چچا زاد سے کہی تھی۔ جب اس نے موت کے خوف سے رسول اللہؐ کی نصرت سے اپنے آپ کو روکا تھا تو اس نے یہ اشعار پیش کیے تھے:

سَأَمْضِي وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتَى
إِذَا مَا نَوَى حَقًّا وَجَاهَدَ مُسْلِمًا
وَ وَاسَى الرِّجَالَ الصَّالِحِينَ بِنَفْسِهِ
وَفَارَقَ مَثْبُورًا وَ وَدَّعَ مُجْرِمًا
فَإِنْ عِشْتُ لَمْ أَنْدَمْ وَإِنْ مِتُّ لَمْ أُلَمْ
كَفَى بِكَ ذُلًّا أَنْ تَعِيشَ وَتُرْغَمَا

ناقل کہتے ہیں: محمد بن ابی طالب نے آخری مصرعے سے قبل ایک شعر کا اضافہ کیا ہے۔ (مقتل ج ۱ ص ۲۳۲ و بحار ج ۴۴ ص ۳۷۸)

Presented by Ziaraat.Com

اَقْدِمْ نَفْسِیْ لَا اُرِیْدُ بَقَائَهَا
لِتَلْقٰی خَمِیْسًا فِی الْوَغٰی وَعَرَمْرَمَا

ہم عنقریب گزر جائیں گے اور وہاں پہنچ جائیں گے جہاں سے آئے تھے۔

جوان مردوں کے لیے موت عیب نہیں ہے۔ جب وہ حق کے راستے میں قتل ہوں، جب اس نے مردان شائستہ کی نصرت کی ہو اور مجرمین سے جدائی اختیار کی ہو۔ اب اگر میں قتل ہو جاؤں تو میرے لیے کوئی پشیمانی نہیں ہوگی۔ اگر زندہ رہوں تو میرے لیے کوئی ندامت نہیں ہوگی اور نہ کوئی درد تکلیف ہوگی۔ اب تو ذلت کے ساتھ مرے گا اور تیرا دماغ ذلت اور رسوائی کے ساتھ خاک پر گرا جائے گا۔ میں اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہوں، مجھے زندگی کی ضرورت نہیں ہے، مجھے ابن زیاد کے لشکر سے کوئی خوف نہیں ہے۔

عبیداللہ بن حر جعفی کی ملاقات

تاریخ، ج ۲، ص ۱۷۸ و مقتل خوارزمی، ص ۲۲۶ و حیاۃ الحسین، ج ۳، ص ۸۶ و قمقام، ص ۳۵۶ و جلاء العیون، ص ۵۴۳ و ارشاد مفید، ص ۲۲۶، ان تمام اصحاب نے عبیداللہ بن حر جعفی کی امام حسینؑ کے ساتھ ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام احباب نے اس ملاقات کا ذکر قصر بن مقاتل پر کیا ہے لیکن علامہ مجلسی نے اس ملاقات کا ذکر منزل قطقطانہ پر کیا ہے۔ ان تمام لوگوں نے حر جعفی کی بات نقل کی ہے لیکن جلاء العیون میں حتمی کا تذکرہ کیا ہے۔ ارشاد مفید نے اس روایت کو یوں نقل کیا ہے:

جب سید الشہداء قصر بنی مقاتل پر پہنچے وہاں آپؑ کی نگاہ مبارک نصب شدہ خیموں پر پڑی تو آپؑ نے پوچھا: یہ خیمے کس کے ہیں؟ لوگوں نے کہا: عبیداللہ بن حر جعفی کے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: انہیں میرے پاس لے آؤ۔ آپ کا قاصد (حجاج بن مسروق

Presented by Ziaraat.Com

عمی کو بھیجا تھا کیونکہ یہ عبیداللہ کے قبیلہ کا آدمی تھا۔ مقتل خوارزمی و ناسخ) جب عبیداللہ کے پاس گیا اور کہا: آپ کو امام حسینؑ یاد کر رہے ہیں تو اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قسم بخدا! جب میں کوفہ سے باہر آیا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ حسینؑ کوفہ کی طرف آئیں اور میں کوفہ میں ہوں۔ قسم بخدا یہ بات مجھے پسند نہ تھی کہ میری اور ان کی آپس میں ملاقات ہو۔ قاصد نے جو بات سنی اس نے من وعن امامؑ کے گوش گزار کر دیا۔

امام حسینؑ اپنی جگہ سے اُٹھے اور خود جعفی نیس اس کے خیمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کے خیمہ کے اندر گئے، اُسے سلام کیا اور خروج کی دعوت دی۔ عبیداللہ نے اپنی پہلی بات کو دہرایا اور معذرت پیش کی۔ یہ سن کر سیدالشہداءؑ نے فرمایا: اگر تو میری نصرت نہیں کرتا لیکن یہ خیال رکھنا میرے ساتھ جنگ نہ کرنا، قسم بخدا جب کسی نے میری صدائے غربت کو سن لیا اور نصرت نہ کی وہ جلد ہلاکت سے ہمکنار ہوگا۔

اس نے عرض کیا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ امام حسینؑ وہاں سے اُٹھے اور اپنے خیام میں تشریف لائے۔

ناسخ، ج۲، ص ۱۷۸ پر اس ملاقات کو اس طرح بیان کیا ہے: "جب آپ قصر مقاتل پہنچے تو وہاں خیام دیکھے، بلندی پر نصب شدہ نیزہ تھا، خیمہ کے ستون کے ساتھ تیز دھار شمشیر لٹکی ہوئی تھی۔ عربی گھوڑا اپنے ساز وسامان کے ساتھ تیار کھڑا تھا۔ سیدالشہداءؑ نے پوچھا: یہ خیام کس کے ہیں؟ آپ کو بتایا گیا عبداللہ یا عبیداللہ حُر کے ہیں جس کا نام کوفہ کے بہادروں، شہسواروں میں آتا ہے۔ جود وسخاوت میں اپنی مثال آپ ہے۔

امامؑ نے حجاج بن مسروق جعفی سے کہا: تم جاؤ کیونکہ تم اس کے قبیلے کے آدمی ہو، میری طرف بلا کر لے آؤ۔ جب آپؑ کا قاصد اس کے پاس گیا تو اس نے کہا:

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ کو مجھ سے کیا کام ہے؟

حجاج نے کہا: وہ اپنی نصرت کے لیے بلاتے ہیں، ان کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا شمشیر و نیزہ کے زخم کھانا اور صبر کرنا اگر منزل شہادت نصیب ہو جائے تو یہ بہت بڑی سعادت ہے۔

عبیداللہ نے کہا: مجھے معلوم تھا کوفی امام حسینؑ سے جنگ کریں گے اس لیے میں کوفہ سے باہر چلا آیا۔ اگر امام کوفہ میں قتل ہو جائیں تو میرا شمار امامؑ کے قاتلوں میں نہ ہو۔

اے حجاج! تم اچھی طرح سے جانتے ہو اہل کوفہ دنیا فانی کو نعیم جاودانی پر ترجیح دینے والے لوگ ہیں۔ خاندان نبوت کی محبت پر ابن زیاد کے انعامات کو بہتر خیال کرنے والے لوگ ہیں۔ نہ میں ان کے عقیدے کا آدمی ہوں اور نہ اُن کی مخالفت کی طاقت رکھتا ہوں اس لیے وہاں سے نکل کھڑا ہوں۔ اس بیابان میں رہ رہا ہوں خداوند جو چاہے گا وہی ہوگا۔ اس کے فیصلے کا انتظار ہے۔

حجاج نے ساری گفتگو امامؑ کی خدمت میں پیش کی۔ یہ سن کر امامؑ اپنی جگہ سے اُٹھے اور عبیداللہ کے خیام کی طرف بڑھے۔ جب عبیداللہ نے آپؑ کو آتے دیکھا تو استقبال کے لیے آپؑ کی طرف دوڑا آیا۔ آپؑ کو اپنے خیمہ میں لے آیا، بہترین جگہ پر بٹھایا اور خود آپؑ کے برابر کھڑا رہا۔

امام حسینؑ نے فرمایا: تمہارے کوفہ کے سرداروں نے میری طرف پے در پے خطوط روانہ کیے کہ میں ان کی طرف سفر کروں۔ انہوں نے میرے ساتھ عہد کیا کہ وہ پورا پورا ساتھ دیں گے اور میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائیں گے۔ اب میں نے سنا ہے انھوں نے حق سے منہ موڑ لیا ہے، اور باطل کو اختیار کر لیا ہے۔ اے عبیداللہ تو اچھی طرح سے جانتا ہے، ہر اچھائی اور برائی کی جزا اور سزا ہے اور قیامت کے دن

Presented by Ziaraat.Com

جواب طلبی ہے۔ آج میں تمہیں اپنی نصرت کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تو نے میری دعوت کو قبول کیا تو کل قیامت کے دن اپنے رسولؐ اسلام سے ملاقات کرو گے اور انعامات پاؤ گے۔①

اس نے کہا: آپؑ کا فرمان سچ ہے جو آپؑ کی اطاعت کرے گا وہ جنت کو حاصل کرے گا لیکن کوفیوں نے آپؑ کی نصرت سے ہاتھ اٹھا لیے ہیں اور آپؑ کی مخالفت کا پرچم اٹھا لیا ہے۔ یزیدی لشکر نے ان کے حوصلوں کو بلند کر دیا ہے۔ یہ لازمی امر ہے انھیں آپ پر فتح حاصل ہوگی۔ ان حالات میں جنگ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پھر یہ بات ہے، میں ایک اکیلا تن تنہا آدمی ہوں۔ میری نصرت سے آپ کو کیا حاصل ہوسکتا ہے، آپ مجھے معاف فرمائیں۔ یہ میرا گھوڑا ہے جس کا نام ملحقہ ہے۔ کوئی سواری اس کے آگے پر نہیں مار سکتی۔ یہ میری تلوار ہے جس کی کاٹ شیر کے دانتوں کی کاٹ سے زیادہ تیز ہے۔ یہ دونوں میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، قبول فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تیرے پاس تیرے گھوڑے اور تلوار کے لیے نہیں آیا تھا۔ میں تو تجھے دعوت دینے کے لیے آیا تھا تا کہ اللہ کے راستے میں اپنی جان کو بطور نذرانہ پیش کرو۔ مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ جو شخص میری اہلِ بیتؑ کی فریاد کو سنے اور نصرت نہ کرے خداوند تعالیٰ اُسے جہنم میں ڈالے گا۔ آپؑ اٹھے اور فرمایا: وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا (سورۂ کہف، آیہ ۵۱ "میں گمراہ کرنے والوں کا مددگار نہیں تھا") آپؑ پھر کوفہ کی طرف چل پڑے۔

① سید الشہداءؑ نے فرمایا: اے ابن حر! جو کچھ تو نے کمایا ہے، کمایا ہے قیامت کے دن اسی کا حساب کتاب ہوگا۔ جو گناہ کیے ہیں اس کی سزا ہے، میں تمہیں توبہ کی دعوت دیتا ہوں۔ میرے ساتھ آ، میری نصرت کر، تیرے گناہ دُھل جائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

ندامت و پشیمانی عبیداللہ بن حُر جعفی ①

روایت میں ہے اس واقعہ کے بعد عبیداللہ سخت پشیمان ہوا کہ اُس نے سیدالشہداءؑ کی نصرت کیوں نہیں کی۔ جب تک یہ زندہ رہے حیران و پریشان رہا، کفِ افسوس ملتا رہا۔ ان اشعار کو اپنی زبان پر دہراتا رہا۔

فَيَالَكَ حَسْرَةً مَا دُمْتُ حَيًّا
تَرَدَّدُ بَيْنَ صَدْرِیْ وَالتَّرَاقِیْ
حُسَيْنٌ حِيْنَ يَطْلُبُ نَصْرَ مِثْلِیْ
عَلَى اَهْلِ الْعَدَاوَةِ وَالشِّقَاقِ
مَعَ ابْنِ الْمُصْطَفٰى رُوْحِیْ فِدَاهُ
فَوَيْلِیْ يَوْمَ تَوْدِيْعِ الْفِرَاقِ
فَلَوْاَنِّیْ اُوَاسِيْهِ بِنَفْسِیْ
لَنِلْتُ الْفَوْزَ فِیْ يَوْمِ التَّلَاقِیْ
لَقَدْ فَازَ الَّذِيْنَ نَصَرُوْا حُسَيْنًا
وَخَابَ الْاَخْسَرُوْنَ ذَوُو النِّفَاقِ

---

① قمقام نے ص ۳۴۷ پر دُرّ النظیم سے روایت کی ہے۔ یزید بن مرہ نے عبیداللہ بن حُر جعفی سے روایت کی ہے امام حسینؑ جب میرے خیمہ میں آئے تھے تو آپ کے جسم مبارک پر سرخ رنگ کا جبہ تھا، سر پر ٹوپی تھی۔ جب میرے قریب تشریف لائے تو آپ کے محاسن مبارک کی سیاہی بہار دکھا رہی تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسا حسن و جمال نہیں دیکھا۔ میری حالت اس وقت دیدنی تھی۔ میرا دل ڈوب رہا تھا کہ فرزند رسولؐ اپنی مستورات کے ساتھ اپنے چھوٹے بچوں کے ہمراہ ہوں اور میرے پاس نصرت مانگنے آئیں۔ اس وقت میں نے عرض کیا: آپؑ کے سر کے بال اور ریش مبارک اپنی اصلی حالت میں ہیں یا خضاب ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اے فرزندِ حُر! مجھ پر بڑھاپا وقت سے پہلے آ گیا ہے۔ میں نے سمجھ لیا۔ آپ نے خضاب لگایا ہوا ہے۔ اس واقعہ کو میں نے حیاۃ الحسینؑ ج ۳، ص ۸۷ و چہرہ خونین، ص ۲۲۷، انساب الاشراف، ج ۵، ص ۲۹۱، خزانۃ الادب، ج ۱، ص ۲۹۸ سے نقل کیا ہے۔ (تاریخ، ج ۲، ص ۱۵۰)

Presented by Ziaraat.Com

"ہائے کاش جب تک زندہ رہوں گا تو میری روح میرے سینے سے میرے حلق تک آتی جاتی رہے گی یعنی ہر لمحہ، ہر ساعت مرتا رہوں گا۔ موت کے ہتھوڑے برستے رہیں گے۔ فرزندِ رسولؐ چل کر آئیں، مجھ سے نصرت مانگیں اور میں انکار کردوں۔ میری جان فرزندِ رسولؐ پر قربان ہو، وہ دن افسوس کا دن ہوگا جس دن مجھ پر موت آئے گی۔ کاش میں ان کی نصرت کرتا تو قیامت کے دن میری کامیابی کا اعلان ہوتا۔ جن لوگوں نے حسینؑ کی مدد کی وہ کامیاب و کامران ہو گئے۔ اہلِ نفاق اپنی موت مر گئے اور مٹ گئے"۔

احوال عبیداللہ بن حُر جعفی

تقام، س ۲۷ عبیداللہ عثمانی گروہ کے عقیدے کا حامل تھا۔ اس کا شمار عرب کے ان لوگوں میں ہوتا تھا جو لوگ شجاعت و شہسواری میں اپنی مثال آپ تھے، ان کا نام روسائے عرب میں ایک مقام رکھتا تھا۔ جنگِ صفین میں حضرت علیؑ کے خلاف لڑتا رہا۔ اس وقت یہ معاویہ کے لشکر میں تھا۔ جب امیرالمومنینؑ شہید ہو گئے تو یہ کوفہ آیا۔ واقعہ کربلا کے زمانہ میں اس نے عمداً کوفہ کو چھوڑ دیا تھا تا کہ ان حالات میں غیر جانب دار رہے۔ امامِ مظلومؑ کی شہادت کے بعد ابن زیاد نے اشرافِ کوفہ کو طلب کیا تو اس نے ابن الحر کو کوفہ میں نہ پایا۔ کچھ دنوں کے بعد کوفہ آیا اور ابن زیاد سے ملاقات کی۔ اس نے پوچھا: اے پسرِ حُر تو کہاں تھا؟ اس نے جواب دیا: میں بیمار تھا۔

ابن زیاد نے کہا: تمہارا جسم بیمار تھا یا دل؟ اس نے کہا: دل ٹھیک ہے۔ خداوند تعالیٰ کا احسان ہے، میری صحت اچھی ہے۔ ابن زیاد نے کہا: کیا تو ہمارے دشمنوں کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا: اگر میں ان کے ساتھ ہوتا تو اس کے اثر آثار دیکھتا"۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی دوران ابن زیاد کسی دوسرے کام میں مصروف ہو گیا، ابن الحر گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے چل پڑا۔ جب دوبارہ ابن زیاد ابن حُر کی طرف متوجہ ہوا تو اُس کو وہاں موجود نہ پایا۔ فوراً اپنے سپاہی اس کی طرف روانہ کیے۔ جب سپاہی اس کے پاس پہنچے تو اُس سے کہا: جاؤ اپنے امیر سے کہہ دو۔ اب میرے پاس تمہارے لیے چشم اطاعت نہیں رہی اور نہ میں تیرے اختیار میں ہوں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور کربلا کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں جا کر شہداء پر گریہ کیا اور خوب گریہ کیا اور وہی اشعار زبان پر جاری کیے جو پچھلے صفحات میں موجود ہیں۔ پھر وہاں سے مدائن چلا گیا۔

کتاب چہرہ خونین، ص ۲۲۶ میں ایک روایت بیان ہوئی ہے، اُس نے یہ روایت تاریخ طبری، ج ۷، ص ۱۶۸ سے لی ہے۔

عبیداللہ بن حُر جعفی عثمانیوں کا طرف دار تھا۔ اس وجہ سے معاویہ کی طرف چلا گیا تھا۔ صفین کے میدان میں معاویہ کے ساتھ تھا۔ راوی کہتا ہے: عبیداللہ جعفی ایک سرکش قسم کا آدمی تھا۔ احکامِ خداوندی کی کوئی پروا نہ کرتا تھا، راہزنی کرتا تھا۔ قافلوں کو لوٹ لیتا تھا۔ ابن اثیر نے کامل، ج ۳، ص ۱۱۲ پر لکھا ہے: جنگ صفین کے بعد یہ کوفہ کو چھوڑ کر شام کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس کی بیوی کوفہ میں تھی۔ ایک لمبے عرصے کے بعد جب وہ مایوس ہوئی تو اس نے عکرمہ بن خبیص کے ساتھ ازدواج کر لیا۔ جب عبیداللہ کو اپنے گھر کے احوال کا پتہ چلا تو وہ کوفہ آیا اور جناب امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں آیا اور اپنا معاملہ پیش کیا۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: تو تو وہ ہے جس نے میرے دشمن کا ساتھ دیا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں وہی ہوں لیکن کیا یہ بات آپؑ کو میرے ساتھ انصاف کرنے سے روک دے گی؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ جب آپؑ نے اس مسئلہ کی تحقیق

Presented by Ziaraat.Com

کرائی تو اس کی بیوی دوسرے شوہر عکرمہ سے حاملہ ہو چکی تھی۔ آپؑ نے کسی قابلِ اعتماد آدمی کی نگرانی میں اس کی بیوی کو رکھا۔ جب وضع حمل ہوا تو بچہ عکرمہ کے حوالے کیا اور عورت عبیداللہ کے حوالے کی۔ پھر یہ آدمی شام چلا گیا۔ جب امام علیؑ کی شہادت ہوئی تو واپس کوفہ آیا۔ عبدالملک مروان کے دور میں ۶۸ سال کی عمر میں شہر انبار میں قتل ہوا۔

حضرت امام حسینؑ کا جناب یحییٰؑ بن زکریاؑ کو یاد کرنا

جلاء العیون، ص ۵۴۳، شیخ مفید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپؑ نے فرمایا: میرے والد مظلوم سفرِ کربلا میں بار بار جناب یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کا ذکر فرماتے رہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس دنیا کی حیثیت اللہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔ جناب یحییٰ نبیؑ کا سرِ مبارک ایک زانیہ عورت کو بطور ہدیہ بھیجا گیا۔

طرماح بطور راہبر لشکرِ امام حسینؑ

ناسخ، ج ۲، ص ۱۹۲ (ملاقات دوم) کی روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے: امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی ایسا ہے جو غیر معروف راستے سے ہمیں اپنی منزلِ مقصود تک لے جائے تو طرماح نے عرض کیا: ہاں میں جانتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: تو پھر آگے چلو۔ پھر طرماح نے لشکرِ حسینی کی قیادت کی اور یہ اشعار پڑھے جن کا ذکر گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔ (ناسخ نے ص ۱۸۷ پر طرماح کی ملاقات کا ذکر دو دفعہ کیا ہے۔ پہلی ملاقات حُر بن یزید کی ملاقات سے پہلے ہوئی تھی اور دوسری ملاقات حُر کی ملاقات کے بعد ہوئی)۔

امام حسینؑ کا خواب

ناسخ، ج ۲، ص ۱۹۳، عقبہ بن سمعان راوی ہے۔ اس سفرِ کربلا میں آپ کے

Presented by Ziaraat.Com

ہم رکاب تھا۔ دورانِ سفر سواری کے اُوپر آپ کو اونگھ آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد آپؑ نے سر اٹھایا اور فرمایا: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اس کلمہ کا کئی مرتبہ تکرار فرمایا۔ آپؑ کے بیٹے جناب علی اکبرؑ نے جب کلمہ استرجاعیہ سنا تو آپؑ کے قریب آئے اور عرض کیا: اس وقت یہ کلمات آپؑ نے اپنی زبان پر کس لیے جاری فرمائے؟

آپؑ نے فرمایا: تھوڑی دیر پہلے میری آنکھ لگ گئی تھی۔ ایک سوار نے کہا: یہ لوگ جا رہے ہیں اور موت ان کی طرف جا رہی ہے۔ میں جانتا ہوں یہ میری موت کی خبر ہے۔ جناب علی اکبرؑ نے عرض کیا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: قسم بخدا جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ہم حق پر ہیں، شہزادے نے عرض کیا: پھر ہمیں موت کا کوئی ڈر نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اے بیٹے خداوند تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے، ایسی جزا جو ایک باپ کی طرف سے بیٹے کو دی جاتی ہے۔

رات بھر سفر ہوتا رہا۔ جب وقت صبح ہوا تو آپؑ نے نماز باجماعت ادا کی۔ پھر آپؑ نے اپنا گھوڑا طلب فرمایا اور جلدی کے ساتھ سوار ہو گئے اور راستے کے دائیں طرف کو چھوڑ کر بائیں طرف کو اختیار کیا اور منزل عذیب الہجانات[1] پہنچے۔ آپؑ کے تمام ساتھی آپؑ کے ہم رکاب رہے۔

حُر کی طرف ابنِ زیاد کا خط

ناسخ، ج ۲، ص ۱۶۴ و جلاء العیون، ص ۵۴۴، اس دوران ایک مسلح آدمی کو اُونٹ پر سوار دیکھا گیا۔ کمان اس کے کندھے پر لٹک رہی تھی۔ پوری شان و شوکت کے ساتھ کوفہ کے راستے سے بڑی تیزی کے ساتھ آ رہا تھا۔ دونوں لشکر اس کا نظارہ

---

① قادسیہ کے دائیں طرف پانی کے چشمہ کا نام ہے جو بنی تمیم کی ملکیت ہے جہاں سے قادسیہ چار میل کے فاصلہ پر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کر رہے تھے۔ جب وہ قریب آیا تو اس نے امام حسینؑ پر سلام نہ کیا اور حُر پر سلام کیا اور اُسے ابن زیاد کا خط دیا۔ جب خط کھولا گیا تو اس میں اس ملعون نے لکھا تھا:

امابعد! فَجَعْجِعْ بِالْحُسَيْنِ حِيْنَ يُبَلِّغُكَ كِتَابِيْ هٰذَا وَيَقْدِمُ عَلَيْكَ رَسُوْلِيْ وَلَا تَنْزِلْهُ اِلَّا بِالْعَرَاءِ فِيْ غَيْرِ خَضَرٍ وَعَلٰى غَيْرِ مَاءٍ وَقَدْ اَمَرْتُ رَسُوْلِيْ اَنْ يَلْزِمَكَ وَلَا يُفَارِقُكَ حَتّٰى يَاْتِيَنِيْ بِاِنْفَاذِ اَمْرِيْ وَالسَّلَامُ

"جب میرا قاصد پہنچے اور میرا خط تمہیں دے حسینؑ پر ہر طرح سے سختی کرو، اُسے اس جگہ پر اُتارو جس زمین پر نہ پانی ہو اور نہ گھاس وغیرہ۔ یہ قاصد تمہارے ساتھ رہے گا، تم سے جدا نہیں ہوگا، تمہاری مکمل نگرانی کرے گا، جب تم میرے احکام کو نافذ کرو گے تو یہ مجھے احکام کی تعمیل کی خبر دے گا"۔

حُر نے اس خط کو پڑھا پھر امام حسینؑ اور آپؑ کے ساتھیوں کے لیے خط پڑھا اور کہا: ابن زیاد نے مجھے حکم دیا ہے۔ اب میں حکم کی تعمیل میں تم کو یہاں اترنے کا حکم دیتا ہوں۔

اصحابِ حسینیؑ میں یزید بن مہاجر کندی ابن زیاد کے اس قاصد کو جانتا تھا، اسے کہا: تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے کتنا بدترین خط لایا ہے اور بدترین ذمہ داری حاصل کی ہے۔ قاصد نے کہا: میں نے اپنے امام کی اطاعت کی ہے۔ میں نے اس کی بیعت کی ہوئی ہے۔

ابن مہاجر نے کہا بلکہ تو نے گناہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اور اپنی ہلاکت کے لیے اپنے اس امام کی اطاعت کی ہے۔ اس خدمت کے عوض اپنی دنیا اور آخرت کو جہنم کے قریب کیا ہے۔ خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے: تمہارے امام وہ بھی ہیں جو

Presented by Ziaraat.Com

تمہیں جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور قیامت کے دن تمہاری کچھ بھی مدد نہ کرسکیں گے۔

حُر کا امام حسینؑ کے سامنے رکاوٹ کھڑی کرنا

ناسخ، ج ۲، ص ۱۶۵ و لہوف کی روایت کے مطابق امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو کوچ کا حکم دیا۔ آپ جدھر جانا چاہتے تھے چل پڑے۔ حُر کی سپاہ آپؑ کے آگے کھڑی ہو گئیں اور رکاوٹ کھڑی کر دی اور کہا: آپ پڑاؤ وہاں ڈالیں جو بے آب و گیاہ ہو۔

امامؑ نے فرمایا: اے حُر! ایسا نہ کرو میں نزدیک ہے کسی گاؤں میں اُترنا چاہتا ہوں۔ حُر نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا نہیں کرنے دوں گا، یہ میری طاقت سے باہر ہے۔ ابن زیاد کا قصد موجود ہے اور وہ میری نگرانی کر رہا ہے۔ میں اب کیا کر سکتا ہوں۔

زُہیر بن قین جوش میں آ گئے، عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! قسم بخدا! یہ اس طرح نہیں مانیں گے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم اُن سے جنگ کریں، ان کی تعداد ابھی کم ہے۔ ہم ان کو زیر کر سکتے ہیں، کل ان کی نصرت میں اور فوج آ جائے گی، پھر ہم میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی۔

امام حسینؑ نے فرمایا: میں جنگ کی ابتداء نہیں کروں گا۔ ہاں جب اتمامِ حجت ہو جائے گی تب دیکھا جائے گا۔

امام حسینؑ کا خطبہ

آپؑ اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ بیان فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، رسول اللہؐ پر درود و سلام بھیجا، پھر فرمایا:

اِنَّہُ قَدْ نَزَلَ مِنَ الْاَمْرِ مَا قَدْ تَرَوْنَ وَ اِنَّ الدُّنْیَا تَغَیَّرَتْ وَتَنَکَّرَتْ وَ اَدْبَرَ مَعْرُوْفُھَا وَلَمْ یَبْقَ مِنْھَا اِلَّا صُبَابَۃٌ کَصُبَابَۃِ الْاِنَاءِ وَخَسِیْسِ عَیْشٍ کَالْمَرْعٰی الْوَبِیْلِ اَلَا

Presented by Ziaraat.Com

تَرَوْنَ اِلَی الْحَقِّ لَا یُعْمَلُ بِہٖ وَ اِلَی الْبَاطِلِ لَا یُتَنَاهٰی عَنْهُ لِیَرْغَبَ الْمُؤْمِنُ فِیْ لِقَآءِ رَبِّهٖ حَقًّا حَقًّا فَاِنِّیْ لَا اَرَی الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَةً وَالْحَیَاةَ مَعَ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا بَرَمًا

"جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں، دنیا کا چہرہ بگڑ گیا ہے۔ نیکی و اچھائی سے منہ موڑا جا رہا ہے۔ اچھائی اور بھلائی کے کاموں میں سے کچھ باقی نہیں رہا، سوائے اتنی مقدار جو برتن کے پیندے میں تلچھٹ کی طرح باقی ہوتی ہے۔ لوگ حق سے دستبردار ہو کر باطل پر جمع ہو گئے ہیں جو خدا پر یقین رکھتا ہے۔ اُس پر لازم ہے کہ وہ دنیا سے رُوگردانی کرے۔ پروردگار کی ملاقات کا مشتاق ہو جائے۔ میں شہادت کی موت کو سعادت سمجھتا ہوں اور ان ظالموں کے ساتھ زندگی کو بربادی اور بدبختی سمجھتا ہوں"۔

اصحابِ حسینؑ کی گفتگو

زُہیر بن قینؓ

آپؑ کی اس ملکوتی گفتگو کے بعد زُہیر بن قین کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! اگر دنیا ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہوتی تو پھر بھی ہم آپؑ کے قدموں میں اور آپؑ کے راستے پر قتل ہونا پسند کرتے۔ لیکن دنیا تو فانی ہے اور جلد ختم ہو جانے والی ہے۔ تو پھر ہم اپنی جانیں آپؑ پر کیوں قربان نہ کریں۔

ہلال بن نافعؓ

ان کے بعد ہلال بن نافع بجلی (جملی؟) کھڑے ہوئے اور کہا: اے فرزندِ

Presented by Ziaraat.Com

رسولؐ! آپؐ کے جد بزرگوار سے یہ نہ ہوسکا کہ اپنی محبت لوگوں کے دلوں میں راسخ کریں اور ان کو اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھیں۔ ان کے دور میں بہت سے منافقین تھے جو وعدہ نصرت کرتے پھر مکر وغدر سے کام لیتے۔ آپؐ ہمیشہ انہی منافقین میں محنت ومشقت سے زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ انتقال فرما گئے۔ ان کے بعد آپؐ کے والد بزرگوار نے ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جو جو مصائب اُٹھائے معلوم ہیں آخر وہ اللہ کی رحمت کو سدھارے۔ آج پھر آپؐ اسی گروہ کے غدر ومکر میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ جو کوئی آپؐ کے عہد کو توڑے گا اس نے اپنے آپ کو ابدی مصیبت میں ڈالا۔ میں نے ہر طرح سوچ سمجھ کر آپؐ کی بیعت وجاں نثاری کی ہے آپؐ کے دوستوں کا دوست، آپؐ کے دشمنوں کا دشمن رہوں گا۔ جو کچھ فرمائیں گے دل وجان سے تعمیل کروں گا۔

بُریر بن خضیر

اے فرزند رسولؐ! اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہے۔ آپؐ کے قدموں میں ان لوگوں سے جہاد کریں گے۔ اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ اگر ہمارے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ قیامت کے دن آپؐ کے جد بزرگوار ہمارے شفیع ہوں گے۔ وہ جماعت کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ جو فرزند پیغمبرؐ کو چھوڑے اور ان کی نصرت نہ کرے ان پر افسوس ہے۔ وہ بروز قیامت عذاب الیم اور حسرت وندامت میں ہوں گے۔

امامؑ نے اس کے حق میں دعا دی اور اپنے اہل بیت، بھائی بہنوں پر حسرت کی نظر سے دیکھا اور ہاتھ دعا کے لیے اُٹھائے۔ خداوندا! ہم تیرے پیغمبرؐ کی اولاد ہیں، ان لوگوں نے مجھے جد بزرگوار کے حرم سے دُور کیا، اب اُموی لوگ مجھ پر ظلم کرتے ہیں، خداوندا تو میرا حق ان سے لے اور ان ظالموں پر مجھے نصرت عطا فرما۔ پھر آپؐ نے فرمایا: سب لوگ دنیا کے بندے ہیں، دین صرف ان کی زبانوں پر جاری ہے لیکن

Presented by Ziaraat.Com

آزمائش کے وقت طالب حق بہت کم ہیں۔

ورودِ کربلا

تاریخ، ج ۲، ص ۱۲۸ کی روایت کے مطابق امام حسینؑ اور ان کے مٹھی بھر ساتھی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ حر کا لشکر ان کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھا۔ اس سفر کے دوران زُہیر بن قین نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! بہتر ہے ہم زمین کربلا میں پڑاؤ ڈالیں۔ دریائے فرات کے کنارے اپنے خیمے لگائیں۔ اس طرح پانی کے حصول میں آسانی رہے گی۔ اگر جنگ ہوئی تو جنگ کریں گے اس طرح خدا سے نصرت کی دعا بھی کریں گے۔

جب امامؑ نے یہ کلمات سنے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَرْبِ وَالْبَلَاءِ

"خدایا! میں ہر کرب وبلاء سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

المختصر آپ کربلا پہنچے۔ اچانک آپ کا گھوڑا آگے چلنے سے رُک گیا۔ آپؑ نے چند مرتبہ اس کو آگے چلانے کی کوشش کی لیکن گھوڑے نے حرکت نہ کی۔ آپؑ نے دوسرا گھوڑا طلب فرمایا۔ جب آپؑ سوار ہوتے تو گھوڑا حرکت نہ کرتا۔ کئی مرتبہ اس طرح ہوا۔ لوط بن یحییٰ راوی ہیں: امامؑ نے سات یا آٹھ گھوڑے تبدیل کیے لیکن کسی گھوڑے نے آگے چلنے کی حرکت نہ کی۔

اسماء کربلا

علامہ مجلسی نے جلاء العیون، ص ۵۸۲ پر ایک روایت نقل کی ہے، حضرت امام حسینؑ نے اپنی شہادت کے دن اپنے اصحاب کو یہ حدیث بیان فرمائی: رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے جس زمانے میں آپؑ کو عراق کی طرف لایا جائے گا۔ وہاں تم ایک ایسی زمین کی طرف آؤ گے جہاں ہر پیغمبرؑ اپنے اپنے زمانے میں تشریف لا چکے ہیں اور وہ وہاں اپنے دشمنوں سے ملاقات کر چکے ہیں۔ اس زمین کا نام عمورا ہے۔ وہاں آپ کو شہید کیا جائے گا۔ آپؑ کے اصحاب وہ بھی نیزے و شمشیر کے زخم کھائیں گے۔

پھر آپؑ نے یَانَارُ کُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کی آیت تلاوت فرمائی (اے حسینؑ) "جنگ کی آگ تم پر اور تمہارے اصحاب پر سلامتی اور ٹھنڈک بن جائے"۔

امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہارے لیے خوشخبری ہے، ہم اپنے پیغمبرؐ کے پاس جا رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پاس حاضری ہوگی، جب خدا چاہے گا۔ آپؑ نے فرمایا: جب رجعت ہوگی تو سب سے پہلے میں اپنی قبر سے باہر آؤں گا۔ میرا واپس آنا جناب امیرالمومنینؑ کی واپسی کی طرح ہوگا۔ اس وقت قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہوگا۔ اس وقت آسمان سے ایک جماعت ملائکہ کی مجھ پر نازل ہوگی۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ ملائکہ لشکر اپنے ساتھ لیے ہوئے ہوں گے۔ حضرت رسولِؐ خدا میرے بابا اور بھائی حسن مجتبیٰؑ نوری سواریوں پر سوار ہوں گے۔ وہ ایسی سواریاں ہوں گی جن پر کسی مخلوق نے سواری نہ کی ہوگی۔

رسولِؐ خدا اپنے علم کو حرکت دیں گے اور قائم آلِ محمدؐ کے ہاتھ میں دیں گے، اپنی تلوار انھیں دیں گے، ہم اللہ کی زمین پر ایک مدت تک رہیں گے۔ خداوند تعالیٰ مسجد کوفہ سے ایک چشمہ روغن، ایک چشمہ آب اور ایک چشمہ دودھ جاری فرمائے گا۔ پس جناب امیرؑ جناب رسولِؐ خدا کی تلوار مجھے عطا کریں گے اور مشرق و مغرب کی طرف روانہ فرمائیں گے۔ میں ہر دشمنِ خدا کو قتل کروں گا اور تمام بتوں کو جلا دوں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہندوستان کے تمام شہروں کو فتح کروں گا۔ حضرت دانیالؑ اور حضرت یوشعؑ زندہ ہوں گے۔ جب امیرؑ ان کو ستر آدمیوں کے ساتھ بصرہ روانہ فرمائیں گے اور انھیں حکم دیں گے کہ وہاں کا لشکر بصرہ کو قتل کریں اور ایک لشکر روم کے ملک کی طرف روانہ فرمائیں گے تا کہ ان ممالک کو فتح کریں۔ میں ہر اس حیوان کو مار ڈالوں گا جس کا گوشت حرام ہے۔ زمین پر طیب و طاہر کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا۔ یہود و نصاریٰ اور باقی تمام مذاہب کو اسلام کی دعوت دوں گا۔ انھیں اسلام قبول کرنے یا اپنے قتل ہونے پر اختیار دوں گا جو کوئی اسلام قبول کرے گا اس پر نوازش کروں گا۔ جو اسلام قبول نہ کرے گا اُسے قتل کروں گا۔ زمین پر جو ہمارے شیعہ ہوں گے ان پر اللہ اپنا فرشتہ بھیجے گا۔ وہ فرشتہ ان کے پاس آئے گا اور انھیں عزت بخشے گا اور جنت میں ان کے جو محلات ہیں وہ انھیں دکھلائے گا۔ اللہ کی زمین میں کوئی اندھا، بہرا، بیمار باقی نہ رہے گا۔ تمام لوگ ہماری اہلِ بیتؑ کے ذریعے شفا پائیں گے۔ اللہ کی طرف سے زمین پر برکات کا نزول ہوگا۔ باغات اتنا پھل دیں گے کہ ان کی شاخیں پھلوں کا بوجھ نہ اُٹھا سکیں گی ملتے پھل ہوں گے کہ لوگ سردی گرمی میں ان کا استعمال کریں گے اور وہ ختم نہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (سورۂ اعراف، آیہ ۹۶)

”یعنی اگر اہلِ گاؤں ایمان لائیں اور تقویٰ اختیار کریں تو ہم ان پر زمین و آسمان سے اپنی برکات کثرت کے ساتھ نازل کریں گے لیکن انھوں نے جھٹلایا، پس ہم نے ان کا مواخذہ کیا اس لیے کہ ان کے اعمال بُرے تھے“۔

Presented by Ziaraat.Com

خداوند تعالیٰ ہمارے شیعوں کو چند ایسی کرامات عطا فرمائے گا۔ ان پر زمین کی کوئی چیز مخفی نہ رہے گی۔ اگر کوئی اپنے گھر کی خبر معلوم کرنا چاہے گا تو فوراً اُسے گھر کے حالات معلوم ہو جائیں گے۔ ناسخ، ج۲، ص ۱۶۸ میں بھی یہ روایت موجود ہے، یہ اس روایت کا خلاصہ ہے۔

اسمائے کربلا

امامؑ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: اس زمین کا نام کیا ہے؟ بتایا گیا: غاضریہ۔ آپؑ نے پوچھا: کوئی اور نام؟ تو کہا گیا نینویٰ بھی کہا جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: کوئی اور نام؟ تو کہا گیا شاطی الفرات۔ آپؑ نے فرمایا: ان کے علاوہ کوئی اور نام جو بولا جاتا ہو؟ تو کہا گیا: کربلا۔[1] یہ سن کر آپؑ نے ایک گہری سانس لی اور فرمایا: ارض کرب و بلا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: یہاں ٹھہرو آگے کوچ نہ کرو۔

فَهٰهُنَا وَاللّٰهِ مُنَاخُ رِكَابِنَا وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ سَفْكُ دِمَائِنَا
وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ هَتْكُ حَرِيْمِنَا وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ قَتْلُ رِجَالِنَا
وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ ذَبْحُ اَطْفَالِنَا وَهٰهُنَا وَاللّٰهِ تُزَارُ قُبُوْرُنَا[2]
وَبِهٰذِهِ التُّرْبَةِ وَعَدَنِيْ جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَا خُلْفَ لِقَوْلِهٖ

---

① مقتل مقرم، ص ۲۲۵۔ از کشکول شیخ بہائی، ج۲، ص ۹۱، چاپ مصر۔ امام حسینؑ نے اپنی قبر مبارک کے اطراف میں اہلِ نینویٰ اور اہلِ غاضریہ سے ساٹھ ہزار درہم کی زمین خریدی۔ خریدنے کے بعد ان لوگوں پر وقف کر دی۔ اس وقف کو اس بات سے مشروط کر دیا کہ ان کے زائرین کی ان کے مزار کی طرف راہبری کریں گے اور ان کے زائرین کو اپنے ہاں مہمان رکھیں گے۔ آپ کا حرم جو آپ نے ان لوگوں سے خریدا وہ آپ کی قبر شریف کے چار اطراف چار چار میل کی حدود رکھتا ہے۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا: یہ زمین ان کے دوستوں کے لیے حلال ہے اور دشمنوں کے لیے حرام ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں نے آپؑ کی وصیت پر عمل نہ کیا۔

② منتخب طریحی، ص ۴۳۹ میں الفاظ اس طرح کے ہیں: هٰهُنَا وَاللّٰهِ تُرَمَّلُ النسوان وَتُذبَحُ

Presented by Ziaraat.Com

"یہ ہمارے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارا خون بہایا جائے گا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارے حریم کی ہتک کی جائے گی۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارے مرد قتل کیے جائیں گے اور یہاں ہمارے بچے ذبح ہوں گے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ہماری قبور بنیں گی اور لوگوں کے لیے مزار ہوں گے۔ یہ وہ خاک ہے جس کا وعدہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ ان کے فرمان کی مخالفت ممکن نہیں ہے۔ یہ واقعہ بروز بدھ دو محرم کا ہے، اکسٹھ ہجری کا ہے"۔

اشعاری مناسب مقام از جوہری

نام این دشت بلا گر تعین کربلا است
تا صف حشر ہمین خاک بود بستر من
اندر این دشت بلا کشتہ ز شمشیر شوند
یاور انم ہمہ درپیش دو چشم تر من

اَلْاَطْفَالُ وَهَاهُنَا وَاللّٰهِ تُهْتَكُ الْحَرِيْمُ فَانْزِلُوْا بِنَا يَا كِرَامُ ، فَهَاهُنَا مَحَلُّ قُبُوْرِنَا وَهَاهُنَا وَاللّٰهِ مَحْشَرُنَا وَمَنْشَرُنَا وَبِهٰذَا وَعَدَنِيْ جَدِّيْ...... الخ۔

لہوف، ص ۸۱ هَاهُنَا مَحَطُّ رِحَالِنَا وَمَسْفَكُ دِمَائِنَا وَهَاهُنَا مَحَلُّ قُبُوْرِنَا بِهٰذَا حَدَّثَنِيْ جَدِّيْ...... الخ۔

تمام، ص ۳۲۶، از حیاۃ الحیوان دمیری: جب امام حسینؑ کربلا پہنچے تو آپؑ نے پوچھا: اس جگہ کا نام کیا ہے؟ کہا گیا: کرب وبلا۔ آپؑ نے فرمایا: جنگِ صفین کے زمانے میں جب ہم گزرے تو والد بزرگوار نے مجھ سے فرمایا: جب میں نے ان سے استفسار کیا تھا تو فرمایا تھا: یہ وہ جگہ ہے جہاں ان کے اُونٹ بیٹھیں گے۔ یہاں ان کا خون گرایا جائے گا۔ جب میں نے پوچھا وہ لوگ کون ہوں گے؟ تو آپؑ نے فرمایا: آلِ محمدؐ کی ایک جماعت کا قتل ہوگا۔ مرحوم مجلسی نے جلاء العیون میں ص ۵۲۷ پر ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد مفید میں بھی یہی تاریخ ہے، بدھ دو محرم ۶۱ ہجری۔

Presented by Ziaraat.Com

اندر این دشت بلا، از پی یک قطرہ آب
تیر بیداد رسد بر گلوی اصغر من
اندر این دشت بلا گریہ بسیار کند
ام لیلا بسر نعش علی اکبر من
اندر این دشت عباد ز دم تیغ ستم
دست از پیکر عباس وفا گستر من
با لب تشنہ در این دشت ببرد ز قفا
شمر از خنجر بیداد سر از پیکر من
اندرین دشت شود، در عوض غسل و کفن
پای مال سم اسبان بدن اطہر من
اندرین دشت بلا، از دم شمشیر جفا
ساربان قطع کند دست من از پیکر من

”اس دشت بلا کا نام کرب و بلا ہے۔ جب میں شہید ہو جاؤں گا تو حشر تک اس کربلا کی خاک میرا بستر ہوگا۔ اس دشت بلا میں جو شمشیر کی ضربوں سے شہید ہوئے تھے وہ اس دشت میں دفن ہو گئے ہیں۔ وہ خود اور اس کے تمام جانثار دفن ہو گئے ہیں۔ اس لیے میری آنکھیں ان کے مصائب پر آنسو برساتی ہیں۔ اس صحرا میں رسولؐ اللہ کی اہلِ بیتؑ پر پانی بند کر دیا گیا۔ بہتے دریا سے ایک قطرہ آب نہ دیا گیا۔ ظالم کے تیر سے میرے علی اصغرؑ کا نازنین گلو نحر ہو گیا۔ اس دشت بلا میں اُم لیلیٰؑ نے اپنے بیٹے علی اکبرؑ کی نعش پر بہت زیادہ گریہ کیا تھا۔ اس جنگل ویرانے

Presented by Ziaraat.Com

میں تیغ ستم نے کتنی قیامتیں ڈھا دیں۔ میرے عباسؑ باوفا کے بازو قطع کر دیے گئے۔ جب مجھے پس گردن شہید کیا گیا تو میں اس وقت تشنہ لب تھا۔ ظالم شمر نے میرا سر تن سے جدا کیا۔ اس ویرانے میں میری شہادت کے بعد میرے جسم اطہر کو گھوڑوں سے پامال کیا گیا۔ یہ پامال ہونا میرے غسل و کفن تھا۔ اسی دشت میں مجھ پر کیا کیا ستم نہ ہوئے۔ جمال نے میرے ہاتھوں کو میرے جسم سے جدا کر دیا"۔

از پس قتل من ای قوم از این دشت بلا
چون اسیران بسوی شام رود خواهر من
اندر این دشت بلا از ستم شمر و سنان
میخورد سیلی کین در بر من دختر من

ولہ ایضاً

چون شاہ کربلا بصف کربلا رسید
ہنگام درد و محنت و کرب و بلا رسید
آن شاہ چون پیادہ شد از اسب تکل تن
بر گوش او ز ہاتف غیب این ندا رسید
کامروز ، روز وعدہ عہد الست تست
آمادہ شو کہ موسم صبر و رضا رسید
پس شہ بنالہ گفت عباس نوجوان
برپا کنید خیمہ کہ حکم قضا رسید
یثرب کجا حجاز کجا کربلا کجا

Presented by Ziaraat.Com

انجام کار ما ز کجا تا کجا رسید
بر گو بخواہرت کہ بمنزل رسیدہ ایم
آسودہ باش رنج ترا انتہا رسید
اینجا است وعدہ گاہ تو و قتل گاہ من
از بحر من بلا وترا انتہا رسید
از این زمین بمنزل دیگر نمیرویم
هرچند ز اہل کوفہ بما نامہ ها رسید

"اے میرے ماننے والو! اس دشت میں میرے قتل کے بعد میری بہنیں بے پردہ ہو کر شام کی طرف روانہ ہوں گی۔ شمر کی تلوار و خنجر کی ضربیں ایک طرف لیکن میری شہادت کے بعد میری سکینہؑ کو شمر طمانچے مارتا رہا۔

ولہ ایضاً

جب امام حسینؑ کربلا پہنچے تو تمام مصائب و آلام بھی اطراف و اکناف سے کربلا میں اکٹھے ہو گئے۔ جب حسینؑ آقا گھوڑے کی زین سے زمین کی طرف آئے تو آپؑ کے کانوں میں غیب کی آواز آئی: اے حسینؑ! آج عہد الست کے نبھانے کا دن ہے۔ اب تیار ہو جاؤ۔ صبر و رضا کا موسم آ گیا ہے۔ آپؑ نے اپنے نوجوان بھائی جناب عباسؑ سے فرمایا: اب یہاں اس سرزمین پر خیمے لگا دو۔ قضا کا حکم آ چکا ہے۔ یثرب کہاں حجاز کہاں کربلا کہاں؟ اب ہمارے کام کا انجام کہاں سے کہاں جا پہنچا ہے۔ اپنی بہن سے کہہ دیجیے۔ اب ہم اپنی منزل پر پہنچ چکے ہیں۔ اب

Presented by Ziaraat.Com

رنج وغم کا زمانہ آ گیا ہے۔ یہ وہ وعدہ گاہ ہے جہاں تم نے اسیر
ہونا ہے اور میری قتل گاہ ہے۔ یہاں مصائب و رنج وغم کے
طوفان نے ظلم پر حملہ کرنا ہے۔ اب یہاں میرا ٹھکانہ ہوگا۔
یہاں سے کہیں اور نہیں جانا حالانکہ اہلِ کوفہ نے میری طرف
بہت سے خطوط لکھے ہیں"۔

رجال کشی، ص ۱۳ پر ایک روایت ہے، جب سلیمان فارسی کربلا تشریف لے گئے تھے واقعہ کربلا سے قبل کی بات ہے۔ یہاں آ کر پوچھا تھا اس زمین کا نام کیا ہے؟ تو کہا گیا: کربلا۔ انہوں نے فرمایا تھا: یہ میرے بھائیوں کے اُترنے کی جگہ ہے۔ یہاں ان کا سامان اُترے گا، یہاں ان کے اُونٹ بیٹھیں گے، یہاں ان کا خون گرایا جائے گا۔ یہاں وہ قتل کیے جائیں گے، یہاں سب سے بہترین لوگ شہید ہوں گے۔ یہ لوگ اوّلین اور آخرین میں سب سے بہترین ہوں گے۔

ورود کربلا امام حسینؑ کی خبر ابن زیاد کے دربار میں

ناسخ، ج ۲، ص ۱۷۷ و قمقام، ص ۳۶۷، جلاء العیون، ص ۵۴۵، جب امام حسینؑ کربلا میں وارد ہوئے تو حر نے آپ کے خیمہ کے سامنے اپنا خیمہ نصب کرایا تھا۔ اس نے ابن زیاد کو لکھا کہ میں نے امام حسینؑ کو کربلا میں لے آیا ہوں اور تمہارا حکم بجا لایا ہوں لیکن میری طاقت نہیں کہ ان سے جنگ کروں۔ باقی امور سے تو خود واقف ہے۔

جب ابن زیاد اس امر پر مطلع ہوا تو اس نے امامؑ کی طرف خط بھیجا، خط کا مضمون یہ تھا:

اَمَّا بَعْدُ! يَاحُسَيْنُ فَقَدْ بَلَغَنِيْ نُزُوْلُكَ بِكَرْبَلَاءِ وَقَدْ
كَتَبَ اِلَيَّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَزِيْدُ اَنْ لَا اَتَوَسَّدَ الْوَثِيْرَ وَلَا
اَشْبَعَ مِنَ الْخَمِيْرِ اِلَّا اَلْحَقُكَ بِاللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ اَوْ تَرْجِعُ

Presented by Ziaraat.Com

اِلٰی حُکْمِیْ وَحُکْمِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَہ ــــ والسلام[1]

"اے حسینؑ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کربلا پہنچ چکے ہو، یزید نے میری طرف خط لکھا ہے، میں آرام دہ بستر پر نہ سوؤں اور نہ سیر ہوکر کھانا کھاؤں جب تک تم کو اپنا مطیع نہ بنا لوں یا قتل نہ کردوں۔ قاصد نے امامؑ کو ابن زیاد کا خط دیا۔ آپؑ نے پڑھ کر خط کو زمین پر قاصد کے سامنے پھینک دیا اور فرمایا: ایسا آدمی کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا جو مخلوق کی خوشنودی کے لیے اللہ کو ناراض کرتا ہے۔ قاصد نے کہا: اے ابوعبداللہ خط کا جواب دو۔ آپؑ نے فرمایا: اس خط کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ کے عذاب کا مستحق ہے"۔

ابن زیاد کا عمر بن سعد کو دربار میں طلب کرنا

ناسخ، ج ۲، ص ۱۷۸، جب ابن زیاد کا قاصد ابن زیاد کے پاس پہنچا تو اُس نے صورت حال کی خبر دی تو ابن زیاد کی آتش غضب بھڑک اٹھی۔ اُس نے عمر بن سعد کو طلب کیا کیونکہ دو روز پہلے اس کے لیے رَے کی ریاست کا حکم جاری کیا گیا تھا۔

اس نے کہا: اے عمر بن سعد! حسینؑ بن علیؑ کربلا میں وارد ہوچکے ہیں۔ جلدی کرو، اس سے جنگ کرو اور اس معاملے کو ختم کرو۔ اس خدمت کے لیے تم مناسب ہو۔ عمر بن سعد نے کہا: اے امیر! مجھے اس امر کے لیے دُور رکھو، میرے علاوہ کسی اور کو

---

[1] قمقام، ص ۳۶۷، نورالدین مالکی فصول المہمہ میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے: فَاِنَّ یزید ابن معاویہ کتب الی ان لاتغمض جفنک من المنام ولا تشبع بطنک من الطعام او یرجع الحسین الی حکمی او تقتلہ لیکن پہلا قول صحیح ہے یعنی یزید نے میری طرف لکھا ہے اس وقت تک بستر پر نیند نہ کرو اور نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤ جب تک حسینؑ کو میرے حکم کی طرف نہ لوٹا دو یا اُسے قتل نہ کردو لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بھیج دو کیونکہ حسینؑ فاطمہؑ کا بیٹا ہے، علیؑ کا بیٹا ہے، حضرت محمدؐ کا نواسہ ہے، میں ان کے ساتھ کیسے جنگ کر سکتا ہوں۔ پیغمبرؐ سے کیسے دشمنی مول لے سکتا ہوں۔

ابن زیاد نے کہا: میرے سامنے یہ یاوہ گوئی مت کرو۔ یزید نے ریاست رَے اس لیے اس شخص کو دینے کے لیے کہا ہے جو بہترین خدمت کر سکتا ہو۔ اگر تجھے یہ امر پسند نہیں ہے تو ملک رَے کا عہدنامہ واپس کر دو تاکہ میں کسی اور کے حوالے کروں اور وہ ہماری خدمت کی شرائط کو پورا کرے۔[1]

عمر بن سعد اور ذہنی کشمکش

عمر بن سعد نے ابن زیاد سے کہا: مجھے آپ رات کی مہلت دو تاکہ میں اچھی طرح سے سوچ لوں، کل صبح جواب دوں گا۔ جب وہ رات کو اپنے گھر آیا تو کوفہ کے بزرگواروں کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اور اسے لعنت ملامت کی کہ تمہارا باپ عشرہ مبشرہ[2] کا مصداق ہے اور ان میں اس کا شمار چھٹے نمبر پر ہے اور تو نواسۂ رسولؐ سے جنگ کرنے کے لیے نکل رہا ہے۔ حمزہ بن مغیرہ بن شیبہ جو اس کا رشتہ دار تھا یا خواہر زادہ تھا اس نے کہا: خیال کر امام حسینؑ سے کبھی جنگ نہ کرنا اور اپنے آپ کو جہنم کے حوالے نہ کرنا۔ قسم بخدا!! اس دنیا کی تجھ سے ہر چیز لے لی جائے وہ بہتر ہے اپنے ہاتھوں کو قتل حسینؑ سے آلودہ نہ کرنا۔ اس نے کہا: مجھے آج رات کی مہلت دے دو میں خوب سوچ

---

① اعیان الشیعہ، ج۱، ص ۵۹۸، چند روز قبل ابن زیاد نے عمر بن سعد کو ملک رَے کا فرمان جاری کیا تھا۔ چار ہزار کا لشکر بھی اس کے ماتحت کیا تھا کہ دیلم جائے لیکن جب امام حسینؑ عراق آئے تو اس نے کہا: پہلے امام حسینؑ کا معاملہ ختم کرو پھر ریاست رَے کو سنبھالو۔

② عشرہ مبشرہ: دائرۃ المعارف الشیعی، ج ۲۲، ص ۳۲۶، اہل سنت کے نزدیک ایک حدیث ہے۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی و طلحہ و زبیر و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن مالک، عبداللہ بن مسعود۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ ج ۲، ص ۲۹، چھاپ ایران میں بیان کیا ہے۔ ج ۳، ص ۲۱۴، ابوعبیدہ جراح، سعد بن ابی وقاص کا اضافہ کیا ہے حالانکہ کوئی ایسی حدیث وارد نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لوں، صبح جواب دوں گا۔ تاریخ کے اوراق میں موجود ہے: عمر بن سعد ساری رات امارت رَے اور قتل حسینؑ کی کشمکش میں گرفتار رہا۔ جب صبح ہوئی تو درج ذیل اشعار گنگنا رہا تھا:

دعانی عبیداللّٰه من دون قومه
الی خطة فیها خرجت لحینی[1]
فواللّٰه ما أدری وانی لحائر
افکر فی أمری علی خطر بن
أترك ملك الری والری منیتی
أم اصبح ما ثومًا بقتل حسین
حسین بن عمی والحوادث جمة
لعمری ولی فی الری قرة عین
وان اله العرش یغفر زلتی
ولو کنت فیها أظلم الثقلین
ألا انما الدنیا لخیر معجل
وما عاقل باع الوجود بدین
یقولون ان اللّٰه خالق جنة
ونار وتعذیب وغل یدین
فان صدقوا فما یقولون اننی
أتوب الی الرحمٰن من سنتین
وان کذبوا فزنا بدنیا عظیمة
وملك عقیم دائم الحجلین

① پہلا یہ شعر قمقام نے، ج ۱، ص ۳۶۸ پر ذکر کیا ہے لیکن تاریخ نے ذکر نہیں کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

"عبیداللہ نے مجھے بلایا اور خروج بر حسینؑ کا امر سپرد کیا۔ قسم بخدا میں نہیں جانتا اب کیا کروں۔ حیران و پریشان ہوں، میرے سامنے دو راستے ہیں۔ کیا امارت رے کو چھوڑ دوں حالانکہ وہ میری آنکھوں کی روشنی ہے یا پھر حسینؑ کو قتل کروں وہ میرے چچا کا بیٹا ہے، ان کے قتل سے گناہ گار ہو جاؤں۔ دنیا نقد ہے، کوئی عقل مند اپنا سودا اُدھار پر نہیں بیچتا۔ مجھے اُمید ہے (حسینؑ کے قتل سے) میں کائنات کا ظالم ترین انسان ٹھہروں گا لیکن عرش کا معبود میرے گناہ معاف کر دے گا۔ لوگ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی ہے اور جہنم بنائی ہے۔ وہاں عذاب بھی ہے، زنجیر بھی۔ اگر یہ بات سچی ہے تو میں توبہ کرلوں گا۔ اگر جھوٹ ہے تو دنیا کی لذات سے بھرپور انداز میں استفادہ کروں گا"۔

جب وہ اشعار گنگنا رہا تھا تو غیب سے اس نے یہ آواز سنی جو اس سے مخاطب تھا:

اَلَا اَیُّهَا النَّغلُ الَّذِیْ خَابَ سَعیُهٗ
وَرَاحَ مِنَ الدُّنْیَا بِبَخْسَةِ عَیْنِ
سَتَصْلیٰ جَحِیْمًا لَیْسَ یَطْفیٰ لَهِیْبُهَا
وَسَعْیُکَ مِن دُوْنَ الرِّجَالِ بِشَیْنِ
اِذَا کُنتَ قَاتَلْتَ الْحُسَیْنَ بْنَ فَاطِمٍ
وَاَنْتَ تَرَاهُ اَشْرَفَ الثَّقَلَیْنِ
فَلَا تَحْسَبَنَّ الری یَا اَخْسَرَ الْوَرٰی
تَفُوْزُ بِهٖ مِنْ بَعْدِ قَتْلِ حُسَیْنِ

"اے بدبخت! ولد الزنا زیاں کار تو بہت جلد جہنم کا ایندھن بننے والا ہے۔ جب تو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ حسینؑ بن فاطمہ کائنات کا ایک بہترین انسان ہے اور تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ حکومت رَے کو اپنے دماغ سے نکال دے وہ تیرے نصیب میں نہیں ہے"۔

عمر سعد ساری رات حق و باطل کی کشمکش میں گرفتار رہا۔ کبھی دنیا کو دیکھتا، تھوڑی دیر بعد آخرت پر نگاہ جا پڑتی اس کی یہ کیفیت تھی کہ کدھر جائے اور کدھر نہ جائے۔ وہ اپنے دماغ کے ترازو کے دونوں پلڑوں میں ایک طرف قتلِ حسینؑ کو رکھتا اور دوسرے پلڑے میں ریاست رَے کو رکھتا، کبھی قتلِ حسینؑ بھاری نظر آتا تو کبھی ریاست رَے۔ اُدھر نفسِ امارہ کی حرص و ہوسِ دنیا کی ضربیں لگتیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد نفسِ لوامہ کے ہتھوڑے اس کے دل و دماغ پر پڑتے۔ آخرکار اس کی بدبختی و شقاوت نے اپنا اثر دکھایا۔ نفسِ امارہ کے ہاتھوں لاچار ہوا اور فرزندِ رسولؐ کے لیے خونخوار درندہ بننے کے لیے تیار ہو گیا۔ صبح صبح دارالامارہ پہنچا اور ابن زیاد ملعون کو سلام کیا۔ اس ملعون نے پوچھا: حکومت رَے کا دس سالہ پروانہ منظور ہے اور اس کی قیمت قتلِ حسینؑ ہے۔ ابن سعد نے کہا: منظور ہے میں حاضر ہوں۔

قمقام نے ص ۳۶۹ پر یہ روایت بیان کی ہے، آخرکار اس ملعون کے ساتھ یہ ہوا: وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ، ابن زیاد اس پر ناراض ہو گیا اور اس کو امارت رَے سے محروم کر دیا۔ اِدھر اہلِ کوفہ نے اُسے ایک ناپسندیدہ شخصیت قرار دے دیا۔ کوفہ کی عورتیں اور بچے اس پر لعنت کرتے۔ جدھر سے گزرتا تو اس پر لعنت و نفرین کے آوازے کسے جاتے۔ نہ بازار جا سکتا اور نہ مسجد اور نہ کسی اجتماعی مقام پر جا سکتا تھا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے مختار ثقفیؓ کو بھیجا۔ اس نے اس کو اور اس کے بیٹے کو بدترین

Presented by Ziaraat.Com

طریقے سے قتل کیا۔

تذکرہ ابن جوزی میں ایک روایت موجود ہے جس کے راوی محمد بن سیرین ہیں۔ جس کو امام علیؑ کی کرامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایک دن امام علیؑ کے سامنے عمر بن سعد آیا۔ اس وقت وہ نوجوان تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اے پسر سعد! تجھ پر افسوس ہے۔ ایک دن تجھے جہنم اور جنت کے درمیان اختیار دیا جائے گا اور تو جہنم کو اختیار کرے گا۔[1]

خطبہ ابن زیاد و آمادہ کردن لشکر

تاریخ، ج ۲، ص ۱۸۱ و قمقام، ص ۳۷۱ و مقتل خوارزمی، ص ۲۲۲، ابن زیاد دارالامارہ سے مسجد کوفہ آیا اور منبر پر گیا اور خطبہ دیا: اے لوگو! تم نے آلِ ابوسفیان کو آزمائش کے زمانے میں اچھی طرح سے آزمالیا ہے۔ تمہاری خواہش کے مطابق تمہیں ہر چیز مل رہی ہے۔ تم نے امیرالمومنین یزید کو اچھی طرح سے پہچان لیا ہے کہ وہ ایک پسندیدہ سیرت کا مالک ہے اور اپنی رعایا کے معاملے میں نہایت سخی اور جود و بخشش کرنے والا آدمی ہے۔ ہر طرف امن و امان ہے۔ وہ وہی کام کرتا ہے جو کام اس کا باپ معاویہ اپنے زمانہ میں کرتا تھا۔ یزید اسی باپ کا بیٹا ہے۔ بندگانِ خدا سے اچھائی اور بھلائی سے پیش آتا ہے۔ اموال کے خرچ کے ساتھ انہیں تونگر کر دیتا ہے۔ ہر ماہ اپنے عطایا میں کئی سو گنا اضافہ کرتا ہے۔ اب اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم پر اپنی

---

[1] عمر سعد بن وقاص کا بیٹا تھا اور سعد بن وقاص کو مسلمانوں کا ایک طبقہ حدیث عشرہ مبشرہ سے منسوب کرتا ہے۔ حالانکہ وہ حدیث اپنے مقام پر مقامِ نظر رکھتی ہے۔ ادھر جس کو جنت کی بشارت دی جا رہی ہے اور عمر اس کا بیٹا ہے اور اس کا عقیدہ ہے اسلام اور قرآن کے حوالے سے اتنا کمزور ہے وہ اپنے آپ سے کہتا ہے: امارت رَے نقد ہے، جنت اُدھار ہے، عاقل نقد کو ترجیح دیتا ہے۔ حسینؑ فرزندِ رسولؐ کو قتل کرنے کے بعد توبہ کرلوں گا۔ توبہ کے ذریعے جہنم سے بچ جاؤں گا۔ اگر جنت جہنم والی بات جھوٹی ہے تو پھر زندگی کی لذت کے سامان تو ہاتھ آتے ہیں۔ والد کے بارے میں کہ وہ عشرہ مبشرہ میں داخل اور بیٹا جنت و جہنم کا قائل ہی نہیں۔ (مترجم)

Presented by Ziaraat.Com

نوازشات کر کے تمہیں مالا مال کردوں اور حسینؑ جو یزید کا دشمن ہے اس کے خلاف جنگ کے لیے تمہیں روانہ کروں۔ کان کھول کر سن لو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔ خلاف ورزی نہ کرو۔ بعدازیں منبر سے اترا اور خزانے کا منہ کھول دیا۔ لوگوں پر مال خرچ کر کے ان کو خوش کر دیا۔ سب سے پہلے عمر بن سعد کو پرچم دیا اور اس کے زیر کمان چھ ہزار یا نو ہزار کا لشکر دیا۔ اس کے بعد شبث بن ربعی کو لشکر کے ساتھ کربلا روانہ کیا۔

ابن زیاد کا شبث بن ربعی کے نام خط

شبث امام حسینؑ کے خلاف جنگ کے لیے تیار نہ تھا۔ اس نے اپنے آپ کو مریض ظاہر کیا۔ ابن زیاد نے اس کی طرف خط لکھا:

اما بعد! میرا قاصد آیا ہے اور اس نے مجھے بتایا ہے تم نے مرض کا بہانہ بنایا ہے اور جھوٹ بولا ہے۔ مجھے ان لوگوں سے خوف آتا ہے جب وہ اہلِ ایمان میں جاتے ہیں تو از راہِ نفاق کہتے ہیں: ہم ایمان لائے ہیں۔ جب اہلِ نفاق کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم نے ان سے مذاق کیا ہے۔ ہاں اے شبث! اگر ہماری اطاعت کرنا چاہتے ہو تو ہماری طرف جلدی کرو۔

شبث کے لیے یہ مرحلہ بڑا سخت تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے، دنیا کو ترک کرے یا نہ کرے۔ اس نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ میرے اس بہانہ مرض سے ابن زیاد واقف ہو چکا ہے۔ اس لیے جب رات ہوئی تو اس تاریکی شب میں ابن زیاد کے پاس پہنچ گیا۔ لیکن ابن زیاد رات کی وجہ سے اس کی صحیح تشخیص نہ کر سکا، آیا وہ ٹھیک ہے یا بیمار ہے۔ جب ابن زیاد نے اس کو دیکھا تو اُسے اپنے نزدیک جگہ دی اور مرحبا واھلاً کے ساتھ استقبال کیا۔ اس نے کہا: تم پر واجب ہے کہ حسینؑ کے معاملے میں ہمارا ساتھ دو تو پھر ایک رقم کثیر عطا کی۔ (تاریخ، ج ۲، ص ۱۸۲ و مقتل خوارزمی، ص ۲۴۲)

Presented by Ziaraat.Com

پرچم داران ابن زیاد

شبث بن ربعی کے زیر کمان چار ہزار کا لشکر مقرر کیا۔ عروہ بن قیس کو بلایا، اس کو بھی چار ہزار کا لشکر دیا۔ سنان بن انس نخعی کو چار ہزار یا دس ہزار کا لشکر دیا۔ حصین بن نمبر کو چار ہزار سوار کا امیر بنایا۔ شمر بن ذی الجوشن ضبابی کو چار ہزار کا دستہ عطا کیا۔ مضایر بن رهینه مازنی کی سرکردگی میں تین ہزار کا لشکر دیا۔ یزید بن رکاب کلبی کی کمان میں دو ہزار جنگجو دیے۔ نصر بن خرشہ کو دو ہزار سپاہی دیے۔ محمد بن اشعث کو ایک ہزار آدمی پر مامور کیا۔ عبداللہ بن حصین کو ایک ہزار نفر پر مامور کیا۔ شرح شافیہ میں مذکور ہے کہ ابن زیاد نے خولی بن یزید اصبحی کو دس ہزار کا لشکر دیا۔ کعب بن طلحہ کو تین ہزار کا لشکر دیا۔ حجار بن ابجر کو ایک ہزار کا لشکر دیا۔ حُر بن یزید ریاحی کو ایک ہزار یا تین ہزار کا لشکر دیا تھا۔

ابن زیاد ملعون کے لشکر کی تعداد

ناسخ، ج ۲، ص ۱۸۳ میں یہ روایت موجود ہے، محدثین اور مؤرخین کا آپس میں ابن زیاد کے لشکر کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن جہاں تک میری تحقیق ہے عمر بن سعد کی کمان میں ترپن ہزار سپاہی موجود تھے۔ (موسوی نے لکھا ہے ایک حساب سے ان کی تعداد اٹھاون ہزار، دوسرے حساب سے چھپن ہزار تھی۔ اسرار الشہادہ میں مرحوم دربندی نے ص ۳۳۵ پر چھ لشکر ہزار لکھی ہے)

علامہ مجلسی نے بیس ہزار کی روایت کی ہے۔ ایک دوسرے مقام پر تیس ہزار کی روایت بھی کی ہے۔ ابن طاؤس نے لہوف میں تیس ہزار کی تعداد لکھی ہے۔ ابومخنف نے اسی ہزار کی تعداد لکھی ہے۔ اس لشکر میں صرف کوفی تھے، حجازی اور شامی ان کے علاوہ تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن شہرآشوب نے پینتیس ہزار کی روایت کی ہے۔ اعثم کوفی نے بیس ہزار تعداد بتائی ہے۔ ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامۃ فی معرفۃ الائمہ میں چھے ہزار کی روایت کی ہے۔ یافعی نے اپنی تاریخ میں بائیس ہزار کی روایت کی ہے۔ شرح شافیہ میں پچاس ہزار رقم ہے۔ ایک جماعت نے ایک لاکھ بھی بتائی ہے، بیس ہزار بھی لکھی ہے اسی ہزار بھی لکھی ہے۔

مختصر اقوال در عدد لشکر ابن زیاد

①......ابن جوزی کی روایت کے مطابق: چھ ہزار نفر۔

②......علامہ مجلسی، ابن طاؤس اور اعثم کوفی کے مطابق: بیس ہزار نفر۔

③......یافعی و مطالب السؤل کے مطابق: بائیس ہزار نفر۔

④...... اہل بیت کی روایات کے مطابق: جیسے بحار، ج ۴۴، ص ۲۹۸، حدیث ۴، تیس ہزار نفر۔

⑤......ابن شہرآشوب کے مطابق: پینتیس ہزار نفر۔

⑥......شارح شافیہ کے مطابق: اکاون ہزار نفر۔

⑦......ناسخ کے مطابق: ترپن ہزار نفر۔

⑧......ابومخنف کے مطابق: اسی ہزار نفر۔

⑨......ناسخ کی ایک اور روایت کے مطابق: ایک لاکھ نفر۔

⑩......ناسخ کی ایک اور روایت کے مطابق: دو لاکھ نفر۔

⑪......اسرار الشہادہ کے مطابق: چار لاکھ ساٹھ ہزار نفر۔

⑫......ناسخ کی ایک اور روایت کے مطابق آٹھ لاکھ نفر۔

Presented by Ziaraat.Com

جمع بین اقوال در عدد لشکر ابن زیاد

مرحوم سکر نے ناسخ، ج ۲، ص ۱۸۲ میں ابن زیاد کے تمام لشکر کی تعداد کے تمام اقوال کو جمع کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: اگر امام حسینؑ ابن زیاد سے قبل کوفہ میں وارد ہو جاتے یا جناب مسلمؑ ہانیؒ کے گھر ابن زیاد کو قتل کر دیتے تو ان دونوں صورتوں میں اطراف و اکناف سے سیکڑوں لشکر اکٹھے ہو سکتے تھے۔ پھر مدینہ، یمن و حجاز اور دوسرے علاقوں سے بھی لشکر آ سکتے تھے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے جناب مسلمؑ جونہی کوفہ میں وارد ہوئے تو فوراً چالیس ہزار آدمیوں نے آپ کی بیعت کر لی تھی۔ یزید اور اس کے طرف دار ان کی آنکھیں کھول دینے کے لیے اتنا کافی تھا۔ اس لیے انھوں نے کوشش کی کہ ان کا لشکر ایک لاکھ بائیس ہزار کے قریب ہونا لازمی ہے۔ انھوں نے اپنی سلطنت کے علاقوں میں لوگوں کو جمع کیا، جتنا ان کے لیے ممکن تھا۔ انھوں نے اطراف و اکناف سے اپنی سپاہ بلائی اور کوفہ کی طرف بھیجی۔

یزید نے تمام قبائل عرب کی طرف خطوط جاری کیے کہ اس کی طرف فوج بھیجیں جس طرح یزید اور ابن زیاد کی منصوبہ بندی کی تھی۔ اس حساب سے فوجیں اکٹھی ہوتیں تو ان کی تعداد آٹھ لاکھ سے بھی تجاوز کر جاتی لیکن اس فن کے ماہرین ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ صاحبان دانش و بینش خوب جانتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اتنی جلدی اور تھوڑے سے وقت میں اتنا لشکر کیسے جمع ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے اتنا بڑا لشکر فرات کے کنارے کس طرح منزل کر سکتا ہے۔ اتنی تعداد کے خورد و نوش کا مسئلہ کوئی آسان مسئلہ نہیں اور پھر ان کے جانوروں کا چارہ وغیرہ کہاں سے آتا اور کس طرح آتا۔

باقی بات رہی مدمقابل کی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے ان کی تعداد کتنی تھی جو تعداد

Presented by Ziaraat.Com

ان کی تھی وہ دشمن کے سامنے تھی وہ بہتر افراد تھے۔ اب بہتر کے مقابلے میں آٹھ لاکھ کا لشکر مستی وارد۔ آٹھ ہزار نفری کافی نہیں۔

اگر امام حسینؑ اپنی امامت اور الٰہی طاقت سے جنگ کرتے تو ان کے ایک اشارہ سے سب ختم ہو جاتے۔ اگر بشری طاقت سے جنگ کرتے تو ان بہتر پر سات سو کافی ہوتے۔

مرحوم مفکر کی بحث کا خلاصہ یہ ہے جو ہم نے نقل کیا ہے۔

امام حسینؑ کے اصحاب کی تعداد

ناسخ، ج ۲، ص ۱۸۵ کے مطابق علامہ مجلسی کی تحقیق یہ ہے: چالیس نفر پیادہ، بتیس سوار۔ محمد بن ابی طالب کی تحقیق کے مطابق بتیس سوار اور بیاسی پیادہ نفر۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: پینتالیس سوار اور ایک سو نفر پیادہ۔ اعلام الوریٰ کے مطابق تینتیس سوار اور چالیس پیادہ۔ ابن جوزی نے تذکرہ میں روایت کی ہے آپؑ کے لشکر میں ستر سوار تھے اور ایک سو پیادہ آدمی تھے۔ (مؤلف کہتا ہے: تذکرہ ابن جوزی میں ہے ص ۱۴۷ پینتالیس سوار اور ایک سو پیادہ افراد تھے)

ایک اور روایت کے مطابق تیس سوار اور ایک سو پیادہ تھے۔ شرح شافیہ ابوفراس در مناقب آل رسول ومثالب بنی عباس میں لکھا ہے: امام حسینؑ کی فوج ایک ہزار افراد پر مشتمل تھی۔

مروج الذہب مسعودی میں ہے: امامؑ کی فوج ایک ہزار ایک سو افراد پر مشتمل تھی۔ ان تمام لوگوں نے جہاد کیا اور شہید ہوئے۔ عبداللہ بن نور اللہ نے عوالم کی سترھویں جلد میں لکھا ہے: بتیس سوار اور چالیس نفر پیادہ۔

محمد رضا الحسینی نے اپنی کتاب جلاء العیون میں بتیس سوار اور چالیس پیادہ نفر لکھے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

عیوس منصوری نے کتاب زبدۃ الفکرۃ فی تاریخ الہجرۃ میں لشکرِ حسینی کی تعداد بتیس سوار اور چالیس پیدل نفر۔ یافعی نے مرات الجنان میں پیدل سوار کی تعداد بیاسی لکھی ہے۔

تاریخ طبری نے چالیس سوار اور ایک سو پیادہ درج کیے ہیں۔ تاریخ معینی میں تفصیل کچھ اس طرح ہے: امام علیؑ کی اولاد میں سے سات افراد تھے۔ امام حسینؑ کی اولاد میں سے تین افراد تھے، باقی اصحاب کی تعداد ستاسی تھی، یہ سب لوگ شہید ہو گئے۔

ان تمام محدثین و مؤرخین کی آراء اور روایات کو اگر اکٹھا کیا جائے جو میری نظر سے گزری ہیں تو وہ ایک بہت بڑا لشکر بنتا ہے جس کا تذکرہ قارئین کو تھکا کر رکھ دے گا۔ میں نے ان تمام روایات سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے اور جو حقیقت کے قریب ہے، امام حسینؑ کے لشکر میں ایک سو بیتالیس افراد سے زیادہ افراد نہ تھے۔ ادھر ابن زیاد کے لشکر کی تعداد بیس ہزار سے کم نہ تھی۔ اگر مبالغہ سے کام لیا جائے تو اکاون ہزار تعداد کہی جا سکتی ہے۔

تیر کمان داروں کی تعداد اور ان کے تحت جانے والے لشکروں کی تعداد میں نے لکھی ہے لیکن جو میرا اپنا اجتہاد ہے وہ یہ ہے کہ ابن زیاد نے اکاون ہزار کے لشکر کی تیاری کا حکم دیا تھا لیکن جو لوگ کربلا پہنچے ان کی تعداد تیس ہزار سے زائد نہیں ہے۔ امام حسینؑ جب شہید ہو گئے تو اس کے بعد یزیدی لشکروں کا جانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم عنداللہ!

مختصر اقوال در عدد لشکر امام حسینؑ

علامہ مجلسی، عوالم و عبداللہ بن محمد رضا حسینی و زبدۃ الفکرہ کے مطابق: بہتر نفر، اعلام الوریٰ کے مطابق: بہتر نفر، تاریخ معینی کے مطابق: ستانوے نفر، ابصار العین سماوی کے مطابق: ایک سو تیرہ نفر، محمد بن ابی طالب کے مطابق: چودہ نفر، نہ معلوم ناقل کے

مطابق: ایک سو تیس نفر، تاریخ طبری کے مطابق: ایک سو چالیس نفر، امام محمد باقرؑ کے مطابق: ایک سو پینتالیس نفر، ابن جوزی کے مطابق: ایک سو ستر نفر، شہید کربلا (ج۱،ص ۱۸۷) کے مطابق: ایک سو نوے نفر، کتاب یاران پایدار امام حسینؑ کے مطابق: ایک سو نوے نفر، ابوفراس کے مطابق: ایک ہزار نفر، مسعودی کے مطابق: گیارہ سو نفر۔

عمر بن سعد کا ورود کربلا

تاریخ، ج۲،ص ۱۸۷ و مقتل، ج۱،ص ۳۶۹، عمر سعد بروز اتوار چھ محرم الحرام ۶۱ ہجری کربلا میں اپنے لشکر سمیت وارد ہوا۔ آتے ہی سامان اُتارنے کا حکم دیا۔ جب سامان اُتر رہا تھا تو اس نے امام حسینؑ کے خیام کے سامنے اپنے خیمے لگانے کا حکم دیا۔ اس کی سفر کی تھکاوٹ باقی تھی۔ اس نے عروہ بن قیس کو طلب کیا اور کہا: تم امام حسینؑ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو: وہ اِدھر کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟

عروہ بن قیس ان لوگوں میں سے ایک تھا جس نے امام حسینؑ کی طرف خط بھیجے تھے۔ اس نے عمر سعد سے کہا: اس کام کے لیے کسی اور کو بھیجو، مجھے معاف کرو۔ کیونکہ اکثر کوفہ کے بزرگواروں نے آپؑ کی طرف خط لکھے تھے۔ اس لیے عمر بن سعد کو اکثر لوگوں نے انکار کیا۔

کثیر بن عبداللہ شعبی قاصد عمر بن سعد

ان لوگوں میں کثیر بن عبداللہ شعبی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ملعون اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہا: اس کام کے لیے مجھے بھیجو۔ اگر حکم کرو تو (امام حسینؑ) کی گردن بھی ماردوں۔

ابن سعد نے کہا: ان کے قتل کا حکم نہیں دیتا صرف جاؤ اور ان سے پوچھو تم اِدھر کیوں آئے ہو اور کس لیے آئے ہو؟ عبداللہ پیغام لے کر روانہ ہوا اور آپؑ کے

Presented by Ziaraat.Com

نزدیک پہنچا۔ جب اس پر ابوثمامہ صیداوی کی نگاہ پڑی تو انھوں نے کہا:

یا ابا عبداللہ! خدا خیر کرے کثیر بن عبداللہ آپ کی طرف آ رہا ہے دنیا کا شریر ترین خونریز اور بدترین آدمی ہے۔ یہ کہا اور پھر دوڑ کر اس ملعون کی طرف آئے اور کہا: اگر تم نے امام حسینؑ کے پاس جانا ہے تو تلوار یہاں چھوڑ اور پھر چلا جا۔ اس نے کہا: واللہ ایسا نہیں ہو سکتا بغیر تلوار کے ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اگر تمہارے کان کھلے ہوئے ہیں تو میں پیغام دوں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا۔

ابوثمامہ نے کہا: تو ایک شریر اور بدترین آدمی ہے تجھ پر کوئی اعتبار نہیں۔ تیری تلوار میرے ہاتھ میں رہے گی تو پیغام دے۔ کثیر جوش میں آ گیا۔ ابوثمامہ کے درگیر ہوا، ایک دوسرے کو گالیاں دیں (تکلام)۔ پھر یہ ملعون چلا بنا اور اپنا واقعہ ابن سعد کو بتایا۔

ابن سعد نے قرہ بن قیس حنظلی کو بھیجا اور کہا: جاؤ حسینؑ سے پوچھو تم ادھر کیوں آئے ہو اور کس لیے آئے ہو؟ قرہ آپؑ کی طرف آیا۔ جب خیام کے نزدیک آیا تو امامؑ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اسے جانتا ہے؟

حبیب بن مظاہرؓ نے کہا: جی ہاں میں جانتا ہوں یہ میرا بھانجا ہے، اچھا انسان ہے، اچھی سیرت کا مالک ہے۔ میرا گمان ہے شاید وہ پیغام کے حوالے سے آ رہا ہو۔ جب وہ قریب آیا تو زہیر بن قین نے کہا: کس لیے آئے ہو؟ اس نے کہا: ابن سعد کا پیغام ہے جو امام حسینؑ کو دینا ہے۔ اگر اجازت ہو تو آؤں اور عرض کروں۔

زہیر بن قین نے کہا: اپنا اسلحہ یہاں رکھو اور چلے جاؤ۔ اس نے اپنا اسلحہ رکھا اور امام حسینؑ کی طرف دوڑ کر گیا، سلام کیا۔ امامؑ نے جواب دیا۔ پھر اس نے آپؑ کے ہاتھ اور پاؤں کے بوسے لیے اور پیغام ابن سعد دیا۔

آپؑ نے فرمایا کوفہ والوں نے میری طرف خطوط روانہ کیے۔ انھوں نے مجھے بلایا، ان کے بلانے پر میں آیا ہوں۔ اگر وہ لوگ مجھے نہیں چاہتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

قرہ نے عرض کیا: خداوند تعالیٰ ان لوگوں پر لعنت کرے کل انہوں نے آپؑ کی طرف خطوط لکھے اور آج ابن زیاد کے ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہ وہاں سے اٹھا کہ ابن سعد کو جواب دوں۔ حبیب ابن مظاہرؓ نے کہا: اے قرہ! تم پر افسوس کدھر جاتے ہو۔ یہاں رہ فرزندِ رسولؐ کی نصرت کر کہ تو ان کے والد کے ہاتھوں اسلام لایا تھا۔

قرہ نے عرض کیا: اے میرے آقا! وہ کون ہے جو جنت پر جہنم کو ترجیح دے۔ اب میں جاتا ہوں ابن سعد کو پیغام دیتا ہوں پھر میں سوچتا ہوں۔ قرہ ابن زیاد کے پاس آیا اور صورت حال بیان کی۔

ابن سعد کا خط ابن زیاد کے نام

ابن سعد نے کہا: مجھے خداوند تعالیٰ پر اُمید ہے کہ وہ مجھے امام حسینؑ سے جنگ کرنے سے محفوظ رکھے گا۔ اس نے اس مضمون کا خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّی حَیْثُ نَزَلْتُ بِالْحُسَیْنِ بَعَثْتُ اِلَیْهِ رُسُلِی فَسَاَلْتُهٗ عَمَّا اَقْدَمَهٗ فَقَالَ: كَتَبَ اِلَیَّ اَهْلُ هٰذَا الْبِلَادِ وَاَتَتْنِی رُسُلُهُمْ فَسَاَلُوْنِی الْقُدُوْمَ فَلَمَّا اِذَا كَرِهْتُمُوْنِی وَبَدَا لَهُمْ غَیْرُ مَا اَتَتْنِی بِهٖ كُتُبُهُمْ فَاَنَا مُنْصَرِفٌ عَنْهُمْ

"میں جب کربلا میں امام حسینؑ کے پاس اُترا تو اپنا قاصد روانہ کیا اور اُن سے یہاں آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: کوفہ کے لوگوں نے میری طرف خطوط روانہ کیے اور مجھے اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ میں نے ان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اِدھر آیا ہوں۔ اگر وہ مجھے نہیں چاہتے اور اپنی بات پر پشیمان ہیں تو میں واپس جاتا ہوں"۔ (مقتل، ج۱، ص۳۷۱ و

Presented by Ziaraat.Com

مقتل خوارزمی، ص ۲۴۱ و ناسخ، ج ۲، ص ۱۸۹ میں یہ واقعہ میں
نے ناسخ سے نقل کیا ہے)

حسان بن قائد بن بکر راوی ہے جب یہ خط ابن زیاد کو ملا تو میں اس وقت اس کے پاس تھا۔ ابن زیاد نے جب یہ خط پڑھا تو کہا:

اَلآنَ عَلَقَتْ مَخَالِبُنَا بِهٖ یَرْجُوْنَ النَّجَاۃَ وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ

"ابھی تو تم میری گرفت میں آئے ہو اور ابھی خلاصی چاہتے ہو ہرگز نہیں چھوڑوں گا"۔

جواب ابن زیاد بابن سعد

ابن زیاد نے ابن سعد کو یہ خط لکھا:

فَقَدْ بَلَغَنِیْ کِتَابُکَ وَفَهِمْتُ مَا ذَکَرْتَ فَاعْرِضْ عَلَی الْحُسَیْنِ اَنْ یُبَایِعَ یَزِیْدَ هُوَ وَجَمِیْعُ اَصْحَابِهٖ فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ رَاَیْنَا فِیْهِ رَاْیَنَا ...... وَالسَّلَامُ

"میں نے خط پڑھا ہے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کو خوب جانچا ہے۔ حسینؑ کو کہو وہ یزید کی بیعت کرے، اس کے تمام ساتھی بھی بیعت کریں جب وہ بیعت کرلے پھر جو کچھ ہم چاہیں گے وہی کریں گے"۔

جب یہ خط ابن سعد کو ملا، سخت پریشان ہوا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ حسینؑ یزید کی بیعت کرنے والے نہیں۔

قمقام کی روایت کے مطابق ابن سعد نے خط پڑھا اور کہا: مجھے معلوم تھا ابن زیاد کو عافیت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے امام حسینؑ کو اس خط کی اطلاع نہ دی۔ اُسے معلوم تھا فرزند رسولؐ فرزند ولد زنا کی بیعت نہیں کریں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

حبیب بن مظاہرؓ اور قبیلہ بنی اسد

ناسخ، ج ۲، ص ۱۹۰ و تتمام، ص ۲۳۷ و مقتل خوارزمی، ص ۲، ۱۷۳، حبیب بن مظاہر امام حسینؑ کے پاس آئے اور عرض کیا: میرا قبیلہ بنی اسد یہاں قریب ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں ان کے پاس جاتا ہوں اور ان سے نصرت مانگتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: ہاں جاؤ۔

جب رات ہوئی تو حبیب بن مظاہرؓ چھپ چھپا کر اس قبیلہ تک جا پہنچے۔ جب ان کے پاس گئے تو انھوں نے حبیبؓ سے کہا: کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا: میں اس لیے آیا ہوں تاکہ تمہاری خیریت معلوم کروں۔ اس کے علاوہ فرزندِ رسولؐ تمہارے قریب تشریف فرما ہیں، ان کے ساتھ ان کے گھر والے بھی ہیں، مومنین کی ایک جماعت بھی ہے، ان کا ایک آدمی ہزار ہزار آدمیوں سے بہتر ہے۔ ابن سعد کے لشکر نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ تم میرے قبیلہ کے لوگ ہو، مجھ پر واجب ہے کہ تمہیں نصیحت کروں۔ از روئے بصیرت میری اطاعت کرو، فرزندِ رسولؐ کی مدد کرو اور دنیا اور آخرت کا شرف حاصل کرو۔ قسم بخدا جب کوئی ان کی نصرت میں شہید ہوگا بہشت کے اعلیٰ ترین درجات تک رسائی حاصل کرے گا اور پیغمبرؐ کے ساتھ ہوگا۔

عبداللہ بن بشر نے کہا: میں پہلا شخص ہوں جو اس دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور فرزندِ رسولؐ پر اپنی جان نچھاور کروں گا۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

قَدْ عَلِمَ الْقَوْمُ اِذَا تَوَاکَلُوْا
وَاَحْجَمَ الْفُرْسَانُ اَوْ تَنَاضَلُوْا
اِنِّیْ شُجَاعٌ بَطَلٌ مُقَاتِلٌ
کَاَنَّنِیْ لَیْثٌ عَرِیْنٌ بَاسِلٌ

ناسخ کی روایت کے مطابق: ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے: میری قوم میرے

Presented by Ziaraat.Com

بارے میں اچھی طرح سے جانتی ہے۔ میں ایک بہادر جنگجو آدمی ہوں۔ قتال و جدال میں اپنی مثال آپ ہوں، شیر روز شجاعت ہوں۔

اس کے بعد بنو اسد کے لوگوں نے جمع ہونا شروع کیا اور ایک دوسرے پر سبقت کا مظاہرہ کیا۔ نوے آدمی اکٹھے ہو گئے۔ انھوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور حضرت حسینؑ کے لیے چل پڑے۔ انہی لوگوں میں ایک منافق نے فوری طور پر ایک آدمی کو عمر بن سعد کے لشکر میں پہنچایا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔

ابن سعد نے فوراً ازرق نامی شخص کی کمان میں چار سو سپاہیوں کا دستہ دیا کہ وہ بنو اسد کا راستہ روکیں۔ یہ لوگ فوراً پہنچے اور دریائے فرات کے کنارے دونوں دستوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔

حبیب بن مظاہر نے ازرق کو آواز دی: اے ازرق! تجھ پر افسوس ہے، اس بدبختی کے لیے تم اپنے آپ کو بچاؤ کسی اور تمہاری جگہ پر ہونا چاہیے تھا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ وہ اپنے سپاہیوں کو مزید حوصلہ دیتا رہا۔ بنو اسد تعداد میں تھوڑے تھے، مقابلہ کی تاب نہ لا سکے، واپس چلے گئے۔ حبیب بن مظاہر نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو خیام حسینیؑ تک پہنچایا۔ امامؑ کے سامنے ساری صورت حال رکھی۔ امامؑ نے جب یہ سنا تو فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

امام حسینؑ کے ساتھ عمر بن سعد کی ملاقات

تاریخ، ج ۲، ص ۱۹۱، عمر بن سعد امام حسینؑ سے جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے امام حسینؑ کی طرف اپنا آدمی بھیجا اور کہا: میرا ایک مشورہ ہے اگر قبول فرمائیں تو کچھ دیر کے لیے اکٹھے بیٹھ جاتے ہیں، اصلاح احوال کے لیے سوچ بچار کرتے ہیں۔

امام حسینؑ نے فرمایا: کوئی ایسی بات نہیں ہے، رات کے وقت فرات کے کنارے فرش بچھاتے ہیں اور اکیلے ہو کر مذاکرات کرتے ہیں۔ آخر امامؑ اور ابن سعد

Presented by Ziaraat.Com

نے خلوت میں بات کی۔

مقتل مقرم، ج ۱، ص ۵ ۔۲۴۷، حضرت امام حسینؑ نے کعب بن قرظہ انصاری کو ابن سعد کے پاس بھیجا کہ رات کو دونوں لشکروں کے درمیان ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ جب رات ہوئی تو عمر بن سعد اپنے بیس سواروں کے ساتھ میدان میں ملاقات کے لیے آیا۔ ادھر امام حسینؑ بیس ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے۔

ایک قول کے مطابق حضرت عباسؑ اور حضرت علی اکبرؑ کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ عمر سعد نے حفص اور اپنے غلام کو ساتھ رکھا اور باقی سپاہیوں کو دُور کھڑا کیا۔ جب دونوں اکٹھے ہوئے تو امام حسینؑ نے فرمایا: اے عمر بن سعد! آخر تم نے اللہ کے حضور جانا ہے، کیا اپنے خدا سے نہیں ڈرتا تو جانتا ہے میں کس کا فرزند ہوں پھر تو میرے ساتھ جنگ کرتا ہے، ان کافروں کو چھوڑ اور میری نصرت کر، میری اطاعت کر، تا کہ میری اطاعت سے تم خدا کی اطاعت کی منزل تک جا پہنچو۔

عمر سعد نے کہا: مجھے خوف ہے وہ میرا گھر گرا دے گا اور ویران کر دے گا۔

آپؑ نے فرمایا: میں دوبارہ بہترین گھر بنا کر دوں گا۔ اس نے کہا: میرے کھیت و باغات ہیں، ان پر قبضہ کر لے گا۔ آپؑ نے فرمایا: میں تمہیں حجاز میں اس سے بہتر مال دوں گا۔ اس نے کہا: مجھے اپنے بچوں کا خوف ہے۔ یہ سن کر امامؑ خاموش ہو گئے اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ بھی فرمایا: مجھے اُمید ہے تمہیں عراق کی گندم نصیب نہ ہوگی۔ عمر بن سعد نے کہا: اگر گندم نہ ملی جَو پر گزارہ کر لوں گا۔

لیکن شیخ مفید علیہ الرحمہ کے مطابق یہ ملاقات خلوت میں ہوئی تھی، کوئی تیسرا آدمی اس مجلس میں نہ تھا۔ یہ لوگوں کے اندازے ہیں کہ یہ بات ہوئی اور وہ بات ہوئی۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے جانے دو تا کہ میں واپس چلا جاؤں جہاں سے آیا ہوں یا میں شام یزید کے پاس چلا جاؤں یا اسلامی سلطنت کی حدود سے نکل جاؤں یا روم چلا جاؤں۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن اثیر وسبط ابن جوزی اور دوسرے مؤرخین نے اس بات پر بھی اشکال کیا ہے۔ ان لوگوں نے عقبہ بن سمعان کی روایت پیش کی ہے۔

عقبہ بن سمعان روایت کرتے ہیں کہ وہ مدینہ سے مکہ تک اور مکہ سے کربلا تک آنجناب کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہا۔ میں نے آپؑ کے تمام خطبات سنے، آپؑ کی تمام مجالس میں موجود رہا یہاں تک کہ آپؑ شہادت کے بلند درجات پر پہنچے۔ آپؑ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں یزید کے پاس جاتا ہوں یا اسلامی سلطنت کی حدود سے باہر نکل جانا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے صرف یہ فرمایا مجھے جانے دو تا کہ میں جہاں سے آیا ہوں اُدھر چلا جاؤں یا ان منحی بھر اہل دعیال کے ساتھ ان بیابانوں میں زندگی گزاروں۔

خولی کا خط ابن زیاد کے نام

تاریخ، ج ۲، ص ۱۹۲، خولی بن یزید اصحی امام حسینؑ کا بدترین دشمن عمر سعد کی امام حسینؑ کے ساتھ ملاقات کی خبر فوراً ابن زیاد کی طرف ان الفاظ میں لکھی:

اما بعد ایُّهَا الْاَمِیْرُ! اِنَّ عُمَرَ ابْنَ سَعْدٍ یَخْرُجُ کُلَّ لَیْلَةٍ وَیَبْسُطُ بِسَاطًا وَیَدْعُوا الْحُسَیْنَ وَیَتَحَدَّثَانِ حَتّٰی یَمْضِیْ مِنَ اللَّیْلِ شَطْرَهٗ وَقَدْ اَدْرَکَتْهُ عَلَى الْحُسَیْنِ الرَّحْمَةُ وَالرَّاْفَةُ فَاْمُرْهُ اَنْ یَنْزِلَ عَنْ حُکْمِكَ وَیَصِیْرُ الْحُکْمَ لِیْ وَاَنَا اَکْفِیْكَ اَمْرَهٗ

"اے امیر! ابن سعد ہر رات لشکرگاہ سے نکلتا ہے اور فرات کے کنارے فرش بچھاتا ہے، امام حسینؑ کو بلاتا ہے، رات کا ایک لمبا حصہ وہ آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آج تک اس پر اس نے کوئی سختی نہیں کی۔ اس کے ساتھ رحمت و رافت سے پیش آتا ہے۔ مجھے حکم دو تا کہ یہ کام میں کروں اور کار خیر کو نتیجہ

Presented by Ziaraat.Com

تک پہنچاؤں"۔

دریائے فرات پر فوجِ یزید کا پہرہ

جب ابن زیاد نے خولی کا خط پڑھا تو عمر سعد پر سخت غصے ہوا۔ اس کی طرف ایک خط روانہ کیا جس کی عبارت یہ تھی:

"اے ابن سعد! تو ہر رات لشکر گاہ سے نکلتا ہے، بستر بچھاتا ہے، حسینؑ کو بلاتا ہے، آدھی آدھی رات تک اس کے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ ہاں اے ابن سعد! جونہی میرا خط تمہیں ملے حسینؑ کو حکم دے وہ میری اطاعت کرے۔ اگر اطاعت کرے تو ٹھیک ورنہ اس پر پانی بند کر دو۔ اس کے اور فرات کے درمیان فوج حائل کر دو۔ میں نے یہود و نصاریٰ پر پانی حلال کیا ہے حسینؑ اور اس کے اہلِ بیتؑ پر پانی حرام کیا ہے۔ بس پانی کا ایک قطرہ حسینؑ کے خیام میں جانے نہ پائے۔ اس طرح سلوک کرو جس طرح عثمان کے ساتھ کیا گیا تھا"۔

جب ابن سعد نے یہ خط پڑھا تو اس نے فوراً عمرو بن حجاج کو طلب کیا، پانچ سو سوار دیے تاکہ دریائے فرات پر پانی کے گھاٹ پر قبضہ کر لو اور امام حسینؑ کے کسی آدمی کو پانی کے گھاٹ پر نہ آنے دو۔ یہ واقعہ سوموار سات محرم کو نمودار ہوا۔

عبداللہ بن حصین کی گستاخی

تاریخ، ج ۲، ص ۱۹۳ و لواعج، ص ۱۱۰ و ارشاد مفید، ص ۲۲۸، روایت میں ہے عبداللہ بن حصین ازدی نے چیخ چیخ کر کہا: اے حسینؑ! دریائے فرات کے پانی کو دیکھ رہے ہو کتنا صاف و شفاف ہے۔ لیکن تمہیں یہاں سے ایک قطرۂ آب بھی نہیں ملے

Presented by Ziaraat.Com

گا۔ آخر پیاس سے جان دے دو گے (اس ملعون کے الفاظ قابل تحریر نہیں)

اس وقت امام حسینؑ کے قلب مبارک پر جو گزری وہ خدا جانتا ہے امامؑ نے اپنے پروردگار کے حضور دعا مانگی: "اے پروردگار! عبداللہ بن حصین پر پیاس مسلط فرما اور اسی وقت اسے موت سے ہمکنار فرما"۔

حمید بن مسلم کہتا ہے: قسم بخدا! میں نے عبداللہ بن حصین کو دیکھا کہ اس پر پیاس کا سخت حملہ ہو چکا تھا۔ العطش العطش کی فریادیں بلند کر رہا تھا، اُسے پانی دیا جاتا وہ پیتا اور فوراً قے کر دیتا، پھر مانگتا پیتا پھر قے کر دیتا۔ آخر اسی طرح امامؑ کی بددعا سے تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ (ارشاد مفید و لواعج میں ہے: حمید بن مسلم راوی ہیں کہ میں نے عبداللہ بن حصین کو اسی مرض پیاس میں مبتلا دیکھا اور پھر مرتے ہوئے دیکھا)

ابن جوزی کہتا ہے: عمرو بن الحجاج نے یہ گستاخانہ اور کافرانہ صدا بلند کی: اے حسینؑ! یہ دریا فرات کا پانی کتے، بھیڑیے، سور، گورخر اور باقی دوسرے وحشی جانور پی سکتے ہیں لیکن تم تک ایک قطرۂ آب نہ پہنچنے دیں گے یہاں تک کہ جہنم جا کر آب حمیم سے سیراب ہو (نقل کفر کفر نہ باشد)۔ (یہ ملعون پانچ سو سواروں کے ساتھ فرات کی نگرانی کر رہا تھا۔ یہ بھی پیاس کی موت سے واصل جہنم ہوا۔ اصدق الاخبار، ص ۶۵)

پانی کا بند ہونا اور کنوئیں کی کھدائی

ناسخ، ج ۲، ص ۱۹۳ و جلاء العیون مجلسی، ص ۵۲۸، جب اصحاب حسینؑ پر پانی بند ہوا اور پیاس کی شدت بڑھی تو امام حسینؑ نے تبر اُٹھایا، مستورات کے خیام کے پیچھے انیس قدم کے فاصلے پر قبلہ کی جانب تشریف لے گئے، وہاں زمین کی کھدائی فرمائی۔ اچانک ٹھنڈا اور صاف و شیریں خوشگوار پانی فوارے کی شکل میں نکلا۔ آپؑ نے اور آپؑ کے تمام اصحاب نے پانی نوش جان فرمایا۔ تمام مشکوں کو بھی بھرا گیا۔ پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا اور اس کے آثار نابود ہو گئے۔ (علامہ مجلسی نے نو قدم کی روایت کی ہے)

Presented by Ziaraat.Com

جب اس چشمے کے بارے ابن زیاد کو خبر ہوئی تو اس نے کہا: اس عبارت کا خط ابن سعد کو لکھا:

"مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حسینؑ نے کنواں کھودا ہے اور وہاں سے پانی حاصل کر رہا ہے۔ اس نے خود اور اس کے ساتھیوں نے پانی پیا ہے۔ جب میرا خط پڑھے تو خوب غور کے ساتھ جس قدر ممکن ہو حسینؑ کو کنواں نہ کھودنے دے، ان پر سختی کر، اس طرح سختی کر جس طرح عثمان پر سختی کی گئی تھی"۔

جب ابن سعد نے خط پڑھا تو ابن زیاد کے حکم پر بھرپور طریقے سے عمل کیا۔

حضرت عباسؑ کے لیے لقب سقاء

تاریخ، ج ۲، ص ۱۹۵ و مقتل خوارزمی، ص ۲۴۴، جب امامؑ کے خیام میں پانی ختم ہوا تو امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ کو بلایا اور بیس سوار اور تیس پیادہ افراد ان کی کمان میں دیئے کہ وہ اپنے لشکر کے لیے شریعہ① سے پانی لے آئیں۔

جونہی رات کی تاریکی نے ہر طرف اپنا اثر دکھایا۔ حضرت عباسؑ اپنے ساتھیوں سمیت گھاٹ کی طرف اس طرح روانہ ہوئے جس طرح ایک غضبناک اور جوشیلا شیر اپنے شکار کی طرف جاتا ہے۔ ہلال بن نافع حضرت عباسؑ کے اس فوجی دستے سے پہلے روانہ ہو چکے تھے۔ اس لیے گھاٹ پر پہلے جا پہنچے۔ عمرو بن الحجاج نے آواز دی:

① روایت میں لفظ شریعہ کا استعمال ہوا ہے۔ عربی زبان میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے لوگ پانی بھرتے تھے۔ کیونکہ دریائے فرات کا پانی زمین کی سطح سے بہت نیچے تھا اس لیے فرات کے کنارے گڑھے کھودے جاتے تھے پھر ان کو دریا کے ساتھ ملا دیتے تھے۔ وہ اس طرح پانی سے بھر جاتے اور لوگ پانی حاصل کرتے۔ دریائے فرات اس زمانے میں ایسا دریا نہیں تھا کہ جہاں سے کوئی چاہتا پانی حاصل کر لیتا۔ مخصوص مقامات سے پانی لیا جاتا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

کون ہو تم؟ اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: تمہارے چچا کا بیٹا ہوں، پانی پینے آیا ہوں۔ عمرو نے کہا: جتنا چاہو پی لو۔

ہلال نے کہا: اے عمرو! تو مجھے تو پانی دے رہا ہے فرزندِ رسولؐ اور ان کی اہلِ بیتؑ سخت پیاسے ہیں، پیاس سے جاں بلب، ان کے لیے پانی نہیں ہے۔

عمرو نے کہا: تو ٹھیک کہتا ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں، میں مامور ہوں اور امر کی پاسداری کروں۔ اس وقت ہلال نے آواز دی: اصحابِ حسینیؑ آ جیے، حضرت عباسؑ پورے جوش و جذبے کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھاٹ پر آ گئے۔ ادھر عمرو نے اپنے سواروں کو حکم دیا کہ ان سے جنگ کرو۔ اصحابِ حسینیؑ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے، آدھے مشکیں پانی سے بھرنے لگے اور آدھے جنگ کرنے لگے۔ اس جنگ میں عمرو کی فوج کے کافی سوار قتل ہوئے۔ ادھر اصحابِ حسینیؑ کا کوئی نقصان نہ ہوا۔ حضرت عباسؑ اپنے ساتھیوں سمیت سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لائے اور اہلِ بیتؑ اور اصحاب کو پانی سے سیراب کرایا۔ اس دن سے آپؑ کا لقب "سقا" مشہور ہو گیا۔

یزید بن حصین کی ابنِ زیاد کو نصیحت

تاریخ۔ ۹ محرم ۶۱ ہجری۔ جب صبح ہوئی تو اصحابِ حسینیؑ کو پانی کی سخت ضرورت ہوئی کیونکہ گذشتہ رات کی ضرورت تو حضرت عباسؑ اور ان کے ساتھیوں کی کاوش سے پوری ہو گئی تھی۔

شرح شافیہ و مطالب السئول کی روایت کے مطابق یزید بن حصین ہمدانی نے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! اگر آپؑ اجازت دیں تو میں عمر بن سعد کے پاس جانا چاہتا ہوں اور اُسے کچھ وعظ و نصیحت کرتا ہوں شاید وہ گمراہی کے بعد صراطِ مستقیم پر آ جائے۔ آپؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے جاؤ۔

یزید بن حصین ابنِ سعد کے پاس آیا اور اُسے سلام نہ کیا۔ ابنِ سعد نے کہا:

Presented by Ziaraat.Com

اے برادر ہمدانی! تو نے مجھے سلام نہیں کیا۔ میں ایک مسلمان ہوں، کیا میں خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہیں رکھتا ہوں؟

یزید بن حصین نے کہا: اے ابن سعد! اگر تو مسلمان ہوتا تو حضرت رسولؐ کے خلاف خروج نہ کرتا۔ اب تو ان کے ساتھ جنگ بھی کرنا چاہتا ہے۔ یہ دیکھ فرات سے سور اور کتے پانی پی رہے ہیں، حسینؑ بن علیؑ اور ان کے اہل بیتؑ، ان کی مستورات اور چھوٹے چھوٹے بچے پیاس سے جاں بلب ہیں اور تو نے ان کے لیے رکاوٹیں کھڑی کی ہوئی ہیں۔ پھر تو یہ بھی گمان کرتا ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے والا ہے۔

عمر بن سعد نے شرمساری سے اپنا سر جھکایا، پھر سر اٹھا کر کہا: اے برادر ہمدانی! میں نے بڑی کوشش کی، امارت رے کو قبول نہ کروں لیکن میرے نفس نے میری ایک نہیں مانی اگر تو نے ریاست رے کو حاصل نہ کیا تو کوئی اور لے جائے گا۔

حصین اٹھ کھڑا ہوا اور سید الشہداءؑ کے حضور پہنچا، تمام ماجرا گوش گزار کیا اور کہا: عمر بن سعد آپؑ کو قتل کر کے امارت رے حاصل کرنا چاہتا ہے۔

حضرت امام حسینؑ اور عمر بن سعد کے درمیان مذاکرات

تاریخ، ج ۱۲، ص ۱۷۷، روایت کے مطابق عمر بن سعد امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کسی صورت میں نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ فریقین میں صلح ہو جائے اس لیے اس نے اپنے ایک آدمی کو امامؑ کے پاس بھیجا کہ وہ آپؑ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے، خلوت میں کچھ اہم امور عرض کرنا چاہتا ہے۔ (یہ دوسری ملاقات تھی)

سید الشہداءؑ نے اس کی درخواست کو قبول کیا۔ فریقین نے خلوت میں مجلس کی۔ ابن سعد نے بات کی ابتداء کی کہ کون سی چیز آپ کو ادھر لائی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اہل کوفہ کے خطوط اور ان کے قاصدین ادھر لائے ہیں۔ انہیں دین کے رہبر کی ضرورت تھی۔ انہوں نے لکھا آپؑ کے ذریعے دینی و دنیاوی رہبری ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن سعد نے کہا: اب آپؑ نے دیکھ لیا ہے اہلِ کوفہ نے تمام عہد توڑ ڈالے ہیں اور آپؑ سے جنگ پر آمادہ ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جن لوگوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اب ہم ان کے دھوکے میں آ چکے ہیں۔ ابن سعد نے کہا: جب حالات اس صورت میں بدل گئے ہیں تو آپؑ اس صورت میں کیا چاہتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: میرا راستہ کھول دو۔ میں واپس مکہ معظمہ یا مدینہ کسی ایک مقام پر جا کر قیام پذیر ہو جاؤں گا۔ جس طرح میرے علاوہ لوگ رہ رہے ہیں میں بھی گزارہ کر لوں گا۔

ابن سعد کا خط ابن زیاد کے نام

جب ابن سعد نے سید الشہداءؑ کے یہ کلمات سنے تو اس نے کہا: میں اس مجلس کے حالات ابن زیاد کو لکھتا ہوں، بعید نہیں کہ وہ میری بات کو قبول کر لے اور خوش اسلوبی کے ساتھ یہ کام طے پا جائے۔ مجلس برخاست ہوئی۔ دونوں اپنے اپنے مقام پر واپس چلے آئے۔ ابن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا:

> "خداوند تعالیٰ نے آتشِ فتنہ کو خاموش کر دیا ہے اور اُمت کا معاملہ اپنی اصلاح پر پہنچ گیا ہے۔ حسینؑ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے کہ جہاں سے وہ آیا ہے واپس چلا جائے گا۔ یا اس سلطنت کی حدود سے باہر چلا جائے گا اور باقی مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کرے گا۔ اگر تم نہیں جانے دیتے تو پھر یزید کے پاس چلا جائے گا اور اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ وہ پھر میرے بارے میں جو حکم کرے اس معاہدہ میں اصلاحِ اُمت بھی ہے اور تیری خوشنودی کا سامان بھی ہے"۔

یہ جملہ ابن سعد نے اپنی طرف سے شامل کیا ہے۔ عقبہ بن سمعان کی روایت

Presented by Ziaraat.Com

یہ ہے: جس دن سید الشہداء مدینہ سے باہر آئے وہاں سے لے کر ان کی شہادت تک ان کے ہمرکاب رہا ہوں اور ان کی ہر مجلس میں رہا ہوں۔ آپؑ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ "مجھے یزید کے پاس لے چلو یا میں یزید کے پاس جاتا ہوں"۔

ابن زیاد کا جواب توسط شمر علیہ اللعنہ

جب ابن زیاد نے یہ خط پڑھا تو اس نے کہا: هٰذَا كِتَابُ نَاصِحٍ مُشْفِقٍ عَلٰى قَوْمِهٖ یہ خط اپنی جماعت کے لیے نصیحت و مہربانی ہے۔

شمر بن ذی الجوشن ابن زیاد کے قریب تھا، اس نے ابن زیاد کے یہ جملے سن لیے۔ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا: اچھا تو ابن سعد کے ان کلمات کو قبول کر رہا ہے؟ حالانکہ حسینؑ تیرے علاقہ میں اترا ہوا ہے وہ اس وقت تیرا قیدی ہے۔ قسم بخدا! اگر وہ تیری حکومت کی حدود سے چلا گیا تو تیرے ہاتھ سے چلا جائے گا۔ روز بروز اس کی قدرت بڑھتی چلی جائے گی اور تم لحہ بہ لحہ کمزور ہوتے چلے جاؤ گے۔ ان باتوں کو قبول نہ کر بلکہ یہ تمام باتیں تیری حکومت کے خاتمے کا سبب بنیں گی۔ تمہارے لیے لازم ہے کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب کو کہو کہ وہ اطاعت کریں۔ جب وہ اظہار اطاعت کرلیں چاہو تو سزا دو، چاہو تو معاف کر دو۔

ابن زیاد نے شمر سے کہا: واقعی بات تیری ہی ٹھیک ہے۔ اب فوراً لشکر لو اور میرا خط عمر بن سعد تک پہنچاؤ اور اُسے کہو حسینؑ پر سختی کرو اور اُسے کہو وہ ہماری اطاعت کرے اگر وہ ہمارا حکم مان لے تو اُسے صحیح و سالم ہماری طرف بھیج دو، ورنہ جنگ کرو۔

ابن زیاد نے شمر سے کہا: یہ میری بات ابن سعد تک پہنچاؤ، اگر وہ عمل کرے تو تم اس کی اطاعت کرو اگر عمل نہ کرے اور ٹال مٹول سے کام لے تو اُسے قتل کر دو اور اس کا سر میری طرف بھیج دو۔ پھر لشکر کے امیر تم ہو گے۔

خط کا متن: "اے ابن سعد! میں نے تمہیں حسینؑ کی طرف اس

Presented by Ziaraat.Com

لیے نہیں بھیجا کہ تو اُس سے جنگ نہ کرے۔ میں نے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ ٹال مٹول اور سستی سے کام لے۔ میں نے تمہیں یہ نہیں کہا تھا کہ اُس کی سلامتی اور بقا کی حفاظت کرے۔ یہ میں نے نہیں کہا تھا کہ اس کے گناہ کی تو معذرت کرے۔ میں نے تمہیں یہ اختیار اس لیے نہیں دیا تھا کہ از راہ خشوع و خواری میرے پاس اس کی سفارش کرے۔ اچھی طرح سے آنکھیں کھولو! اگر حسینؑ میری اطاعت کرے تو اُسے اُس کے اصحاب سمیت میرے پاس بھیج دو۔ اگر اطاعت نہ کرے تو اُس پر اور اُس کے اصحاب پر سخت حملہ کرو اور سب کو قتل کر ڈالو اور ان کا مُثلہ کرو، کیونکہ وہ اس سزا کے حق دار ہیں۔

جب حسینؑ کو قتل کرنا تو اس کی لاش پر گھوڑے دوڑانا، اگرچہ مرنے کے بعد انسان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن یہ بات میری زبان پر جاری ہوئی تھی: اے حسینؑ! اگر میں نے تم کو قتل کیا تو پھر تیری لاش پر گھوڑے دوڑاؤں گا۔

اے ابن سعد! ان باتوں کو قبول کرو اور عمل کرو تجھ سے جس انعام کا وعدہ کیا تھا وہ عطا کروں گا۔ اگر تو نے ہمارے حکم سے انکار کیا تو پھر لشکر کی قیادت و کمان کو چھوڑ دے اور شمر کے حوالے کر۔ والسلام"۔ (ناسخ، ج۲، ص ۱۹۹ تا ۲۰۱ و مقتل مقرم، ص ۲۷۶ تا ۲۷۸ و مقتل خوارزمی، ص ۲۴۵ مع تفاوت)

مقتل مقرم، ص ۲۷۹ کے مطابق ابن زیاد نے جویریہ بن بدر تمیمی کو بلایا، یہ بھی لشکر کا امیر تھا جس کو کربلا جنگ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اگر ابن سعد جنگ سے ٹال مٹول کرے

Presented by Ziaraat.Com

تو اُسے پکڑ کر قید کر دو کہ میں اس کے لیے دوسرا حکم جاری کروں۔

جب جویریہ روانہ ہوا، ابن زیاد کو خوف ہوا کہ یہ عمر سعد کو گرفتار کرے گا۔ اس طرح لشکر ضائع ہو جائے گا اس لیے فوراً شمر کو اپنے خط کے ساتھ اس کے پیچھے روانہ کیا۔

سعد بن عبیدہ کہتا ہے: سخت گرمی تھی، لو چل رہی تھی۔ میں عمر بن سعد کے ساتھ جسم کو ٹھنڈک پہنچانے کی خاطر پانی کے اندر تھا۔ ایک آدمی عمر بن سعد کے پاس آیا اور اس کے کان میں کہا: ابن زیاد نے جویریہ بن بدر یزید کو بھیجا ہے۔ اگر تو جنگ سے ٹال مٹول کرے تو تجھے قتل کرے۔ جب اس نے یہ بات سنی تو فوراً لباس حرب پہنا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور جنگ کا حکم دے دیا۔

مقتل خوارزمی، ص ۲۴۵ میں ہے: ابن زیاد نے جویریہ بن یزید تمیمی کو حکم دیا تو عمر سعد کو یہ خط دے، اگر اسی وقت حسینؑ سے جنگ شروع کر دے تو ٹھیک، بصورت دیگر اُسے پکڑ اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر میری طرف بھیج دے اور شمر بن ذوشب کو لشکر کا امیر بنا دے۔ الخ

ورودِ شمر بن ذی الجوشن بصحرای کربلا

تاریخ، ج ۲، ص ۲۰۱ و مقتل، ص ۲۲۹ شمر ملعون ابن زیاد ملعون کا نامہ شوم لے کر کربلا پہنچا۔ جمعہ کا دن تھا اور محرم کی نو تاریخ تھی۔ واقدی کہتے ہیں: جب عمر بن سعد کی نگاہ شمر پر پڑی تو اس نے بلند آواز سے کہا: تیرا آنا کتنا منحوس ہے۔ اے مبروص! خدا تعالیٰ تجھے اور تیرے گھر کو برباد کرے، تیری قبر کا نشان بھی نہ چھوڑے تو جو کچھ لایا ہے اس سے بنے بنائے کام کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ قسم بخدا مجھے معلوم تھا جو کچھ تم ابن زیاد سے کہو گے وہ قبول کرے گا۔ جو کوشش و کاوش میں نے اصلاح و صلح کی کی ہے اور مجھے کامل اُمید تھی جنگ نہیں ہوگی تو نے میری تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ خدا کی

Presented by Ziaraat.Com

قسم! حسینؑ کوئی معمولی انسان نہیں ہے جو ان لوگوں کو تسلیم کرتے ہوئے یزید کی بیعت کر لے، وہ علی مرتضیٰؑ کے بیٹے ہیں۔

جب اس نے شمر سے ابن زیاد کا خط لیا اور پڑھا تو اپنا منہ شمر کی طرف کیا اور کہا: میری رائے کو برباد کر دیا ہے اور اُس کے عزم و ارادوں کو بدل کر رکھ دیا ہے، تو نے اُسے خوف و ہراس میں ڈالا ہے، جو کچھ تو نے کیا ہے شیطانی والا کام کیا ہے، تو ہی شیطان مردود ہے۔

شمر نے کہا: امیر کے حکم کے بارے میں کیا خیال ہے، اگر تعمیل ہوتی ہے تو عمل کرو ورنہ امارت و لشکر میرے حوالے کر۔

عمر سعد نے جل بھن کر کہا: لَا وَلَا كَرَامَةَ لَكَ تجھ میں اچھائی نام کی کوئی شے ہے ہی نہیں۔ تو اپنے گھر والوں کے رکھوالوں کا امیر بن، لشکر کا امیر میں خود ہوں۔ یہ کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھا اور جنگ کا اعلان کر دیا۔ حجر بن حُر کو بلایا، اُسے چار ہزار کا لشکر دیا، اُسے غاضریہ گھاٹ پر معین کیا۔ شبث بن ربعی کو یہ حکم دیا، اُسے بھی ایک ہزار سواروں کے ساتھ غاضریہ کی طرف بھیجا، حکم دیا حسینؑ اور اس کے اصحاب تک پانی کا ایک قطرہ نہ جانے پائے۔

حضرت امام حسینؑ کا ابن سعد کو جواب

جب ابن سعد نے اپنی فوجوں کو ہر طرف تعینات کر دیا تو اُس نے ابن زیاد کے خط سے آگاہی کے لیے اپنے قاصد کو امامؑ کے پاس بھیجا۔ جب امامؑ نے خط پڑھا تو فرمایا: قسم بخدا! میں اپنا ہاتھ ابن مرجانہ کے ہاتھ میں نہیں دے سکتا۔ پھر ابن مفرغ کے دو شعر زبان مبارک پر جاری فرمائے۔

لَا ذَعَرْتُ السَّوَامَ فِي غَسَقِ اللَّيْلِ

مُغِيرًا وَلَا دُعِيتُ يَزِيدًا

Presented by Ziaraat.Com

یَوْمَ اُعْطِی مِنَ الْمَهَانَةِ ضَيْمًا
وَالْمَنَايَا تَرْصُدُنِی اَحِیْدًا

"ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں یزید کی بیعت کروں، مجھ پہ ہر طرف سیاہ راتوں کی تاریکیاں ٹوٹ پڑیں، تمہارے ان محاصروں سے میں ڈرنے والا ہوں اور نہ غارت گروں کی غارت گری سے پریشان ہونے والا ہوں۔ میری زندگی چلی جائے ایسا نہیں ہوسکتا"۔

مقتل الامام، ص ۲۸۰ میں ابن مفرغ کے اشعار کچھ فرق کے ساتھ بیان ہوئے ہیں:

لا ذعرت السوام فی غلس
الصبح مغیرا لولا دعیت یزیدا
یوم اخشی مخافة الموت ضیما
والمنایا یرصدننی ان احیدا

تاریخ، ج ۲، ص ۳۰۳ کے مطابق آپؑ نے دوسری دفعہ یزید بن مفرغ کے اشعار تمثیلاً پیش کیے۔

امام حسینؑ کے ابن سعد کے ساتھ مذاکرات

امام حسینؑ نے عمر بن سعد کی طرف پیغام بھیجا، ابن سعد بیس سواروں کے ساتھ لشکرگاہ سے نکل کر میدان میں آیا۔ ادھر امام حسینؑ بھی بیس سواروں کے ساتھ آئے۔ پھر فریقین کے سوار پیادہ ہوئے۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو کہا: تھوڑی دیر کے لیے خلوت کیجیے سوائے حضرت عباسؑ و حضرت علی اکبرؑ کے باقی سب کچھ فاصلے پر چلے گئے۔ ابن سعد کے ساتھی بھی دور چلے گئے، اس کا بیٹا حفص اور غلام ساتھ رہ گئے۔

سید الشہداء نے فرمایا: اے ابن سعد! تجھ پر افسوس ہے اب تو میرے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

جنگ کرتا ہے۔ تو اچھی طرح جانتا ہے میں کس کا بیٹا ہوں۔ ہم سب نے خدا کے پاس بھی جانا ہے۔ انہیں چھوڑ کر میرا ساتھ دے، میری نصرت تجھے خدا کے قریب کر دے گی۔

ابن سعد نے جواب دیا: میں کیا کر سکتا ہوں، ابن زیاد میرا گھر گرا دے گا۔

امام حسینؑ نے فرمایا: کوئی بات نہیں، میں تمہیں اس سے بہتر گھر بنوا دوں گا۔

ابن سعد نے کہا: میری تمام جائیداد غصب کر لے گا۔

آپؑ نے فرمایا: حجاز میں میرے باغات وکھیت ہیں جو بہت زیادہ قیمتی ہیں وہ دے دوں گا۔

ابن سعد نے کہا: میرے اہل وعیال کو خطرہ ہے۔ عمر بن سعد کے یہ کلمات امام حسینؑ پر ناگوار گزرے۔ اس سے منہ پھیر لیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور چل پڑے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابن سعد! وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے جب تجھے تیرے بستر پر قتل کیا جائے گا اور قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔

آپؑ نے فرمایا: قسم بخدا! تجھے عراق کی گندم نصیب نہ ہوگی، ہاں صرف معمولی مقدار۔ ابن سعد نے ازراہ استہزا کہا: جَو پر گزارہ کر لوں گا اور اپنے لشکر کی طرف چل پڑا۔

حضرت امام حسینؑ کا اپنے اصحاب سے خطاب

ابن سعد کے مذاکرات کے بعد آپؑ اپنے اصحاب کے پاس آئے تو ان سے خطاب فرمایا۔ حضرت امام سجادؑ فرماتے ہیں: میں اس وقت سخت مریض تھا۔ میں ان کے قریب ہو گیا تا کہ اپنے باباؑ کا خطاب سنوں۔ میں نے سنا: میرے بابا خطاب فرما رہے تھے:

اثنی علی اللہ احسن الثناء ، واحمدہ علی السراء والضراء ، اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَحْمَدُكَ عَلٰی اَنْ اَكْرَمْتَنَا بِالنُّبُوَّةِ

Presented by Ziaraat.Com

وَعَلَّمْتَنَا الْقُرْاٰنَ ، وَفَقَّهْتَنَا فِی الدِّیْنِ وَجَعَلْتَ لَنَا اَسْمَاعًا وَاَبْصَارًا وَاَفْئِدَةً فَاجْعَلْنَا لَكَ مِنَ الشَّاكِرِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّی لَا اَعْلَمُ اَصْحَابًا اَوْفٰی وَلَا خَیْرًا مِنْ اَصْحَابِی، وَلَا اَهْلَ بَیْتٍ اَبَرَّ وَلَا اَوْصَلَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی ، فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ عَنِّی خَیْرًا ، اَلَا وَ اِنِّی لَاَظُنُّ یَوْمًا لَنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ ، اَلَا وَ اِنِّی قَدْ اَذِنْتُ لَكُمْ فَانْطَلِقُوا جَمِیْعًا فِی حِلٍّ ، لَیْسَ عَلَیْكُمْ مِنِّی ذِمَامٌ ، وَهٰذَا اللَّیْلُ قَدْ غَشِیَكُمْ فَاتَّخِذُوْهُ جَمَلًا وَلْیَاْخُذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ بِیَدِ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی، وَتَفَرَّقُوا فِی سَوَادِ اللَّیْلِ وَذَرُوْنِی وَهٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ ، فَاِنَّهُمْ لَا یُرِیْدُوْنَ غَیْرِی

”اے پروردگار! میں تیری حمد وثنا کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں نبوت جیسی نعمت عطا فرمائی اور قرآن کے حیات بخش دروس عطا فرمائے۔ ہمیں اپنے دین کی فقاہت عطا فرمائی اور ہمیں وہ کان، آنکھیں اور قلوب عطا فرمائے جن کے ذریعے ہم تیرے ان بندوں میں شامل ہیں جو تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔

اما بعد! جیسے اصحاب مجھے ملے کائنات میں دُور دُور تک نگاہ کرنے سے ایسے اصحاب کسی اور کو نہیں ملے۔ کیونکہ وفا اور نیکی میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اور اپنے اہلِ بیتؑ جیسا بہتر اور مہربان کسی اور کو نہیں پایا۔ خداوند تعالیٰ میری طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں آپ سب کو یہ بتانا چاہتا ہوں، یہ تمام لوگ میرے دشمن

Presented by Ziaraat.Com

ہیں، انھیں میری جان مطلوب ہے، تم سب میری طرف سے آزاد ہو، میں نے تمھیں یہاں سے جانے کی اجازت دے دی ہے۔ اب میری طرف سے تم پر میرا کوئی حق نہیں ہے، تم جاسکتے ہو۔ ہر طرف رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، تاریکی شب سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی جان بچا کر چلے جایئے۔ ہر ایک آدمی میرے خاندان کے کسی ایک فرد کا ہاتھ تھام کر اس تاریکی شب میں منتشر ہو جایئے۔ مجھے ان سیاہ بخت لوگوں میں اکیلا چھوڑ دیجیے، انھیں صرف میرے ساتھ کام ہے کسی اور سے نہیں"[1]۔

اہلِ بیتؑ کا جواب

جب سید الشہداءؑ کا خطبہ ختم ہوا تو آپؑ کے فرزندان و برادران و برادر زادگان اور اولادِ عقیلؑ نے اپنی گفتگو کی ابتداء کچھ اس طرح کی:

لا واللہ! ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہم ایسا کام کبھی نہیں کرسکتے، آپؑ کے بغیر ہمیں زندگی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ ایسے پست صفت کردار کے ساتھ محشور نہ کرے۔

سب سے پہلے حضرت عباسؑ بن علیؑ نے آغازِ سخن فرمایا۔

امام حسینؑ نے فرمایا: اے اولادِ عقیلؑ! تمہارے لیے مسلمؑ کی شہادت کافی ہے۔ اب تم جاؤ تمہاری اس مشن کے لیے قربانی دی جا چکی ہے۔

انہوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! زمانہ ہمیں کیا کہے گا اور ہم کیا جواب دیں گے۔ تم کیسے لوگ ہو کہ اپنے سیّد و سردار کو دشمنوں کے حوالے کر کے چلے آئے ہو، ان کی نصرت نہیں کی تھی۔ نہ ان کے دشمنوں کو تیر مارے تھے اور نہ نیزہ۔ اور نہ تلوار کے ساتھ جنگ کی تھی۔ قسم بخدا! اے فرزندِ رسولؐ! ہم آپؑ کے ساتھ رہیں گے، آپ کو

Presented by Ziaraat.Com

نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم اپنی جانیں آپؑ پر اور آپؑ کے اہل بیتؑ پر قربان کریں گے۔ آپؑ کی رکاب میں آپؑ کے دشمنوں سے جنگ کریں گے۔ جو کچھ آپؑ کے ساتھ ہوگا وہی ہمارے ساتھ ہوگا۔ خداوند تعالیٰ وہ زندگی ہی نہ دے جو ترک شہادت کے بعد ملے۔ (تاریخ، ج۲، ص ۲۰۶ و مقتل خوارزمی، ص ۲۴۷ و مقتل، ج ۱، ص ۲۸۲)

اصحاب حسینیؑ کی سید الشہداءؑ کے ساتھ گفتگو

اس وقت مسلم بن عوسجہ اُٹھے اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! کیا ہم ان لوگوں میں سے ہو جائیں جنہوں نے آپ کی نصرت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ پھر کل خدا کے سامنے کیا عذر پیش کریں گے۔ آپؑ کے حقوق کے بارے کیا جواب دیں گے؟

قسم بخدا! ایسا نہیں ہوسکتا، میں آپؑ کے دشمنوں کے سینوں میں نیزہ ماروں گا، اپنی تلوار سے ان پر حملہ کروں گا۔ جب تلوار نہ رہے گی اور جنگی اسلحہ جاتا رہے گا تو ان سے پتھروں کے ساتھ جنگ کروں گا۔ آپؑ کی نصرت سے کبھی ہاتھ نہ کھینچوں گا تاکہ خدا جان لے کہ میں نے اس کے پیغمبرؐ کی حرمت کی وجہ سے جو آپ کا حق مجھ پر بنتا ہے پورا پورا ادا کر دیا ہے، کوتاہی نہیں کی۔ (تاریخ، ج۲، ص ۲۰۶ و مقتل خوارزمی، ص ۲۴۷ و مقتل، ج ۱، ص ۲۸۳ و جلاء العیون، مرحوم مجلسی، ص ۵۵۱)

قسم بخدا! مجھے ستر بار قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر بھی آپؑ کی نصرت سے منہ نہیں موڑوں گا۔ آخر آپؑ کے قدموں میں شراب شہادت نوش کروں گا۔ اس شہادت میں سعادت و کرامت ابدی ہے۔ (مقتل: اگر ستر مرتبہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، جلایا جاؤں، میری راکھ ہوا میں اُڑا دی جائے آپؑ کی نصرت سے منہ نہیں موڑوں گا۔ مقتل خوارزمی و اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۰۱، مسلم بن عوسجہ کے بعد سعد بن عبداللہ حنفی کا ذکر کیا ہے۔)

ان کے بعد زہیر بن قین کھڑے ہوئے، قسم بخدا! مجھے یہ پسند ہے کہ میں ہزار بار

Presented by Ziaraat.Com

قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ ہزار جانیں تم پر اور تمہارے اہل بیتؑ پر قربان کروں۔ خداوند تعالیٰ ہماری قربانیوں سے آپ کو اور آپؑ کے اہل بیتؑ کو اس شر سے دُور کرے۔ تمام اصحاب نے اسی جوش و جذبہ کی گفتگو کی۔ سید الشہداءؑ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

روایت کے مطابق امام حسین علیہ السلام نے ان تمام اصحاب اور اہل بیت کو جنت میں ان کے محلات و مقامات دکھلائے اور حور و قصور کی نشاندہی فرمائی۔ جب ان لوگوں نے اپنے انعامات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو ان کے یقین و ایمان میں اور بلندی آئی۔ یہی وہ منزلِ یقین تھی جس کی بنا پر شمشیر و نیزہ کے زخموں کی انھیں کوئی پروا نہ رہی تھی۔ اس لیے وہ امامِ حسینؑ میں جامِ شہادت پینے کے لیے پہلے اپنے آپ کو پیش کر رہے تھے۔

نفثام، ج ا، ص ۲۴۷ دفراج، امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: اپنے اصحاب کے جوش و جذبہ کے اظہار کے بعد آپؑ نے فرمایا: آسمان کی طرف اپنے سروں کو بلند کرو اور بہشت میں اپنے اپنے انعامات کا نظارہ کرو۔

ایک سے فرمایا: یہ تیرا قصر ہے، دوسرے سے فرمایا: ادھر دیکھو یہ تیرا گھر ہے۔ یہی وجہ تھی وہ سب یومِ عاشورا ایک دوسرے پر سبقت رکھتے تھے۔

محمد بن بشر کے بیٹے کی گرفتاری

اس شب محمد بن بشر حضرمی سے کہا گیا تمہارے بیٹے کو رَے کی سرحد پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اُس نے کہا: میرے بیٹے کی گرفتاری اللہ کے راستے میں ہے۔ مجھے یہ پسند نہیں ہے وہ گرفتار ہو جائے اور میں زندہ رہوں۔ اس کا گناہ یہ ہے کہ اس بات کی طرف تھا کہ میں امام حسینؑ کی نصرت میں قتل ہو جاؤں۔

جب سید الشہداءؑ نے اس کے ان کلمات کو سنا تو فرمایا: خدا تجھ پر رحم کرے میں

Presented by Ziaraat.Com

تمھیں رخصت دیتا ہوں۔ تم جاؤ اور اپنے بیٹے کو قید سے رہا کراؤ۔

اس نے عرض کیا: آقائے من! مجھے جنگل کے درندے زندہ کھا جائیں کہ میں آپؑ سے جدا ہو جاؤں۔ (جلاء العیون، ص ۵۵۱، ناسخ، ج ۲، ص ۲۰۸، اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۰۱، قمقام، ص ۳۸۶)

آپؑ نے اُسے پانچ لباس اور ایک ہزار دینار عطا فرمائے اور فرمایا: یہ مال اپنے بیٹے کو دو تاکہ وہ اپنے بھائی پر فدیہ کرے اور اُسے رہائی دلوائے (اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن بشر کا ایک بیٹا اس کے ساتھ کربلا میں موجود تھا)۔ (تمام مورخین نے دینار نقل کیے ہیں۔ علامہ مجلسی نے درہم نقل کیے)

خیام کا آپس میں متصل کرنا

جلاء العیون، ص ۵۵۲، امام زین العابدین علیہ السلام راوی ہیں: امام حسینؑ نے حکم دیا کہ تمام خیام کو ایک دوسرے کے ساتھ متصل کر دو اور آپؑ نے خیام کے اطراف میں خندق کھودنے کا حکم دیا اس کو ایندھن سے بھروا دیا، تاکہ جنگ ایک طرف لڑی جائے اور باقی اطراف محفوظ ہو جائیں۔ (ناسخ، ج ۲، ص ۲۱۴ و اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۰۱)

آپؑ نے حضرت علی اکبرؑ کو تیس سوار دیئے کہ وہ پانی لائیں۔ وہ سخت زحمات کے بعد دریا سے پانی لائے۔ آپؑ نے اپنے اہل بیت اور اصحاب سے فرمایا: اس پانی کو پئیں کیونکہ یہ تمہارا آخری دنیا کا پانی ہے۔ غسل بھی کرلو اور اپنے کپڑوں کو پاک بھی کرلو تاکہ وہ تمہارے کفن بن جائیں۔

حضرت عباسؑ اور ان کے برادران کے لیے امان نامہ

ناسخ، ج ۲، ص ۲۰۹، اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۰۰، مقتل خوارزمی، ص ۲۴۶،

Presented by Ziaraat.Com

تمام، ج ۱، ص ۳۷۸، بحار، ج ۴۴، ص ۳۹۱، جب شمر ابن زیاد کا خط لے کر ابن سعد کی طرف روانہ ہونے لگا تو جریر بن عبداللہ بن مخلد کلابی[1] دار الامارہ میں تھا۔ اُس نے ابن زیاد سے بات کی۔ اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔

ابن زیاد نے کہا: بتاؤ کیا کام ہے؟

اُس نے کہا: جب علی بن ابی طالبؑ کوفہ میں تھے تو انھوں نے میرے چچا کی بیٹی اُم البنینؑ سے ازدواج کیا تھا۔ ان سے چار بیٹے پیدا ہوئے: عبداللہ، جعفر، عباس اور عثمان۔ یہ چار نفر میرے بھانجے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو میں ان کی طرف تمہاری طرف سے امان نامہ لکھوں، یہ تمہاری طرف سے مجھ پر احسان عظیم ہوگا۔

ابن زیاد نے کہا: میں نے انھیں امان دی ہے۔ صورت حال دیکھ کر انھیں بھیجو تا کہ وہ اس مصیبت سے محفوظ ہو جائیں۔

جریر نے امان نامہ لکھ کر اپنے غلام عرفان کو دیا کہ وہ فوراً کربلا جائے اور یہ خط عبداللہ، عباس، جعفر اور عثمان کو دے۔ ان کے علاوہ کسی اور کو اس خط کا علم نہ ہو۔

اس غلام نے خط لیا اور فوراً کربلا پہنچا اور خط حضرت عباسؑ اور ان کے برادران کے حوالے کیا۔ جب انھوں نے خط پڑھا تو عرفان سے کہا: واپس جاؤ اور ہمارے ماموں ابن عبداللہ مخلد سے کہہ دو: ہم وہ لوگ نہیں ہیں کہ جنھیں ابن زیاد کی امان کی ضرورت ہو۔ ہم خداوند قاہر و غالب کی امان کو اس کی امان سے بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں وہی منظور ہے جو ہمارے اللہ کو منظور ہے۔

عرفان واپس آیا اور جو کچھ سنا تھا اپنے آقا کے گوش گزار کیا۔ اس واقعہ سے جریر بن عبداللہ سخت آزردہ ہوا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا نتیجہ قتل ہے۔

---

① تمام، اعیان الشیعہ، مقتل خوارزمی، ص ۲۴۶، عبداللہ بن ابی المحل ابن حرام (حزام) کلابی کا ذکر کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

شمر کا حضرت عباسؑ اور ان کے برادران کے لیے امان نامہ

شمر بھی کلابی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا، جریر بن عبداللہ کا قریبی تھا۔ اس نے بھی ابن زیاد سے کوفہ سے نکلنے سے پہلے امان نامہ کی درخواست کی تھی جو ابن زیاد نے قبول کر لی تھی۔ جس رات حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ تم جا سکتے ہو۔ میری طرف سے تمھیں اجازت ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ جب یہ مجلس ختم ہوئی تو شمر خیامِ حسینیؑ کے قریب آیا اور با آواز بلند کہا:

اَیْنَ بَنُو اُخْتِیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَجَعْفَرُ وَ عَبَّاسُ وَعُثْمَانُ؟

"میرے بھانجے عبداللہ، جعفر، عباس اور عثمان کہاں ہو؟ اِدھر آؤ تم سے کام ہے"۔

امام حسینؑ نے جب سنا تو فرمایا: شمر ایک فاسق و فاجر آدمی ہے لیکن تمھارا ماموں ہے اس کو جواب دو۔

ان تمام برادران نے جواب دیا: کیا کہنا چاہتا ہے؟

اس نے کہا: اے میرے بھانجو! تمھیں امان ہے اپنے بھائی کے ساتھ جنگ میں حصّہ نہ لو اور اپنے آپ کو قتل سے بچاؤ۔ لشکرِ حسینیؑ سے کنارہ کش ہو جاؤ اور یزید کی اطاعت کر لو۔

حضرت عباسؑ نے جواب دیا: تیرے ہاتھ ٹوٹ پڑیں تو ایک ملعون کی طرف سے ہمیں امان دیتا ہے۔ اے دشمن خدا! تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے برادر اور سردار حسینؑ ابن فاطمہؑ کو چھوڑ دیں اور ایک فاسق و فاجر زنا زادہ کی اطاعت کر لیں۔ ہمارے لیے امان ہے اور فرزندِ رسولؐ کے لیے امان نہیں؟ شمر غضبناک ہو کر چلا گیا۔

عصر نہم محرم عمر بن سعد کا اعلانِ جنگ

تاریخ، ج ۲، ص ۲۱۶، مقتل خوارزمی، ص ۲۵۰، قمقام، ج ۱، ص ۳۴۰، نومحرم وقتیہ

Presented by Ziaraat.Com

عصر عمر بن سعد کافر نا اپنے لشکر کو جنگ کے لیے آمادہ کیا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور آواز دی: اے لشکرِ خدا اپنی سواریوں پر سوار ہو جاؤ تمھیں جنت کی بشارت ہو۔

تمام لشکر نے خیامِ حسینیؑ کا رُخ کیا۔ اس وقت امام مظلومؑ اپنا سر زانو پر رکھے ہوئے تھے۔ اس دوران آپؑ کی آنکھ لگ گئی تھی۔ لشکر کا غوغا قریب ہوا۔ حضرت زینب سید الشہداءؑ کے قریب آئیں اور عرض کیا: یہ کافر تو آپؑ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ پھر جناب ابوالفضل العباسؑ کو خبر دی۔

سید الشہداءؑ نے سر اُٹھایا اور فرمایا: میں نے ابھی ابھی اپنے نانا رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا ہے، انھوں نے مجھے فرمایا: آنے والی رات تم میرے پاس ہو گے۔

عقیلہ بنی ہاشمؑ نے جب سنا تو اپنے چہرۂ اقدس پر طمانچہ رسید کیا اور فریاد بلند کی: یَا وَیْلَتَاہُ۔

امامؑ نے فرمایا: اے میری بہن! خاموش ہو جاؤ خدا تم پر رحم فرمائے۔

حضرت عباسؑ نے فرمایا: جاؤ ان سے معلوم کرو یہ منافقین کیا چاہتے ہیں؟

حضرت ابوالفضلؑ، حبیب بن مظاہرؓ، زُہیر بن قینؓ اور چودہ دوسرے سواروں کے ساتھ ان کے قریب تشریف لے گئے۔

یزیدی لشکر نے ہمیں کہا کہ ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ ہماری اطاعت قبول کرو ورنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

حضرت عباسؑ نے فرمایا: ٹھہرو میں اپنے امیر کو پیغام دے دوں۔

حضرت سید الشہداءؑ کی خدمت میں آئے اور ان منافقین کی خبر دی۔ اِدھر حبیبؓ نے زُہیرؓ سے کہا: اگر چاہو تو اس گروہ کو وعظ کرلو۔ یا پھر میں نصیحت کرتا ہوں۔

زُہیرؓ نے کہا: تم نصیحت کرو۔

جنابِ حبیبؓ نے فرمایا: تم کتنے بدترین لوگ ہو، تمھیں اس بات کی فکر نہیں

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ کل قیامت کے روز خدا سے ملاقات کریں گے۔ ادھر آج تم فرزندِ پیغمبرؐ کو شہید کرنے کے لیے تیار ہو اور اُس کو شہید کرنا چاہتے ہو جو اپنی نیکی و عبادت میں پوری اُمت سے بڑھ کر ہے۔

عُروہ بن قیس (عزرہ بن قیس) نے کہا: تم تو اپنوں کی تعریف و ستائش سے فراغت ہی نہیں رکھتے۔

جناب زُہیر نے کہا: وہ اپنوں کی تعریف نہیں کر رہے وہ تو اس کی تعریف کر رہے ہیں جس کی خدا تعریف کرتا ہے وہ تو ہادی اور مہدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے خوف کھاؤ۔ ان گمراہوں کو چھوڑ دو، ان پاک و پاکیزہ لوگوں کے خون بہانے میں ان کی مدد نہ کرو۔

عُروہ (عزرہ) نے کہا: میں تو تمہیں عثمانی خیال کرتا تھا۔ آج تو اہلِ بیتِ رسولؐ کے شیعوں میں شمار ہونے لگا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو علیؑ والا ہو گیا ہے اور یہاں ان کے ساتھ کھڑا ہے۔

زُہیر نے کہا: تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن خدا گواہ ہے میں نے امامؑ کو کوفہ سے کوئی خط نہیں لکھا تھا اور نہ اُنھیں دعوت دی تھی اور نہ ان سے نصرت کا وعدہ کیا تھا۔ راستے میں ملاقات ہوئی۔ میں نے دیکھا حق ان کا ہے لوگوں نے غصب کر لیا ہے۔ ان کے نانا کی منزلت سے واقف ہوں۔ پس میں نے یہ فیصلہ کیا اپنی جان ان پر قربان کروں اور اس حق کی حفاظت کروں جو تم لوگوں نے ضائع کیا ہے۔

یہ لوگ وعظ و نصیحت میں مصروف تھے اُدھر سید الشہداءؑ جنگ کے بارے فکر کر رہے تھے۔ حضرت عباسؑ ان کے سامنے کھڑے تھے۔

ایک رات کی مہلت

آپؑ نے فرمایا: اے برادرِ من! ان سے کہو مجھے آج رات کی مہلت دو کل

Presented by Ziaraat.Com

جنگ ہوگی۔ آج رات ہم دعا کی عبادت کرلیں۔ مجھے اپنے اللہ کی عبادت کا عشق ہے وہ لوگ جانتے ہیں میں تلاوت قرآن استغفار و عبادت پروردگار میں کتنا مصروف رہتا ہوں۔ ہم آج رات مناجات خداوندی اور تضرع وزاری میں گزاریں گے۔

حضرت عباسؑ ابن سعد کے لشکر میں آئے اور ان سے ایک رات کی مہلت مانگی۔ ابن سعد نے شمر سے پوچھا: تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: تو امیر لشکر ہے میری کوئی رائے نہیں ہے۔ وہی ہے جو تمہاری رائے ہے جو چاہو کرو۔

عمر سعد نے کہا: میں تو لشکر کا امیر نہیں بننا چاہتا تھا۔ لیکن بہ جبر و اکراہ اس امارت کو قبول کیا ہے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: تمہاری کیا رائے ہے۔ انھوں نے کہا: تم امیر ہو جو فیصلہ کرو۔

عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا: اے ابن سعد! سبحان اللہ! قسم بخدا! اگر ترک و دیلم کے لوگ بھی ہم سے ایک رات کی مہلت مانگتے تو ہم انکار نہ کرتے۔ یہ تو اولادِ پیغمبرؐ ہیں۔①

ابن سعد نے کہا: انھیں کہو ہم کل صبح تک دیکھیں گے اگر ہمیں تسلیم کرتے ہو تو ٹھیک ورنہ جنگ ہوگی۔

لہوف، ص ۹۲ اس رات امام حسینؑ، ان کے اہل بیتؑ اور اصحاب نے ساری رات عبادت خداوندی میں بسر کی اور ان کی عبادت کی آواز اس طرح تھی جس طرح شہد کے چھتے پر شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ کوئی مناجات میں مصروف تھا تو کوئی رکوع میں، کوئی سجدہ میں، کوئی مقام میں۔ یہ ملکوتی رات پوری کائنات پر بھاری

---

① مقتل: قیس بن اشعث نے کہا: اب ان کی اس بات کو مان لو کل جنگ کریں گے۔ عمر بن سعد نے کہا: یقین جانو میں یہ امر کل پر نہیں چھوڑنا چاہتا جنگ کے لیے آمادہ ہو جاتے۔ حجاج بن سلمہ زبیدی نے کہا: سبحان اللہ..... الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

جلاء العیون، ص ۵۵۲، ناسخ، ج ۲، ص ۲۲۱، بتیس آدمی ابن زیاد کی فوج کے ابن زیاد سے ٹوٹ کر لشکرِ حسینی میں تشریف لائے۔

امام حسینؑ کی اولاد کم کیوں تھی؟

لہوف، ص ۹۴، ابن عبدربہ سے روایت ہے۔ کتاب العقد میں حضرت علیؑ بن حسینؑ سے روایت ہے، آپؑ کے حضور عرض کیا گیا: تمہارے بابا کی اولاد کم کیوں تھی؟

آپؑ نے فرمایا: یہ سوال نہ کرو بلکہ یہ سوال کرو جو اولاد ہے وہ کیسے ہے؟ میرے والد ہر شبانہ روز ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ انھیں عورتوں کے لیے فراغت ہی نہ تھی۔

اصحابِ حسینیؑ کی شجاعت

ناسخ، ج ۲، ص ۲۱۴، شرح شافیہ، ایک آدمی نے عمر بن سعد کے لشکر کے ایک امیر سے کہا: تم پر افسوس ہے تم نے فرزندِ رسولؐ اللہ کے خلاف جنگ کی۔ اس نے کہا: تیرے منہ پر پتھر مارنا چاہیے۔ اگر وہ دیکھتا جو ہم نے دیکھی ہے تو دیکھتا تو وہی کرتا جو ہم نے کیا ہے۔

اس گروہ نے ہم پر خروج کیا، ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ وہ سب شیر بیدِ شجاعت تھے۔ وہ کبھی میمنہ پر حملہ کرتے، کبھی میسرہ پر حملہ کرتے۔ میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ پر اُلٹ پلٹ کر رکھ دیتے۔ بڑے بڑے بہادر ان کی شمشیر کی کاٹ سے بے بس نظر آتے تھے۔ ان کا ہدف موت تھا۔ نہ وہ امان کو قبول کرتے اور نہ انھیں دنیا کے مال کی غرض تھی۔ ان کے اور موت کے درمیان کوئی اور امر باقی نہ تھا۔

اگر ہم جنگ میں ان سے تھوڑی سی نرمی کرتے تو اس عظیم لشکر کو مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیتے۔ تیری ماں نہ ہو تو ہمیں کس چیز کا طعنہ دیتا ہے۔ پھر اُس نے یہ اشعار پڑھے:

Presented by Ziaraat.Com

قَوْمٌ اِذَا نُوْدُوْا لِدَفْعِ مُلِمَّۃٍ
وَالْقَوْمُ بَیْنَ مُدَعَّسٍ وَمُکَرْدَسٍ
لَبِسُوْا الْقُلُوْبَ عَلَی الدُّرُوْعِ وَاَقْبَلُوْا
یَتَہَافَتُوْنَ عَلٰی ذِھَابِ الْاَنْفُسِ

(لہوف، ص ۱۱۳ والخیل بین الخ...... لہوف، کانہم الخ)

فارسی شاعر نے ان اشعار کا اپنی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ لہوف کے حاشیہ میں یہ اشعار موجود ہیں:

گروہی کہ چون رو بدشمن نمایند
بہ نیزہ داران و خیل سواران
زجوش زرہ آہنین دل بپوشند
بہ نزد شان جان زکف دادن آسان

"وہ قوم جرأت، شجاعت وشہامت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ جب انہیں کسی شدید ترین جنگ کی طرف آواز دی جائے تو وہ آنکھ جھپکنے سے قبل آ جاتے ہیں۔ وہ اپنے قلوب کو زرہ کے اندر نہیں رکھتے بلکہ باہر رکھتے ہیں۔ اپنی جان لڑانے میں ایک دوسرے پر سبقت رکھتے ہیں"۔

شب عاشورا

ایک رات کی مہلت نے بتیس افراد کو جہنم سے بچا لیا۔ یہ لوگ اس رات امام حسینؑ کے لشکر سے ملحق ہوئے تھے۔

تحریر وتعلیق آنحضرت با اصحاب

جلاء العیون، ص ۵۵۲، تاریخ، ج ۱۲، ص ۲۱۱، جب صبح ہوئی آپ نے سفر آخرت

Presented by Ziaraat.Com

کی تیاری کی۔ امامؑ ایک مخصوص خیمہ میں مصروف تھے۔ اس خیمہ کے قریب بُریر بن خضیر ہمدانی اور عبدالرحمٰن بن عبد ربہ انصاری کھڑے تھے۔ بُریر نے عبدالرحمٰن سے مزاح کیا۔

عبدالرحمٰن نے کہا: اے بُریر! یہ شوخی و مزاح کا وقت نہیں ہے۔

بُریر نے کہا: اے عبدالرحمٰن! خدا خوب جانتا ہے۔ میں نے جوانی میں بھی کبھی شوخی مزاح نہیں کیا۔ تو اس زمانے میں کیسے یہ مزاح ہو سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے میں اپنی مسرت وخوشی کا اظہار کر رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد جام شہادت نوش کرنا ہے۔ حوران بہشتی جنت کے محلات میں استقبال کر رہی ہیں اور ابدی نعمات ملنے والی ہیں اس لیے مزاح کی سوجھی ہے۔

شب عاشورا کے واقعات

جلاء العیون، ص ۵۵۲، نفس المہموم، ج ۱، ص ۲۸۴، امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس شب مجھ پر مرض کا شدید غلبہ تھا۔ میری پھوپھی جناب زینب عالیہ میرے پاس موجود تھیں، میری تیمارداری میں مصروف تھیں اور میرے بابا دوسرے خیمہ میں تشریف فرما تھے اور جون بن حوی (ابی حوی) جناب ابوذر کے غلام آلات جنگ کے ماہر تھے وہ اسلحہ کی اصلاح میں مصروف تھے اور آنحضرت آلات حرب کو ترتیب دے رہے تھے۔ آپ اس دنیا کی بے وفائی اور لقائے پروردگار سے متعلق اشعار پڑھ رہے تھے:

یَا دَھْرُ اُفٍّ لَکَ مِنْ خَلِیْلٍ
کَم لَکَ بِالْاِشْرَاقِ وَالْاَصِیْلٍ
مِنْ طَالِبٍ بِحَقِّہٖ قَتِیْلٍ
وَالدَّھْرُ لَا یَقْنَعُ بِالْبَدِیْلٍ

Presented by Ziaraat.Com

وَكُلُّ حَيٍّ سَالِكٌ سَبِيْلِي
مَا اَقْرَبُ الْوَعْدِ مِنَ الرَّحِيْلِ
وَ اِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَى الْجَلِيْلِ
سُبْحَانَ رَبِّيْ مَالَهُ مَثِيْلٍ

اس کا قول (من طالب بحقه قتيل) لہوف میں ہے۔ من طالب و صاحب قتیل مقتل خوارزمی میں (من صاحب وطالب قتیل) کے الفاظ ہیں۔ لہوف والے نے (سُبْحَانَ رَبِّيْ مَالَهُ مَثِيْلٍ) کا ذکر ہی نہیں کیا۔ البتہ خوارزمی نے ذکر کیا ہے۔ ارشاد مفید، ص ۲۳۲ میں آخر دو شعر موجود نہیں ہیں:

"اے دنیا تو بے وفا ہے، تجھ پر افسوس ہے، تو نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔ ہر شہر و دیار میں تو نے بیسیوں اپنے یاروں کو مار ڈالا ہے۔ تو نے جس کو چاہا نوچ لیا۔ کسی کے عوض پر راضی نہیں ہوئی۔ اب بازگشت خداوند جلیل کی طرف ہے۔ ہر زندہ کے لیے وہی راستہ ہے جس پر میں چل کر جانے والا ہوں"۔

لہوف میں ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

اے چرخ! اُف در دوستی بادت کہ خواہی
بینی بہر صبحی و در ہر شام گاہی
آغشتہ در خون از ہوا خواہی و یاری
وین چرخ بنود قانع از کس بر گیاہی
ہر زندہ ای باید بہ پیماید رہ من
گیتی ندارد غیر از این رہی وراہی
حالی کہ نزدیک است وقت کوچ کردن
نجز بارگاہ عزتش بنود پناہی

Presented by Ziaraat.Com

"اے چرخ! تجھ پر افسوس ہے تو نے کسی کے ساتھ کوئی وفا نہیں کی۔ تو ہر صبح اور ہر شام دیکھتا ہے جو تجھ سے محبت کرنے والے اپنے خون میں غلطاں ہوتا ہے تو پودے کے برگ و بار پر پھول کو اُچک لیتا ہے۔ ہر زندہ میرے راستے کا راہی ہے۔ یہ رسم دنیا ہے۔ اب کوچ کا وقت قریب ہے۔ بارگاہِ عزت کے علاوہ کہیں اور پناہ ہے ہی نہیں"۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: جب میں نے اپنے بابا کی زبانی یہ اشعار سنے تو میں نے سمجھ لیا۔ مصیبت نازل ہونے والی ہے اور فرزندِ رسولؐ عنقریب شہادت کے قریب پہنچنے والے ہیں۔ میں حال سے بے حال ہوگیا۔ میرا دل بھر آیا کہ پھوٹ پھوٹ کر روؤں، میری آنکھیں شدتِ غم سے رواں دواں تھیں لیکن مستورات کے اضطراب سے صبر کرلیا۔

حضرت زینبؑ عالیہ کا بے تاب ہونا

لیکن جب زینب عالیہؑ نے ان اشعار کو سنا تو بے تابانہ ننگے پاؤں میرے بابا کے خیمہ کی طرف دوڑ کر گئیں اور نالہ و شیون بلند کیا۔ فرمانے لگیں: مجھ پر موت آجاتی، آپ کی یہ حالت نہ دیکھتی۔ مجھے تو ایسے معلوم ہوتا ہے آج ہی میری ماں فاطمہ زہراؑ، میرے بابا علی مرتضیٰؑ اور میرے برادر حسن مجتبیٰؑ اس دنیا سے رخصت ہوئے ہوں۔ ان سب کے مصائب کی یاد تازہ ہوگئی ہے۔

امام حسینؑ نے گریہ فرماتے ہوئے فرمایا: اے میری بہن! صبر کرو، اگر قطا نامی پرندہ کو اپنے گھونسلہ میں رہنے دیا جائے تو وہ آسودگی کے ساتھ سو جائے گا۔ جب مجھے ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہے اب حالات واضح ہوچکے ہیں جناب زینب عالیہؑ نے فرمایا: اب ان کلمات نے میرا دل پہلے سے بھی زیادہ زخمی کردیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے فرمایا: اب تمام راستے مسدود ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اب ہر صورت میں شربتِ مرگ نوش ہونے کا وقت قریب ہے۔

یہ سن کر زینب عالیہؑ نے اپنے ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹ لیا اور مقنعہ سر سے پھینک دیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

سید الشہداءؑ اُٹھے، اپنی ہمشیرہ کو اُٹھایا، ہوش دلانے کی کوشش فرمائی۔ جب آپ ہوش میں آئیں امام مظلومؑ نے فرمایا: اے میری بہن! خدا کا خوف لازم ہے۔ اللہ کی قضا پر راضی رہو۔ آخرکار تمام اہلِ زمین نے موت کا پیالہ پینا ہے۔ نہ زمین رہے گی اور نہ آسمان۔ ہر چیز فنا کے گھاٹ اتر جائے گی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو بقا ہے۔ پھر ایک دن سب کو زندہ فرمائے گا۔ آپ دیکھ سکتی ہیں ہمارے ناناؐ، ہمارے باباؑ، ہماری اماںؑ ہمارے برادر سب چلے گئے ہیں۔

میرے ناناؐ مجھ سے بہتر تھے، میرے باباؑ مجھ سے بہتر تھے، میری اماںؑ مجھ سے بہتر تھیں، میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے، مجھ پر اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ رسولؐ اللہ کی اقتداء کریں۔ آپؑ نے خاتونِ عالم کو تسلی و تشفی دی۔ اے میری بہن! میں تمہیں قسم دیتا ہوں جب میں شہید ہو جاؤں، اپنا گریبان چاک نہ کرنا، اپنا منہ نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا، پھر تمام اہلِ بیتؑ کو تسلی و تشفی دی۔ فرمایا: خیموں کی طنابیں ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیں۔ خیموں کے درمیان جو راستے تھے وہ بند کر دیے گئے۔ خندق جو خیام کے اردگرد کھودی گئی تھی اُسے لکڑیوں سے بھر دیا گیا۔ (ارشادِ مفید، ص ۲۳۲)

بُریر کی شمر اور عبداللہ بن سُمیر (حُضیر) سے گفتگو

مقتل خوارزمی، ص ۱۵۱، ارشادِ مفید، ص ۲۳۳، تاریخ، ج ۲، ص ۱۲۳، شبِ عاشورا امام حسینؑ قیام و رکوع و سجود اور گریہ و زاری میں مناجات میں مصروف رہے۔ آپؑ کے اصحاب کی تسبیح و تہلیل کی آواز شہد کے چھتے کی مکھیوں کے مشابہ تھی۔ نصف شب گزر چکی

Presented by Ziaraat.Com

تھی۔ شمر ملعون اپنے ساتھیوں سمیت صورت حال کی تفتیش کے لیے خیامِ حسینی کے قریب آیا تو انھوں نے خیامِ حسینی میں سے کسی کی آواز سنی جو قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ○ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران، آیہ ۱۷۸)

"اور کافر لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ہم انھیں جو ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم تو انھیں صرف اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ یہ لوگ اپنے گناہوں میں اور اضافہ کرلیں۔ آخرکار ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔ اللہ مومنوں کو اس حال میں رہنے نہیں دے گا جس حالت میں اب تم لوگ ہو۔ جب تک پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ نہ کردے"۔

شمر کے کسی ایک ساتھی نے آواز دی: ربِ کعبہ کی قسم! پاکیزہ لوگ ہم ہیں اور تم لوگ پلید و ناپاک ہو۔ اس لیے اللہ نے ہم کو تم سے جدا رکھا ہے۔ جناب بُریر نماز پڑھ رہے تھے جب انھوں نے یہ گستاخانہ کلمات سنے تو نماز توڑ دی اور کہا: اے فاسق و فاجر! اے دشمنِ خدا! اے اس کے بیٹے جو اپنی ایڑیوں پر پیشاب کرنے والی تھی تو فرزندِ رسولؐ اللہ کو پلید کہتا ہے۔ واللہ تم چوپائے ہو جنھیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اے دشمنِ خدا تمھیں جہنم کی بشارت ہو، قیامت کے دن دردناک عذاب میں ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

پس شمر نے آواز دی:① خدا تجھ کو اور تیرے فرزندِ رسولؐ کو جلدی قتل کرے۔

جناب بُریر نے کہا: کیا تو ہمیں قتل سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم! فرزندِ رسولؐ کے ساتھ قتل ہونا تمہارے ساتھ زندگی بسر کرنے سے ہزار گنا بہتر ہے۔ قسم بخدا! جس گروہ نے پیغمبر کی ذریت کا خون بہایا، اُسے ان کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ پس ایک آدمی سید الشہداءؑ کی طرف سے آیا اُس نے کہا: اے بُریر! ابوعبداللہؑ فرما رہے ہیں: واپس آ جاؤ، اس گروہ کو وعظ و نصیحت نہ کرو۔ تم نے مومن آلِ فرعون کی طرح اس گروہ کو نصیحت کی ہے بلکہ اس سے زیادہ حق ادا کیا ہے۔

اتمامِ حجت بر اصحاب

ناسخ، ج ۲، ص ۲۱۹، ابوحمزہ راوی ہیں: حضرت امام سجادؑ نے فرمایا: وہ رات جس کے دن کو میرے بابا شہید کیے گئے اُس رات میرے بابا نے اپنے تمام اہل و اصحاب کو اکٹھا کیا اور فرمایا: اے میرے گھر والو اور میرے اصحاب! اس رات اپنے اونٹوں پر بیٹھ جاؤ اور اپنی جانوں کو بچالو۔ ان لوگوں کا مقصود صرف میری ذات ہے۔ جب وہ مجھے قتل کر دیں کے انہیں تمہارا خیال تک بھی نہیں آئے گا۔ میں اپنی بیعت تم سے اُٹھا لیتا ہوں۔

① ناسخ نے اس واقعہ کو یوں نقل کیا ہے: شمر نے آواز دی: خداوند تعالیٰ نے پاک کو پلید سے جدا کر دیا ہے۔ ہم پاک ہیں اور تم پلید ہو۔ جناب بُریر نے فرمایا: اے دشمنِ خدا! تیرا خیال کہ تو پاک ہے اور حسینؑ و برادری حسینؑ ناپاک ہیں؟ قسم بخدا! تیرا شمار تو اُن پاگلوں میں ہے جو اپنی گندگی کھاتے ہیں۔ تیری یہ باطلانہ گفتار تجھے جہنم رسید کرے گی۔ شمر نے کہا: کہنے والے جو دل چاہے کہہ لو کل میں تجھے اپنی تلوار سے قتل کروں گا۔ بُریر نے کہا: اے دشمنِ خدا! تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ خدا قاہر و غالب جانتا ہے تمہارے ساتھ زندہ رہنے سے حسینؑ کے قدموں میں قتل ہونا زیادہ عزیز ہے۔ قسم بخدا! قیامت کے دن تم حضرت محمدؐ کی شفاعت سے محروم ہوں گے اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ امام حسینؑ نے بُریر سے فرمایا: اے بُریر! ان کو چھوڑ دو تو نے ان لوگوں کو نصیحت اس طرح کی ہے جس طرح مومن آلِ فرعون نے آلِ فرعون کو نصیحت کی تھی لیکن نتیجہ سامنے نہ آیا تھا۔ تو نے بھرپور نصیحت کی ہے لیکن نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ ہم خدا کی رضا پر راضی ہیں۔ بُریر واپس آ گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب ان احباب نے ان کلمات کو سنا تو عرض کیا: اے ہمارے سید و سردار! قسم بخدا! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہم آپ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اپنے خدا کے سامنے کیا عذر تراشیں گے۔ ہم آپ کے ہمرکاب ہو کر قتل ہونا محبوب سمجھتے ہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے میری قوم کل میں شہید ہو جاؤں گا اور تم بھی سب منزل شہادت پر پہنچو گے۔ تم میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ ان سب نے کہا: خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم آپ کی نصرت میں درجۂ شہادت پر پہنچیں گے۔ اس سے بڑی خوشی اور سعادت نہیں ہے۔

سید الشہداءؑ کا حضرت قاسمؑ اور عبداللہؑ کی شہادت کی خبر دینا

آپؑ نے اپنے اصحاب کی وفا، خلوص، پیار و محبت اور جوش و جذبہ کو دیکھ کر ان کے حق میں دعا دی۔ حضرت امام حسنؑ کے شہزادے جناب قاسمؑ نے عرض کیا: اے چچا جان! کیا میرا ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جنھوں نے آپ کے ہم رکاب شہید ہونا ہے؟

سید الشہداء نے اس بچے کے ان جذبات کو دیکھتے ہوئے سوال کیا: اے میرے بیٹے! موت کیا ہوتی ہے؟ جناب قاسمؑ نے عرض کیا: موت شہد سے زیادہ شیریں ہے۔①

سید الشہداؑ نے فرمایا: اَیْ وَاللّٰہِ بَلٰی تیرا چچا تجھ پر قربان ہو جائے، قسم بخدا! تم نے بھی شہادت کی سعادت کو حاصل کرنا ہے۔ اے میرے شہزادے سنو! میرے علی اصغرؑ نے بھی شہید ہونا ہے، جو صرف اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے۔ جب شہزادہ قاسمؑ نے اپنے چچا سے علی اصغرؑ کی شہادت کے بارے سنا تو حیرانی کے عالم میں عرض کرتے ہیں: چچا جان! کیا یہ لشکر خیام کے اندر ان مستورات کے نزدیک چلا آئے گا اور یہاں علی اصغرؑ

① موت کے تصور سے تو بڑے بڑے رہبران عالم کانپ گئے تھے۔ ادھر کربلا کی ملکوتی و نورانی محفل نے بڑے تو بڑے ایک بچے کو اتنی بلندی عطا کی۔ اس کی بلندی تک عقل کے عالی پرواز شہباز کو اس فضائے نور میں پرواز کرنے کی کب ہمت ہو سکتی ہے۔ (مترجم)

Presented by Ziaraat.Com

کو شہید کر دے گا؟

آپؑ نے فرمایا: تیرا چچا تجھ پر قربان! علی اصغرؑ کو سخت پیاس لگے گی اور وہ پیاس کی وجہ سے جان بلب ہو جائے گا۔ میں خیام کے اندر اس کے لیے دودھ یا پانی تلاش کرنے کے لیے جاؤں گا لیکن کچھ نہ ملے گا۔ میں کہوں گا بچہ مجھے دو تا کہ اُسے اپنی زبان سے پانی دوں پس وہ بچہ کو میرے پاس لائیں گی۔ میں اس کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھاؤں گا اور اُسے اپنے منہ کے قریب لے جاؤں گا تا کہ اُسے اپنی زبان سے پانی دوں۔ ایک فاسق اُسے اپنے تیر کا نشانہ بنائے گا۔ وہ تیر بچے کو ذبح کر دے گا۔ میرے ہاتھ اس کے خون سے پُر ہو جائیں گے۔ وہ خون آسمان کی طرف پھینکوں گا اور کہوں گا: اے میرے پروردگار! تیرے اس امتحان پر صبر ہے۔ اس وقت یہ لشکر تیغ و سنان کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہوگا۔ پشت خیام میں جو آتش خندق ہے اس میں شعلے بھڑکنے لگیں گے۔ میں ان منافقین پر حملہ کروں گا۔ یہ وہ لمحات ہوں گے جو مجھ پر سخت ترین اور تلخ ترین ہوں گے۔ میرا خدا بھی یہی چاہتا ہے۔

جناب امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: جب آپؑ نے یہ فرمایا تو آپؑ آبدیدہ ہو گئے اور ہم سب بھی رونے لگے۔ اہلِ بیتؑ کے افراد کی صدائے گریہ بلند و بالا ہوئی۔ اس وقت زہیر بن قینؓ اور حبیب بن مظاہرؓ نے جاننا چاہا۔ کیا سید سجادؑ نے شہید ہونا ہے؟ ان بزرگواروں نے سید الشہداءؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا "علیؑ" نے بھی شہید ہونا ہے؟ آپؑ نے گریہ فرماتے ہوئے کہا: خداوند تعالیٰ اس دنیا میں میری نسل کو منقطع نہیں فرمائے گا۔ وہ اُسے کیسے قتل کریں گے حالانکہ وہ آٹھ اماموں کا باپ ہے؟

سید الشہداءؑ نے اصحاب سے فرمایا: چلے جاؤ!

ناسخ، ج۲، ص۲۲۲، آپؑ نے دوبارہ اپنے اصحاب کا امتحان لیا۔ آپؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

میں اپنی بیعت کا قلادہ تم سے اُٹھائے لیتا ہوں۔ رات کے پردے میں چلے جاؤ۔ آپؑ نے اپنے اہلِ بیتؑ سے بھی فرمایا: تم بھی چلے جاؤ۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ تم ان لوگوں سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس جماعت کا مقصود صرف میں ہوں۔ مجھے ان کے پاس چھوڑ جایئے۔ خداوند تعالیٰ میری نصرت فرمائے گا اور نظرِ رحمت فرمائے گا۔ جس طرح اُس نے میرے بزرگوں پر جو طیب و طاہر تھے نظرِ رحمت فرمائی ہے۔

اب وہ لشکر آرام کر رہا ہے تم چلے جاؤ۔ میں نے اس سے قبل لکھا ہے کہ مروج الذہب میں ہے: امام حسینؑ کا لشکر ایک ہزار سوار اور ایک سو پیادہ افراد پر مشتمل تھا۔ دسویں محرم کی رات صرف ستر آدمی باقی رہ گئے۔ اب جو خاصان بچ گئے تھے انھوں نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ اللہ! ہم آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔

امام حسینؑ نے فرمایا: جس چیز کے لیے میں نے اپنے آپ کو تیار کیا ہوا ہے اور تم نے بھی اپنے آپ کو اس چیز کے لیے تیار کرلیا ہے۔ پھر یہ جان لو، خداوند تعالیٰ تمھیں جنت میں وہ منازل عطا فرمائے گا جو کسی دوسرے کو نہیں مل سکیں گے۔

یہ وہ حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ خداوند تعالیٰ نے مجھے یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ میں اہلِ بیتؑ کا ایک فرد ہوں۔ وہ سب اس دنیا سے رحلت کر گئے ہیں۔ ان کا آخری میں ہوں۔ اُنھوں نے احترام و اکرام کے ساتھ اس دنیا میں رہتے ہوئے زندگی بسر کی۔ تمام مکروہاتِ زمانہ مجھ پر اکٹھے ہو گئے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے تم سب لوگوں کو اکرام بخشا ہے۔ یہ جان لو دنیا کے مکروہات اور مصائب و شدائد خواب کی مثل ہیں۔ اصل بقاء و بیداری آخرت سے تعلق رکھتی ہے۔ جو شخص آخرت میں کامیاب ہے وہ ہمیشہ کے لیے کامیاب و کامران ہے۔ جو آخرت میں بدبخت ہے وہ ہمیشہ کے لیے بدبخت ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسینؑ کا خواب

قمقام، ج ۱، ص ۳۸۸، جلاء العیون، ص ۵۵۳، تاریخ، ج ۲، ص ۲۱۱، ان تمام صاحبان نے اپنی اپنی کتب میں روایت کی ہے: جب وقت سحر ہوا، امام حسینؑ کو نیند آ گئی۔ جب آپؑ بیدار ہوئے تو آپؑ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ آپؑ نے فرمایا: ابھی ابھی میں نے خواب میں دیکھا۔ کچھ کتے ہیں جنہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے۔ ان کتوں میں ایک اُبلق کتا ہے جو مجھ پر دوسرے کتوں سے بڑھ بڑھ کر حملہ کرتا ہے۔ میں نے خیال کیا وہ کتا مجھے قتل کرنا چاہتا ہے جو مبروص ہے۔ اس وقت میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقدس اَرواح کے ایک گروہ کے ساتھ دیکھا وہ تمام میرے نزدیک تشریف لائے۔

میرے نانا نے مجھ سے فرمایا: اے میرے فرزند! تم آلِ محمدؐ کے شہید ہو۔ یہ آسمانی مخلوق اور ملاء اعلیٰ کے مقدس اَرواح آپؑ کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ آپؑ کے انتظار میں ہیں جلدی کرو اور آج رات ہمارے ساتھ افطار کرو۔ یہ فرشتہ آسمان سے نازل ہو چکا ہے۔ اس کے پاس ایک شیشہ ہے جس کا رنگ سبز ہے، جب تم شہید ہو جاؤ گے۔ اس وقت یہ تمہارا خون اس شیشہ میں بند کر کے آسمان کی طرف لے جائے گا۔

قمقام کے مطابق آپؑ نے فرمایا: میں نے ابھی خواب دیکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے میرا وقت قریب ہے اور میں جلد جانے والا ہوں۔

سید الشہداءؑ کا محمد بن حنفیہ کو خط لکھنا

قمقام، ج ۱، ص ۳۸۸، ابن قولویہ سے روایت ہے، حضرت امام حسینؑ نے محمد بن حنفیہ کی طرف خط لکھا، خط کا متن یہ ہے:

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنَ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِی إِلٰی مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِي وَمَنْ قِبَلِهٖ

مِنْ بَنِی هَاشِمٍ

اَمَّا بَعْدُ فَكَاَنَّ الدُّنْيَا لَمْ تَكُنْ وَالْآخِرَةَ لَمْ تَزَلْ

حسین بن علی کا خط محمد بن علی اور بنی ہاشم کے نام

"اما بعد! دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے"۔

دلائل الامامۃ، طبری، ص ۷۷ جب امام حسینؑ نے عراق کی طرف متوجہ ہوئے تو آپؑ نے کاغذ، قلم طلب فرمایا اور خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنَ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِی إِلٰی مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِي وَمَنْ قِبَلِهٖ

مِنْ بَنِی هَاشِمٍ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ لَحِقَ بِی اِسْتَشْهَدَ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنِّی

فَاِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغِ الْفَتْحَ

حسینؑ بن علیؑ کا خط بنی ہاشم کے نام!

"جو میرے ساتھ چلا وہ شہادت کی سعادت حاصل کرے گا اور جس نے مجھ سے اعراض کیا وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتا"۔

شب عاشورا کا ایک واقعہ

ذریعہ، ص ۸۱، کتاب نور العیون کی روایت ہے، حضرت سکینہؑ دختر حضرت امام حسینؑ کا بیان ہے: رات روشن تھی، میں اپنے خیمہ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے اچانک اپنے خیمہ کی پشت سے رونے کی آواز سنی۔ میں پریشان ہوئی، شاید مستورات میرے لیے رو رہی ہیں کہ انہیں میرا علم نہیں کہ میں کہاں ہوں۔ میں فوراً اپنے خیمہ سے

Presented by Ziaraat.Com

باہر آئی۔ میں نے دیکھا میرے بابا بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے اصحاب ان کے اردگرد بیٹھے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں۔

میں نے سنا میرے بابا اپنے اصحاب سے فرمارہے تھے: تم میرے ساتھ اس سفر کے لیے اپنے گھروں سے باہر آئے تھے۔ تم سب نے ان لوگوں کو اچھی طرح سے دیکھ لیا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے دل و زبان کے ساتھ میری بیعت کی۔ پھر بیعت توڑ ڈالی۔ شیطان ان پر غالب آ گیا ہے۔ خدا کی یاد سے غافل ہو گئے ہیں۔ اب وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں اور جو میرے ساتھ ہیں، ان کو لوٹنے کے بعد ان کو اسیر بنانا چاہتے ہیں۔ تم لوگ جانتے ہو یا نہیں جانتے، میرے تمھارے درمیان حیاء مانع نہ ہو۔ ہم اہل بیتؑ کسی کو فریب میں نہیں رکھنا چاہتے۔ اب جو کوئی جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے۔ رات کے پردہ سے فائدہ اٹھایئے۔ راستہ بھی خطرناک نہیں ہے۔ وقت بھی ٹھیک ہے۔ رات کا وقت ہے، گرمی بھی نہیں ہے۔ جو چاہے میری مدد کرے اور اپنی جان قربان کرے کل قیامت کے روز بہشت بریں میں وہ میرے ساتھ ہوگا اور خداوند تعالیٰ کے غیض و غضب سے دور ہوگا۔

میرے نانا رسول اللہؐ نے فرمایا: یہ میرا بچہ حسینؑ شہید کیا جائے گا۔ جہاں شہید ہوگا اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں۔ وہ وہاں مسافر ہوگا، یکہ و تنہا ہوگا اور سخت پیاسا ہوگا اور اس حالت میں شہید کر دیا جائے گا۔ جس نے اس کی نصرت کی اسی نے میری نصرت کی اور اُس نے اس کے فرزند قائم علیہ السلام کی نصرت کی۔ اس کے علاوہ اگر کسی نے صرف اپنی زبان کے ساتھ ہماری مدد کی وہ بھی قیامت کے روز ہماری جماعت کے ساتھ ہوگا۔

شہزادی سکینہؑ فرماتی ہیں قسم بخدا! ابھی میرے بابا کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی لوگ اُٹھنے لگے اور بابا کو چھوڑ کر جانے لگے۔ آخر صرف اکہتر نفر باقی رہ گئے۔ پھر میں نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے بابا کی طرف دیکھا تو وہ اپنا سر جھکائے ہوئے زمین کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پس مجھے بے اختیار رونا آ گیا۔ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی تھی لیکن مجھے اس بات کا خوف تھا کہیں میرے بابا میرے رونے کی آواز نہ سن لیں۔ پس میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور دعا مانگی:

"خدایا! ان لوگوں کو ذلیل فرما، ان لوگوں نے ہمیں ذلیل کیا۔ ان کی دعا کو قبول نہ فرما۔ فقر و افلاس ان پر مسلط فرما۔ قیامت کے روز انھیں میرے نانا کی شفاعت نصیب نہ فرما"۔

پھر میں اپنے خیمہ میں واپس آ گئی۔ اس وقت آنسو میرے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ میری پھوپھی جناب کلثومؑ نے جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو پوچھا: میری بیٹی کیا ہوا ہے؟ میں نے پورا قصہ بیان کر دیا تو انھوں نے آہ و فریاد بلند کی: واجداہ واعلیاہ واحسناہ واحسیناہ ، واقلۃ ناصراہ۔

اب دشمن سے چھٹکارے کا امکان نہیں۔ اے کاش حسینؑ کا عوض لے لیتے۔ پھر ہم سب کے گریہ کی آواز بلند ہوئی۔ جب بابا نے ہماری آواز سنی تو جلدی کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ان کے رخساروں پر آنسو جاری تھے۔ آپؑ نے فرمایا: کیوں رو رہی ہو؟

انھوں نے عرض کیا: اے ہمارے برادر! ہمیں اپنے نانا کے مزار کی طرف واپس لوٹاؤ۔ آپؑ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں ہے۔

پھوپھی اماں نے کہا: اے برادر جان! ان لوگوں کے سامنے اپنے نانا، اپنی اماںؑ ، اپنے بابا اور بھائی اور اپنے مقام و منزلت و فضائل بیان کرو شاید انھیں حیا آ جائے۔

آپؑ نے فرمایا: میں نے سب کچھ کہہ دیا ہے لیکن یہ لوگ ماننے والے نہیں

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔ انہیں وعظ ونصیحت بھی کیا ہے لیکن قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ وہ صرف اور صرف مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں اور میرے لاشے کو خاک پر پڑا دیکھنا چاہتے ہیں۔

لیکن میری وصیت تمہارے لیے یہ ہے کہ تقوی کے دامن کو نہ چھوڑنا، خدا سے ڈرتے رہنا، جس نے پوری کائنات کو پیدا فرمایا، آزمائش پر صبر کرنا، میری شہادت رسولؐ خدا کا وعدہ ہے۔ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ میں تم کو خدا یکتا اور پناہ دہندہ کے حوالے کرتا ہوں۔ اس طرح ہم ان کے ساتھ ایک ساعت آنسو بہاتے رہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

"اور انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے"۔

اشعار مناسب شب عاشورا از مرحوم کمپانی

امشب شب وصالست روز فراق فردا است
در پردہ حجازی شور عراق فردا است

امشب قران سعد است در اختران خرگاہ
یا آنکہ لیلۃ البدر روز محاق فردا است

امشب ز لالہ رویان فرخندہ لالہ زاریست
رخسار ھای چون خور در احتراق فردا است

امشب نوای تسبیح از شش جہت بلند است
فریاد واحسینا تا نہ رواق فردا است

امشب بنور توحید خرگاہ شاہ روشن
در خیمہ آتش کفر دود نفاق فردا است

Presented by Ziaraat.Com

امشب ز روی اکبر قرص قمر ہویدا است
آسیب آن شقائق تیغ شقاق فردا است
امشب شگفتہ اصغر چون گل بروی مادر
پیکان آن گلورا بوس عناق فردا است
امشب خوش است و خرم شمشاد قد قاسم
رفتن بحجلۂ گور بالطمطراق فردا است
امشب نہادہ بیمار سر روی بالس ناز
گر دون بحلقۂ غل پا در وثاق فردا است
امشب بروی ساقی آزادگان گشادہ
بند گران دشمن بر دست وساق فردا است
امشب نشستہ مولا بر زفرق عبادت
میدان رہ عشق روی براق فردا است
امشب شہ شہیدان آمادۂ رحیل است
دیدار روی جانان یوم التلاق فردا است
امشب بگو بہانو یکساعتی بیارام
ہنگامۂ بلاخیز مالا یطاق فردا است

''آج شب وصل ہے کل روز فراق ہے۔ کل اہل حجاز کے ساتھ جنگ کا بازار گرم ہونے والا ہے۔ آج شب خیام کے اندر تمام ستارے جمع ہیں یا یہ کہوں آج رات بدر کامل اپنے عروج پر ہے، کل غروب ہو جائے گا۔

آج شب لالہ زار میں پھول کھلے ہوئے ہیں کل دن کو مرجھا جانے والے ہیں۔ آج شب اطراف و کنار سے تسبیح و تہلیل کی

Presented by Ziaraat.Com

ملکوتی صدائیں گونج رہی ہیں۔ کل واحسیناہ کی دردناک آہ و فغان سے فضا تھرا رہی ہو گی۔

آج کی رات ہلالؑ کے چاند سے خیام میں نور ہی نور ہے، کل آتشِ کفر سے خیام جلیں گے۔ نفاق کا دھواں ہر سو پھیل جائے گا۔

آج شب علی اکبرؑ کا چہرا اور چودھویں کے چاند کی طرح منور ہے، کل اُمت کے شقی کی تیغ سے اپنے مطلع سے غائب ہو جائے گا۔

آج شب شہزادہ علی اصغرؑ جو پھول سا مکھڑا رہتا ہے کل اس کی نازنین و حسین گردن میں ظالم کا تیر پیوست ہو جائے گا۔

آج شب قاسمؑ شہزادہ اپنے حُسن و جمال سے محفل کو زینت بخشے ہوئے ہے، کل یہی شہزادہ قبر میں روپوش ہو جائے گا۔ آج شب بیمار کربلا کی ہر طرف سے تیمارداری ہو رہی ہے لیکن یہی بیمار زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔

آج شب یہ سب حسینی آزاد ہیں کل دشمن انھیں اپنا اسیر بنا لے گا۔ آج شب ہمارے آقا عبادت پروردگار میں مصروف ہیں کل منزل عشق پر پہنچنے کے لیے براق پر سوار ہو جائیں گے۔ آج رات سید الشہداء کوچ کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ کل جانِ جاناں کی ملاقات کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ آج کی رات بیبیوں سے کہہ دو ایک لمحہ کے لیے مجھے آرام کرنے دو کل وہ ہنگامہ برپا ہوگا جو ناقابلِ بیان ہوگا"۔

Presented by Ziaraat.Com